بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

اے محبوب تم کہہ دو کہ اے لوگو! اگر تم اللہ تعالیٰ کو دوست رکھتے ہو تو میرا اتباع کرو، اللہ تعالیٰ تم کو دوست رکھے گا اور تمھارے تمام گناہ معاف کر دے گا۔ اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا ہے۔
(آل عمران-۳۱)

جلد دوم
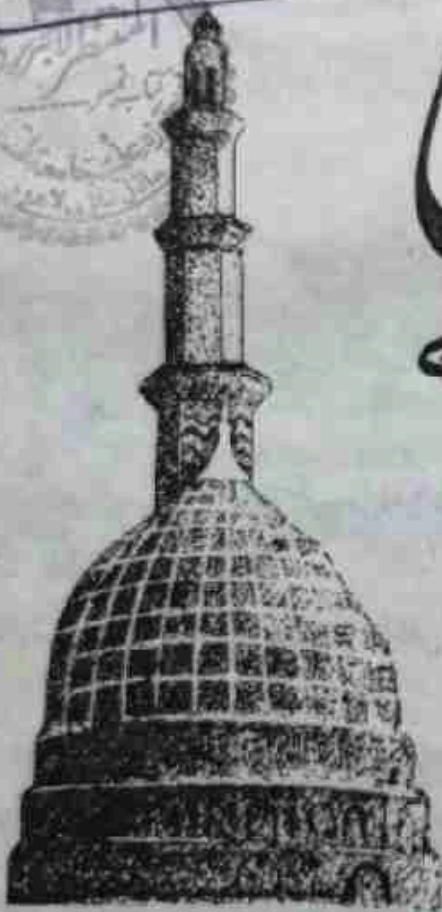
سیرت النبی ﷺ

مغربی مفکرین کی نظر میں

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مؤلف : طالب حسین کرپالوی

اسلامیہ دار التبلیغ مکان نمبر ۱۰ گلی نمبر ۳۱ نزد چاندنی چوک افضل روڈ۔
سانده کلاں۔ لاہور

نام کتاب ۔۔۔ سیرت النبی مغربی مفکرین کی نظر میں
جلد ۔۔۔۔ جلد دوم
از سلسلہ ۔۔۔۔ سیرت النبیؐ
مولف ۔۔۔۔ طالب حسین کرپالوی
ناشر ۔۔۔۔ جعفریہ دارالتبلیغ ۔ سانده کلاں ۔۔ لاہور
کتابت ۔۔۔۔ شفاف کمپیوٹر سنٹر
مطبع ۔۔۔۔ معراجدین پرنٹرز لاہور
بار ۔۔۔۔ اوّل
تاریخ اشاعت ۔۔ [illegible] فروری ۱۹۹۱ء
ھدیہ ۔۔۔۔ [illegible]۰ روپے

نمائندے

سیالکوٹ ۔۔
سید فاخر حسین رضوی جنرل منیجر اسٹیٹ لائف انشورنس ' نوید سنٹر کچہری بازار سیالکوٹ
ملتان '
سید وسیم حیدر عابدی ' واپڈا کمپیوٹر سنٹر ۔ واپڈا کالونی ۔ خانیوال روڈ ملتان
راولپنڈی
سید باقر امام زیدی ۔ مکان ۲۲۶ سٹریٹ ۱۳ ۔ افشاں کالونی قاسم روڈ راولپنڈی کینٹ
کراچی
۔ سید سجاد امام زیدی ۔ ۲۰ ر ۹۸۱ فیڈرل بی ایریا کراچی
نواب شاہ
سید عابد زیدی مکان ۳۸۳ بی ۲ محلہ لیاقت آباد نواب شاہ
حیدر آباد ۔
پروفیسر غلام عباس سروال معرفت رحیم بکڈپو تلاب ۳ حیدر آباد پشاور ۔ سید عون محمد زیدی مکان ۲۰۷ احمام سٹریٹ لطیف جان بلڈنگ پشاور صدر
کوئٹہ
جنرل سیکرٹری انجمن حسینی قندھاری شارع علمدار کوئٹہ
شاکنس
افتخار بکڈپو مین بازار اسلام آباد لاہور ۔ سکھر حیدری کتاب منزل حیدری روڈ پرانا سکھر

حضور باری تعالیٰ

اے کریم ۔ اے مالک الملک ۔ یا رب العٰلمین تو قادر بھی ہے کریم بھی ۔ مغفرت کرنے والا ہے ۔ قدردان بھی ۔ میں نہایت کمزور ، بے بس و بے سہارا بندہ ہوں ۔ تو نے قیامت تک اپنے دین اور اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مبارک طریقوں کو باقی رکھنا ہے ۔ تو نے اس کام کے لیئے اپنے بندوں میں سے بعض کو منتخب فرمانا ہے ۔ تیرے فضل و کرم سے کیا مشکل ہے ۔ اگر مجھ ناکارہ کو بھی اس خدمت کے لیئے قبول کر لیا جائے ۔ اگرچہ میں نے تیری ذات سے بہت بڑا سوال کیا ہے مگر عرش عظیم کے شہنشاہ! تیرے کرم و احسان کے لیئے یہ بالکل آسان ہے

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْم

فہرست

باب اول ، مقامِ مصطفےٰ مغربی مفکرین کی نظر میں۔

باب دوم عظمت قرآن مغربی مفکرین کی نظر میں

باب سوم اسلام مغربی مفکرین کی نظر میں

تعارف

سید حسن علی زیدی

سرکار دو عالم، فخر موجودات، سرور کونین، ختم الرسل، نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی سیرت طیبہ اور حیات پاک ہر مسلمان کے لئے اسوہ حسنہ اور نمونہ عمل ہے ایک مسلمان کی حیثیت سے انفرادی او راجتماعی زندگی بسر کرنے کے لئے ہمیں ہر قدم پر، ہر شعبہ زندگی میں سرکار کی رہنمائی کی ضرورت ہے۔ حضور نے حیات انسانی کے ہر شعبہ، ہر گوشے میں مکمل ہدایات اور مثالی اعمال کے ذریعہ ہمیں سیدھا، سچا، صاف، روشن اور بہترین راستہ بتایا ہے حضور اکرمؐ کی سیرت پاک پر جتنا لکھا گیا ہے دنیا کی کسی اور شخصیت پر اتنا نہیں لکھا گیا۔ الغرض ہر سیرت نگار کی کاوش قابل احترام اور جس منزل پر بھی پہنچ سکا اس کی معراج فکر کے مترادف ہے۔ دنیا کی ہر معروف زبان میں استفادہ انسانیت کی غرض سے حضورؐ کی سیرت نگاری کی کوشش کی گئی ہے اور جہاں تک میری کوتاہ نگاہ پہنچی ہے ارض پاک کی قومی زبان اردو میں بھی ہر مکتبہ فکر کے سیرت نگاروں نے حسب استطاعت کسب کمال سے قربت الٰہی حاصل کیا ہے

میں اس پوزیشن میں تو نہیں ہوں کہ سیرت نگاروں کی درجہ بندی کروں تاہم یہ میدان ہی ایسا ہے کہ جتنا طے کر لیا جائے اس سے کہیں زیادہ باقی رہ جاتا ہے اور مزید کوشش کی ضرورت رہتی ہے مجھے یہ کہنے میں بہرحال کوئی تامل نہیں کہ حضورؐ اقدس کی سیرت نگاری میں ہمیں بالخصوص تمام مکتبہ ہائے فکر سے بوجوہ آگے ہونا چاہئے تھا۔ خدا کرے کہ میری یہ تشنگی میری لاعلمی ہی پر مبنی ہو۔ حضرت علامہ طالب حسین کرپالوی صاحب کا اس ضمن میں یہ ایک نہایت ہی مستحسن اور مفید اقدام ہے اور جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے ہمارے مطالعہ کے مطابق سیرت النبی پر ملت جعفریہ کی طرف سے پاکستان کی سرکاری زبان اردو میں یہ ایک پہلا باقاعدہ اقدام ہے جس میں پر کشش جدید طرز تحریر کو اپنایا گیا ہے اور ہر مکتبہ فکر کے لئے ایک عظیم تحفہ ہے۔ جس میں تاریخ بھی ہے سیرت بھی ہے اور بلا کر رس بھی۔

حضرت علامہ جناب طالب حسین کرپالوی صاحب مذہبی کتب کے مطالعے اور تصنیف و تالیف میں ایک اہم مقام رکھتے ہیں اور اہل علم میں اپنی دینی خدمات اور ادبی کاوشوں کی وجہ سے نہ صرف یہ کہ محتاج تعریف نہیں رہے بلکہ اکثر کے لئے قابل تقلید بھی ہیں۔ مراجع عظام اور علماء کرام کے آراء کے مطابق وہ منقولات میں ایک سند کی حیثیت رکھتے ہیں کیونکہ برس ہا برس وہ اس بحر کی غواصی میں مصروف رہے ہیں اور اس میدان میں اپنی عمر سے کہیں زیادہ سفر طے کر چکے ہیں اور الحمد للہ قوت ارادی تھکن سے عاری ہے خدائے ذوالجلال ان کی کاوش کو منظور و قبول فرمائے

اس کتاب کی طباعت میں جو کچھ میں نے حصہ لیا ہے نہ وہ خود نمائی ہے اور نہ کسی پر احسان بلکہ مقصود کائنات کی بارگاہ میں ایک حقیر نذرانہ ہے خدا کرے کہ وہ منظور فرمالیں اور اگر وہ منظور فرمالیں تو میرے والد سید نظیر حسن زیدی مرحوم کے درجات میں بلندی کا ذریعہ قرار پائے

خادم قوم
سید حسن علی زیدی "جنواڑیہ"
بانی سادات بارہ ویلفیئر ایسوسی ایشن
۲۳۔ جہانگیر بلاک ۱۰۔ اسلام پورہ (نیشنل پارک) لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بلغ العلیٰ بکمالہٖ
کشف الدجیٰ بجمالہٖ
حسنت جمیع خصالہٖ
صلوا علیہ و آلہٖ
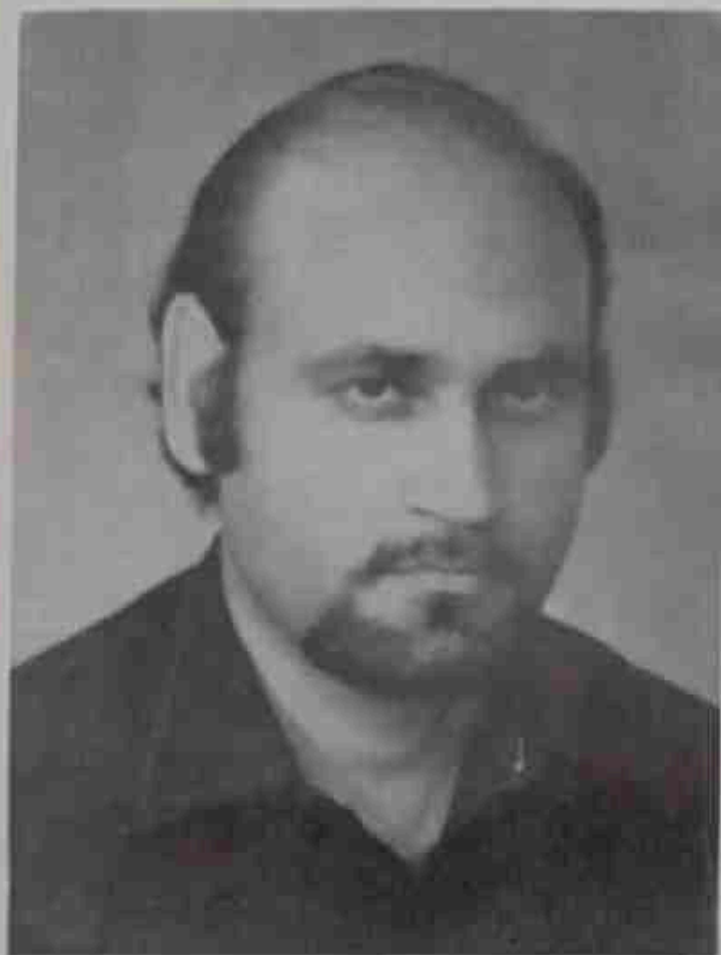
اظہار تشکر

بندۂ حقیر پر تقصیر فخر قوم، عزت مآب سید حسن علی زیدی صاحب قبلہ دام اقبالہ کا صمیم قلب

سے شکر گزار ہے کہ جنھوں نے اس کتاب کی طباعت کے لئے بیس ہزار روپے عطا فرمائے

خدائے ذوالجلال بواسطۂ چہاردہ معصومین علیہم السلام ان کے اس عطیے کو قبول و منظور فرمائے

اور ان کو جمیع مقاصد حسنہ میں کامیاب و کامران فرمائے۔

آمین ثم آمین

طالب حسین کرپالوی

پیرایۂ آغاز

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرّجیم - بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم
الحمد للہ الّذی خلق الانسان - علّمہ البیان - وجعل
اللسن شرفا للسان - و روحًا للجنان -
الصّلوٰۃ والسّلام علی مصلی میدان الرسالۃ و مجلی
مضمار النبالۃ، مُحمّد سیّد الانس والجان - المؤید
بواضح البُرھان - المبعُوث بالکتاب العلی الشان - الشافی
للارواح والابدان - الّذی حار فی بدائع افانینہ کافۃ
الفصحاء من اھل اللسان - ومار فی معارضۃ من روائع
اسالیبہ ذو الشنان والطغیان - فخمدت بطلاوتہ
شقاشق عدنان - وھمدت بتلاوتہ مصاقع قحطان -
وآلہٖ الطاھرین البالغین اقصی البراعۃ فی التبیان - المنعوتین
فی الصحف الاولیٰ والفرقان - الراسخین فی العلم العارفین
بتاویل القرآن - الّذین ھم مع القرآن والقرآن معھم
لا یفترقان - حتّٰی یردا الحوض علی صاحب المقام المحمود
فی الجنان -

امابعد

میرے خیال میں دنیا کے تمام مشکل کاموں میں سے سب سے مشکل کام جناب ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت طیبہ پر کچھ تحریر کرنا ہے۔ اگر کوئی تاجر ہے اور اس نے فن تجارت میں کمال حاصل کیا ہو تو اس کی سیرت نگاری میں صرف اسکا تجارتی پہلو پیش نظر ہو گا کسی بادشاہ کی سیرت نگاری اس لیئے زیادہ دشوار نہیں کہ اس میں حصول اقتدار اور استعمال کردار کے مراحل کو بیان کر دینا کافی ہوتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ بادشاہ کی ذاتی سیرت وکردار پر روشنی ڈالنا پڑتی ہے یہی حال کسی مصنف، مفکر، عالم اور محقق کی سیرت کا ہے۔ لیکن جناب محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت اتنی متنوع، ہمہ گیر اور بوقلموں ہے کہ اس کے ملاحظہ اور بیان کے وقت انسانی ذہن شل، افکار ماندہ، زبان گنگ اور قلم شکستگی کا شکار ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جس دن سے اس خاکدان عالم میں اس فروغ دیدہ امکان ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری ہوئی ہے۔ ستار حسین حسن وکمال ان کے کمال ذاتی ودائمی کی شرح میں مصروف ہیں اور آج تک ان کا ایک شمہ بھی بیان نہ کر سکے اور نہ قیامت تک بیان کر سکیں گے۔ یہ حق صرف خدائے محمدؐ ہی ادا کر سکتا ہے۔ کیونکہ اس نے ان کی تصویر بنائی تھی اور جس طرح وہ خود بے نظیر و بے مثل ہے اسی طرح اس نے اپنے محبوبؐ کو بھی بے نظیر و بے مثل بنایا ہے تاہم لوگ سیرت نگاری میں اپنی سی کوشش کرتے چلے آرہے ہیں۔ اس لیئے نہیں کہ وہ اس فریضے کو انجام دے سکیں گے بلکہ اس لیئے کہ اس فریضے کی انجام دہی کے ذریعے وہ اپنی اپنی بخشش کا سامان کر سکتے ہیں۔
حضرت حسان بن ثابتؓ نے کیا خوب بات کہی ہے۔

ماان مدحت محمداً بمقالتی۔۔ لکن مدحت مقالتی بمحمد

یعنی میں اپنے کلام کے ذریعے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف نہیں کر سکتا۔ بلکہ میں ان کے نام کے ذریعے اپنے کلام کی تعریف کرتا ہوں اور اس کا مرتبہ بلند کرتا ہوں۔
مسلمانوں نے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت طیبہ پر کتب لکھنا ہی تھیں ان کے فضائل بیان کرنا ہی تھے۔ ان کی بارگاہ میں نذرانہ عقیدت پیش کرنا ہی تھا۔ کیونکہ وہ آپ کو خدا کا آخری نبیؐ اور اپنی شفاعت کا وسیلہ سمجھتے ہیں۔ لیکن آمنہؓ کے لالؐ کی عظمت کو غیر مسلموں نے بھی سلام کیا اور خصوصاً مغربی مفکرین نے ان کی سیرت و منقبت پر بیسیوں کتب تحریر فرمائی ہیں۔
سیرت النبیؐ کی اس دوسری جلد میں ان بیانات کو ایک مقام پر جمع کیا گیا ہے جو غیر مسلموں، خصوصاً مغربی مفکرین کی طرف سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں خراج تحسین کی حیثیت رکھتے ہیں۔

ادائے شکر

ادائے شکر کے جذبات کا انتہا بے اندازہ ہجوم اپنے اس چھوٹے سے دل کی دنیا میں پا رہا ہوں کہ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا، کیونکر

اور کس طرح ان جذبات شکر گزاری کا اظہار کروں، جو میرے ناچیز دل میں موجزن ہیں۔ واقعہ تو یہ ہے کہ ہر عطا اسی خالق کون و مکان کی عطا ہے۔ جس نے انسان ضعیف البنیان کو اشرف المخلوقات بنایا۔

سادہ الفاظ میں صرف اتنا عرض کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے مجھے سیرت النبیؐ کی دوسری جلد کی تالیف اور اشاعت کا فخر عطا فرمایا۔

خدا میری اس حقیر پیش کش کو قبول و منظور فرمائے اور اس سلسلے کی باقیہ جلدوں کو شائع کرنے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین

طالب حسین

۵ اکتوبر ۱۹۹۰ء

سیرت النبی مغربی مفکرین کی نظر میں

مغربی مفکرین نے سیرت النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر بے شمار کتب تحریر کی ہیں۔ چند ایک کا تعارف پیش خدمت ہے۔

محمد رسول اللہ

یہ ایک فوجی آفیسر آر۔ وی۔ سی باڈلے کی انگریزی تصنیف "دی میسنجر" کا اردو ترجمہ ہے۔ باڈلے ۱۸۹۲ء میں پیرس میں پیدا ہوا۔ انگلستان کے ایٹن پبلک سکول سے تعلیم حاصل کی اور فوج میں کمیشن حاصل کیا۔ پہلی جنگ عظیم سے پہلے کچھ وقت ہندوستان میں گزارا۔ جنگ عظیم اول ۱۹۱۴ء تا ۱۹۱۸ء برطانوی فوج میں خدمات سرانجام دیں اور لیفٹیننٹ کرنل کے عہدے تک پہنچ گیا۔ باڈلے کی یہ کتاب پہلی بار ۱۹۴۶ء میں شائع ہوئی اور اس کا دوسرا ایڈیشن پاکستان سے ۱۹۵۴ء میں شائع ہوا۔ اس کتاب کا ترجمہ ۱۹۷۵ء میں سید محمد امین زیدی نے اردو میں کیا۔ اس کا ترجمہ اور تلخیص محمد علی چراغ نے بھی کی ہے۔ سید محمد امین زیدی کا ترجمہ ۳۳۶ صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ شروع میں انہوں نے ۳۱ صفحات کا مقدمہ لکھا ہے۔ کتاب بائیس ابواب پر مشتمل ہے۔

مستشرقین کی تمام کتب میں اس کتاب کو امتیاز حاصل ہے کیونکہ مصنف نے انتہائی عقیدت و محبت سے سیرت حبیب خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم لکھی ہے۔ انہوں نے کہیں بھی تعصب سے کام نہیں لیا بلکہ بعض مقامات پر غیر مسلموں کے اعتراضات کا نہایت ہی مدلل جواب بھی دیا ہے۔ اس کتاب کا مطالعہ کرتے ہوئے شک گزرتا ہے کہ یہ کسی مسلمان کی لکھی ہوئی کتاب ہے۔ حالانکہ باڈلے عیسائی مذہب سے تعلق رکھتے تھے۔ انہوں نے بعض مقامات پر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا موازنہ حضرت عیسیٰ، حضرت موسیٰ، کنفیوشس، مہاتما بدھ سے کرنے کی کوشش کی ہے۔ وہ کافی عرصہ عرب میں رہے اور وہاں کے ماحول اور تمام رسم و رواج سے واقف تھے۔

باڈلے اس بات کو ماننے کے لئے تیار نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بعثت سے قبل ایک عام انسان تھے اور چالیس سال آپ کی زندگی میں کوئی اہمیت نہیں رکھتے اس خیال کا رد کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

"آپ کی بعثت سے پہلے کے یہ چالیس سال ہی آپ کی شخصیت کی صحیح وضاحت کرتے ہیں۔ آپ (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے کردار کو نکھارتے ہیں اور بانی اسلام کی زندگی کی حقیقت اور خلاصہ ہیں"

مستشرقین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر یہ اعتراض بڑی شدت سے کیا ہے کہ آپ نے تلوار کے زور سے اسلام پھیلایا۔ باڈلے اس کا سختی سے رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"حضرت محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو صرف خون بہانے اور قتل و غارت کے لئے جنگ کرنا ہرگز پسند نہ تھا۔"

باڈلے آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے معجزات اور اور نزول وحی پر اعتراض کرنے والے عیسائیوں اور یہودیوں کو

استدلال سے سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اپنی کتاب کے پانچویں باب میں رقم طراز ہیں۔

"اگر معجزات اور وحی والہامات پر یقین ہے تو وہ کسی خاص زمانے سے تعلق نہیں رکھتے وہ حضرت عیسیٰ" سے دو ہزار سال بعد بھی رونما ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ جو لوگ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا غار حرا کے واقعات پر مذاق اڑاتے ہیں انہیں لازم ہے کہ وہ اسی طرح حضرت موسیٰ" کا کوہ طور پر اور حضرت عیسیٰ" کا گلیلی کی پہاڑیوں پر پیش آمدہ واقعات پر بھی مذاق اڑائیں۔
"

اس کتاب کے بعض جملوں پر اعتراض کیا جا سکتا ہے۔ لیکن مصنف نے کہیں تعصب کی بنا پر کوئی غلط بات نہیں لکھی۔ بعض جملے بلاارادہ طور پر ایسے لکھ دیئے ہیں جن پر مسلمان اعتراض کر سکتے ہیں لیکن کہیں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے ادبی کی نیت سے ایک لفظ بھی رقم نہیں کیا۔

الامین (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

یہ کتاب پکتھال کی لکھی ہوئی ہے۔ جو بعد میں مسلمان ہو گئے تھے۔ یہ کتاب صرف ۴۳ صفحات پر مشتمل ہے۔ جس کے درج ذیل ابواب ہیں۔ مکی زندگی' مدنی زندگی' ہجرت حبشہ' حضرت عمر کا اسلام قبول کرنا' جنگ بدر' جنگ احد' بنی قریظہ کو سزا دینا' صلح حدیبیہ۔ اس کتاب کا جو نسخہ میری نظر سے گزرا وہ ۱۹۸۱ء کا چھپا ہوا ہے۔ اور یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ یہ کتاب کب لکھی گئی تھی اور پہلی بار کب چھپی اور نہ ہی یہ پتہ چلتا ہے کہ محمد مارڈیوک پکتھال نے یہ کتاب اسلام قبول کرنے سے قبل لکھی تھی یا اسلام قبول کرنے کے بعد لکھی ہے۔

محمد اینڈ اسلام

یہ کتاب سر ولیم میور کی لکھی ہوئی ہے جنہوں نے لائف آف محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لکھ کر مسلمانوں کے جذبات کو برانگیختہ کیا تھا۔ جس کے جواب میں سر سید احمد خان مرحوم نے "خطبات احمدیہ" لکھی تھی۔ یہ کتاب ۲۵۶ صفحات پر مشتمل ہے جس کے ۳۸ ابواب ہیں۔ اگرچہ ولیم میور نے اس کتاب میں بھی کئی مقامات پر تعصب سے کام لیا ہے لیکن پھر بھی بہت سی باتیں انہیں تسلیم کرنا پڑی ہیں۔

محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور ان کے خلفاء

یہ کتاب واشنگٹن اورنگ کی لکھی ہوئی ہے جس کے دو حصے ہیں۔ پہلا حصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت پر مشتمل ہے اور دوسرے حصے میں خلفائے راشدین' امام حسن' معاویہ' یزید' ابن زبیر' اور بنو امیہ کے خلفاء کا تذکرہ ہے۔ یہ کتاب ۱۸۴۹ء میں پہلی بار شائع ہوئی ہے۔ اس کا پہلا حصہ جو سیرت مصطفیٰ پر مشتمل ہے' ۳۶۷ صفحات پر پھیلا ہوا ہے اور اس کے ۴۹ باب ہیں۔

واشنگٹن اورنگ نے بھی بعض مقامات پر تعصب سے کام لیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بہتان تراشی سے کام لیتے ہوئے کئی مقامات پر اپنے بغض اندرون کا اظہار کرتا ہے۔

دی لائف اینڈ ٹائمز آف محمدؐ

یہ کتاب جان بیگٹ گلب کی لکھی ہوئی ہے۔ ۴۲۹ صفحات پر پھیلی ہوئی یہ کتاب لندن کے ایک ادارے نے ۱۹۷۰ء میں شائع کی۔ لیکن اس سے پہلے بھی یہ کتاب شائع ہو چکی ہے۔ یہ کتاب بیس ابواب پر مشتمل ہے۔
مصنف نے قرآن مجید، سیرت ابن اسحاق اور احادیث کی کتب سے حوالے بھی نقل کئے ہیں اور بعض مقامات پر دوسرے مستشرقین کے اقوال بھی نقل کئے ہیں۔ کتاب میں مصنف نے تعصب سے کام نہیں لیا۔ عام طور پر مستشرقین یہ اعتراض کرتے ہیں کہ حضور نبی کریمؐ نے تلوار کے زور سے اسلام پھیلایا۔ گلب کو اس سے اتفاق نہیں۔ فتح مکہ کا ذکر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔
ترجمہ۔ "اس میں کوئی شک نہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی شاندار کامیابی ان کی فوجی کامیابی کی وجہ سے نہیں بلکہ ان کی شخصیت کا نتیجہ تھی"

محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

یہ کتاب مارٹن لنگز کی لکھی ہوئی ہے جو ۱۹۸۳ء میں اسلامک ٹیکسٹ سوسائٹی لندن نے شائع کی۔ یہ کتاب ۳۹۵ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے جو ۸۵ ابواب پر مشتمل ہے۔
یہ کتاب بڑے عاشقانہ رنگ میں لکھی گئی ہے۔ اس کے جو حصے میں نے پڑھے ہیں، وہاں مجھے تعصب نام کی کوئی چیز نظر نہیں آتی۔ اور انتہائی عقیدت و احترام سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ کتاب کا اختتام کرتے ہوئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درج ذیل القاب دئے گئے ہیں "رحمت کی کنجی، صداقت کی روح۔"

این اپالوجی فار محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اینڈ دی قرآن

یہ کتاب ایک برطانوی مصنف جان ڈیون پورٹ کی لکھی ہوئی ہے جو ۱۸۸۲ء میں لندن سے شائع ہوئی تھی۔ کتاب چار حصوں میں منقسم ہے۔ پہلے حصے میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالات زندگی درج ہیں جو ۵۷ صفحات پر محیط ہیں۔ دوسرا حصہ قرآن اینڈ اٹس مورلیٹی کے عنوان سے ۶۵ صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ تیسرے حصے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر لگائے گئے الزامات کا ۲۷ صفحات میں خوب رد کیا ہے۔ اور کئی مصنفین کے حوالے دئے ہیں۔ اس باب میں انہوں نے درج ذیل چار اعتراض کا مفصل جواب دیا ہے۔

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ایک نئے اور جھوٹے مذہب کی تبلیغ کرنا اور اسے الہامی بنا کر پیش کرنا' حالانکہ یہ ان کی ذاتی اختراع تھی۔

۲۔ محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے تلوار کے زور سے اسلام پھیلایا۔

۳۔ جنت کے وعدے کر کے اسلام کی تبلیغ کرنا

۴۔ کثرت ازواج

کتاب کا چوتھا حصہ جمل قرآن کے عنوان سے ۲۹ صفحات پر مشتمل ہے۔ کتاب کے آغاز میں ڈیون پورٹ اقرار کرتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی سیرت جس صداقت اور تفصیل سے لکھی گئی ہے دنیا کے کسی فاتح یا قانون دان کی نہیں لکھی گئی۔

محمدؐ دی ایجوکیٹو

یہ کتاب رابرٹ ایل گیولک کا وہ مقالہ ہے جو انہوں نے یونیورسٹی آف کیلیفورنیا برکلے میں ایم۔اے (ایجوکیشن) کی ڈگری حاصل کرنے کے لئے پیش کیا تھا۔ یہ مقالہ ۱۹۴۱ء میں لکھا گیا۔ ۱۹۵۳ء میں ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم نے لاہور سے شائع کیا۔ اس کے کل ۱۰۷ صفحات ہیں اور تین ابواب پر مشتمل ہے۔

مصنف نے انتہائی ایمانداری اور خلوص سے تعصب کی عینک اتار کر ہر چیز کو سمجھنے کی کوشش کی ہے۔ انہوں نے قرآن' احادیث کے علاوہ مسلم علماء سے سید امیر علی' خدا بخش' احمد ذکی اور ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی کتب سے استفادہ کیا ہے۔ ان کے علاوہ مستشرقین میں سے نکلسن' رابرٹ' بریفالٹ' سٹین وڈکب' جارج بش' ولیم میور' جارج سیل' ٹون سینڈ' جوزف ہیل' سموئیل ایم زویمر' رابرٹ بیک ڈیوس' ایمل ڈرمنگھم' بیرم تھامسن' پرنگل کینیڈی' گب' این سٹیفن' اے ایل وسر' ایس ایچ لیڈر' سر تھامسن آرنلڈ' جان ڈبلیو ڈریپر' ای جی براؤن' رابرٹ فلنٹ' ایم میگریف' جارج سارٹن اور ہالی میرڈ کی کتابوں کے حوالے بھی دیئے ہیں۔

پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)

یہ کتاب روس کے سکالر ٹالسٹائی کی کتاب کا ترجمہ ہے۔ پہلے اس کا سلیم نے عربی میں ترجمہ کیا تھا جس کو مولوی محمد فیض الحسن نے اردو میں منتقل کر دیا۔ اس کتاب کے ۱۴۲ صفحات ہیں اور سنگ میل پبلی کیشنز لاہور نے شائع کی ہے۔ روس کا یہ مشہور للاسفر عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا اعتراف ان الفاظ میں کرتا ہے۔

"محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی بعثت سے پہلے اہل عرب جنگ کے قیدیوں اور اپنی اولاد کی قربانیاں کرتے تھے۔ بیٹیوں کو زندہ درگور کرتے تھے۔ جنگ و قتال کا بازار ہر وقت گرم رکھتے تھے۔ غرض سنگ دلی' انتقام' خونریزی وغیرہ برے اخلاق سے متصف تھے۔ آپؐ نے ان سب اوصاف کا قلع قمع کر کے اہل عرب کو اللہ تبارک و تعالیٰ کی عبادت کی دعوت دی۔......

آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے یہ عظیم الشان کارنامے اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ آپ ایک بہت بڑے مصلح تھے۔اور آپ میں ایک مافوق العادت طاقت تھی۔"

"محمد رسول اللہ" صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

دراصل یہ ایک انگریز کونستن ورژیل گیورگیو کی کتاب کا اردو ترجمہ ہے۔جو کہ ۱۵ ستمبر ۱۹۱۶ء کو مولڈاوی ملک رومانیہ میں پیدا ہوا۔اسے مطالعہ ء ادیان کا شوق تھا۔تعلیم سے فراغت کے بعد اس نے بخارسٹ یونیورسٹی میں فلسفہ ء ادبیات پر ریسرچ شروع کی۔بعد میں وہ وزارت خارجہ میں مختلف اعلیٰ عہدوں پر فائز رہا۔اس نے تاریخ اسلام کا مطالعہ کیا اور ایک کتاب پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق لکھی جس کا نام تھا۔

"وہ رسول جسے از سر نو سمجھنا چاہیئے۔"

اس کتاب کا ترجمہ عبد الصمد صارم الازہری نے اردو زبان میں کیا ہے۔اس میں حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کے مختلف گوشوں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ یہ ترجمہ ۳۶۵ صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔کتاب کا آغاز گیورگیو ان الفاظ سے کرتے ہیں۔

"مشاہیر عالم میں حضرت محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) صحیح معنوں میں آپ مصیبت زدہ شخصیت تھے۔جنہوں نے ایام طفولیت و آغاز جوانی میں بڑی بڑی مصیبتیں جھیلیں۔آپ کی طرح مشاہیر عالم میں کسی نے بھی جوانی اور بچپن میں اتنی تکلیفیں نہیں اٹھائیں۔"

اس مستشرق نے بڑی بے تعصبی سے سیرت مصطفیٰ علیہ التحیتہ والثناء قلم بند کی ہے۔ اس ترجمہ میں مجھے کہیں کوئی قابل اعتراض بات نظر نہیں آئی۔بلکہ بعض مقامات پر انہوں نے مستشرقین کے اعتراضات کے جواب دیئے ہیں۔

جرمن مستشرقین اور سیرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جرمنی کے کئی اہل علم لوگوں نے حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ پر کتابیں لکھی ہیں۔بعض نے بڑی دیانت داری سے کام لیا ہے۔اور بعض نے فرضی قصے گھڑ کر سیرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مسخ کر کے پیش کیا ہے۔کچھ کتابوں کے نام درج ذیل ہیں۔

۱۔ ڈاکٹر اسپرنگر نے جرمن اور انگریزی دونوں زبانوں میں سیرت لکھی ہے۔ان کی کتاب تین جلدوں پر مشتمل ہے۔یہ کتاب ۱۸۶۹ء کی چھپی ہوئی ہے۔انہوں نے ابن ہشام "الواقدی اور ابن سعد پر انحصار کیا ہے

۲۔ سویل گسٹن نے ۱۸۴۳ء میں جرمن میں سیرت پاک پر کتاب لکھی۔یہ کتاب ۴۵۶ صفحات پر مشتمل تھی۔

۳۔ ڈیگوبرٹ دون نے اپنی زبان میں "محمد" کے نام سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سوانح عمری لکھی ہے۔جس

کے ۲۴۸ صفحات ہیں جو ۱۸۴۳ء میں لیپزگ سے شائع ہوئی ہے۔
۴۔ لیوڈولف نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی سوانح عمری لکھی ہے۔ جس کے ۳۸۴ صفحات ہیں جو پہلی بار ۱۸۸۳ء میں لیپزگ سے شائع ہوئی۔
۵۔ اینڈرے تور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے متعلق دو کتابیں جرمن زبان میں شائع ہوئی ہیں۔ ایک چار سو صفحات کی ہے اور پہلی بار ۱۹۱۸ء میں چھپی۔ دوسری سٹاک ہوم سے شائع ہوئی۔
۶۔ کرائم ہیوبرٹ نے "محمد" کے عنوان سے ۷۰ صفحات کی مختصر کتاب قلم بند کی ہے۔ یہ کتاب ۱۹۰۴ء میں شائع ہوئی تھی۔
۷۔ فرانٹز نے ۲۰۷ صفحات کی کتاب تصنیف کی جو ۱۹۲۱ء میں ہائیڈل برگ سے شائع ہوئی
۸۔ ڈاکٹر لوتو نے بھی جرمن زبان میں سیرت پاک کی کتاب لکھی ہے۔ جس کے ۳۰۴ صفحات ہیں۔ یہ کتاب ۱۸۹۸ء میں شائع ہوئی تھی۔
۹۔ سپارنٹ نے ۱۴۰ صفحات کی ایک کتاب لکھی
۱۰۔ فاکریم جو آسٹریا کا باشندہ تھا' اس نے بھی جرمن زبان میں اسلام اور اسلامی تہذیب و ثقافت پر کتابیں لکھی ہیں جن میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ذکر کیا ہے۔

محمد رسول (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)

یہ کتاب این میری شمل کی لکھی ہوئی ہے۔ بارورڈ یونیورسٹی میں انڈو مسلم کلچر کی پروفیسر ہیں۔ انہوں نے اسلام کے متعلق کئی اردو کتابیں لکھی ہیں۔ یہ کتاب انہوں نے پہلے جرمن زبان میں لکھی تھی۔ بعد میں اس کا انگریزی میں ترجمہ کر دیا۔ جو یونیورسٹی آف نارتھ کارولینا پریس لندن نے ۱۹۸۵ء میں شائع کیا۔ یہ ترجمہ انگریزی زبان میں ۳۷۷ صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ بعض مقامات پر آیات قرآنی کی خطاطی کے نمونے بھی دیئے گئے ہیں جو غالباً "ترک خطاطوں کے ہیں۔
کتاب کے پانچویں صفحے پر ایک ہندو نعت گو سرکشن پرشاد شاد وزیراعظم ریاست حیدر آباد کا ایک اردو شعر بھی دیا گیا ہے۔ ملاحظہ کیجیے

کافر ہوں کہ مومن ہوں خدا جانے میں کیا ہوں
میں بندہ ہوں ان کا جو ہیں سلطان مدینہ!

شمل نے اس شعر کا انگریزی میں ترجمہ کیا ہے۔
دراصل یہ شعر اور اس کا ترجمہ شامل کر کے ڈاکٹر این میری شمل نے اپنے دل کے جذبات کا اظہار کیا ہے۔ اس کتاب کے بارہ ابواب ہیں جن کے نام درج ذیل ہیں۔
"بائیو گرافیکل نوٹس۔ محمدؐ (خوبصورت نمونہ) محمدؐ کی منفو پوزیشن' معجزات' پیغمبرؐ کے نام' نورانیت محمدؐ' میلادالنبی (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) اسراو معراج' نعتیہ شاعری' محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کا راستہ پیغمبر (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) اقبال کی شاعری میں۔

یہ کتاب بڑی بے تعصبی سے لکھی گئی ہے۔ تاہم غیر مسلموں سے بعض مقامات پر لغزش ہو سکتی ہے۔ ایسا ہی ڈاکٹر ہیکل سے ہوا ہے۔ اپنی کتاب میں انہوں نے معراج کے باب میں "براق" کی تصویر دی ہے۔ جو کسی پاکستانی ٹرک کے پیچھے بنی ہوئی تھی۔ یہ بالکل فرضی تصویر تھی جو انہوں نے بغیر تحقیق کے کتاب میں شامل کر دی۔

فرانسیسی مستشرقین کی کتب سیرت

فرانسیسی محققین نے بھی پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت مقدسہ پر کتابیں لکھی ہیں جن میں سے چند ایک کا تذکرہ کرتا ہوں۔

۱۔ مشہور فرانسیسی سکالر موسیو سیدیو نے بھی "تاریخ عرب" کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے جس میں انہوں نے حضور سید المرسلین علیہ الصلواۃ والتسلیم کی حیات طیبہ پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ اس کتاب کا انگریزی میں ترجمہ ہوا ہے۔ جسے مولوی عبدالغفور نے اردو کا جامہ پہنایا۔

۲۔ رینان نے "مذاہب اسلام" میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اسلام کا تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ یہ کتاب ۱۸۹۶ء میں چھپی تھی۔

۳۔ کوسن ڈی پرسیوال نے "تاریخ عرب" کے نام سے ۱۸۴۷ء میں فرانسیسی میں ایک کتاب لکھی تھی۔

۴۔ ایملین نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت طیبہ لکھی ہے یہ کتاب ۷۰۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کا پہلا ایڈیشن ۱۹۵۷ء میں شائع ہوا تھا۔

۵۔ مورلیس گلوڈی فرائے نے ۷۰۸ صفحات کی ایک کتاب ۱۹۵۷ء میں شائع کی۔

۶۔ کارٹرانی ایک فرانسیسی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت طیبہ کا انگریزی میں ترجمہ "محمد" کے نام سے کیا ہے۔ جس کے ۳۰۴ صفحات ہیں۔ یہ کتاب ۱۹۶۱ء میں شائع ہوئی تھی۔

۷۔ ایک گمنام فرانسیسی نے ۳۲ صفحات کا مختصر کتابچہ لکھا تھا۔

۸۔ فرانس کے مشہور مورخ ڈاکٹر موسیو لیبان نے "تمدن عرب" کے نام سے ایک کتاب لکھی۔ فرانسیسی سے اردو ترجمہ علامہ سید علی بلگرامی نے شائع کیا۔

چینی مصنف کی سیرت کی کتاب

ایک چینی لیوچی لن نے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت چینی زبان میں لکھی جس کا میسن نے "دی عربین پرافٹ" کے نام سے انگریزی میں ترجمہ کیا۔ یہ کتاب عربی اور چینی ماخذ کی مدد سے لکھی گئی ہے۔

مستشرقین اور سیرت کی کتابوں کے تراجم

سیرت کی بعض کتابوں کے غیر مسلموں نے انگریزی اور دیگر زبانوں میں تراجم بھی کئے ہیں اور بعض نے سیرت کی نایاب

کتب کی تحقیق بھی کی ہے۔ سیرت ابن اسحاق 'جو کہ سیرت کی سب سے پہلی کتاب ہے 'نایاب تھی۔ اس کی تحقیق کا سہرا آکسفورڈ یونیورسٹی کے پروفیسر اے گلیوم کے سر ہے جنھوں نے پہلی بار ۱۹۵۵ء میں سیرت ابن اسحاق کے بکھرے ہوئے حصوں کو یکجا کر کے انگریزی زبان میں منتقل کیا ہے۔ اس کے شروع میں ۴۵ صفحات کا مقدمہ بھی لکھا۔

زین العابدین کی فارسی کتاب پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ترجمہ ایلول سلطن نے "دی میسنجر" کے نام سے کیا ہے جو ۱۸۸۳ء میں اٹلی سے شائع ہوا۔ لیکن اس کا پہلا ایڈیشن مئی ۱۹۲۵ء میں شائع ہوا تھا۔ جسے بعد میں شیخ محمد اشرف کشمیری بازار لاہور نے شائع کیا ہے۔ اسی طرح "الصحیفہ الصلوٰۃ" کا ترجمہ ولیم کوک نے کیا ہے جو ۱۸۸۸ء میں لندن سے چھپا ہے۔ وان کریمر نے واقدی کا ترجمہ ۱۸۵۶ء میں جرمن زبان میں شائع کیا۔ ڈاکٹر ویل نے سیرت ابن ہشام کا جرمن زبان میں ترجمہ کیا ہے اور حواشی بھی لکھے ہیں۔ یونگ نے سیرت ابن ہشام کا لاطینی میں ترجمہ کیا جو ۱۸۸۱ء میں لندن سے شائع ہوا۔ ساتھ ہی عربی متن بھی ہے۔

یورپین تصنیفات

آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی سیرت مبارکہ پر جو یورپین تصنیفات ہیں ان پر پوری بحث تو کسی اور حصہ میں آئے گی جس میں نہایت تفصیل سے بتایا جائے گا کہ یورپ میں اسلام کے متعلق سب سے پہلے یورپین مصنف ہلدی برٹ سے لے کر جو ۱۲۳۹ء میں موجود تھا' آج تک کیا سرمایہ مہیا ہوا ہے؟ ان کا کیا عام انداز ہے؟ ان کی مشترک اور عامتہ الورود غلطیاں کیا ہیں؟ ان کے وسائل معلومات کس درجہ کے ہیں؟ اغلاط کے مشترک اسباب کیا ہیں؟ تعصب اور سوء ظن کا کہاں تک اثر ہے؟ یہاں ہم ان تصنیفات پر صرف اجمالی گفتگو کرتے ہیں۔ کیونکہ اس حصہ میں بھی ہم کو جابجا ان تصنیفات سے کام لینا' یا ان سے تعرض کرنا پڑا ہے۔

یورپ ایک مدت تک اسلام کے متعلق مطلق کچھ نہیں جانتا تھا' جب اس نے جاننا چاہا تو مدت دراز تک عجب حیرت انگیز مفتریانہ خیالات اور توہمات میں مبتلا رہا۔ ایک یورپین مصنف لکھتا ہے۔

"عیسائیت' اسلام کی چند ابتدائی صدیوں تک اسلام پر نہ تو نکتہ چینی کر سکی اور نہ سمجھ سکی' وہ صرف تھراتی اور حکم بجالاتی تھی۔ لیکن جب قلب فرانس میں عرب پہلے پہل روکے گئے تو ان قوموں نے جو ان کے سامنے سے بھاگ رہی تھیں' منہ پھیر کر دیکھا جس طرح کہ مویشیوں کا گلہ جب کہ اس کا بھگا دینے والا کتا دور نکل جاتا ہے"

یورپ نے مسلمانوں کو جس طرح جانا اس کو فرانس کا مشہور مصنف ہنری دی کاستری جس کی تصنیف کا عربی میں ترجمہ ہو گیا ہے' یوں بیان کرتا ہے۔

"وہ تمام قصص اور گیت جو اسلام کے متعلق یورپ میں قرون وسطی میں رائج تھے' ہم نہیں سمجھتے کہ مسلمان ان کو سن کر کیا کہیں گے؟ یہ تمام داستانیں اور نظمیں' مسلمانوں کے مذہب کی ناواقفیت کی وجہ سے بغض و عداوت سے بھری ہوئی ہیں۔ جو غلطیاں اور بدگمانیاں اسلام کے متعلق آج تک قائم ہیں ان کا باعث وہی قدیم معلومات ہیں۔ ہر مسیحی شاعر' مسلمانوں کو مشرک اور بت پرست سمجھتا تھا اور حسب ترتیب درجات ان کے تین خدا تسلیم کیے جاتے تھے' ماہوم یا ماہون' یا ماقومیڈ (یعنی محمدؐ) اور اپلین اور تیسرا ٹرگلان۔ ان کا خیال تھا کہ محمدؐ نے اپنے مذہب کی بنیاد' دعوائے الوہیت پر قائم کی اور سب سے عجیب تر یہ ہے کہ محمد (وہ محمدؐ جو بت شکن اور دشمن اصنام تھا) لوگوں کو اپنے طلائی بت کی پرستش کی دعوت دیتا تھا۔

اسپین میں جب عیسائی' مسلمانوں پر غالب آئے اور ان کو سرقوسطہ کی دیواروں تک ہٹا دیا' تو مسلمان لوٹ کر آئے اور اپنے بتوں کو انہوں نے توڑ ڈالا۔ اس عہد کا ایک شاعر کہتا ہے "اپلین مسلمانوں کا دیوتا ایک غار میں تھا' اس پر وہ پل پڑے اور اس کو نہایت سخت سست کہا اور اس کو گالیاں دیں اور اس کے دونوں ہاتھ باندھ کر ایک ستون پر اس کو پاؤں سے روندا اور لاٹھیوں سے مار مار کر اس کے ٹکڑے کر ڈالے' اور ماہوم کو (جو ان کا دوسرا دیوتا تھا) ایک گڑھے میں ڈال دیا۔ اس کو سنوروں اور کتوں نے نوچ ڈالا۔ اس سے زیادہ اس سے پہلے کسی دیوتا کی تحقیر نہیں ہوئی۔ اس کے بعد ہی مسلمانوں نے اپنے گناہوں سے توبہ کی اور اپنے دیوتاؤں سے معافی مانگی اور از سر نو تلف شدہ بتوں کو بنایا۔ اسی بناء پر جب شہنشاہ چارلس سرقوسطہ میں داخل ہوا تو

اس نے اپنے ہمراہیوں کو حکم دیا کہ تمام شہر کا چکر لگائیں۔ وہ مسجدوں میں گھس گئے اور لوہے کے ہتھوڑوں سے ماہومیڈ اور تمام بتوں کو توڑ ڈالا۔"

ایک دوسرا شاعر ریچر خدا سے دعا کرتا ہے کہ "وہ ماہوم کے بت کے پجاریوں کو شکست نصیب کرے" اس کے بعد وہ امراء کو جنگ صلیبی کے لئے ان الفاظ میں آمادہ کرتا ہے۔ "اٹھو اور ماہومیڈ اور ٹراگن کے بتوں کو اوندھا کر دو' اور ان کو آگ میں ڈال دو' اور ان کو اپنے خداوند کی نذر کرو"۔

اس قسم کے خیالات ایک مدت تک قائم رہے (کسی اور حصہ میں ہم اس کو مفصل لکھیں گے)۔

سترھویں اور اٹھارہویں صدی

سترھویں صدی کے سنین وسطی یورپ کے عصر جدید کا مطلع ہے۔ یورپ کی جدوجہد' سعی و کوشش اور حریت و آزادی کا دور' اسی عہد سے شروع ہوتا ہے۔ ہمارے مقصد کی جو چیز اس دور میں پیدا ہوئی' وہ مستشرقین یورپ کا وجود ہے۔ جنگی کوششوں سے بطور الوجود عربی کتابیں ترجمہ اور شائع ہوئیں۔

عربی زبان کے مدارس 'علمی و سیاسی اغراض سے جابجا ملک میں قائم ہوئے اور اس طرح وہ زمانہ قریب آ گیا کہ یورپ اسلام کے متعلق خود اسلام کی زبان سے کچھ سن سکے۔

اس دور کی خصوصیت اول یہ ہے کہ سنے سنائے عامیانہ خیالات کے بجائے کسی قدر تاریخ اسلام و سیرت پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی بنیاد عربی زبان کی تصانیف پر قائم کی گئی۔ گو موقع بہ موقع معلومات سابقہ کے مصالح کے استعمال سے بھی احتراز نہیں کیا گیا۔

اس دور سے چونکہ یورپ نے مذہبی اشخاص کے شکنجہ سے نجات پائی اور اس کے مذہبی اور سیاسی امور الگ الگ ہو گئے' اس بناء پر اسلام متعلق مصنفین کی دو جماعتیں الگ ہو گئیں۔ عوام اور مذہبی اشخاص اور محقق و غیر متعصب گروہ' اسلام کے متعلق ان دونوں جماعتوں نے جو کوششیں کیں' وہ آج ہمارے سامنے ہیں۔

اس عہد میں عربی زبان کی تاریخی تصنیفات کا ترجمہ ہو گیا تھا۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلے ارپی نیوس (Arp) مارگولیوس (morgliou th) ایڈورڈ پوکاک (Pococke) اور ہالنجر (Hattinger) ذکر کے قابل ہیں۔ لیکن عجیب بات یہ ہے کہ اتفاقاً" یا قصداً" ان مستشرقین نے ابتداء" جن عربی تاریخوں کا ترجمہ کیا وہ اکثر ان مسیحی مصنفین کی تصنیفات تھیں جو قرون ماضیہ میں اسلامی ممالک کے باشندے تھے۔ یعنی سعید بن البطریق او تیکوس المتوفی ۹۳۹ء جو اسکندریہ کا پیٹریارک تھا' اور ابن العمید المکین المتوفی ۲۷۳ء جو سلاطین مصر کا ایک درباری تھا اور ابوالفرج ابن العبری الملطی المتوفی ۲۸۶ء مصنف تاریخ الدول

ابن العمید المکین کی تاریخ' طبری اور ذیل طبری کا خلاصہ ہے۔ ارپی نیوس نے جو ہولینڈ کا ایک مستشرق تھا' لاطینی ترجمہ کے ساتھ 'لیڈن سے اس کا ایک ٹکڑا شائع کیا' جو ابتدائے اسلام رسالت سے اتابکیہ تک کے واقعات پر مشتمل ہے۔ المکین

کے نام سے اس کتاب کے حوالے یورپ کی ابتدائی اسلامی تصنیفات میں نہایت کثرت سے آتے ہیں۔

اخیر اٹھارہویں صدی

یہ وہ زمانہ ہے جب یورپ کی قوت سیاسی، اسلامی ممالک میں پھیلنی شروع ہو گئی، جس نے "اورینٹلسٹ" کی ایک کثیر التعداد جماعت پیدا کر دی، جنہوں نے حکومت کے اشارے سے السنہ مشرقیہ کے مدارس کھولے۔ مشرقی کتب خانوں کی بنیادیں ڈالیں، ایشیاٹک سوسائٹیاں قائم کیں، مشرقی تصنیفات کی طبع و اشاعت کے سامان پیدا کئے، اورینٹل تصنیفات کا ترجمہ شروع کیا۔

سب سے پہلے ہولینڈ نے اپنے مقبوضہ جزائر مشرق میں ۱۷۷۸ء میں ایک ایشیاٹک سوسائٹی قائم کی اور اس کی تقلید میں انگریزوں نے بمقام کلکتہ ۱۷۸۴ء میں جنرل ایشیاٹک سوسائٹی اور ۱۷۸۸ء میں بنگال ایشیاٹک سوسائٹی کی بنیاد ڈالی۔ اس کے بعد ۱۷۹۵ء میں فرانس نے مشرقی زندہ زبانوں (عربی، فارسی، ترکی) کا دارالعلوم قائم کیا۔ اور آخر کار ان مدارس اور سوسائٹیوں کی تقلید سے تمام ممالک یورپ میں اس قسم کی درسگاہیں اور انجمنیں جاری ہو گئیں۔ عام یونیورسٹیوں میں عربی زبان کے پروفیسروں اور کتب خانوں کا وجود لازمی سمجھا جانے لگا۔

مسلمانوں کے ہاں عربی زبان میں سیرت و مغازی کی جو کتابیں محفوظ تھیں، وہ ایک ایک کر کے باستثنائے چند، اٹھارہویں صدی کے اواخر سے لے کر انیسویں صدی کے اختتام تک یورپ میں چھپ گئیں۔ اور ان میں اکثر کا یورپین زبانوں میں ترجمہ ہو گیا۔ سب سے پہلے رسک (Reiske) المتوفی ۱۷۷۴ء نے تاریخ ابوالفدا مع ترجمہ لاطینی و حواشی پانچ جلدوں میں شائع کی۔ ۱۸۰۹ء میں کیپٹن اے متھوس (A.N. MATTHEWS) نے کلکتہ سے مشکوٰۃ المصابیح کا انگریزی میں ترجمہ شائع کیا۔ ۱۸۵۶ء میں وان کریمر (Kremer) نے کلکتہ میں محمد بن عمر واقدی کی کتاب المغازی طبع کرائی۔ ۱۸۶۰ء میں ابن ہشام کی مشہور تصنیف سیرۃ الرسول کی کوٹنگن (Coteingen) سے اشاعت کی۔ اس کے علاوہ اسی مستشرق نے سمہودی کی تاریخ مدینہ اور ابن قتیبہ کی تاریخ المعارف طبع کرائی۔ ۱۸۶۴ء میں ڈاکٹر ویل (G. WEIL) نے ابن ہشام کا جرمنی میں ترجمہ کیا۔ ۱۸۷۷ء میں پیرس سے مسعودی کی تاریخ مروج الذہب مع ترجمہ فرانسیسی پروفیسر ڈی مینارڈ نے شائع کی۔ والہوسن (WELLHAUSEN) نے ۱۸۸۲ء میں واقدی کا جرمن ترجمہ بعنوان "محمدؐ بہ مدینہ" برلن سے شائع کیا۔ ۱۸۸۳ء میں لیڈن سے ہاؤٹسما (HOUTASMA) کے اہتمام سے یعقوبی کی تاریخ دو جلدوں میں چھپی۔ ۱۸۷۹ء سے ۱۸۹۳ء تک چودہ برس کی محنت میں طبری کی مشہور اور نادر الوجود تاریخ بارتھ (J. BARTH) اور نولدکی (NOLDEKE) وغیرہ نے شائع کی، اور سب سے آخر میں مشہور جرمن مستشرق پروفیسر سخاؤ (SACHOU) کی خاص کوشش اور دیگر سات مستشرقین کی اعانت سے ابن سعد کی عظیم الشان اور نادر الوجود طبقات، جس سے زیادہ مبسوط سیرت نبوی میں کوئی تصنیف نہیں۔ تقریباً ۱۹۰۰ء سے گذشتہ سال تک ایک ایک جلد کر کے لیڈن سے شائع ہوتی رہی۔

ان اصل تاریخی تصنیفات اور ان کے تراجم کی اشاعت، ممالک اسلامیہ اور یورپ کے تعلقات، مذہبی منافرت کی کمی، اور

آزادانہ تحقیقات کی خواہش، ان تمام چیزوں نے یورپ میں مصنفین تاریخ اسلام اور سوانح نگاران پیغمبر عرب (صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم) کا ایک کثیر التعداد گروہ پیدا کر دیا۔

اوکسفورڈ کا ایک عالم اس غیر مختتم سلسلے کا ان الفاظ میں اعتراف کرتا ہے۔

"محمدؐ کے سوانح نگاروں کا ایک وسیع سلسلہ ہے، جس کا ختم ہونا غیر ممکن ہے لیکن اس میں جگہ پانا قابل فخر چیز ہے۔" (مارگولیتھ محمدؐ۔ دیباچہ صفحہ ا)

ہم اس موقع پر صرف ان تصنیفات کا مختصر سا نقشہ درج کرتے ہیں، جو بہ تخصیص آنحضرت (صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم) کے حالات میں یا اسلام کے اصول عقائد پر لکھی گئی ہیں اور جن میں سے اکثر ہمارے دفتر تصنیف میں موجود ہیں، یا ہم ان سے متمتع ہو چکے ہیں۔

نام مصنف	نام تصنیف یا مضمون	زمانہ تصنیف
ڈاکٹر جی بی (؟)	سیرت محمد خادع (نعوذ باللہ)	۱۸۱۵ء
ڈاکٹر وائٹ واعظ واکسفورڈ	معطش سرمنبر اسلام اور پیغمبر اسلام پر۔	لو کل ۱۸۰۰ء
گلو فری ہگنس ایم آر اے گلیس	اپالوجی	۱۸۲۹ء
گارسن ڈی تاسی	اسلام و قرآن	از ۱۸۳۷ء تا ۱۸۷۳ء
اڈورڈ لین	انتخابات القرآن	۱۸۴۳ء
ڈاکٹر ویل	ترجمہ و تحشیہ ابن ہشام و کتاب محمد پیغمبر	۱۸۳۶ تا ۱۸۴۵
کارلائل	ہیروز اینڈ ہیرو ورشپ	۱۸۴۶ء
کوسن ڈی پرسیوال	تاریخ عرب	۱۸۴۷ء
واشنگٹن ارونگ	سیرت محمد	۱۸۴۹ء
ڈاکٹر اسپرنگر	سیرت محمدؐ	۱۸۵۱ء
وان کریمر	ترجمہ و تحشیہ واقدی	۱۸۵۶ء
مضمون نگار نیشنل ریویو	مضمون (محمدؐ)	۱۸۵۸
ڈوزی	تاریخ اسلام	۱۸۶۱ء
مضمون نگار نشینل ریویو	بزرگ ترین عرب	"
ڈی لین	سیرت محمد	"
میور	سیرت محمد	"
برتھالمی سینٹ ہلیر	محمد و قرآن	۱۸۶۵ء
نولدیکی	مضامین قرآن و اسلام	۱۸۶۹ء
دوشیمت مضمون نگار کوارٹرلی ریویو	اسلام	۱۸۳۹
مضمون نگار برٹش کوارٹرلی ریویو	محمد اور اسلام	۱۸۷۵ء
جولیس چارلس	تاریخ بانی اسلام	۱۸۷۳ء
مضمون نگار کانٹمپوریری ریویو	محمد اور اسلام	۱۸۷۵ء
باسورتھ اسمتھ	محمد اور اسلام	۱۸۷۵ء
سیدیو	تاریخ عرب	۱۸۷۷ء
ولہوسن	تبصرہ بر واقدی	۱۸۸۲ء
ال کرائل	سیرت محمد	۱۸۸۳ء

گولڈزیہر	مطالعۂ اسلام	۱۸۹۰ء
رینان	تاریخ مذاہب	۱۸۹۳ء
ایچ گریم	سیرت محمدؐ	۱۸۹۳ء
ہنری دی کاستری	اسلام پر خیالات	۱۸۹۶ء
ایف بوہل	سیرت محمدؐ	۱۹۰۳ء
والسٹن	آدھ گھنٹہ محمد کے ساتھ	۱۹۰۵ء
مارگولیتھ	محمدؐ	۱۹۰۵ء
کوئل	محمد اور اسلام	۱۸۹۳ء
پرنس کاتیانی	تاریخ کبیر محمد و اسلام و سلاطین اسلام	جاری
میجر لیونارڈ	اسلام کا روحانی و اخلاقی پایہ	۱۹۰۹ء

مصنفین یورپ تین قسموں میں تقسیم کئے جاسکتے ہیں۔

۱۔ جو عربی زبان اور اصلی ماخذوں سے واقف نہیں۔ ان لوگوں کا سرمایہ ء معلومات اوروں کی تصنیفات اور تراجم ہیں۔ ان کا کام صرف یہ ہے کہ اس مشتبہ اور ناکافی مواد کو قیاس اور میلان طبع کے قالب میں ڈھال کر دکھائیں۔ تعجب ہوتا ہے کہ ان میں بعض (مثلاً " گبن صاحب) ایسے صائب الرائے اور انصف پرست ہیں کہ راکھ کے ڈھیر میں سے بھی سونے کے ذرے نکال سکتے ہیں۔ لیکن قلیل ما ھم۔

۲۔ عربی زبان اور علم ادب و تاریخ و فلسفہ ء اسلام کے بہت بڑے ماہر ہیں۔ لیکن مذہبی لٹریچر اور سیرت کے فن سے ناآشنا ہیں۔ ان لوگوں نے سیرت یا مذہب اسلام پر کوئی مستقل تصنیف نہیں لکھی۔ لیکن ضمنی موقعوں پر عربی دانی کے زعم میں اسلام یا شارع اسلام (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے متعلق نہایت دلیری سے جو کچھ چاہتے ہیں لکھ جاتے ہیں۔ مثلاً " جرمن کا مشہور فاضل ساخو جس نے طبقات ابن سعد شائع کی ہے۔ اس کی وسعت معلومات اور عربی دانی سے کون انکار کر سکتا ہے۔ بیرونی کی کتاب الہند کا دیباچہ اس نے جس تحقیق سے لکھا ہے رشک کے قابل ہے۔ لیکن اسی دیباچے میں اسلامی امور کے متعلق ایسی باتیں لکھ جاتا ہے جس کو پڑھ کر بھول جانا پڑتا ہے کہ یہ وہی محترم شخص ہے جس کو ابھی ہم نے دیکھا تھا۔ نولڈیکی (جرمنی) نے قرآن مجید کا خاص مطالعہ کیا ہے۔ لیکن انسائیکلوپیڈیا (جلد ۱۶) میں قرآن پر اس کا جو آرٹیکل ہے جابجا نہ صرف اس کے تعصب بلکہ اس کی جہالت کے رازِ نہاں کی بھی پردہ دری کرتا ہے۔

۳۔ وہ مستشرقین جنہوں نے خاص اسلامی اور مذہبی لٹریچر کا کافی مطالعہ کیا ہے۔ مثلاً " پامر صاحب یا مارگولس صاحب ان سے ہم بہت کچھ امید کر سکتے تھے۔ لیکن باوجود عربی دانی' کثرت مطالعہ' تفحص کتب کے ان کلیہ حال ہے کہ

دیکھنا سب کچھ ہوں لیکن سوجھتا کچھ بھی نہیں

مارگولیس نے مسند امام احمد بن حنبل کی ۶ ضخیم جلدوں کا ایک ایک حرف پڑھا ہے اور ہم دعویٰ کر سکتے ہیں کہ ہمارے زمانہ

میں کسی مسلمان کو بھی اس وصف میں اس کی ہمسری کا دعویٰ نہیں ہو سکتا۔ لیکن پروفیسر موصوف نے آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی سوانح عمری پر جو کتاب لکھی ہے دنیا کی تاریخ اس سے زیادہ کوئی کتاب "کذب و افتراء اور تاویل و تعصب کی مثال کے لئے پیش نہیں کر سکتی۔ اس کا اگر کوئی کمال ہے تو یہ ہے کہ سادہ سے سادہ اور معمولی سے معمولی واقعہ کو جس میں برائی کا کوئی پہلو پیدا نہیں ہو سکتا' صرف اپنی طباعی کے زور سے بد منظر بنا دیتا ہے۔

ڈاکٹر اسپرنگر جرمنی کے مشہور عربی دان ہیں۔ کئی سال مدرسہ عالیہ کلکتہ کے پرنسپل رہے' لکھنؤ میں آکر شاہی کتب خانہ کی رپورٹ لکھی جو ہماری نظر سے گزری ہے۔ حافظ ابن حجر کی کتاب الصحابہ فی احوال الصحابہ' اول اول ان ہی نے تصحیح کر کے کلکتہ میں چھپوائی۔ لیکن جب آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی سوانح عمری پر ایک مستقل ضخیم کتاب ۳ جلدوں میں لکھی تو ہم حیرت زدہ ہو کر رہ گئے۔

یورپین مصنفوں کی غلط کاریوں کی بڑی وجہ تو وہی ان کا مذہبی اور سیاسی تعصب ہے لیکن بعض وجوہ اور بھی ہیں جن کی بنا پر ہم ان کو معذور رکھ سکتے ہیں۔

۱۔ سب سے بڑی وجہ ہے کہ ان کا تمام تر سرمایہ استناد صرف سیرت و تاریخ کی کتابیں ہیں۔ مثلاً "مغازی واقدی' سیرت ابن ہشام' سیرت محمد بن اسحاق' تاریخ طبری وغیرہ۔ اور یہ ظاہر ہے کہ کوئی غیر مسلم شخص اگر آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی سوانح عمری مرتب کرنا چاہے گا تو عام قیاس یہی رہبری کرے گا کہ اس کو تصنیفات سیرت کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ سیرت کی تصنیفات میں سے ایک بھی نہیں جو استناد کے لحاظ سے بلند رتبہ ہو۔ چنانچہ اس کی بحث گزر چکی۔ مصنفین سیرت سے قطع نظر' سیرت کی روایتیں زیادہ تر جن لوگوں سے مروی ہیں' مثلاً "سیف سلمہ' ابن نجیح عموماً "ضعیف الروایۃ ہیں۔ اس لیئے عام اور معمولی واقعات میں ان کی شہادت کافی ہو سکتی ہے۔ لیکن وہ واقعات جن پر مہتم بالشان مسائل کی بنیاد قائم ہے ان کے لئے سرمایہ بے کار ہیں۔

آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی سوانح عمری کے یقینی واقعات وہ ہیں' جو حدیث کی کتابوں میں بہ روایات صحیحہ منقول ہیں۔ یورپین مصنفین اس سرمایہ سے بالکل بے خبر ہیں اور ایک آدھ کوئی ہے (مثلاً "مارگولیس) تو اولاً "وہ اس فن کا ماہر نہیں اور ہو بھی تو تعصب کی ایک چنگاری سینکڑوں خرمن معلومات کو جلانے کے لئے کافی ہے۔

۲۔ دوسری بڑی وجہ یہ ہے کہ یورپ کے اصول تنقیح شہادت اور ہمارے اصول تنقیح میں سخت اختلاف ہے۔ یورپ اس بات کو بالکل نہیں دیکھتا کہ راوی صادق ہے یا کاذب' اس کے اخلاق و عادات کیا ہیں؟ حافظہ کیسا ہے؟ اس کے نزدیک یہ تحقیق و تدقیق نہ ممکن ہے' نہ ضروری ہے۔ وہ صرف یہ دیکھتا ہے کہ راوی کا بیان بجائے خود' قرائن اور واقعات کے تناسب سے مطابقت رکھتا ہے یا نہیں۔ فرض کرو' ایک جھوٹے سے جھوٹا راوی ایک واقعہ بیان کرتا ہے جو قرائن موجودہ اور گردو پیش کے واقعات کے لحاظ سے صحیح معلوم ہوتا ہے۔ بیان بالکل مسلسل ہے اور کہیں سے نہیں اکھڑتا' تو یورپ کے مذاق کے موافق صحت تسلیم کر لی جائے گی۔

بخلاف اس کے مسلمان مورخ اور خصوصاً "محدثین اس کی پروا نہیں کرتے کہ خود روایت کی کیا حالت ہے۔ بلکہ سب

سے پہلے وہ دیکھتے ہیں کہ "اسمائے رجال" کے دفتر تحقیقات میں اس شخص کا نام ثقہ لوگوں کی فہرست میں درج ہے یا نہیں۔ اگر نہیں ہے تو ان کے نزدیک اسکا بیان بالکل ناقابل اعتنا ہے۔ بخلاف اس کے اگر ثقہ راوی نے کوئی واقعہ بیان کیا تو گو قرائن اور قیاسات اس کے خلاف ہوں اور گو بظاہر عقل کے مطابق بھی نہ ہو لیکن اس کی روایت قبول کرلی جائے گی۔
اس اختلاف اصول نے یورپین تصنیفات پر بہت بڑا اثر پیدا کیا ہے۔ مثلاً "اہل یورپ واقدی کے بیان پر سب سے زیادہ اعتماد کرتے ہیں۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ واقدی کا بیان نہایت مسلسل اور مربوط ہوتا ہے۔ جزئیات کی تمام کڑیاں باہم ملتی چلی جاتی ہیں۔ واقعات میں کہیں خلا نہیں ہوتا، جو چیزیں کسی واقعہ کو دلچسپ بنا سکتی ہیں، سب موجود ہوتی ہیں۔
لیکن سچ یہ ہے کہ یہی باتیں اصلی راز کی پردہ دری کرتی ہیں، جو روایتیں سو برس سے زیادہ برس تک محض زبانوں پر رہیں۔ ان میں اس قدر استقصائے جزئیات ممکن نہیں۔ یہ البتہ ہو سکتا ہے کہ جس طرح تاریخی افسانے لکھے جاتے ہیں۔ چند واقعات کا ذخیرہ سامنے رکھ کر قیاس و قرائن اور معلومات عامہ کے ذریعے سے ایک سادہ خاکے کو نقش و نگار سے کامل کر دیا جائے۔ لیکن یہ جرأت صرف واقدی کر سکتا ہے محدثین اس سے معذور ہیں۔
تاہم اس سے بھی انکار نہیں ہو سکتا کہ ہر موقع پر محض راوی کا ثقہ ہونا کافی نہیں۔ ثقات بھی غلطی کر سکتے ہیں اور کرتے ہیں۔ اس لئیے ضروری ہے کہ درایت کے جو اصول محدثین نے قائم کئے ہیں، اور جن کو بعض جگہ وہ بھول جاتے ہیں۔ ان کی نہایت سختی کے ساتھ پابندی کی جائے۔ (۵)

باب اول

مقام مصطفیؐ مغربی مفکرین کی نظر میں

ڈاکٹر ڈی رائٹ:

"محمد اپنی ذات اور قوم کے لئے نہیں بلکہ دنیائے ارضی کے لئے ابر رحمت تھے تاریخ میں کسی ایسے شخص کی مثال موجود نہیں جس نے احکام خداوندی کو اس مستحسن طریقہ سے انجام دیا ہو" (اسلامک ریویو اینڈ مسلم انڈیا۔ فروری ۱۹۲۰ء)

مسز اینی بسنٹ

مسز اینی بسنٹ نے اپنے لیکچر میں رسول کریم (صلی اللہ علیہ آلہ وسلم) کے حالات بیان کرتے ہوئے کہا کہ۔

"جو شخص ایسے ملک میں پیدا ہوا ہو جس کا میں نے تذکرہ کیا جس کو ایسے لوگوں سے پالا پڑا ہو جس کے ناگفتہ بہ حالات کا نقشہ کھینچا ہے اور جس نے ان کو مہذب ترین اور متقی بنا دیا ہو۔ ہو نہیں سکتا کہ وہ خدا کا رسول نہ ہو" (مدینہ۔ جولائی ۱۹۳۲)

میجر آرتھر گلن لیونارڈ

"حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نہایت عظیم المرتبت انسان تھے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) ایک مفکر اور معمار تھے انہوں نے اپنے زمانہ کے حالات کے مقابلہ کی فکر نہیں کی اور جو تعمیر کی وہ صرف اپنے ہی زمانہ کے لئے نہیں کی بلکہ رہتی دنیا تک کے مسائل کو سوچا اور جو تعمیر کی وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے کی"

ڈاکٹر جی ویل

"آپ کی (یعنی رسول کریم کی) خوش اخلاقی 'فیاضی' رحمدلی محدود نہ تھی"

مسٹر ایڈورڈ موئٹے

"آپ نے سوسائٹی کے تزکیہ اور اعمال کی تطہیر کے لئے جو اسوہ حسنہ پیش کیا ہے وہ آپ کو انسانیت کا محسن اول قرار دیتا ہے

کونٹ ٹالسٹائی

"اس میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) ایک عظیم المرتبت مصلح تھے جنہوں نے انسانوں کی

خدمت کی آپ کے لئے یہ فخر کیا کم ہے کہ آپ امت کو نور حق کی طرف لے گئے اور اسے اس قابل بنا دیا کہ وہ امن و سلامتی کی دلدادہ ہو جائے۔ زہد و تقویٰ کی زندگی کو ترجیح دینے لگے آپ نے اسے انسانی خونریزی سے منع فرمایا اس کے لئے حقیقی ترقی و تمدن کی راہیں کھول دیں اور یہ ایک ایسا عظیم الشان کام ہے جو اس شخص سے انجام پا سکتا ہے جس کے ساتھ کوئی مخفی قوت ہو اور ایسا شخص یقیناً "عام اکرام و احترام کا مستحق ہے" (حمایت اسلام لاہور ۱۹۳۵ء)

ایس مارگولیوتھ

"آنحضرت (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی دردمندی کا دائرہ انسان ہی تک محدود نہ تھا بلکہ جانوروں پر بھی ظلم و ستم توڑنے کو بہت برا کہا ہے"

کرنل سائکس

"کوئی شخص آپ کی خلوص نیت' سادگی اور رحم و کرم کا اقرار کیے بغیر نہیں رہ سکتا"

ڈاکٹر ای۔ اے فریمن

"اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم "بڑے پکے اور سچے راست باز ریفارمر تھے" (معجزات اسلام ص ٦٧)

مسٹر سار مستشرق

"قرون وسطیٰ میں جب کہ تمام یورپ میں جہل کی موجیں آسمان سے باتیں کر رہی تھیں' عربستان کے ایک شہر سے نیر تاباں کا ظہور ہوا' جس نے اپنی ضیا باریوں سے علم و ہنر اور ہدایت کے چھلکتے ہوئے نوری دریا بہا دیئے۔ اسی کا طفیل ہے کہ یورپ کو عربوں کے توسط سے یونانیوں کے علوم اور فلسفے نصیب ہو سکے" (صوت الحجاز ذی قعدہ ۱۳۵۳ھ)

ڈاکٹر لیز بر منگھم

"مجھ کو کسی وقت یہ خیال بھی نہ ہوا کہ اسلام کی ترقی تلوار کی مرہون منت ہے بلکہ اسلام کی کامیابی رسول اللہ کی سادہ' بے لوث' ایفائے وعدہ' اصحاب و پیروؤں کی غیر معمولی حمایت' توکل بخدا اور ذاتی جراءت و استقلال سے وابستہ ہے نبی کا کام کبھی آسان نہیں ہوتا اچھے اور دور رس طریقوں کا وضع کرنا نسبتاً" آسان ہے لیکن ان پر عمل کرنا ہر ایک کا کام نہیں ہے اور پھر جب کہ یہ عظیم الشان کام اپنے ہی خاندان اور قبیلے سے شروع کرے جس کے لوگ اس کی زندگی کی کمزوریوں سے بھی واقف ہوتے ہیں لیکن محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے کام شروع کر دیا تھا تاہم انہوں نے اس امر میں رہنمائی کی جو انسان

کی زندگی میں سب سے زیادہ اہم ہے یعنی بندے اور خدا کے تعلقات"

ڈاکٹر لین پول

"اگر محمد سچے نبی نہ تھے تو کوئی نبی دنیا میں برحق آیا ہی نہیں" (ہسٹری آف دی مورش ایمپائر یورپ)

مسز اینی بسنٹ

"پیغمبر اسلام کی زندگی زمانہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھ سکتی ہے اور تاریک روزگار شاہد ہے کہ وہ لوگ جو حضور پر حملہ کرنے کے خوگر ہیں، جہل مرکب میں مبتلا ہیں حضور کی زندگی سادگی، شجاعت اور شرافت کی تصویر تھی" (قاصد احمد ربیع الاول ۱۳۵۳ھ)

کونٹ ٹالسٹائی

"حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) متواضع، خلیق اور روشن فکر اور صاحب بصیرت تھے لوگوں سے عمدہ معاملہ رکھتے تھے آپ مدت العمر پاکیزہ خصائل رہے" (مدینہ جولائی ۱۹۳۲ء)

سر ولیم میور

اہل تصنیف محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے بارے میں ان کے چال چلن کی عصمت اور ان کے اطوار کی پاکیزگی پر، جو اہل مکہ میں کمیاب تھی، متفق ہیں (لائف آف محمد)

ایس۔ ایچ لیڈر

"جب آپ بوڑھے ہو گئے تو محض رقت قلب کی وجہ سے، جو آپ کو خاص طور پر عطا کی گئی تھی کئی عورتوں کو محض ان کی حالت پر رحم کرنے کے لئے اپنے ازواج میں داخل کرنا پڑا" (مدینہ جولائی ۱۹۳۳ء)

میجر آرتھر گلن مورنڈ

حضرت محمد "صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) بلا شبہ اپنے عصر مقدس میں ارواح طیبہ میں سے تھے وہ صرف مقتدر راہنما نہ تھے بلکہ تخلیق دنیا سے اس وقت تک جتنے صادق سے صادق اور مخلص سے مخلص پیغمبر آئے ان سب سے ممتاز رتبہ کے مالک تھے" (استقلال۔ دیوبند۔ ۱۹۳۶ء)

مسٹر وائل مصنف ہسٹری آف دی اسلامک مپیل

"رسول کریم نے مسلمانوں کو ایسے مذہب کے شیرازے میں منسلک کر دیا ہے کہ جس میں صرف خدائے واحد کی پرستش اور ابدی نجات کی تعلیم کی تھی اور مکمل شریعت سے بہرہ اندوز کیا اور اس قانون کا عامل بنا دیا' جو ہر زمانہ میں یکساں منفعت کے ساتھ نافذ اور رائج ہو سکتا ہے۔

پروفیسر مارس

"کوئی چیز عیسائیان روم کو ضلالت و غوایت کی خندق سے 'جس میں وہ گرے پڑے تھے نہیں نکال سکتی تھی' بجز اس آواز کے 'جو سرزمین عرب کی غار حرا سے آئی" (رسالہ "مولوی" دہلی۔ ربیع الاول ۱۳۵۱ھ)

ڈاکٹر لیبان

"مذہب اسلام کے اعتقاد کا اثر آج بھی ویسا ہی پر زور ہے جیسا پہلے تھا" (تمدن عرب)
تائیگر نے ہمیں ایک لمبی چوڑی فہرست ان اخلاقی احکام کی دی ہے' جو مسلمانوں میں بطور مقولوں کے رائج ہیں اور بلا خوشامد کہا جا سکتا ہے کہ ان مقولوں سے بہتر کوئی دستور العمل انسان کو عملاً "نیکی کی طرف راغب اور بدی سے بچانے کے لئے نہیں ہو سکتا (تمدن عرب)

"تمام مسلمان اپنے مذہب کو ان دو چھوٹے جملوں میں بیان کرتے ہیں جن کا انحصار اور جن کی جامعیت حیرت انگیز ہے لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ (حوالہ مذکور)

ڈاکٹر ریزف ٹیلر

افریقہ کے جن وحشی مقامات پر اسلام کا سایہ پڑا وہاں سے زنا' قماربازی' دختر کشی' عہد شکنی' قتل و غارت گری' توہم پرستی' شراب خوری وغیرہ وغیرہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جاتی رہی مگر اسی ملک کے دوسرے حصے پر کسی غیر اسلام مذہب نے قدم جمایا تو ان لوگوں کو رذائل مذکورہ بالا میں اور زیادہ راسخ کر دیا۔ (مسٹنٹ جیمس گزٹ لندن ۸ اکتوبر ۱۸۸۷ء)

مسٹر ایچ۔ جی۔ ویلز مورخ انگلستان

محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) سے قبل عربوں کا ذہن و دماغ مٹی:۔ رہا تھا وہ شاعری اور مذہبی مباحث میں مبتلا تھے مگر پیغمبر اسلام کے مبعوث ہوتے ہی ان کی قومی اور نسلی کامیابیوں نے ان میں وہ ولولہ پیدا کر دیا کہ تھوڑے ہی دنوں کے اندر ان کے ذہن و دماغ میں وہ روشنی اور چمک و دمک پیدا ہو گئی کہ یونانیوں کے بہترین دور کے لگ بھگ پہنچ گئی یعنی انہوں نے ایک نئے زاویئے اور قوت تازہ کے ساتھ علم کے اس ذخیرہ کو باقاعدہ نشوونما دینی شروع کی جس کا کام یونانیوں نے شروع کیا تھا اور

شروع کر کے چھوڑ دیا تھا ان عربوں ہی نے انسانوں کے اندر سائنس کی تحقیقات کی تحریک کو از سر نو زندہ کیا موجودہ دنیا کو علم و اقتدار کی جو نعمتیں حاصل ہوئی ہیں وہ عربوں کے ذریعے ملی ہیں جو تاریخ تمام لٹریچر اور ٹھوس فلسفے کی جڑ بنیاد ہے اور یہ مضمون تھا جس میں اولین عرب مصنفین نے امتیاز حاصل کیا۔

اسلام میں فلسفیانہ علوم کا عظیم الشان انبار لگ گیا تھا ان کے علاوہ کوفہ 'بغداد' قاہرہ قرطبہ میں عظیم الشان یونیورسٹیاں قائم تھیں ان یونیورسٹیوں نے چار دانگ عالم میں اجالا کر دیا اسلامی فلسفہ کا رنگ و روغن جامعہ قرطبہ ہی کے ذریعہ سے پیرس اور اکسفورڈ اور شمالی اطالیہ کی یونیورسٹیوں پر چڑھا۔

بارھویں صدی تک علم الحساب میں صفر کا پتا تک نہ تھا مگر اس زمانہ میں ایک عرب ماہر علم ریاضیات محمد ابن موسیٰ نے صفر ایجاد کیا اس نے سب سے پہلے اعشاریہ استعمال کیا اور مفرد اعداد کی قیمت کا تعین ان کی حیثیت کے مطابق کیا الجبرا انہی کی پیدا کی ہوئی چیز ہے ستاروں کے علم کو کہیں سے کہیں پہنچا دیا۔ علم نجوم کے متعلق بہت سے آلات بنائے جو آج تک استعمال ہوتے ہیں۔

فن ادویہ میں وہ یونانیوں سے بہت بڑھ گئے تھے انہوں نے جو کتاب الادویہ مرتب کی تھی وہ آج تک جوں کی توں موجود ہے ان کے علاج کے بہت سے طریقے ایسے تھے جن پر آج تک عمل در آمد ہے ان کے جراح بے حس کرنے والی دواؤں کا استعمال جانتے تھے اور دنیا میں مشکل سے جو جراحی عمل ہوتے ہیں ان میں ان کے آپریشن بھی شامل ہیں۔ اسی طرح کیمیا میں انہوں نے نہایت عمدہ ابتدا کی اور بہت سے نئے اوزار اور نئے مرکبات مثل الکحل وغیرہ دریافت کیے فن تعمیر میں بھی وہ دنیا سے بازی لے گئے اور ہر قسم کی دھات سے کام لیتے تھے اسی طرح پارچہ بافی میں کوئی ان سے آگے نہ بڑھ سکا وہ رنگ آمیزی کے گروں سے بھی واقف تھے اور کاغذ کی صنعت بھی انہی کی رہین منت ہے (الامان۔ دہلی۔ مئی ۱۹۳۶ء بحوالہ سٹار آف انڈیا)

مسٹر ہولڈرسن

"حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کا پھیلایا ہوا مذہب بالکل واضح اور صاف ہے وہ ایک جامع مانع عقیدہ ہے جو ایک ہی کتاب یعنی قرآن پاک پر مبنی ہے وہ سختی کے ساتھ توحید کا مذہب ہے" (پیشوا۔ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ)

پروفیسر مارلین

کوئی چیز عیسائیوں کو اس ضلالت اور گمراہی کے خندق سے 'جس میں وہ گرے پڑے تھے نہیں نکال سکتی تھی بغیر اس آواز کے جو سرزمین عرب کی غار حرا سے آئی۔ اعلاء کلمۃ اللہ جس سے یونانی انکار کرتے تھے اس آواز نے دنیا میں پیدا کیا اور ایسے علمی پیرائے میں کیا جس سے بہتر ممکن نہ تھا جیسی انسانیت اور مروت مسلمانوں میں ہے شاذ و نادر ہی کسی اور قوم میں پائی جاتی ہے" (تذکرۃ المسیم)

ڈاکٹر کلارک

"حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی تعلیمات کو ہی یہ خوبی ملی ہے کہ اس میں وہ تمام اچھی باتیں موجود ہیں، جو دیگر مذاہب میں نہیں پائی جاتیں" (میزان التحقیق ص ۳۳)

"اعلیٰ سے اعلیٰ توحید کا مذہب جو دنیا میں پایا جاتا ہے وہ اسلام ہے" (آرنسٹ ہیگل جرمنی از معجزات اسلام ص ۴۶)

انسائیکلوپیڈیا

مذہب اسلام کا، حصہ، جس سے اس کے بانی کی طبیعت صاف نہایت کامل اور غایت درجہ موثر ہے، اس سے ہماری مراد اس کی اخلاقی نصیحتیں ہیں" (چیمبرس انسائیکلوپیڈیا)

بولف

"اسلام کی تعلیم کی برتری، فضیلت، منزلت اظہر من الشمس ہے محمد کا اسلام کامل مذہب ہے۔ جس کا ثبوت یہ ہے کہ اسلامی تعلیم بالکل خالص ہے قوانین و آئین احسان مندی کی رو سے دنیا پر واجب تھے کہ دنیا پر آپ نے تہذیب و تمدن کا جو حیرت انگیز اثر ڈالا ہے اس کو کبھی فراموش نہ کرے" (جوائیم بولف۔ از معجزات اسلام ص ۴۷) (۷)

لین پول نے کہا

"ظلم محمد کی شریعت ہی میں نہ تھا"
بارسورسمتھ کا بیان
"انہوں نے عمر بھر کسی کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا کوئی مصافحہ کرتا تو نہ وہ اپنا ہاتھ الگ کرنے میں پہل کرتے نہ از خود اس سے الگ ہوتے گفتگو بہت نرم و شیریں کرتے"
ہسٹورینس ہسٹری آف دی ورلڈ میں ہے "پیغمبر کا میلان طبع ہمیشہ نرمی ہی کی جانب رہتا"

سروجنی نائیڈو کا اعجازی نغمہ

میرا تعلق ایک ایسے مذہب سے ہے جسے عام طور پر الہامی مذاہب کے دائرے سے خارج سمجھا جاتا ہے یعنی اس کی بنیاد الہامی کتاب پر نہیں۔ تاہم میں اپنے آپ کو اس قابل پاتی ہوں کہ اس عالمگیر اخوت کا آپ کے سامنے اعتراف کروں جس کے نقش میرے دل پر موجود ہیں اور حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی پاکیزہ اور شاندار کوششوں کا نتیجہ ہیں پیغمبر اسلام کو اس عالی شان اور عجیب و غریب صداقت کا پورا علم تھا اس پاک انسان نے اپنے آپ کو معبودیت اور پرستش کا محل قرار نہیں دیا اس کو انسان کی طاقت اور کمزوری کا پورا علم تھا وہ بنی نوع انسان کے اندر تھا لوگوں کے ساتھ بولتا انہیں کے ساتھ چلتا پھرتا اور کام کرتا پھرتا تھا وہ خود بھی انسان تھا۔ رات دن کے عملی نمونوں سے اس مقدس انسان نے یہ شاندار سبق اپنے پیروؤں کو سکھلایا کہ زبان سے جو کچھ کہتا ہے اور جس بات کی تلقین کرتا ہے اس پر اس کا خود بھی عمل پیرا ہونا ضروری ہے۔ خدا ہو کر دنیا میں نہیں آیا بلکہ انسان ہو کر انسانوں ہی کی طرف آیا وہ پاک انسان ایک نفرت سے بھرپور، بغض و تعصب سے مخمور دنیا کی طرف آیا اور اس صحرا کے اندر جو اس کی پیدائش کا گہوارہ تھا ایک نہ مٹنے والی صداقت کا اس پر انکشاف ہوا جو رب اللعالمین کے دو پاکیزہ الفاظ میں مضمر ہے یعنی اس خدا کو آپ نے پیش کیا جو تمام اقوام و ممالک اور تمام مذاہب کا ایک ہی خدا ہے اسلام میں حقیقی اور خالص جمہوریت کا رنگ پایا جاتا ہے جو اعلیٰ شان و شوکت کے لحاظ سے ہمارے زمانے کی نام نہاد اور بدنام جمہوریت کی بے حقیقت اور قابل اعتراض اشکال سے کوسوں دور اور اعلیٰ تر ہے

فرنچ پروفیسر سیڈیو لکھتے ہیں

آنحضرت (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) خندہ رو، ملنسار، اکثر خاموش رہنے والے، بکثرت ذکر خدا کرنے والے، لغویات سے دور، بیہودہ پن سے نفور، بہترین رائے اور بہترین عقل والے تھے انصاف کے معاملے میں قریب و بعید آنحضرت (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے نزدیک برابر تھا۔ مساکین سے محبت فرمایا کرتے۔ غرباء میں رہ کر خوش ہوتے کسی فقیر کو اس کی تنگ دستی کی وجہ سے حقیر نہ سمجھا کرتے اور کسی بادشاہ کو بادشاہی کی وجہ سے بڑا نہ جانتے کسی شخص سے خود علیحدہ نہ ہوتے

جب تک کہ وہ ہی نہ چلا جائے صحابہ سے کمال محبت کرتے اپنے جوتے خود گانٹھ لیتے اپنے کپڑے کو خود پیوند لگا دیتے دشمن اور دوست سے بکشادہ پیشانی ملا کرتے تھے۔ (خلاصہ تاریخ عرب صفحہ ۴۲)

جارج سیل کا اعتراف

محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کامل طور پر فطری قابلیتوں سے آراستہ تھے شکل میں نہایت ہی خوبصورت 'فہیم اور دور رس عقل والے' پسندیدہ و خوش اطوار غرباء پرور' ہر ایک سے متواضع' دشمنوں کے مقابلے میں صاحب استقلال و شجاعت سب سے بڑھ کر یہ کہ خدا تعالیٰ کا نام نہایت ادب واحترام سے لینے والے' جھوٹی قسمیں کھانے والے' لالچیوں اور جھوٹی گواہی دینے والوں کے خلاف نہایت سخت' بردباری و صبوری' صدقہ خیرات' رحم و کرم' شکر گزاری' والدین اور بزرگوں کی تعظیم کی نہایت تاکید کرنے والے اور خدا کی حمد و ثنا میں کثرت سے مشغول رہنے والے تھے۔ (انگریزی ترجمہ قرآن جارج سیل)

COMPTON PICTURED ENCYCLOPEDIA میں آپ کی حربی صلاحیتوں کی گواہی ان الفاظ میں رقم ہے۔

"آپ ہجرت کے بعد مدینے کے حکمران اور فوجی کمانڈر بن گئے اور اپنے پیروکاروں کو ایک مضبوط اور منظم فوج میں تبدیل کر دیا ہے اور اپنے مکی اور لاتعداد دوسرے دشمنوں کے خلاف مدینہ کا کامیاب دفاع کیا انہوں نے اپنے مخالف قبائل پر باموقع اور فائدہ مند حملے کیے ہجرت کے آٹھویں سال مکہ معمولی مزاحمت کے بعد آپ کے قبضہ میں آ گیا۔ آپ نے بتوں کو توڑ کر کعبہ کی عظمت بحال کی آپ کی وفات کے وقت سارا عرب آپ کے جھنڈے تلے متحد تھا اور ایک پر جوش فوج ساری دنیا میں آپ کا پیغام پہنچانے کے لئے کھڑی تھی۔

ENCYCLOPEDIA BRITAINICA میں آپ کی عظمت کے سامنے یوں سر تسلیم خم کیا ہے

"آپ اگرچہ امی تھے۔ لیکن عملی ذہانت کا وافر حصہ آپ حاصل کر چکے تھے آپ کا مذہب حقیقتاً" دین ابراہیم کا احیاء تھا قانون ساز ماہر حرب' منظم اور جج آپ کی شخصیت کے مختلف پہلو تھے اس خوفناک قبائلی تعصب کا خاتمہ کرنا جس کی بنا پر ایک خون' طویل جنگوں کا باعث بن جاتا تھا عورتوں کو ان کے حقوق خاص کر وراثت میں حصہ دلانا اور دختر کشی کا خاتمہ آپ کی عظیم اصلاحات ہیں HEROES AND HEROWORSHIP میں کارلائل آپ کو یوں خراج تحسین پیش کرتا ہے۔

"بانی اسلام کی ناقابل انکار فضائل کا انکار انصاف کا خون کرنا اور حق پسندی کی پیشانی پر کلینک کا ٹیکہ لگانا ہے ہمارے خیال میں سرور کائنات (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کا وجود جن کا مرتبہ انسانی عظمت کی بلندیوں سے کہیں ارفع ہے دنیا کی باعظمت ہستیوں میں فضائل اور صفات کے لحاظ سے بے مثل ہے آپ کی ذات خلوص و صداقت اور سچے اعتقادات خزانہ ہے آپ کا ہر فعل تصنع اور تکلیف سے مبرا اور حقیقت پر مبنی ہے۔ آپ کا کلام وحی آسمانی تھا۔ ایسی مقدس ہستی کا وجود

خالق کائنات کے وجود کی ایک زبردست اور روشن دلیل ہے آپ کا دماغ علم و معرفت کا خزانہ اور حکمت و فضیلت کی کان ہے آپ کے حکیمانہ ارشادات سے فائدہ اٹھانا انسانیت کا فرض مبین ہے خدائے برتر کے بھیجے ہوئے پیغمبروں میں آپ کی ذات سب سے زیادہ جدید قسم کی ہے جس پر رسالت ختم ہوتی ہے صحرائے عرب کی پر سکون فضا میں آپ کے مشاہدہ نے انسان کی اصلاح کا دستور العمل مرتب فرما دیا آپ کی مقدس سیرت کے مطالعہ سے یہ بات معلوم ہو جاتی ہے کہ آپ بچپن ہی سے راستباز اور امین تھے آغاز شباب سے آخر جوانی تک پاکبازی اور زاہد و عفاف کا ایسا نمونہ پیش فرمایا جس کی مثال مقدس تاریخ پیش نہیں کر سکتی آپ کی ذات سرچشمہ اصول تھی آپ کے اصولوں نے دنیا کو تاریکی سے نکال دیا اور یونان کی حکمتوں، یہودیوں کے عقیدوں اور ایام جاہلیت کے عرب قبائل کی بت پرستی کو ختم کر دیا یہ بات مسلم ہے کہ جو حقیقت حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے حاصل کی تھی آپ نے بھی اسی حقیقت کی طرف انسان کو متوجہ کیا۔

رابرٹ ایل گلک کی شہادت

مغربی مصنف یہ کہتے ہیں کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا ہے اور وہ عرب کی تصویر بناتے ہوئے اس کے ایک ہاتھ میں قران اور دوسرے میں تلوار دکھاتے ہیں لیکن میں کہتا ہوں کہ یہ ان کے فہم کا قصور ہے کیونکہ اس معاملے میں مجرم مسلمان نہیں، بلکہ عیسائی ہیں جبکہ انہوں نے چین میں بیس لاکھ مسلمانوں کو موت کی دھمکی دے کر عیسائی بنایا تھا اپنے اس دعویٰ کو ثابت کرنے کے لئے ایک اور مصنف کی تحریر پیش کرتا ہوں یہ کہنا کہ مسلمان کی دوسرے غیر مسلموں کے خلاف جنگیں مذہبی تھیں اور دوسرے مذاہب کو دبانے کے لئے تھیں۔ خارج از بحث ہیں کیونکہ یہ بات مادی اور سیاسی دلیلوں سے ثابت نہیں کی جا سکتی"

منٹگمری واٹ کی شہادت

آپ کو تین عدیم المثال صفات سے نوازا گیا تھا اول آپ کی فراست ہے جس سے آپ نے عرب دنیا کے لئے ایک نظریاتی ڈھانچہ تیار کر دیا اور معاشرے کو مستحکم بنیادوں پر استوار کر دیا دوم یہ کہ ایک سیاست دان تھے قرآن میں صرف بنیادی اصول بیان ہوئے ہیں آپ نے اپنی ذہانت اور دور اندیشی سے کام لے کر ان اصولوں کی بنا پر ایک عظیم الشان عمارت کھڑی کر دی اور مدینہ کی ایک چھوٹی سی ریاست کو عالمگیر سلطنت میں تقسیم کر دیا تیسرے یہ کہ بطور منتظم کے آپ کی مہارت اور اپنے اعمال اور نمائندوں کے انتخابات میں آپ کی ذہانت۔ کیونکہ عمدہ پالیسی بھی عدم مہارت کی صورت میں ناکام ہو جاتی ہے۔(۵)

یتیموں کا والی

پیغمبر کی توجہ خصوصی کے مرکز غلاموں کی طرح یتیم بھی رہے وہ خود بھی یتیم رہ چکے تھے اس لئے دل سے چاہتے تھے

کہ جو حسن سلوک ان کے ساتھ خدا نے کیا ہے وہی دوسروں کے ساتھ رکھیں۔
(محمد اینڈ محمد زرم ص ۲۵۱ برطانوی مصنف باسورتھ اسمتھ)

تیموں سے محبت

قرآن کے مطالعہ سے ایک خوشگوار ترین چیز یہ معلوم ہو جاتی ہے کہ محمد کو بچوں کا کس قدر خیال تھا خصوصاً ان بچوں کا جو والدین کی سرپرستی سے محروم ہو گئے ہوں باربار تاکید بچوں کے ساتھ حسن سلوک کی ملتی ہے۔ (ڈاکٹر رابرٹس سوشل لاز آف دی قرآن ص ۴۰ ۔ ۴۱)

کارلائل

حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت جو عقیدہ عام طور پر لوگوں میں پایا جاتا تھا کہ وہ کذاب تھے اور ان کا مذہب یکر حماقت تھا اب مٹتا جاتا ہے اور یہ الزامات ہماری روسیاہی کا باعث ہیں جب یوکاک نے مسٹر گروٹیس سے دریافت کیا اس واقعہ کی کیا سند ہے جو تم نے بیان کیا ہے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے ایک کبوتر پال رکھا تھا جو ان کے کان سے مٹر نکالا کرتا تھا اور جس کے باعث یہ مشہور کر دیا گیا تھا کہ وہ وحی لایا کرتا ہے "تو مسٹر گوٹیس نے جواب دیا" میرے پاس اس واقعہ کی صحت کا کوئی ثبوت نہیں ہے " حقیقتاً " اب وقت آگیا ہے کہ ان فضول قصوں کو ترک کر دیا جائے اس عظیم انسان نے جو نصیحتیں کی ہیں وہ دنیا میں اربوں انسانوں کے لیئے باعث ہدایت بنی ہیں پھر کیا ہم خیال کر سکتے ہیں۔ کہ جس مذہب کے تسلیم کرنے والے اتنی تعداد میں ہوں اور جس مذہب پر فدا ہونے کے لیئے اتنی بڑی جماعت موجود ہو وہ ایک شعبدہ ہو سکتا ہے میں تو ایسا خیال تک نہیں کر سکتا اگر فریب کو دنیا میں اس قدر ترقی ہو جائے تو پھر اس دنیا کی نسبت کیا خیال قائم کیا جائے گا ۔ میرے نزدیک اس سے زیادہ کوئی مفسدانہ خیال نہیں ہو سکتا کہ کسی بانی مذہب کے متعلق ایسا اعتقاد قائم کیا جائے۔ ایک جھوٹا شخص کبھی مذہب قائم نہیں کر سکتا جس طرح اگر کوئی معمار چونے و اینٹ اور مصالحہ کے استعمال سے ناواقف ہو اور صحت کے ساتھ اس کا استعمال نہ جانتا ہو تو وہ کبھی مکان نہیں بنا سکتا اور اگر بنائے گا تو وہاں بہت جلد مٹی کا ڈھیر نظر آنے لگے گا اس طرح ایک بانی مذہب جب تک قانون قدرت اور اس کے اصول سے واقف نہ ہو کبھی اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتا دنیا میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جنہوں نے نبوت و رسالت کے لغو دعوے کیئے ہیں لیکن تاریخ شاہد ہے کہ زمانہ نے ان کے فریب کو جلد ظاہر کر دیا اور آج تک کسی کو بھی کامیابی حاصل نہیں ہو سکی۔

محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) بغیر کسی شک کے تمام پیغمبروں میں سب سے کمل پیغمبر تھے میں خود آپ کی صداقت کا مقر ہوں لوگوں نے مذہبی جوش میں آکر آپ کے متعلق جو غلط بیانیاں کی ہیں۔ وہ ہم سب کے لئے نہایت شرمناک ہیں۔ آج خدا کی مخلوق کی ایک کثیر تعداد محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے فرمودات پر ایمان رکھتی ہے وہ دنیا میں کسی اور چیز کو اس طرح ماننے کے لئے تیار نہیں ہے جس طرح اسلام کے احکام کو۔ کیا ہم یہ یقین کر سکتے ہیں کہ یہ سب کچھ ایک قسم کا مذہبی فریب ہے جسے خدا کے کروڑوں بندوں نے جن میں سے کتنے مر گئے اور کتنے زندہ ہیں اسے قبول کر لیا ہے ؟ میں تو کم سے کم اس قسم کا خیال بھی ذہن میں نہیں لا سکتا اور کچھ اگر کہا جائے تو شاید مجھے یقین آجائے لیکن اس بات کو میں کسی طرح بھی مان نہیں سکتا اگر دنیا میں فریب اس قدر ترقی کر سکے تو کون بتا سکتا ہے کہ اس وقت دنیا کا کیا حال ہو جائے گا۔

اس لئے ہم آپ کے متعلق یہ ہرگز نہیں کہہ سکتے کہ (نعوذ باللہ) آپ دھوکہ باز اور بازیگر تھے۔

آنحضرت (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے وحی الہٰی سے مالا مال ہونے کے بعد لوگوں کو سیدھا راستہ بتلانے کے لئے اپنا پیغام پہنچانا شروع کیا آپ کی تعلیم پر تعجب کیا گیا اور اس سے نفرت و حقارت بھی کی گئی جیسا کہ نئی تحریک کے ساتھ عام طور پر کیا

جاتا ہے روشن دماغ والوں اور دور رس نگاہ والوں نے آپ کی بات سنی اور جو کچھ آپ نے پیش فرمایا اس کو قبول کیا مگر اس کے برعکس جلد دماغ والوں نے آپ کی توہین کی اور خیال کیا کہ آپ کی باتیں ان کے عقائد کو ملیا میٹ کرنے والی ہیں۔
حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی طبیعت کبھی بھی تعیش کی طرف مائل نہ تھی یہ ایک بڑی اور عظیم غلطی ہو گی اگر آپ کے متعلق یہ تصور کیا جائے کہ آپ نفس پرست تھے آپ کسی قسم کی بھی آرام و عیش کو پسند نہ فرماتے تھے آپ کا گھریلو اسباب بہت ہی معمولی تھا آپ کی غذا جو کی روٹی تھی بسا اوقات کئی کئی ماہ کاشانہ نبوی میں آگ روشن نہ ہوتی تھی تاریخ اسلام میں یہ ایک بڑے فخر کی بات ہے کہ آپ اپنے پاپوش کی خود مرمت فرمایا کرتے تھے اپنے کپڑوں میں آپ خود پیوند لگا لیتے تھے آپ نے زندگی محنت پسندی اور عسرت میں بسر فرمائی لیکن دنیا میں کسی تاجپوش شہنشاہ کے احکام کی کبھی ایسی اطاعت نہیں کی گئی جیسی پیوند پوش حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی کی گئی ہے۔

نپولین بوناپارٹ

موسیٰ نے وجود خدا کا اعلان بنی اسرائیل کے سامنے کیا تھا۔ مسیح نے رومی دنیا کے سامنے اور محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دنیا کے قدیم ترین براعظم یعنی ایشیا کے سامنے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس دنیا کو ابراہیم 'اسماعیل 'موسیٰ اور عیسیٰ کے خدا کی پرستش کی طرف بلایا جسے آریاؤں اور چند دیگر مذہبی اقوام نے بت پرست بنا دیا تھا وہ وقت دور نہیں جب میں دنیا کی تمام تعلیم یافتہ 'دانا اور مہذب انسانوں کو قرآن کی صداقتوں پر دوبارہ جمع کروں گا قرآن وہ واحد کتاب ہے جس کی تعلیمات میں صداقت ہے اور جو دنیا کو مسرت سے ہم کنار کر سکتی ہے۔

کیمریٹن

پیروان اسلام نے صرف ایک صدی میں ایران 'عراق 'شام 'فلسطین 'مصر' مراکش 'سپین اور سندھ فتح کر لیا تھا اگر نصب العین کی بلندی اور تاریخ کی درخشندگی 'کمال قیادت کا معیار بن سکتی ہے تو پھر محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مقابلہ میں کسی اور رہنما کو قطعاً" پیش نہیں کیا جا سکتا آپ ایک عظیم مفکر 'بلند پایہ خطیب اور بے نظیر مقنن تھے۔ آپ نے شہروں اور قلعوں کے ساتھ ساتھ کروڑوں دلوں کو بھی فتح کیا اور تقریباً" بیس ممالک میں آسمانی بادشاہت قائم کی لاؤ ان تمام معیاروں اور پیمانوں کو جن سے انسانی عظمت کو ناپا جا سکتا ہے اور پھر اس سوال کا جواب دو کہ کیا محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے بڑا کوئی انسان ہو سکتا ہے؟

جارج برناڈ شاہ

میں رسول اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے دین کو ہمیشہ ہی عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہوں یہ الزام قطعی بے بنیاد ہے کہ آپ عیسائیوں کے دشمن تھے میں نے اس حیرت انگیز شخصیت کی سوانح مبارک کا گہرا مطالعہ کیا ہے میری رائے

میں آپ پورے بنی نوع انسان کے محافظ تھے۔
آنے والے سو سال میں ہماری دنیا کا مذہب اسلام ہو گا مگر یہ موجودہ زمانے کا اسلام نہ ہو گا بلکہ وہ اسلام ہو گا جو محمد رسول اللہ کے زمانے میں دلوں' دماغوں اور روحوں میں جاگزیں تھا۔

اسفاڈک برگرونج

اسلام کے خلاف جو کچھ بیان کیا گیا ہے یا جو الزام اس پر لگائے گئے ہیں انہیں یورپ نے بہت شوق سے سنا ہے لیکن واقعہ یہ ہے کہ ہمارے آباؤ اجداد نے جو تصویر دین اسلام کی پیش کی ہے وہ حقیقت کے خلاف ہے اس لیئے اس زمانے میں اسلام کی خوبیوں کا اعتراف کیا جانے لگا ہے اپی مسرمنسی بہت سے یہودیوں اور عیسائیوں کے قبول اسلام کی وجہ سوائے اس کے اور کچھ نہیں بتلا سکا کہ فی الحقیقت اسلام میں وہ صداقت موجود ہے جو عیسائیت سے سبقت لے گئی ہے اور جو بالکل فطرت کے مطابق ہے فی الحقیقت مسلمان اپنے اخلاق و صفات سے بسا اوقات ہم کو شرمندہ کر دیتے ہیں اور اسلام کے متعلق صحیح حالات معلوم کرنے کے بعد ہمارا تکبر و فخر خاک میں مل جاتا ہے۔

نکولس

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ایک عرصہ تک یکہ و تنہا ناقابل تسخیر دشمنوں کے سامنے بلند خیال ہو کر صداقت و راستی کی تلقین کرتے رہے۔ تمام خطرات کا مقابلہ انہوں نے نہایت عزم و استقلال کے ساتھ کیا اور اپنے دشمنوں سے کہہ دیا "جو کچھ ان کے امکان میں ہو کر گزریں۔" محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زندگی کا یہ شاندار واقعہ ایسا عجیب و غریب منظر پیش کرتا ہے کہ ہم ان کے ساتھ عقیدت رکھنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ صرف بیس سال کے زمانہ میں محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ہر قسم کی ترقی کی تخم ریزی کر دی اور یہی زمانہ مابعد میں عربوں کی سیاسی ترقی کی بنیاد ثابت ہوئی۔ دنیا میں جتنے بھی انسان پیدا ہوئے ہیں ان میں سب سے زیادہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہی اپنی قوم کی قسمت کو سدھارا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نہ ریاکار تھے اور نہ ہی جھوٹے بلکہ وہ بہت بے ریا' نہایت سچے اور پر جوش مصلح تھے اور ان پر بھی ویسی ہی سچی وحی آتی تھی جیسی عہد عتیق کے پیغمبروں کے پاس آتی رہی ہے۔

باسورتھ اسمتھ

باسورتھ اسمتھ اپنی کتاب "محمد اینڈ محمدن ازم" میں لکھتے ہیں "تمام مذاہب ابتدائی مرحلوں کے طے کرنے والوں کے متعلق ہمارا علم بہت محدود ہے صرف ان کے رفقاء کے متعلق ہمیں کچھ معلومات بہم پہنچی ہیں زردشت اور کنفیوشس کے بارہ میں ہم سولن اور سقراط سے بھی کم واقفیت رکھتے ہیں حضرت موسیٰ اور بدھ کی نسبت ہمیں ایمبروز اور آگسٹائن سے بھی کم معلومات ہیں حضرت عیسیٰ کی زندگی کے متعلق ہمیں بہت ہی کم واقفیت ہے ہمیں ان کی خانگی زندگی' آغاز وحی اور مراحل

رسالت کے متعلق ہمیں کچھ معلوم نہیں ہے لیکن اسلام میں ایسا نہیں ہے یہاں بجائے تاریکی اور بعید از فہم واقعات کی مکمل تاریخ موجود ہے"۔

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمانہ کے واقعات پر نظر کرتے ہوئے حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی غیر محدود عزت کو دیکھتے ہوئے اور عیسائی پادریوں سے مقابلہ کرتے ہوئے میرے خیال میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے متعلق تعجب خیز امر یہ ہے کہ انہوں نے قوت معجزہ سے کچھ نہیں کیا۔ جو وہ کر سکتے تھے وہی کہتے تھے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری وقت تک وہی خطاب رکھا جو شروع سے انہوں نے اختیار کیا تھا اور مجھے یقین ہے کہ فلسفہ اور عیسویت ایک دن اتفاق کامل کے ساتھ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی رسالت کو تسلیم کرنے پر مجبور ہوں گے۔

وہ (آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) جس طرح ایک مذہب کے پیشوا تھے اسی طرح ایک حکومت کے سب سے بڑے مدبر تھے وہ قیصر اور پوپ کا مجموعہ تھے ان کے پاس باڈی گارڈ نہ تھے کوئی قلعہ یا محل نہ تھا تاہم ان کے ہاتھ میں ساری قوت تھی خدا کی قدرت نے انہیں تین چیزوں کا بانی بنایا تھا (۱) واحد قومیت (۲) واحد حکومت (۳) واحد مذہب۔

آخری وقت تک وہ ایک ہی چیز ———— توحید الٰہی کی دعوت دیتے رہے اور یہی وہ سب سے اعلیٰ فلسفہ تھا جس کے سامنے مجھے یقین ہے کہ ایک نہ ایک دن بچی عیسائیت کو بھی سر جھکانا پڑے گا اور انہیں خدا کا سچا پیغمبر تسلیم کرنا پڑے گا۔

حضرت (محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کا خلوص اور ان کا عزم و جزم ایک واقعہ ہے جس سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا ،آنحضرت بے حد اچھے انسان تھے اس میں ذرا بھی شک نہیں ہے کہ ان میں اور دوسرے نیک آدمیوں میں ایک نمایاں فرق تھا۔

بلاشک حضرت محمد خدا کے رسول ہیں اگر پوچھا جائے کہ افریقہ (بلکہ کل دنیا) کو مسیحی مذہب نے زیادہ فائدہ پہنچایا یا اسلام نے ؟تو جواب میں اسلام ہی کہنا پڑے گا۔ اگر محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کو قریش ہجرت سے پہلے خدانخواستہ شہید کر ڈالتے تو مشرق و مغرب دونوں ناقص و ناکارہ رہ جاتے اگر آپ نہ آتے تو دنیا کا ظلم بڑھتے بڑھتے اس کو تباہ کر دیتا۔ اگر آپ نہ ہوتے تو یورپ کے تاریک زمانے دو چند بلکہ سہ چند تاریک تر ہو جاتے۔ اگر آپ نہ ہوتے تو انسان ریگستانوں میں پڑے بھٹکتے پھرتے۔ جب میں آپ کی جملہ صفات اور تمام کارناموں پر بحیثیت مجموعی نظر ڈالتا ہوں کہ آپ کیا تھے اور کیا ہو گئے اور آپ کے تابعدار غلاموں نے جن میں آپ نے زندگی کی روح پھونک دی تھی۔ کیا کیا کارنامے دکھائے تو آپ مجھے سب سے بزرگ تر سب سے برتر اور اپنی نظیر آپ ہی دکھائی دیتے ہیں۔

ہمیں بغیر کسی پس و پیش کے اقرار کرنا پڑتا ہے کہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تعلیمات نے توہمات کا ہمیشہ کے لئے قلع قمع کر دیا ہے جو زمانہ دراز سے جزیرہ نمائے عرب پر محیط تھا نہ اسلام میں تمام اجتماعی خصوصیات موجود ہیں۔ برادرانہ محبت اس مذہب کا خاص جز ہے یتیموں کے حقوق کی بھی حفاظت کی گئی ہے غلاموں کے ساتھ اچھے برتاؤ کا حکم ہے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ منشیات سے منع کیا گیا ہے۔ جس کے لئے صرف یہی مذہب فخر کر سکتا ہے۔

سر ولیم میور

یہ امر حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی صداقت کا بڑے زور سے موید ہے کہ جن لوگوں نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا وہ راست باز لوگ تھے وہ آپ کے محرم راز دوست اور آپ کے خاندان کے لوگ تھے جو آپ کی پرائیویٹ زندگی سے کامل آگاہی رکھتے تھے اور اس اختلاف سے بے خبر نہ تھے جو ایک مفتری کی اندرونی و بیرونی زندگی میں لازمی طور سے ہوتا ہے۔ میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ آپ کے مذہب اسلام میں پرہیزگاری، خدا ترسی الہی کامل درجہ پر ہے جو دوسرے مذاہب میں ہرگز نہیں پائی جاتی اور میں یہ بھی مانتا ہوں کہ اخلاق انسانی کی ترقی کا باعث صرف اسلام ہی ہوا ہے۔

گبن

محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی نرم دلی نہ تو صرف قبیلہ قریش تک محدود تھی اور نہ مکہ کی چاردیواری تک مقدس رسومات کے موقع پر آپ اکثر خانہ کعبہ میں جایا کرتے تھے جہاں ہر قبیلہ کے لوگوں سے آپ ملاقات کرتے تھے اور ان سے انفرادی طور پر بھی گفتگو فرماتے تھے اور انہیں ایک خدا کی پرستش کی تلقین کرتے تھے آپ ہر شخص کو اس کے ضمیر کی آزادی دیتے تھے۔ کسی سے درشتی یا زیادتی کا برتاؤ نہ کرتے تھے۔ البتہ قوم عاد و ثمود کی واقعات سے انہیں عبرت کا سبق دیتے تھے۔

مذہبی اور رسمی مواقع پر آپ اپنے احباب کرام کو نہایت فیاضی اور کشادہ دل سے ضیافتیں دیا کرتے تھے اور گھر میں بہتر سے بہتر جو کچھ کھانے کو ہوتا تھا اسے پیش کرنے میں کبھی دریغ نہ فرماتے تھے لیکن اس کے مقابلے میں آپ کی خانگی زندگی کے کئے ہفتے ایسے گزرے ہوں گے کہ چولہے میں آگ جلنے کی نوبت نہیں آئی۔

میں نے اپنی تحقیقات میں کوئی ثبوت ایسا نہیں پایا۔ جس سے حضرت محمد صاحب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے دعویٰ رسالت میں شبہ ہو سکے یا آپ کی مقدس ذات پر (نعوذباللہ) مکر و فریب کا الزام لگایا جا سکے۔

قرآن زبان عربی کا معیار ہے اور کسی انسانی قلم میں قدرت نہیں ہے۔ کہ اس کا جواب لکھ سکے اسی طرح آپ کی نصائح اور تشریحات ہیں جن کو احادیث کہتے ہیں۔ احادیث کی زبان اگر شاعری نہیں ہے تو شاعری سے بہتر ہے یہ نہ تاریخ ہے نہ سوانح عمری ہے یہ مجموعہ اشعار بھی نہیں ہے یہ افلاطون کی اعلیٰ خیالی بھی نہیں ہے۔ یہ اس قدر پر مغز اور بامعنی مضمون ہے کہ ہر زمانے کے مطابق ہے محلوں اور ریگستانوں شہروں اور سلطنتوں میں احادیث کا کلام یکساں طور پر گونجتا ہے یہ دلوں میں نور پیدا کرتا ہے۔

جارج سیل

پیدائش کے زمانہ سے ہی آپ متین، غور و فکر میں مبتلا اور سنجیدہ و سمجھدار تھے آپ جب ذرا بڑے ہوئے تو جنگوں اور

پہاڑوں میں غور و فکر کرنے کے لئے تشریف لے جانے لگے ۔ حتیٰ کہ آپ کو "آخری نبی" کی حیثیت سے اصلاح کا فریضہ تفویض ہوا۔ شروع ہی سے آپ اس قدر نیک اور معصوم تھے کہ آپ کو قوم نے "امین" کا خطاب دیا تھا۔ آپ اپنے کار منصبی کے تفویض ہونے سے قبل دوسروں کا تجارتی مال دوسرے ملکوں کو لے جایا کرتے تھے۔ نوبت بایں جارسید کہ متمول بیوہ حضرت خدیجہ (ام المومنین) نے آپ کی اعلیٰ صفات کو دیکھ کر آپ سے شادی کرلی۔

کرنل سائنلس

حضرت محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے خیالات و زندگی پر نظر ڈالنے کے بعد کوئی انصاف پسند محض ان کی اولوالعزمی' اخلاقی جراءت 'خلوص نیت' سادگی اور رحم و کرم کا اقرار کئے بغیر نہیں رہ سکتا پھر ان ہی صفات کے ساتھ استقلال و عزم اور حق پسندی و معاملہ فہمی کی قابلیت کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا اور یہ یقینی بات ہے کہ آپ نے اپنی سادگی 'لطف و کرم اور اخلاق کو بلا خیال و مرتبہ قائم رکھا ہے۔

ڈاکٹر ڈاڈسن

کیا محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) پیغمبر تھے؟ لاریب! ان میں نبوت کی دو بڑی نشانیاں موجود تھیں۔ انہوں نے خدا کو پالیا تھا۔ جو عام انسانوں کو نہیں ملتا۔ اور ان میں اس سچائی کے پھیلانے کی بھی ایک غیر معمولی اندرونی قوت موجود تھی۔

جوزف جے نوتن

حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کا لایا ہوا مذہب مطلق العنان روس کے لئے بھی اتنا ہی موزوں ہے جتنا جمہوریت پسند امریکہ کے لئے وہ مناسب و مفید ہے اسلام ایک عالمگیر حکومت کی طرف نشان دہی کرتا ہے۔

لیونارڈ

جسمانی طہارت اور اخلاقی صفائی کو مد نظر رکھتے ہوئے کہا جاسکتا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) ہر حیثیت سے مجسمہ خوشبو ہیں۔

جے ڈبلیو۔ لوگراف

قرآن وہ واحد کتاب ہے جس کے الہامی ہونے پر بے شمار تاریخی دلائل موجود ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم وہ واحد رسول ہیں جن کی زندگی کا کوئی حصہ ہم سے مخفی نہیں۔
اسلام ایک ایسا فطری اور سادہ سا مذہب ہے جو اوہام و خرافات سے پاک ہے قرآن نے اس مذہب کی تفصیل پیش کی اور

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر عمل کر کے دکھایا ۔ قول و عمل کا یہ حسین امتزاج کہیں اور نظر نہیں آتا۔
ولیم ڈاءود

آپ کو وہ کمال جو آپ نے فتح مکہ کے بعد مخالفوں کے حق میں ظاہر کیا اخلاق انسانی کا ایک حیرت انگیز نمونہ ہے۔
ریو اینڈ آر میکو ئیل

اگر آپ کی تعلیم پر انصاف و ایمان داری سے تنقیدی نظر ڈالی جائے تو یہ کہنا ہی پڑتا ہے کہ وہ مرسل اور مامور من اللہ تھے
کاؤنٹ ٹالسٹائی

حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا طرز عمل اخلاق انسانی کا حیرت انگیز کارنامہ ہے ہم یقین کرنے پر مجبور ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی تبلیغ وہدایت خاص سچائی پر مبنی تھی ۔
جان ولیم ڈریپر

بنی نوع انسان پر جس شخص کی زندگی سب سے زیادہ اثر انداز ہوئی وہ رسول خدا حضرت محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم) کی ذات مبارک ہے آپ نے بڑی بیباکی سے قادر مطلق کی وحدت کی طرف نوع انسان کو بلایا ہے اور اب جو شخص بھی یہ معلوم کرنا چاہتا ہے کہ دنیا نے اس بے باک دعوت حق کا کیسا جواب دیا تو اسے چاہیئے کہ وہ اس کا جواب آج کرہ ارض کے نقشہ پر تلاش کرے اسے اسلامی ممالک میں آپ کی تعلیمات کے وہ نقوش ملیں گے جو تلبیس دریا سے بہت بلند ہیں۔
بشپ بوڈ کارنپٹو

نبی اکرم حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کو اکثر مورخین نے اس دھندلکے میں دیکھا ہے جب کہ چاروں طرف خوف اور جہالت پھیلی ہوئی تھی ۔ ایسے مورخین نبی اکرم کے متعلق کوئی بھی غلط بات بیان کر سکتے ہیں لیکن اب تعصب اور جہالت کا کہرافق سے ہٹ چکا ہے اور ہم اب بانی اسلام حضرت محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم) کو پوری روشنی اور تابناکی میں دیکھ سکتے ہیں اور ان کے لائے ہوئے مذہب کی معقولیت کا اعتراف کر سکتے ہیں۔
ایڈ منڈ برک

حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کا لایا ہوا قانون 'صاحب تاج بادشاہوں کے لئے اتنا ضروری ہے جتنا غریب سے غریب بے سہارا انسانوں کے لئے اس کی ضرورت و اہمیت ہے ان قوانین کو بہت سنجیدہ انداز 'مفکرانہ ذہن 'عالمانہ رنگ اور عملی

سولتوں کی خوبیوں کے ساتھ ساری دنیا کے سامنے پیش کیا گیا ہے۔

ڈاکٹر برمنگھم

مجھ کو کسی وقت بھی یہ خیال نہ ہوا کہ اسلام کی ترقی تلوار کی مرہون منت ہے نہیں بلکہ اسلام کی کامیابی رسول اللہ کی سادہ و بے لوث زندگی' ایفائے وعدہ اصحاب و پیروؤں کی غیر معمولی حمایت' توکل خدا اور ذاتی جراءت و استقلال سے وابستہ ہے۔

پروفیسر ایڈورڈ مونٹے

آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا پورا مذہب اسلام ایسے اصولوں کا مجموعہ ہے جو تمام تر معقولیت پر مبنی ہے آپ کی تعلیم کی سادگی اور صفائی در حقیقت وہ زبردست قوتیں ہیں جو اسلام کی ترقی اور تبلیغ میں برابر عمل کر رہی ہیں۔

آپ اپنی تعلیم کی سچائی سے اپنے مقصد میں ہمیشہ کامیاب رہے اگر کسی شخص کو اس میں شک ہے کہ آپ میں شجاعانہ خصائل' روحانی خصوصیات اس قدر موجود تھیں کہ جن کی بنیاد پر آپ دوسروں میں ممتاز تھے تو وہ جائے اور حنین' بدر' احد کے میدانوں کو دیکھے (کانڈی ہسٹری آف دی عربس ان سپین جلد اول صفحہ نمبر ۳۲)

پٹیر کریٹس

محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے عورتوں کے حقوق کی ایسی حفاظت کی کہ اس سے پہلے کسی نے نہ کی تھی اس کی قانونی ہستی قائم کی گئی جس کی بدولت وہ مال وراثت میں حصہ کی حقدار ہوئی وہ خود اقرار نامے کرنے کے قابل ہوئی اور ہر برقع پوش خاتون کو ہر شعبہ زندگی میں وہ حقوق حاصل ہوئے جو آج ۲۰ ویں صدی میں اعلے تعلیم یافتہ آزاد عیسائی عورت کو حاصل نہیں ہیں۔

مسز اینی بینٹ

وہ نام کیا تھا جس سے کہ مکہ کے تمام مرد' عورت اور بچے آپ کو شناخت کرتے تھے وہ نام "امین" تھا جس کے معنی اعتماد کے لائق اور بھروسہ کے قابل انسان کے ہیں کسی انسان کے لئے مجھے "امین" سے زیادہ معزز اور شریف لقب نظر نہیں آتا۔

ڈاکٹر اے فری مین

کوئی شک نہیں ہے کہ حضرت محمد بڑے پکے راست باز اور سچے ریفارمر تھے۔

جان ڈیون پورٹ

نامور حق پرست مستشرق مسٹر جان ڈیون پورٹ اپنی کتاب "قرآن اور محمد سے معذرت" کے دیباچے میں لکھتا ہے۔

اس کتاب کے لکھنے کا ناچیز لیکن مخلصانہ مقصد یہ ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی سوانح حیات کو جھوٹی تہمتوں اور غلط الزامات سے پاک کیا جائے اور آپ نے مخلوق عالم کی فلاح و بہبود کے لئے جو کچھ کیا ہے اسے اچھی طرح آشکار کیا جائے جو مصنفین نے تعصب کے جوش میں توحید پرستی کے محافظ کی نیک نامی کو جو دھبہ لگایا ہے اس قسم کی غلطی کر کے صرف یہ ظاہر نہیں کیا ہے کہ ان میں خود شرافت انسانیت اور علم و تحقیق کا کوئی جذبہ موجود نہیں ہے بلکہ انہوں نے انصاف پسندی کے خلاف بھی کام کیا ہے۔

محمد کی صداقت کی بین دلیل یہ ہے کہ سب سے پہلے جو لوگ آپ پر ایمان لائے تھے وہ آپ کے عزیز ترین دوست اور اہل تھے جو آپ کی عادات و خصائل سے بخوبی واقف تھے اور باوجود جستجو کے انہیں آپ میں کوئی ایسی برائی یا خامی نظر نہیں آئی جو ایک بناوٹی، دھوکہ باز شخص میں ہو سکتی ہے۔

میں سوال کرتا ہوں کہ کیا یہ خیال کرنا بھی ممکن ہے کہ ایک ایسی ذات جس نے ایسی ملک کو وحدانیت کی تعلیم دے کر اصلاح کی ہو، جو صدیوں سے بت پرستی کی ہولناک حماقت میں مبتلا رہا ہو جس نے بچوں کے قتل کر ڈالنے کی رسم بد کو مٹایا ہو اور شراب خوری اور جوئے سے دنیا کو نجات دلائی ہو اور جس نے شادی کے لئے پاکیزہ سماجی آئین و قواعد بنائے ہوں۔ کیا ایسی ذات جو ان اصلاحات کے لئے انتہائی کوشاں رہی ہو۔ مکار اور دھوکہ باز (نعوذ باللہ) خیال کی جا سکتی ہے؟۔ ہرگز نہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں سوائے سچائی اور حقانیت کی تعلیم کے جوش کے اور کچھ نہ تھا پھر آخر لوگوں کو یہ یقین کیوں نہیں آتا کہ وہ سچائی اور حقانیت کی تعلیم کے لئے بھیجے گئے تھے۔

یہ نبی آخر الزمان کی صداقت کا ایک بڑا ثبوت ہے کہ سب سے پہلے وہ لوگ اسلام لائے جو آپ کے سب سے گہرے دوست تھے اور وہ پاکیزہ خاتون جو آپ کی خانگی زندگی کی بہت ہی قریب سے واقف اور رازدان تھیں انہوں نے آپ کو سب سے پہلے رسول برحق تسلیم کر لیا ہے۔

رسول خدا کی زندگی میں اگر کہیں بھی ذرا سا الجھاؤ ہوتا تو جو لوگ آپ سے اس قدر قریب سے واقف تھے وہ ضرور آگاہ ہوتے اور کبھی بھی آپ کے نبی ہونے کو تسلیم نہ کرتے لیکن اس قدر قریب سے دیکھنے والوں کا اسلام قبول کرنا ثابت کرتا ہے کہ اندر اور باہر کہیں بھی آپ کی زندگی میں ریا نہ تھی۔ پوری کی پوری زندگی مبارک آئینہ کی طرح صاف اور روشن تھی۔

اسکاٹ

اللہ اکبر! اگر محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ کے رسول برحق نہ تھے تو اب تک پھر کوئی رسول دنیا میں آیا ہی نہیں ہے؟

اسٹینلے لین پول

آپ نہایت پرجوش آدمی تھے، لیکن آپ کا یہ جوش نہایت شریفانہ تھا اور ایک پاک مقصد کے لئے تھا آپ کی ذات ان چند

افراد میں سے ہے جنھوں نے ایک عظیم الشان پیغام کو اپنی زندگی کا مقصد بنایا ہے آپ خدائے واحد کے پیغمبر تھے

لین پول

آپ کی صفات حمیدہ ایسی عجیب و غریب ہیں کہ ایک شخص ان کے کمال کا اندازہ لگانا چاہے تو سخت مشکل میں پڑ جائے گا آپ اپنی قوم کی نفرت کا بھی شکار ہوئے ہیں ان سے مقابلہ بھی کرتے ہیں آپ ہاتھوں ہاتھ بھی لئے جاتے ہیں لیکن آپ کا خلق عظیم کبھی آپ سے جدا نہیں ہوتا بچوں کے ساتھ محبت کرتے ہیں اپنے تبسم آمیز رویہ سے بچوں کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہیں نہایت میٹھی زبان میں بڑے لوگوں سے گفتگو کر کے ان کو مسرور کرتے ہیں نہایت صاف محبت' اعلیٰ درجہ کی سخاوت اور شجاعت مردانہ ہم کو مجبور کرتی ہے کہ ہم حضور کی صفت و ثنا میں منہمک رہیں۔

فادر ولیم

اسلام امن کا مذہب ہے جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ رسول نے اسے تلوار کے ذریعے پھیلایا انھیں شاید اسلام کی تاریخ سے واقفیت نہیں ہے آنحضرت نے دنیا میں آکر سب سے پہلا سبق یہ دیا کہ دنیا کی چیزیں تمہاری آقا نہیں بلکہ تم ان کے آقا ہو اس لئے خدا کے علاوہ تمہیں دنیا کی کسی چیز کے آگے نہیں جھکنا چاہیئے دوسری چیز پیغمبر اسلام نے ہمیں یہ سکھائی کہ انسان اپنی فطرت (صحیحہ) پر پیدا کیا گیا ہے آپ نے مال و دولت حسب و نسب یا رنگ کی بنیاد پر انسانوں کے درجے قائم کرنے کی مخالفت کی اور دنیا سے غلام' آقا اور مفلسی و مالدار کے فرق کو مٹا دیا عرب کو عجمی پر اور گورے کو کالے پر کوئی فضیلت نہ رکھی لیکن آج کی نام نہاد مہذب دنیا میں یہ امتیاز باقی ہے انھیں چاہیئے کہ وہ اسلام کے بانی سے سبق سیکھیں۔
دنیاداری کو سب نے برا کہا لیکن پیغمبر اسلام نے اس فرق کو ختم کر دیا اور بتایا کہ دنیا داری بھی دینداری ہے بشرطیکہ احکام الٰہی کے عین مطابق ہو جنگ عام طور سے بری سمجھی جاتی ہے۔ مگر اسلام نے جنگ کے بھی اعلیٰ اصول پیش کئے جنگ میں ہر ظلم جائز ہے کے اصول کی مخالفت کی اور جنگ کا ایک خوبصورت نقشہ پیش کیا آپ نے جنگ میں بھی ظلم و ناشائستگی اور جھوٹ کی مخالفت کی چنانچہ اسلام کے نام لیوا رات اور دن کے شہسوار ہو کے مرتے تھے۔

واشنگٹن ارونگ

عام طور پر حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) خاموشی پسند تھے مزاج اقدس میں یکسانیت تھی گو آپ ہشاش بشاش بھی رہتے تھے۔ مگر زیادہ تر سنجیدگی ہی پسند تھی آپ کی مسکراہٹ بڑی دلفریب تھی عام عربوں کے برعکس آپ کے جسم کا رنگ مائل بہ سرخ تھا اضطراب اور جوش کی حالتوں میں چرہ انور زیادہ روشن ہو جاتا تھا ذہانت بلاشبہ غیر معمولی تھی آپ نہایت ہی ذکی اور بہت ہی فہیم تھے قوت حافظہ اور یادداشت بہت قوی تھی معاملات کے جملہ پہلوؤں کو جلد اور صاف صاف آپ سمجھ لیتے تھے غذا میں آپ بہت سادگی پسند تھے۔

روزے بہت زیادہ رکھتے تھے لباس مبارک میں کبھی بھی شان و شوکت کا مظاہرہ نہیں فرماتے تھے خانگی معاملات میں بڑے انصاف پسند تھے امیر و غریب، دوست و اجنبی طاقتور و کمزور سب کے ساتھ آپ کا برتاؤ یکساں و مساوی تھا طبیعت کی نرمی اور رحمدلی کی وجہ سے لوگوں میں نہایت محبوب۔ غریبوں کی شکایتوں کو بڑی توجہ سے سنتے تھے اور ان کی تکالیف دور فرمانے میں بے حد کوشش کرتے تھے فوجی فتوحات نے آپ میں کبھی غرور پیدا نہیں کیا جب آپ انتہائی طاقت ور ہو چکے تھے اس وقت بھی آپ کے اخلاق و عادات اور طرز زندگی میں وہی سادگی تھی جو آپ کی مصیبت کے زمانے کی زندگی میں تھی۔ دنیاوی بادشاہت کے لوازمات کا آپ کے مبارک دل میں کبھی خیال بھی نہیں گزرا آپ کی کسی بھی جگہ آمد کے وقت اگر آپ کے استقبال میں کوئی غیر معمولی شان پیدا کی جاتی تھی تو وہ آپ کو ناگوار گزرتی تھی اگر آپ کسی عالمگیر حکومت کے خواہاں تھے تو وہ تھی زمین پر دمت اور اخلاص کی حکومت۔

لیونارڈ

حضرت محمد (صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم) کے اعلیٰ دماغ نے شاہانہ نمائش و دکھاوٹ سے نفرت کی خدا کے رسول نے گھر کے ادنیٰ درجے کے کام کئے آپ نے آگ جلائی جھاڑو دی بھیڑوں کا دودھ دوہا اور اپنے ہاتھ سے اپنی جوتیاں اور اپنے کپڑے درست کئے راہبانہ زندگی کو آپ نے غلط سمجھا اور ایک معمولی عرب اور ایک معمولی سپاہی کی غذا حضور نے نوش جان فرمائی بعض موقعوں پر آپ نے اپنے ساتھیوں کو خوب پیٹ بھر کا کھانا کھلایا مگر خانگی زندگی میں بعض ہفتے ایسے گزر جاتے تھے کہ نبی کے چولہے پر آگ بھی نہ جلتی تھی آپ نے اپنی حیات مقدسہ کا مقصد راست بازی بنا لیا تھا اور اس طرح آپ نے اعلیٰ درجہ کی مسرت روحانی حاصل کرلی تھی آپ ایک خدا کے قاصد تھے اور آپ نے اپنی زندگی کے آخری سانس تک اپنی ہستی کو اور اس پیغام کو جو کہ آپ کی زندگی کا مقصد وحید تھا فراموش نہیں کیا۔ آپ نے وحی پاک اپنی قوم کو نہایت شان کے ساتھ پہنچائی جس میں عجز و انکساری کوٹ کوٹ کر بھری تھی اور اس انکساری سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ آپ اپنی ذات کا بھی بخوبی علم رکھتے ہیں۔

جہاں تک خدا اور مذہب کا تعلق ہے آپ انتہائی سخت تھے اور جہاں تک انسانوں کا اور بالخصوص عورتوں اور بچوں کا تعلق ہے آپ نہایت رحم دل اور نرم تھے آپ اپنے چچا جناب ابو طالب کے نہایت فرمانبردار اور مطیع تھے کیوں کہ ان کا سایہ بطور والد کے تھا آپ اپنے خدا کے بندے تھے آپ شوہر ہونے کے اعتبار سے دنیا کے لئے ایک نمونہ تھے ایک مہربان باپ تھے ایک اچھے آقا تھے آپ میں غریبوں، کمزوروں اور بے کسوں کے لئے ہمدردی موجود تھی اور وہ ہمدردی بے نظیر اور لاثانی تھی عورتوں کو پست محکوم اور غیر محفوظ حالت نے ان کی اخلاقی برتری نے آپ کا دامن پکڑا اور زندگی میں عزت و اقتدار حاصل کرلیا آپ کی زندگی ہر لحاظ سے سادہ تھی۔ (۳)

مسٹر سٹینلے لین پول

"انتخاب قرآن" کے مقدمہ صفحہ ۶۷ میں فتح مکہ (وہ مکہ جس کے رہنے والوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم اور ان کے دلدادگان کو کامل تیرہ برس طرح طرح کے مصائب کا نشانہ بنائے رکھا اور قسم قسم کے دکھ اور آزار پہنچائے اور مظلوموں کو مارا قتل کیا اور گھر سے بے گھر کر دیا) کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ :- (۲۰) "مگر آخری سنگ محراب ہجرت کے آٹھویں سال ۲۳ ھ میں نصب کیا گیا (یعنی اس وقت سب کام مکمل ہو گیا) جب کہ قریش کی ایک جماعت ہو کر نے مسلمانوں کے ایک مددگار قبیلہ بنی خزاعہ پر حملہ کر کے صلح حدیبیہ کو توڑا تو محمد صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے دس ہزار آدمیوں کو ہمراہ لے کر جانب مکہ کوچ کیا اور چونکہ قریش کو اپنے بچاؤ کی کوئی نئی صورت نظر نہ آتی تھی لہذا شہر مکہ فتح ہو گیا

اب وقت تھا کہ پیغمبر (صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم) خونخوارانہ فطرت کا اظہار کرتے آپ کے قدیم ایذا دہندے (قریش) آپ کے قدموں میں آپڑے ہیں کیا آپ اس وقت اپنے بے رحمانہ طریقہ سے ان کو پامال کریں گے؟ سخت عقوبت میں گرفتار کریں گے یا ان سے انتقام لیں گے؟

یہ وقت اس شخص کے اپنی اصلی رنگ میں ظاہر ہونے کا ہے اس وقت ہم ایسے مظالم کے پیش آنے کے متوقع ہیں جن کے سننے سے بدن کے رونگٹے کھڑے ہوں اور جن کا خیال کر کے اگر ہم پہلے ہی سے نفریں و ملامت کا شور و غل مچائیں تو بالکل بجا ہے۔

مگر یہ کیا معاملہ ہے؟ کیا بازاروں میں کوئی خونریزی نہیں ہوئی؟ ہزاروں مقتولوں کی لاشیں کہاں ہیں؟ واقعات سخت اور بے درد ہوتے ہیں (کسی کی رو رعایت نہیں کرتے) اور یہ ایک واقعی بات ہے کہ جس دن آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کو اپنے دشمنوں پر عظیم فتح حاصل ہوئی وہی دن آپ کو اپنے نفس پر سب سے زیادہ عالی شان فتح حاصل کرنے کا دن بھی تھا قریش نے سالہا سال تک جو کچھ رنج اور صدمے دئے تھے اور بے رحمانہ تحقیر و تذلیل کی مصیبت آپ پر ڈالی تھی۔ آپ نے کشادہ دلی کے ساتھ ان تمام باتوں سے درگزر کی اور مکہ کے تمام باشندوں کو ایک عام معافی نامہ دیدیا۔

جب محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم) اپنے شدید ترین دشمنوں کے شہر میں بحیثیت ایک فتح مند کے داخل ہوئے تو صرف چار مجرم جو از روئے انصاف قصور وار قرار دئے گئے واجب القتل اشخاص کی فہرست میں داخل کئے گئے فوج نے آپ کی مثال کی تقلید کی اور خاموشی اور امن و امان کے ساتھ شہر میں داخل ہوئی نہ کوئی مکان لوٹا گیا اور نہ کسی عورت کی بے حرمتی کی گئی"

معاندو! کیا اس سے بڑھ کر بھی رحم اور درگزر کی کوئی مثال پیش کر سکتے ہو؟ وہ قریش جنہوں نے پرستاران حق کو نہ مکہ میں چین سے رہنے دیا اور نہ مدینہ میں امن سے بیٹھنے دیا اور مختلف قسم کے مصائب کا باعث بنتے رہے جب نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہ و سلم کے قابو میں آتے ہیں تو انہیں کچھ نہیں کہا جاتا اور یکدم سب کو عام معافی نامہ دے دیا جاتا ہے تو کیا اس شخص کا کام ہو سکتا ہے جو بے رحم، جابر، ظالم ہو اور لوگوں سے جبراً اپنے خیالات منوانے والا ہو؟

ہاں اگر آفتاب عالمتاب سے انکار ہو سکے تو اس کا بھی کر دو ورنہ شرمندہ ہو کر آئندہ کے لئے بہتان بندی سے اجتناب کرو۔

اس کے بعد ہم تیسرا اعتراض لیتے ہیں کہ معاذاللہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم عیاش اور شہوت پرست تھے یا انہوں نے نفسانی خواہشات کی سیری کے لئے بہت سی شادیاں کیں اور یہی وہ اعتراض ہے جس پر منہ پھٹ ژولیدہ بیان آریہ آج کل خاص طور پر زور دے رہے ہیں اور عوام کو جھوٹے اور فرضی افسانے سنا سنا کر بنی اسلام کی طرف سے بدظن کرنے کی ناپاک کوشش کر رہے ہیں سو آیئے اب ہم یہ دیکھیں کہ اس اعتراض کی کیا حقیقت ہے؟ ہم نے تو اس کے متعلق کچھ کہنا نہیں۔ اس لئے غیروں کی تحقیق پیش کرتے ہیں۔ امید ہے کہ راستی کے طالب اور حق کے شیدا ذیل کی عبارت صاف دل سے مطالعہ فرمائینگے پس سب سے پہلے ایک آریہ سماجی گربچوائٹ کا بیان نقل کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر جی۔ ڈبلیو لیٹز ایم ایل۔ ایل۔ ڈی۔ پی ایچ۔ وی۔ او۔ ایل

نے کتاب "ریلیجس سسٹمز آف دی ورلڈ" (ادیان عالم) میں "دین محمدی" کے عنوان سے ایک دلنشین مضمون لکھ کر ان متعصب اور کم فہم غبی اور ضدی بلکہ متمرد اور ناسپاس معترضین کی نکتہ چینیوں اور افتراؤں کا نہایت معقولیت کے ساتھ جواب دیا۔ اس جگہ اتنی گنجائش نہیں کہ وہ تمام مضمون نقل کریں اس لئے فی الحال اس میں سے ایک حصہ درج ذیل کرتے ہیں امید ہے کہ تحقیق حق کے شائق اس بے لاگ فاضل کی تحقیق انیق کو بغور ملاحظہ فرمائیں گے۔

(۲۳) حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) پر ایک الزام یہ لگایا گیا ہے کہ انہوں نے متعدد شادیاں کر کے (نعوذ باللہ) عیاشی کو جائز قرار دیا آؤ اس بیان کی تحقیق کریں۔

جس شخص کے حالات سے ہم بحث کر رہے ہیں اس کی شہرت کا ماخذ کسی فرضی قصے کی دل آویزی نہیں ہے بلکہ وہ ایک ایسا تاریخی شخص ہے کہ جس کا ہر قول و فعل احادیث میں محفوظ ہے کہ جسے مسلمانوں نے ضابطہ قانون اسلام کی حیثیت سے ان کو قرآن شریف سے صرف دوسرے درجہ پر رکھا ہے ان احادیث کی فراہمی و تدوین میں جرح و نقد کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا گیا اور ان کی صحت کے جانچنے اور پرکھنے کے لئے سخت سے سخت قواعد مقرر کئے گئے ہیں۔ جب تک کسی حدیث کا راوی رسول پاک کا کوئی معتبر صحابی نہ ہو وہ صحیح تسلیم نہیں کی جاتی اور نہ واجب التعمیل سمجھی جاتی ہے اگر بنظر انصاف دیکھا جائے تو ہمارے مسیح کے اقوال و افعال ایسی تحقیق اور جامعیت کے ساتھ ہرگز نہیں قلمبند کئے گئے۔

ان احادیث کے مجموعہ کو پیش نظر رکھ کر ہم دریافت کرتے ہیں کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کو (معاذ اللہ) عیاش ثابت کرنے کے لئے آپ کے پاس آیا کسی روایت کی سند موجود ہے؟ اگر بفرض محال ایسی کوئی روایت نکل بھی آئے تو میں بلا تامل کہہ سکتا ہوں کہ جب اس کی پوری طرح چھان بین کی جائے گی تو وہ بالکل بے بنیاد اور غلط ثابت ہوگی لیکن جو بات ان احادیث سے پایہ ثبوت کو پہنچتی ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا قابل ستائش طرز عمل ہے کہ آپ نے ایسے لوگوں میں رہ کر اپنے دامان عفت کو عیاشی کے بدنما دھبے سے بچائے رکھا جن کی آلودہ دامانی شہرہ آفاق تھی جاہل اور ہوس ناک عربوں میں آپ نے اپنی زندگی کے پچیس سال کامل پرہیزگاری اور پاکبازی میں بسر کئے اور آخر جب پچیس سال کی عمر میں آپ متاہل ہوئے تو آپ نے کسی نوخیز حسینہ سے نہیں بلکہ ایک چہل سالہ بیوہ سے شادی کی جب تک یہ بی بی جو آپ

کی محسنہ اور آپ کی نبوت پر سب سے پہلے ایمان لانے والی عورت تھیں زندہ رہیں آپ کا طرز عمل ان کے ساتھ وفادارانہ رہا اور ان کی وفات کے بعد بھی تمام عمر آپ ان کی ستائش میں تر زباں رہے۔

جنابہ خدیجہ کے وصال کے کئی سال بعد ایک روز جب عائشہ نے آپ سے پوچھا کہ کیا خدا نے آپ کو ایک بہتر بی بی نہیں دی؟ تو آپ نے فرمایا کہ نہیں تم ہرگز ویسی نہیں ہو وہ مجھ پر سب سے پہلے ایمان لائی اور میری مصیبت اور کسمپرسی کی حالت میں میری مددگار ہوئی جبکہ دوسرا کوئی شخص نہ میری باتوں کو سچ ماننے والا تھا اور نہ میرا مددگار تھا۔

یہ سچ ہے کہ پچپن سال کی عمر کے بعد آپ نے یکے بعد دیگرے متعدد نکاح کئے لیکن جس شخص نے اس عمر تک اس قدر ضبط اور نفس کشی کا ثبوت دیا ہو اس کی نسبت اس کے مسیحی (اور آریہ) نکتہ چینوں کے علی رغم کیا یہ خیال کرنا قرین انصاف نہ ہو گا کہ بعض بعض وجوہ ایسی تھیں جنہوں نے آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ان نکاحوں پر مجبور کیا؟ میرا ایمان ہے کہ بڑھاپے میں ان شادیوں سے آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا مقصد صرف اپنے مظلوم و مقتول صحابیوں کی بیواؤں کی سرپرستی کرنا اور ان کی عصمت کو بچانا تھا۔ آپ کے پیروؤں کی تعداد قلیل تھی اور مخالفوں کا زور تھا مسلمانوں پر طرح طرح کے مظالم توڑے جاتے تھے یہاں تک کہ بعض اوقات ان کو کھانا بھی نصیب نہ ہوتا تھا یہی وجہ تھی کہ بہت سے صحابی ابی سینیا کے عیسائی بادشاہ نجاشی کے پاس جا کر پناہ گزیں ہوئے۔ اور ایک عرصہ تک اس کی پناہ میں رہے بعض نے وہیں داعی اجل کو لبیک کہا اسی قسم کے مظلوم و غریب الوطن رفیقوں کی بیواؤں کے ساتھ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے عقد کر لیا تاکہ ان بیچاریوں کی جانیں اور عزتیں برباد نہ ہوں۔

پس یہ خیال کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے یہ نکاح کسی نامناسب ارادے سے کئے محض بے بنیاد ہے۔ خصوصاً "جبکہ اس بات کو مد نظر رکھا جائے کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جوانی کے عالم میں اپنی پرہیزگاری کا کافی ثبوت دے چکے تھے۔

زینب آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے آزاد شدہ غلام اور متبنی فرزند زید کی مطلقہ بیوی تھیں۔ جنہیں آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنے عقد میں لے آئے تھے۔ اس نکاح پر بھی جو ایک خاص مصلحت کو مد نظر رکھا گیا تھا نکتہ چینیاں اور غلط اعتراضات کئے ہیں۔

دور جاہلیت کے عرب متبنّٰی کی مطلقہ عورت سے نکاح کرنا ناجائز سمجھتے تھے اگرچہ اپنے باپ کے مرنے کے بعد اس کی بیویوں سے متمتع ہونے میں انہیں کوئی باک نہ تھا آنحضرت نے اس لغو رسم کو یہ کہہ کر توڑا کہ صلبی فرزند اور منہ بولا بیٹا ایک نہیں ہو سکتے اور اس لئے متبنّٰی کی مطلقہ عورت سے نکاح کرنا ناجائز نہیں پس جو کچھ آپ نے کیا اس کی غرض یہ تھی کہ اپنے طرز عمل سے منشاء ایزدی کی تکمیل و توثیق کریں اور ایک باطل عقیدہ کو مٹا دیں نہ اس لئے کہ آپ کو ایک اور شادی کی ضرورت تھی قرآن شریف میں جو آیت اس بارے میں ہے اس کا معترضین نے غلط مطلب سمجھ کر کہا ہے کہ اس آیت نے ایک فعل ناجائز کو جائز کر دیا مگر یہ خود ان کی غلط فہمی ہے ان غلط فہمیوں کی وجہ ایک حد تک یہ معلوم ہوتی ہے کہ اکثر لوگ کسی مذہب کے مخالف یا معترض کی تصانیف پڑھ کر یہ سمجھ لیتے ہیں۔ کہ معترض نے جو کچھ لکھا ہے وہ بالکل ٹھیک ہے

لیکن اس مذہب کی کتب کا مطالعہ نہیں کرتے جس سے تصویر کا دوسرا رخ بھی انہیں نظر آ سکے اس حق گو فاضل کی رائے کے ہوتے ہوئے کسی اور شخص کا بیان نقل کرنا کوئی ضروری نہیں لیکن تاہم آریہ دوستوں کی خاطر اس بارے میں ایک امریکن ڈاکٹر کے لیکچر کا کچھ اقتباس درج ذیل کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر جارج بیکر

مسیحی معترضین کی بیہودہ سرائی کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:۔ (۲۳) آجکل کے مسیحیوں کی نظر میں چھٹی صدی اور بیسویں صدی رسم و رواج میں بالکل مطابق اور یکساں معلوم ہوتی ہے جس سے ان مسیحی (اور آریہ) معترضین کی حماقت ظاہر ہوتی ہے پہلی بی بی جس سے محمدؐ نے خدیجہ کی وفات کے بعد شادی کی سودہ تھی جس کا خاوند حبشہ سے آکر فوت ہو گیا تھا اس نے محمدؐ کے آگے اپیل کی اور آپ نے اس پر رحم کھا کر اس سے نکاح کر لیا ایسا ہی بہت سی اور بیبیوں کا حال ہے ان کے پہلے خاوندوں نے خدا کی راہ میں دشمن کا مقابلہ کرتے ہوئے اپنی جانیں قربان کیں ان دنوں میں کم از کم یہ ضروری تھا کہ ہر ایک عورت ایک گھر رکھتی ہو اور کسی کے نکاح میں ہو آج کل امریکہ میں اس قسم کے حالات ہیں کہ ہر ایک عورت کے لئے ضروری نہیں کہ اس کا ایک مستقل گھر ہو کیونکہ آجکل وہ بورڈنگ ہاؤسوں میں رہ سکتی ہیں یا جیسا کہ آج کل عام طور پر مغربی ممالک میں دیکھا جاتا ہے کہ رات کے وقت شہروں کے کوچوں اور گلیوں میں پھر سکتی ہیں نیز اس زمانہ میں آج کل کی طرح کوئی ایسے پیشے اور ایسی تجارتیں اور ایسے دفتر نہ تھے جہاں عورتیں کام کر سکتیں اس زمانہ میں کوئی ایسی دکان نہ تھی جہاں عورت سودا بیچ سکتی اور نہ کوئی ایسا کارخانہ تھا جہاں وہ خریداروں کی آؤ بھگت کر سکتیں اس زمانہ کی عورتیں آج کل کی عورتوں کی طرح کسی مشین کے چلانے پر متعین نہیں ہو سکتی تھیں نہ ریل گاڑی کی ڈرائیوری کا کام کر سکتی تھیں نہ دخانی کشتی کی ملاحی کر سکتی تھیں۔ مسیحی ممالک میں ایک بے شوہر عورت خانقاہ میں رہ سکتی تھیں (اگرچہ یہ خانقاہیں پاکیزگی کی جگہیں نہ تھیں مگر عرب میں کوئی ایسی خانقاہیں نہ تھیں ان بیواؤں میں سے اکثر آپ کے لئے ایک بوجھ تھیں۔ آپ اب بڑھاپے کی طرف جا رہے تھے اور کفایت شعاری سے آپ گزارہ کرتے تھے شراب پینا آپ کی عادت نہ تھی اس لئے ان کا وہ حال نہیں ہو سکتا تھا جو آجکل مسیحی ممالک میں لوگوں کا حال ہے۔ کیونکہ یہ لوگ عمدہ عمدہ غذائیں کھاتے ہیں گوشت اور مختلف قسم کی شراب مثلاً "وائین۔ وسکی بی آر" وغیرہ تمام دن استعمال کرتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ شہوانی خیالات اور جذبات کا ان میں جوش رہتا ہے پھر علاوہ اس کے محمدؐ کا صرف یہی کام نہ تھا کہ قرآن شریف کی وحی کا انتظام کریں بلکہ اس کے سوا اور بھی کئی قسم کے افکار اور انتظامات میں آپ کو منہمک رہنا پڑتا ہے ایسے شخص پر ہرگز عیش کا الزام نہیں لگایا جا سکتا۔

اور بھی اس طور کی آراء درج کی جا سکتی ہے لیکن فی الحال یہی کافی ہیں امید ہے کہ راستی کے خواہاں ان کے مطالعہ سے اصل حقیقت تک پہنچ گئے ہوں گے اور جان لیا ہو گا کہ آریہ معترضین کے گندے اور پاجیانہ اعتراضات کہاں تک راستی پر مبنی ہیں لہذا اب ہم اور بھی بہت سی آراء جن میں بعض بے لاگ غیر مسلمانوں کی ہیں اور کچھ شدید ترین دشمنان حق کی ذیل

میں درج کرتے ہیں ناظرین دیکھیں گے۔ کہ انہیں سے ہر ایک نے اپنے اپنے خیال اور ذوق کے ماتحت دنیا کے لئے ابر رحمت ہو کر آنے والے رسول خدا کی کس قدر مدح سرائی کی ہے۔ جن میں چند ایک نظمیں بھی ہیں مسلمان تو انہیں پڑھ کر خوش ہوں گے لیکن اگر مخالف بھی تعصب کو بالائے طاق رکھ کر ان کا مطالعہ کریں گے تو ہمیں یقین واثق ہے کہ ان کے دل بھی بغض و عناد ناراستی اور تعصب سے بہت حد تک صاف ہو جائیں گے اور جان لیں گے کہ ایسی شخصیت جس کی تعریف و توصیف میں بڑے بڑے فضلائے زمان نے دل کھول کر مدحت سرائی کی ہے وہ گندے اعتراضوں کی مورد نہیں ہو سکتی۔ لیکن اتنا ہم بتلا دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ ان نقل کردہ آراء و اقوال میں بعض الفاظ یا فقرات ایسے بھی ہیں جو ضرور اصلاح طلب ہیں لیکن ہم فی الحال ان پر کسی قسم کا نوٹ دینا مناسب نہیں سمجھتے بلکہ بلا کم و کاست اور بغیر کسی تشریح یا توضیح کے درج کرنا چاہتے ہیں۔ ۔ اور اسی لئے ہم نے ان پر کسی قسم کی حاشیہ آرائی نہ کی اور نہ ہی اگلی آرا پر کریں گے (۱)

برناڈ شا اور عرب

برناڈشا عصر حاضر کے عالمگیر شہرت یافتہ آئمہ مفکرین میں شمار کیا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ آج اس کی تصنیفات دنیا کے گوشہ گوشہ میں پھیلی ہوئی ہیں اور دنیا کی بہت سی زندہ زبانوں میں ان کا ترجمہ بھی ہو چکا ہے اس کے افکار و آراء ہر مذہب اور ملت کے اہل علم طبقہ میں مشہور و معروف ہیں اس کی افکار و آراء کی مقبولیت اس کی فلسفیانہ رنگینی، لطیف نکات، عبارت کی عمدگی اور طرز تحریر کا اچھوتا پن ہے اگر وہ اپنی تحریر میں عام طرز تحریر کا رنگ اختیار کرتا اور اپنے زمانہ کے رائج طریقہ کو اپنا لیتا ہرگز اسے یہ مقبولیت حاصل نہ ہوتی اور وہ صرف اہل علم کے مخصوص طبقہ میں ہی منحصر ہو جاتا۔

جب آپ اس کے ڈرامے پڑھتے، تو ان پر جاسوسیت کا رنگ غالب نظر آتا ہے لیکن اگر آپ غور کریں تو مصنف کے مقاصد کو بالکل واضح پائیں گے اور آپ کو بہت جلد معلوم ہو جائے گا کہ اس معلم و مصلح کا مقصد ان ڈراموں سے اعلیٰ اخلاق کا ایسا قلعہ تعمیر کرنا ہے، جو فلسفہ اخلاق کی بنیاد پر قائم ہو۔

برناڈشا نے اپنے ڈراموں میں صرف ہنسی مذاق اور تفریحی عبارتیں ہی نہیں پیش کی ہیں۔ بلکہ ہر ڈرامہ کا ایک طویل مقدمہ بھی بالتفصیل بیان کیا ہے جو اس کے نظریات و افکار کی ترجمانی کرتا ہے اور ہر صاحب فہم و فراست کے ذہن پر براہ راست اثر انداز ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ یہ مقدمات کبھی کبھی ڈرامہ سے بھی بڑے ہو جاتے ہیں۔

س مقالہ کا مقصد برناڈشا کے دینی، سیاسی، سماجی اور فلسفیانہ نظریات و افکار کا تجزیہ و تشریح نہیں ہے، بلکہ آج ناظرین کرام کے سامنے اس کی تصنیفات سے عرب، بلاد عرب اور اسلام و مسلمین سے متعلق باتیں پیش کی جائیں گی جن سے برناڈشا کی علوم شرقیہ سے دلچسپی اور فنون مشرق سے متعلق معلومات کا پتا چلتا ہے۔

برناڈشا اور محمدؐ

برناڈشا محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شخصیت اور اسلامی تعلیمات کا بڑا شیدا تھا چنانچہ اس نے اپنی بعض تصانیف میں لکھا ہے کہ۔

"میری بڑی تمنا ہے اور میں اسے واجب سمجھتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو انسانیت کے نجات دہندہ کی حیثیت سے دیکھوں اور میرا تو یہ عقیدہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جیسی شخصیت کو اگر آج کے عالم جدید کی عنان حکومت دے دی جائے تو دنیا اپنی مشکلات کے حل تلاش کرنے میں کامیاب و بامراد ہو جائے گی اور اس کے اندر امن و سلامتی کی لہر دوڑ جائے گی۔ کاش! دنیا اس جیسے مصلح کی ضرورت کو محسوس کرتی۔" برناڈشا اپنے ڈرامے میں اولیاء و انبیاء کے متعلق بھی کچھ لکھنا چاہتا تھا اس نے حضرت مسیح اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی سوانح لکھنے کی نیت کی تھی۔ لیکن اس خوف سے کہ حضرت مسیحؑ سے متعلق ڈرامہ عالم مسیحیت میں مقبولیت حاصل نہیں کر سکتا۔ اسی طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے متعلق ڈرامہ عالم اسلام میں مقبول نہ ہو گا اس نے کھل کر دونوں شخصیتوں کا ڈرامہ نہیں لکھا۔ بلکہ اپنی فکر کو

بدل کر ان دونوں شخصیتوں کی زندگی پر اپنے مختلف ڈراموں میں روشنی ڈالی ہے۔ چنانچہ اس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے متعلق اپنے تین مشہور ڈراموں میں بہت کچھ لکھا ہے اسی طرح اپنے ڈاکٹر سے متعلق ایک ڈرامہ کے مقدمہ میں برنارڈشا نے پاکیزگی اور صفائی نظافت کے سلسلہ میں اسلام کو سراہا ہے' چنانچہ مسیحیوں کے انقلاب کی جانب اشارہ کرنے کے بعد لکھتا ہے کہ :۔

"یہ کہنا بہت آسان اور ممکن ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نگاہ بڑی دور رس اور وسیع تھی جس کا ثبوت اس سے ہوتا ہے کہ آپ نے نظافت (وضو) کو ارکان اسلام میں داخل فرمایا"

اسی طرح اپنے ایک اور ڈرامہ "انڈروکلس اور سیر" میں لکھا ہے کہ :۔

"مسیحیوں نے جب دیکھا کہ مسلمانوں کی تہذیب یورپ کی تہذیب سے کئی گنا زیادہ ترقی پر ہے' تو ان وحشت آمیز تعجب کا اندازہ کرنا مشکل ہو گیا۔ "پارلیمنٹ کے ممبروں کے سامنے جو مطبوعات کی رقابت پر بحث کرنے کے لئے جمع ہوتے تھے' برنارڈشا نے جو بیان دیا' اس میں دین اسلام کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے۔

"ثقافت عامہ کو اپنانے کے سلسلے میں رقابت نے جو گل کھلائے اس کے سامنے دنیا کی بڑی سے بڑی مصیبتیں بھی ہیچ ہو کر رہ جاتی ہیں اس کی مثال یوں لیجئے کہ جب فلسفہ کے ارتقائی دور میں ہمارے اور فلسفہ کے درمیان رقابت پیدا ہوئی اور ڈارون' ہکسلی' ٹنڈال' سنبسر' کارمیل سے لے کر رسکن اور تبلز تک یہ کشمکش جاری رہی تو اس وقت عام مفہوم اور عوام کی اصطلاح میں ان کتابوں کو فسق و فجور اور دہریت کی حامل بتلایا جاتا تھا۔ ہم آج بھی دیکھ رہے ہیں کہ کاتھولیکی اور ارتھوڈکسی فرقے ان کی تصنیفات پڑھنے سے شدت کے ساتھ روک رہے ہیں جب ان سے وجہ پوچھی جاتی ہے تو یہی کہتے ہیں کہ یہ کتابیں دہریت اور فسق و فجور کی حامل ہیں۔ میں حیران ہوں کہ اگر لوتھر کے راہبہ سے شادی کرنے اور غالیلو کی دہریت اور محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا عبادت اصنام کے خلاف علم جہاد بلند کرنے اور وحدانیت باری کے لئے کوشش کرنے کے خلاف اگر مسیحیت اور اس کے اخلاق غالب آجاتے تو آج دنیا کا کیا نقشہ ہوتا؟ اسلام اور مسیحیت اپنی وسعت کے باوجود عوام کی نظر میں اپنے ماضی کو زیادہ مضبوط اور مستقل نہ بنا سکے۔ آج انگریز اس لئے مسیحی ہے کہ وہ انگلینڈ میں پیدا ہوا ہے اگر وہی استنبول میں پیدا ہوتا' تو اس کا مسلمان ہونا ضروری ہوتا۔ لوگ آج اسلام اور مسیحیت کے ان جہادوں سے واقف نہیں ہیں۔ جو ان دونوں نے بلندی اخلاق کے لئے کیے ہیں۔ اسی طرح اسلام اور مسیحیت کے وجود کو قرون ماضی کے اخلاق کے سرپر خطرہ ماننے کے لئے بھی تیار نہیں ہو رہے ہیں"

برنارڈشا اور تعداد ازواج

اپنے مشہور ڈرامہ "شادی کی تیاری" کے ایک طویل مقدمہ میں برنارڈشا نے شادی پر سماجی' اقتصادی' سیاسی دینی اور جنسی حیثیت سے سیر حاصل بحث کی ہے اور اس میں مختلف نظریات کو ذکر کرنے کے بعد اپنے نظریہ کی وضاحت ان الفاظ میں کرتا ہے۔

اگر مان لیا جائے کہ جنگ ہمارے تین چوتھائی مردوں کو فنا کے گھاٹ اتار دے ' تو اس صورت میں ہمارے لئے لازم ہو گا
اسلامی طریقہ کو اپنایا جائے ' جو بیک وقت چار شادی تک کی اجازت دیتا ہے۔ اس کے علاوہ ہم اپنی قوم کو کسی بھی صورت
خطرہ سے باہر نہیں لا سکتے اور اگر اتفاق سے جنگ کبھی اس کے برعکس تین چوتھائی عورتوں کو ختم کر دے ' تو اس صورت میں
ہمیں بڑی پریشانیوں کا سامنا کرنا ہو گا اور ہمارا وجود تنگی میں پڑ جائے گا۔ یہیں سے یہ بنیادی نظریہ پیدا ہوتا ہے کہ میدان جنگ
میں عورتوں کا قتل نہ کیا جائے۔ تاکہ نسل انسانی باقی رہے ' صرف شرافت و بہادری کا بقا مقصود نہیں ہے جیسا کہ عام طور
یہی خیال کیا جاتا ہے"

محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور بت پرستی

اسی ڈرامہ میں آپ کو یہ عبارت بھی ملے گی۔
"ہو چکس نے سومرس راہب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا ' میں اپنے ارادے ' اپنے تکبر ' اور اپنی شرافت کے علاوہ کسی اور
دوسری چیز سے مطمئن نہیں ہوں۔ تمہاری دینی تعلیم تمہاری پوری پوری موافقت کرتی ہے۔ لیکن وہ میرے قابل نہیں
ہے میں تو بلیوں کی طرح اسلام کو دوسرے ادیان کے مقابلہ میں فضیلت دیتا ہوں ' اور میرا اعتقاد ہے کہ برطانوی شہنشاہیت
اس صدی کے آخر میں حلقہ بگوش اسلام ہو جائے گی میں محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شخصیت سے بہت زیادہ متاثر ہوں
اور مجھے ان کی رائے سے ایک حد تک اتفاق ہے میری یہ بات اے سومرس تمہیں زمین پر ڈال سکتی ہے تمہیں معلوم نہیں
کہ دین میں ایک عظیم قوت ہوتی ہے یہ قوت واقعہ حقیقت اور وحدانیت کا بہترین مظاہرہ ہوتی ہے لیکن تم اور تمہارے
جوڑی دار اس حقیقت کے سمجھنے سے قاصر ہیں وہ نہیں سمجھ سکتے کہ تالیف انسانیت کی آسان اور بہتر ترکیب کیا ہے؟ ادب
دانش اور ایمان و عقیدت کی چمک دمک لے کر انسان کی طرف بڑھنا یہی اس کے قریب کرنے کا بہترین نسخہ ہے اس
حقیقت کو چھوڑ کر تم لوگ یہ چاہتے ہو کہ لوگ تمہاری دیانتداری پر ایمان لائیں ؟ اور اس نشہ میں چور ہو کر تم یہاں تک
حماقت کر بیٹھے ہو کہ اپنے علاوہ دوسرے سے علم حاصل کرنے سے بہتر یہ بتلاتے ہو کہ بچہ موت کے ظالم ہاتھوں میں پڑ کر دم
توڑ دے"

زنجبیہ کی ذات باری سے متعلق بحث والے ڈرامہ میں بعض تقلیدی عادتوں اور ان رسم و رواج پر تنقید کی ہے ' جو احکام
رسل اور تعلیمات انبیاء سے بے تعلق ہیں چنانچہ اسی میں آگے چل کر لکھا ہے کہ۔
"نبی عربی محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس وقت بڑے عظیم اور جراءت مندانہ اقدام کیے۔ جب توحید بت پرستی کے
مقابلہ میں آگئی اور آپ نے دنیا کو ادیان سابقہ کی جانب پلٹ کر غور و فکر کرنے کی دعوت دی اور ایک ذات وحدت الوجود کو
پہچاننے پر زور دیا۔"

اس کے بعد لکھتا ہے کہ:۔
"تورات میں مذکور دوسری وصیت ' جس میں فرمایا گیا ہے کہ آپ اپنے لئے نہ کوئی تمثال بنائیں ' نہ کوئی صورت اور نہ اس کو

سجدہ کریں، نہ اس کی عبادت کریں مسلمانوں کے نزدیک زیادہ محترم اور قابل عمل ہے اگر مسیحیوں سے اس معاملہ میں موازنہ کیا جائے تو مسلمان بہت آگے نظر آئیں گے"

سر ولیم میور

ترجمہ (ا) الف (محمد صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کا) عمدہ چال چلن اور باوقار شخصیت ہونے کی وجہ سے آپ کے ہم وطن آپ کی بہت عزت کرتے تھے اور آپ کو امین کہہ کر پکارتے تھے۔ (لائف آف محمد صفحہ ۲۰ دوسرا ایڈیشن)

ترجمہ ب

قرآن کی تعلیم بہت سلیس ہے خدا کی وحدانیت محمد کی رسالت مرنے کے بعد دوبارہ روز قیامت میں اٹھنا نیکو کاری کی ترغیب۔ برائی کے خلاف جدوجہد کرنا پابندی وقت کے ساتھ نماز ادا کرنا۔ زکواۃ دینا۔ ناپ اور تول میں دیانت داری۔ سچائی و پاکیزگی اور خدائی احکام کو بسرو چشم بجالانا وغیرہ قرآنی تعلیم ہے۔ (لائف آف محمد صفحہ ۳۷ دوسرا ایڈیشن)

جان ڈیون پورٹ

ترجمہ :۔ یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ آپ پچیس برس کی عمر سے پچاس برس تک صرف ایک بیوی پر قانع رہے اور جب انہوں نے تریسٹھ سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔ تو اس وقت تک ان کے ہاں کوئی بیٹا نہ پیدا ہوا تھا اب ہم یہ پوچھتے ہیں کہ یہ بات لگتی ہے کہ ایک شخص شہوت پرست ہو اور ایسے ملک کا باشندہ ہو جہاں ایک سے زیادہ نکاح کرنے جائز ہوں اور وہ شخص ۲۵ برس تک صرف ایک بیوی پر قانع رہے غالب ہے کہ آنحضرت نے جو اپنی آخری عمر کے تیسرے سال کے عرصہ میں بہت سے نکاح کئے وہ صرف فرزند وغیرہ کی امید میں کئے ہوں گے۔

(اردو ترجمہ اپالوجی فار محمد اینڈ قرآن صفحہ ۲۲' ۲۳)

لقن صاحب کی رائے ہے کہ قسطنطین کے زمانہ سے بہت پہلے بھی اکثر عیسائی لوگ خراب ہو گئے تھے اور ان کے اصول مذہب میں فتور آگیا تھا مگر بعد ازاں جب اس نے معلنان مذہب کی بہت قدر کی اور انہیں اعلیٰ اعلیٰ مراتب دیئے تو یہ لوگ دولت کے خواہش مند اور اختیارات ملکی کے شائق ہو گئے اور انہوں نے مذہب عیسائی کو خراب کر دیا۔

چھٹی صدی میں حضرت محمدؐ پیدا ہوئے آپ نے اپنے مذہب کو قائم کیا اور بت پرستی کو ملک ایشیاء افریقہ اور مصر کے اکثر حصوں سے بالکل نیست و نابود کر دیا چنانچہ ان ملکوں میں اب تک خدائے واحد اور حقیقی کی پرستش جاری ہے لاکھوں آدمیوں کے دل میں اس عرب کے نبی کی ظاہری اور باطنی برکتوں نے جگہ پکڑی۔ (اردو ترجمہ اپالوجی فار محمد اینڈ قرآن صفحہ ۴۹

ترجمہ :

حضرت محمد صاحب تمام نبیوں اور مذہبی رہنماؤں سے نہایت ہی کامیاب شخصیت ہوئے ہیں۔

(انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا ...

مثال موجود نہیں

محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) اپنی ذات اور قوم کے لئے نہیں ' بلکہ دنیائے ارضی کے لئے ابر رحمت تھے۔ تاریخ میں کسی ایسے شخص کی مثال موجود نہیں 'جس نے احکام خداوندی کو اس طریقہ سے انجام دیا ہو۔ (ڈاکٹر ڈی رائٹ)

اولین مرتبے کا مستحق

قارئین میں سے ممکن ہے کچھ لوگوں کو تعجب ہو کہ میں نے دنیا جہان کی موثر ترین شخصیات میں محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کو سر فہرست کیوں رکھا ہے اور مجھ سے وجہ طلب کریں گے۔ حالانکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ پوری انسانی تاریخ میں صرف وہی ایک انسان ایسے تھے جو دینی اور دنیاوی دونوں اعتبار سے غیر معمولی طور پر کامیاب و کامران اور سرفراز تھے۔

ہارٹ میخائل

AUTHOR OF

THE 100

(A RANKING OF THE MOST INFLUENTIAL PERSONS IN HISTORY

HART PUBLISHING CO NEW YOURK 1978 (337)

رہنما

موجودہ انسانی مصائب سے نجات ملنے کی واحد صورت یہی ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) اس دنیا کے حکمران (رہنما) بنیں۔

(جارج برنارڈشا)

نئی زندگی

عرب کو یہی نور اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لایا۔ عرب کو اسی کے ذریعے پہلے پہل زندگی ملی۔ بھیڑوں بکریوں کے چرانے والے لوگ جو ازل سے صحراؤں میں بے کھٹکے ' بے روک ٹوک پھرتے تھے کہ ایک "ہیرو پیغمبر" ان کی طرف بھیجا گیا ایک پیغام کے ساتھ جس پر وہ ایمان لا سکتے تھے اور پھر سب نے دیکھا کہ جو کسی کے نزدیک کوئی اہمیت ہی نہ رکھتے تھے دنیا بھر کے لئے قابل ذکر بن گئے۔ (کارلائل)

انسانی عقل و فہم کے مطابق

محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے اپنا جو مذہبی نظام قائم فرمایا وہ نہ صرف یہ کہ ان کے اپنے ساتھیوں کی عقل و فہم کے مطابق تھا اور اس ملک میں پائے جانے والے رسم و رواج اور ان کے ساتھیوں کے جذبات سے ہم آہنگ تھا بلکہ اس سے آگے بڑھ کر وہ عام انسانی حالات و نظریات سے بھی ایسی مناسبت و ہم آہنگی رکھتا تھا کہ جس کے نتیجہ میں تمام انسانوں کی نصف آبادی نے اسے قبول کیا۔ اور یہ سب کچھ چالیس سال سے بھی کم عرصہ میں ہو گیا۔ (کاؤنٹ ڈی بولین ویلرز)

عظیم انسان

وحشی جنگجو عربوں کو وحدت کی لڑی میں پرونے اور ایک زبردست قوم کی صورت میں کھڑا کر دینے کے لئے ایک عظیم انسان کا ظہور ہوا اندھی تقلید کے کالے پردے پھاڑ کر اس نے تمام قوموں کے دلوں پر واحد خدا کی حکومت قائم کی وہ انسانی لعل کون تھا؟ محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) (پنڈت شیو نرائن)

کوئی مثال

ہادی عرب کو ایک ساتھ تین چیزوں کے قائم کرنے کا مبارک موقعہ ملا وطنیت' اصلاح اعمال' مذہب' تاریخی دنیا میں اس قسم کی دوسری کوئی مثال نہیں دکھائی جاسکتی۔ (ریورینڈ بوسوتھ اسمقد)

شان

حضرت اسماعیل کی نسل سے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) پیدا ہوئے۔ آپ کی شان میں بڑی بات بائبل مقدس میں لکھی ہوئی ہے کہ اس قوم کی بزرگی ہے جس میں حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) پیدا ہوں گے۔ حضرت اسحق کی نسل سے یسوع مسیح پیدا ہوں گے۔ (ریوینڈ جارج)

دنیا کا سب سے بڑا انسان کون؟

دنیا کا سب سے بڑا انسان وہ ہے جس نے دس برس کے مختصر زمانہ میں ایک نئے مذہب' ایک نئے فلسفے' ایک نئی شریعت' ایک نئے تمدن کی بنیاد رکھی' جنگ کا قانون بدل دیا اور ایک نئی قوم پیدا اور ایک نئی طویل مدت والی سلطنت قائم کر دی لیکن ان تمام کارناموں کے باوجود وہ امی

اور وہ ان پڑھ تھے (حضور اکرم ان پڑھ نہیں تھے) وہ کون؟ محمد بن عبداللہ عرب اور اسلام کا پیغمبر! (داور مجاعص)

عظیم قوم کے بانی

عظیم ــــ محض اس لئے نہیں کہ وہ ایک روحانی پیشوا تھے انہوں نے ایک عظیم ملت کو جنم دیا اور ایک عظیم سلطنت قائم

فرمائی۔ بلکہ ان سب سے بڑھ کر ایک عظیم عقیدہ کا پرچار کیا۔ اس کے علاوہ اس لئے بھی عظیم تھے کہ وہ اپنے آپ سے بھی مخلص اور وفادار تھے' اپنی قوم سے بھی مخلص تھے اور اپنے اللہ سے بھی مخلص اور وفادار تھے (لیونارڈ)

عظیم ہستی

محمد صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے سوانح نگاروں کا ایک طویل سلسلہ ہے جس کا ختم ہونا ناممکن ہے لیکن اس میں جگہ پانا قابل عزت ہے (پروفیسر مارگولیس)

توحید

حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم) کی تعلیمات کو ہی یہ خوبی ملی ہے کہ اس میں وہ تمام اچھی باتیں موجود ہیں جو دیگر مذاہب میں نہیں پائی جاتیں۔ (مسٹر ہولڈرسن)

تعلیمات

حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم) کا پھیلایا ہوا مذہب بالکل واضح اور صاف ہے وہ ایک جامع مانع عقیدہ ہے' جو ایک ہی کتاب یعنی قرآن پاک پر مبنی ہے۔ وہ سختی کے ساتھ توحید کا مذہب ہے (ڈاکٹر کلارک)

عملی پیرائے میں

کوئی چیز عیسائیوں کو اس ضلالت اور گمراہی کے خندق سے' جس میں وہ گرے پڑے تھے نہیں نکال سکتی تھی بغیر اس آواز کے' جو سرزمین عرب کے غار حرا سے آئی اعلاء کلمتہ اللہ جس سے یونانی انکار کرتے تھے' اس آواز نے دنیا میں پیدا کیا اور اسے عملی پیرائے میں کیا جس سے بہتر ممکن نہ تھا جیسی انسانیت اور مروت مسلمانوں میں ہے' شاذونادر ہی کسی اور قوم میں پائی جاتی ہے۔ (پروفیسر مارلین)

دو چھوٹے جملے

تمام مسلمان اپنے مذہب کو ان دو چھوٹے چھوٹے جملوں میں بیان کرتے ہیں جن کا اختصار اور جن کی جامعیت حیرت انگیز ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ (ڈاکٹر لیبان)

فطرت انسانی کے مطابق

قرآن ایک عام مذہبی' تمدنی' ملکی' تجارتی' دیوانی' فوجداری وغیرہ کا ضابطہ ہے اور ہر ایک امر پر حاوی ہے مذہبی عبارت سے لے

کر جسمانی صحت ' جماعت کے حقوق سے لے کر حقوق افراد ' اخلاق ' جرائم ' دینوی و دینی سزا و جزا وغیرہ تک کے عام احکام قرآن میں موجود ہیں اس میں اصول بھی ہیں جن کی بنا پر حکومت کی بنیاد پڑی اور اسی سے ملکی قوانین اخذ کئے جاتے ہیں۔ اور روز مرہ کے مقدمات جانی و مالی کا فیصلہ کیا جاتا ہے قرآن ایک بے نظیر قانون ہدایت ہے اس کی تعلیمات فطرت انسانی کے مطابق ہیں۔ (جان ڈیون پورٹ) (ہسٹری آف دی ورلڈ)

استقلال ' استقامت ' عزت نفس

اسلام کی بنیاد قرآن پر ہے جو تمدن کا جھنڈا اڑاتا ہے جو تعلیم دیتا ہے کہ انسان جو نہ جانتا ہو اس کو سیکھے۔ جو حکم دیتا ہے کہ استقلال ' استقامت ' عزت نفس نہایت لازمی ہیں اس کی خصوصیات شائستگی اور تمدن کی سب سے بڑی بنیاد ہیں۔ (ڈاکٹر بٹلر)

غار حرا سے

کوئی چیز عیسائیان روم کو گمراہی و تباہی کے خندق سے ' جس میں وہ گرے پڑے تھے ' نہیں نکال سکتی تھی ' سوائے اس آواز کے جو سرزمین عرب کے غار حرا سے آئی۔ (پروفیسر مارس)

تعلیمات

ایک معمولی عقل و سمجھ کا مسلمان بھی جہاں جاتا ہے محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی تعلیمات اس کے ساتھ ہوتی ہیں جو دوسروں پر ضرور اثر کرتی ہیں ' صبح ' دوپہر اور شام کو اسلام کے حکم کا نعرہ (اذان) بلند ہوتا ہے اور وہ سر جو پہلے پتھروں اور حیوانوں کے آگے جھکا کرتے تھے اب خدائے واحد کے آگے جھکتے ہیں اسلام نے بنی نوع انسان کے معیار اخلاق کو بے حد بلند کر دیا ہے (جوزف تھامسن)

استقلال

حقیقی اور سچے ارادوں کے بغیر یقیناً " کوئی اور چیز محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کو ایسا لگاتار استقلال کے ساتھ جس کا آپ سے ظہور ہوا آگے نہیں بڑھا سکتی اور ایسا استقلال جس میں پہلی وحی کے نزول کے وقت سے لے کر آخر دم تک کبھی آپ کے قدم سچائی کے اظہار سے نہ ڈگمگائے۔ (پروفیسر فری مین)

سب سے زیادہ کامیاب

تمام پیغمبروں اور مذہبی شخصیتوں میں محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) سب سے زیادہ کامیاب ہیں۔ (مقالہ نگار انسائیکلو

پیڈیا برٹانیکا)

سب کے نزدیک

ان سے پہلے کوئی پیغمبر اتنے سخت امتحان سے نہ گزرا تھا جیسا کہ محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کیوں کہ نبوت کے منصب سرفراز ہوتے ہی انہوں نے اپنے آپ کو سب سے پہلے ان لوگوں کے سامنے پیش کیا جو انہیں سب سے زیادہ جانتے تھے اور جو ان کی بشری کمزوریوں سے بھی سب سے زیادہ واقف ہو سکتے تھے لیکن دوسرے پیغمبروں کا معاملہ برعکس رہا کہ وہ سب جگہ 'سب کے نزدیک معزز و محترم ٹھہرے سوائے ان کے جو انہیں اچھی طرح جانتے تھے۔ (گبن)

مستقل مزاجی

ممکن ہے یہ سوچا جائے کہ وہ آدمی جس نے اتنی بہت سی اور ہمیشہ قائم رہنے والی اصلاحات کیں اس کا خدائی مشن اس کے ذہن کی محض اختراع تھی اور کیا وہ جھوٹ کو جانتے بوجھتے نبھاتا رہا؟ نہیں ہرگز نہیں! محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کو حقیقت میں سچے مذہبی لوازمات اور روحانی احساسات حاصل تھے جن کے سبب انہوں نے اپنے مشن کو انتہائی مستقل مزاجی اور استقلال سے آگے بڑھایا اور نہ اس کے جھٹلائے جانے کی پرواہ کی نہ اس کی راہ میں مصائب و مشکلات کی۔ یہ سچائی یہ حق معرفت انہیں ابتداء سے انتہا تک حاصل رہی۔ (ڈیون پورٹ)

سچائی پر

محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کو بے شک و شبہ اپنے مقصد کی سچائی پر یقین تھا ان کا مشن نہ تو بے بنیاد تھا اور نہ فریب دہی اور جھوٹ پر مبنی تھا بلکہ اپنے مشن کی تعلیم و تبلیغ کرنے میں نہ کسی لالچ یا دھمکی کا اثر قبول کیا اور نہ زخموں اور تکلیف کی شدتیں ان کی راہ کی رکاوٹ بن سکیں وہ سچائی کی تبلیغ مسلسل کرتے رہے (ڈیون پورٹ)

دیانت دار

اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) بڑے پکے اور سچے دیانت دار مصلح تھے۔ (ڈاکٹر ای اے فریمن)

صرف ایک ان دیکھے خدا سے محبت

پیغمبر اسلام نے قربان گاہوں کو' خداؤں کو' دین و مذہب کے پیروکاروں کو' خیالات اور افکار کو' عقائد و نظریات کو' بلکہ روحوں تک کو بدل ڈالا پھر صرف ایک کتاب کی بنیاد پر' جس کا لکھا ہوا ہر لفظ قانون تھا۔ ایک ایسی روحانی امت تشکیل کر دی گئی جس میں ہر زمانے' وطن' قومیت کا حامل فرد موجود تھا وہ ہمارے سامنے مسلم قومیت کی ایک ناقابل فراموش خصوصیت یہ چھوڑ

یعنی کہ صرف ایک ان دیکھے خدا سے محبت اور ہر معبود باطل سے نفرت (لامارٹن)

دس سال

اسلام کے ذریعے محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے دس سال کے اندر ہی عربوں کو شدید ترین نفرتوں، انتقامی جذبات، لاقانونیت، عورتوں کی ذلت، سود خوری، شراب خوری اور انسانی قربانیوں سے نجات دلائی پھر اسی مذہب کے ذریعے آسمانوں کی اس بادشاہت کو انہوں نے عملی طور پر اس زمین پر قائم کر دیا جس کی بشارت بڑے ذوق و شوق سے جناب مسیح نے دی تھی ۔ (گبن)

بنی نوع انسان کو روشنی دکھلائی

اس کتاب (قرآن) کی مدد سے عربوں نے سکندر اعظم کی اور رومیوں کی سلطنتوں سے بڑی بڑی سلطنتیں فتح کر لیں فتوحات کا جو کام رومیوں سے سینکڑوں برس میں ہوا تھا عربوں نے اسے دسواں حصہ وقت میں انجام پر پہنچا دیا اسی قرآن کی مدد سے شامی اقوام میں صرف عرب ہی باوقار حیثیت سے داخل ہوئے جہاں اہل فینا تاجروں کے اور یہودی لوگ پناہ گزینوں اور قیدیوں کی حالت میں پہنچے تھے ان عربوں نے بنی نوع انسان کو روشنی دکھلائی جبکہ چاروں طرف تاریکی چھائی ہوئی تھی ۔ ان عربوں نے یونان کی عقل و دانش کو زندہ کیا اور مشرق و مغرب کو فلسفہ طب اور علم ہیئت کی تعلیم دی اور موجودہ سائنس کے جنم لینے میں انہوں نے حصہ لیا (ڈاکٹر وکٹر عمانویل ڈیوسس)

چودہ سو برس

"کوئی کتاب چودہ سو برس سے ایسی نہیں کہ اس کی عبارت اتنی مدت مدید تک خالص رہی ہو ۔ (سر ولیم میور)

سچی آزادی

جب ہم اس زمانے پر غور کرتے ہیں جن میں پیغمبر اسلام نے اپنی نبوت اور رسالت کا پرچم بلند کیا اور جس میں ایک ایسا کامل مجموعہ قوانین تیار کیا گیا ہے جو دنیا کی ملکی، مذہبی اور تمدنی ہدایتوں کے لئے کافی ہے تو ہم نہایت حیران ہوتے ہیں کہ ایک ایسا عظیم الشان ملکی اور تمدنی نظام جس کی بنیاد کامل اور سچی آزادی پر ہے کس طرح قائم کیا گیا ہے؟ پس ہم دل سے اقرار کرتے ہیں کہ اسلام ایک ایسا مجموعہ قوانین ہے جو ہر لحاظ سے بہتر ہے ۔ (موسیو اوجیل کلوفل)

اخلاقی نصیحتیں

مذہب اسلام کا وہ حصہ، جس سے اس کے بانی کی طبیعت صاف نہایت کامل اور انتہائی موثر ہے اس سے ہماری مراد اس کی

اخلاقی نصیحتیں ہیں۔ (انسائیکلو پیڈیا)

محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تعلیم

میں نے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اس تعلیم کو بغور پڑھا ہے جو انہوں نے خلق خدا کی خدمت اور اصلاح اخلاق کے لئے دی ہے۔ میری رائے ہے کہ اگر کوئی غیر مسلم بھی اسلام کی تعلیم کی ہدایتوں پر عمل کرے تو وہ بہت کچھ ترقی کر سکتا ہے۔ میرے خیال میں موجودہ زمانہ میں سوسائٹی کی اصلاح کا سب سے بہتر طریقہ یہی ہے کہ اسلام کی تعلیم کو رائج کیا جائے۔ (پروفیسر ہوگ۔ جرمن)

عرب کا رخ بدل گیا

عرب کے معاشرتی اور مذہبی حالات مختصر طور پر ایسے ہو گئے تھے جن میں اگر ہمیں والٹیر کی زبان کے استعمال کی اجازت دی جائے۔ عرب کا رخ بدل گیا انقلاب آگیا' انقلاب بھی کیسا؟ ایسا انقلاب کہ آج تک کسی سرزمین پر نہیں آیا' مکمل ترین' اچانک ترین اور سرتاسر غیر معمولی انقلاب (باسورتھ اسمتھ)

تاریخ گواہ ہے

پیغمبر اسلام کی زندگی زمانہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھ سکتی ہے اور دنیا کی تاریخ گواہ ہے کہ وہ لوگ جو حضور پر حملہ کرنے کے عادی ہیں' دوہری جہالت میں مبتلا ہیں' حضور کی زندگی سادگی' شجاعت اور شرافت کی تصویر تھی۔ (مسز اینی بسنٹ)

عظیم معمار

حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم' نہایت عظیم المرتبت انسان تھے اور ایک مفکر و معمار تھے انہوں نے اپنے زمانہ کے حالات کے مقابلہ کی فکر نہیں کی اور جو تعمیر کی وہ صرف اپنے ہی زمانے کے لئے نہیں کی بلکہ رہتی دنیا تک کے مسائل کو سوچا اور جو تعمیر کی وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے کی۔ (میجر آرتھر گلن لیونارڈ)

سچے رسول

"جہالت! جس کا مظاہرہ اکثر و بیشتر مسیحیوں کی طرف سے' مسلمانوں کے مذہب کے بارے میں ہوتا رہتا ہے۔ افسوسناک امر ہے محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) اس وقت کی اقوام میں ایک خدا پر یقین رکھتے تھے اور دوسرے خداؤں کی نفی کرتے تھے انہوں نے دیانتداری اور دینداری اور پرہیزگاری کو کردار کا سرچشمہ قرار دیا۔ ہر معاملے میں عدل و توازن اور ہر

قسم کی تعلیم حاصل کرنے کی تلقین ان کے دین کا حصہ تھی لہٰذا محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) ایک روحانی قوت کے مالک اور سچے رسول تھے مجھے اس بات میں کوئی شبہ نہیں ہے وہ خدا سے ہم کلام ہوتے تھے اور سرچشمہ روحانیت سے ان پر وحی اترتی تھی۔ (لنڈسے)

مدبر

"حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) ایک بج دماغ رکھنے والے انسان اور بلند مرتبہ سیاسی مدبر تھے۔ انہوں نے جو سیاسی نظام قائم کیا وہ نہایت شاندار تھا۔ روسو (بانی انقلاب فرانس)

ہر چیز دن کی روشنی میں جگمگا رہی تھی

یہ صحیح ہے کہ تاریخ کی روشنی میں ہم حیات مسیح کے کچھ واقعات دیکھ سکتے ہیں۔ لیکن ان تیس سالوں سے کون پردہ اٹھا سکتا ہے جو انہوں نے نبوت سے پہلے گزارے ان کی گھریلو زندگی کے بارے میں اور اس سلسلہ میں بھلا کیا جانتے ہیں کہ مسند نبوت پر وہ بتدریج فائز ہوئے یا وحی پا کر یکدم خدائی مشن کے حامل بن گئے۔ لیکن محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے معاملہ میں صورت بالکل مختلف ہے یہاں ہمارے پاس اندھیروں کی بجائے تاریخ کی روشنی ہے یہاں ہر چیز دن کی روشنی میں جگمگا رہی ہے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زندگی کے متعلق ہم ہر چیز جانتے ہیں ان کی ظاہری اور ان کی پوشیدہ ان کا بچپن' ان کی جوانی' ان کی اٹھان' ان کے تعلقات' ان کی عادتیں' ابتدائی حالات اور پہلی وحی نازل ہونے تک کا لمحہ' ذہنی سفر اور ارتقاء وغیرہ کے علاوہ بھی ان کی ظاہری اور پوشیدہ زندگی کے متعلق بھی اور یہ کہ جب اعلان نبوت کر چکے تو پھر ہم ایک ایسی مکمل کتاب پاتے ہیں جو اپنی ابتداء اپنی حفاظت اور متن وغیرہ کے کئی پہلوؤں کے لحاظ سے بالکل ممتاز و منفرد ہے اور اب تک ایسی کوئی معقول و مستند وجہ سامنے نہیں آئی جس کی بنیاد پر اس کتاب کے خلاف کوئی شدید اعتراض کیا جا سکے۔" (باسورتھ اسمتھ)

عالمگیر اخوت

نبی عربی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اس معاشرتی اور بین الاقوامی انقلاب کے بانی ہیں جس کا سراغ اس سے قبل تاریخ میں نہیں ملتا انہوں نے ایک ایسی حکومت کی بنیاد رکھی جسے تمام کرہ ارض پر پھیلنا تھا اور جس میں سوائے عدل اور احسان کے اور کسی قانون کو رائج نہیں ہونا تھا ان کی تعلیم تمام انسانوں کی مساوات باہمی تعاون اور عالمگیر اخوت تھی" (بلبل ہند سروجنی نائیڈو)

تکمیل

اگر سچے رسول میں ان علامتوں کا پایا جانا ضروری ہے کہ وہ ایثار نفس اور اخلاص نیت کی جیتی جاگتی تصویر ہو اور اپنے نصب العین میں یہاں تک محو ہو کہ طرح طرح کی سختیاں جھیلے اور مصیبتیں برداشت کرے لیکن اپنے مقصد کی تکمیل سے باز نہ

آئے لوگوں کی غلطیوں کو فورا" معلوم کرے اور ان کی اصلاح کے لئے اعلیٰ درجہ کی دانش مندانہ تدابیر سوچے اور ان تدابیر کو قوت سے عمل میں لائے تو میں نہایت عاجزی سے اس بات کے اقرار کرنے پر مجبور ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم خدا کے سچے نبی تھے اور ان پر وحی نازل ہوئی تھی۔ (ڈاکٹر جے ڈبلیو لیٹز)

یکساں عزت

حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کا اخلاق وہی تھا جو ایک شریف عرب کا ہو سکتا ہے آپ امیر و غریب کی یکساں عزت کرتے تھے اور اپنے گرد و پیش لوگوں کی خدمت کا بہت خیال رکھتے تھے۔ (مارکس ڈاڈ)

ذاتی مفاد کی ہر علامت کو مٹا ڈالا

فتح مکہ کے اس موقع پر یہ بات ان کے حق میں جائے گی کہ اس وقت جب کہ اہل مکہ کے ماضی کے انتہائی ظالمانہ سلوک پر انہیں جتنا بھی طیش آتا کم تھا اور ان کے انتقام کی آگ کو بھڑکانے کے لئے کافی تھا مگر انہوں نے اپنے لشکر و سپاہ کو ہر قسم کے خون خرابے سے روکا اور اپنے اللہ کے سامنے انتہائی بندگی و اطاعت کا مظاہرہ کیا اور شکرانہ بجالائے صرف دس بارہ آدمی ایسے تھے جنہیں پہلے ہی ان کے وحشیانہ رویے کی وجہ سے جلاوطن کر دیا گیا اور ان میں سے بھی صرف چار کو قتل کیا گیا لیکن دوسرے فاتحوں کے وحشیانہ طرز عمل کے مقابلہ میں 'اسے بہرحال انتہا درجہ کی شرافت اور انسانیت سے تعبیر کیا جائے گا مثلاً "صلیبوں کے مظالم ۱۰۹۹ء میں فتح یروشلم کے موقعہ پر انہوں نے ستر ہزار سے زائد مسلمانوں مرد عورتیں اور بچوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا یا وہ انگریز فوج جس نے صلیب کے زیر سایہ لڑتے ہوئے ۱۸۷۴ء میں افریقہ کے سنہری ساحل پر ایک شہر کو نذر آتش کر ڈالا۔ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی فتح در حقیقت دین کی فتح تھی سیاست کی فتح تھی انہوں نے ذاتی مفاد کی خاطر ہر علامت کو مٹا ڈالا اور ظالمانہ نظام سلطنت کو جڑ سے اکھاڑ دیا اور جب قریش کے مغرور و متکبر سردار عاجزانہ گردنیں جھکائے مجرموں کی طرح کھڑے تھے تو محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان سے پوچھا "کہ تمہیں مجھ سے کیا توقع ہے ؟" "رحم اے سخی و فیاض بھائی! رحم" وہ بولے۔ ارشاد ہوا "جاؤ آج تم سب آزاد ہو!" (ارتھر گلمن)

فیاضی

حضرت محمد اپنی ازواج کے ساتھ ایک قطار میں بنے ہوئے چھوٹے چھوٹے معمولی مکانوں میں رہتے تھے .... وہ آگ خود جلا لیتے فرش کی جھاڑو دے لیتے، تھوڑا بہت کھانا جو کچھ بھی گھر میں موجود ہوتا اس میں وہ لوگ ہمیشہ شریک ہوتے جو وہاں موجود ہوتے ان کے گھر کے باہر ایک چھپر (صفہ) تھا جہاں ایسے متعدد غریب افراد موجود رہتے جن کی گزر بسر کا تمام تر انحصار انہی کی فیاضی پر منحصر تھا۔ (لین پول)

بندے اور خدا کے تعلقات

مجھ کو کسی وقت یہ خیال بھی نہ ہوا کہ اسلام کی ترقی تلوار کی مرہون منت ہے بلکہ اسلام کی کامیابی رسول اللہ کی سادہ 'بے لوث' ایفائے وعدہ 'اپنے اصحاب و پیروؤں کی غیر معمولی حمایت خدا پر پکا یقین اور ذاتی جراءت و استقلال سے وابستہ ہے نبی کا کام کبھی آسان نہیں ہوتا اچھے اور دور رس طریقوں کو وضع کرنا نسبتاً" آسان ہے۔ لیکن ان پر عمل کرنا ہر ایک کا کام نہیں ہے اور پھر جب کہ یہ عظیم الشان کام اپنے ہی خاندان اور قبیلے سے شروع کرے۔ جس کے لوگ اس کی زندگی کی کمزوریوں سے بھی واقف ہوتے ہیں لیکن محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے کام شروع کر دیا تھا حالانکہ وہ اپنا نام بھی نہیں لکھ سکتے تھے (حضور اکرم لکھنا پڑھنا جانتے تھے) تاہم انہوں نے اس امر میں رہنمائی کی جو انسان کی زندگی میں سب سے زیادہ اہم ہے 'یعنی

بندے اور خدا کے تعلقات۔ (ڈاکٹر اینڈ برنگھم)

سادہ طرز و انداز

یہ بات ان کی زندگی کے ہر واقعہ سے ثابت ہے کہ ان کی زندگی اغراض و مفاد پرستی سے پورے طور پر خالی تھی اور اس بات میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ اپنی نگاہوں کے سامنے دین کے مکمل قیام و استحکام اور لامحدود و اختیارات حاصل ہو جانے کے بعد بھی انہوں نے اپنی ذات اور انا کی تسکین کا کوئی سامان بہم نہیں پہنچایا بلکہ آخر وقت تک اسی سادہ طرز و انداز کو برقرار رکھا جو پہلے دن سے اس کے رہن سہن سے نمایاں تھا۔ (ڈیون پورٹ)

برے رواج کو مٹانے کے لئے

آنحضرت (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے کثرت ازواج کے متعلق بہتان باندھا گیا ہے لیکن یہ محض غلط ہے بے شک آپ نے کئی بیویوں کی تھیں مگر زمانے کے برے رواج کو مٹانے کے لئے اور لوگوں کو ترغیب دینے کے لئے وہ بھی بیوہ، لونڈی، غلام، اور لاوارث عورتوں کو اپنے نکاح میں لائیں اور آپ کے نمونے کی پیروی کریں آپ نے اپنی نفسانی خواہش کے لئے نکاح نہیں کیئے آپ میں نفسانی خواہش کی کوئی بھی دلیل یا علامت نہیں پائی جاتی۔ (بی ایس کشبالیہ 'ڈی' ای لندن)

سیدھا سادہ اور مضبوط دین

محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) ایک رسول تھے نہ کہ صوفی۔ وہ جو ان کے گرد جمع ہوئے اور جو ملت اسلامیہ کے اولین ارکان تھے وہ قانون کی اطاعت پر 'توحید الٰہی پر راضی تھے اور محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی تعلیمات اور ان کے اسوہ کی پیروی پر اکتفا کرنے والے تھے وہ مطمئن تھے کہ وہ ایک سیدھے سادے اور مضبوط دین کے پیرو ہیں جو مختصر عبادات اور چند رسومات پر مشتمل تھا۔ (گارڈ فرے ڈی ممبائنز)

حسین امتزاج

محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی ذات میں وہ صفات و کمالات کا جو حسین امتزاج موجود تھا اس کی تین سمتیں تھیں ایک نبوت کا فیضان........ دوسرے سیاست و حکمرانی میں ان کی بصیرت... اور تیسرے ایک منتظم کی حیثیت سے ان کی مہارت و دانائی اور تمام عہدوں پر موزوں اور قابل ترین افراد کا انتخاب۔ جب کوئی اسلام کی ابتدائی تاریخ اور سیرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) پر جس حد تک نظر ڈالتا ہے وہ اسی حد تک انکی کامیابیوں پر حیران رہ جاتا ہے اور سب سے بڑھ کر یہ ان کے پیچھے ایک خدا پر انہیں پکا اعتقاد نہ ہوتا اور اگر وہ اس یقین محکم سے مستفید نہ ہوتے کہ وہ خدا کے بھیجے ہوئے ہیں تو شاید تاریخ انسانیت ایک اہم اور قابل ذکر تحریر ہو جانے سے رہ جاتا۔ (واٹ)

بندے اور خدا کے تعلقات۔ (ڈاکٹر ایڈ برنگھم)

سادہ طرز و انداز

یہ بات ان کی زندگی کے ہر واقعہ سے ثابت ہے کہ ان کی زندگی اغراض و مفاد پرستی سے پورے طور پر خالی تھی اور اس بات میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ اپنی نگاہوں کے سامنے دین کے مکمل قیام و استحکام اور لامحدود و اختیارات حاصل ہو جانے کے بعد بھی انہوں نے اپنی ذات اور انا کی تسکین کا کوئی سامان بہم نہیں پہنچایا بلکہ آخر وقت تک اسی سادہ طرز و انداز کو برقرار رکھا جو پہلے دن سے اس کے رہن سہن سے نمایاں تھا۔ (ڈیون پورٹ)

برے رواج کو مٹانے کے لئے

آنحضرت (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے کثرت ازواج کے متعلق بہتان باندھا گیا ہے لیکن یہ محض غلط ہے بے شک آپ نے کئی بیویوں کی تھیں مگر زمانے کے برے رواج کو مٹانے کے لئے اور لوگوں کو ترغیب دینے کے لئے وہ بھی بیوہ عورتوں، غلام، اور لاوارث عورتوں کو اپنے نکاح میں لائیں اور آپ کے نمونے کی پیروی کریں آپ نے اپنی نفسانی خواہش کے لئے نکاح نہیں کئے آپ میں نفسانی خواہش کی کوئی بھی دلیل یا علامت نہیں پائی جاتی۔ (بی ایس کشبالیہ "ڈی" ای لندن)

سیدھا سادہ اور مضبوط دین

محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) ایک رسول تھے نہ کہ صوفی۔ وہ جو ان کے گرد جمع ہوئے اور جو ملت اسلامیہ کے اولین ارکان تھے وہ قانون کی اطاعت پر، توحید الٰہی پر راضی تھے اور محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی تعلیمات اور ان کے اسوہ کی پیروی پر اکتفا کرنے والے تھے وہ مطمئن تھے کہ وہ ایک سیدھے سادے اور مضبوط دین کے پیرو ہیں جو مختصر عبادات اور چند رسومات پر مشتمل تھا۔ (گارڈ فرے ڈی ممبائنز)

حسین امتزاج

محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی ذات میں وہ صفات و کمالات کا جو حسین امتزاج موجود تھا اس کی تین سمتیں تھیں ایک نبوت کا فیضان........ دوسرے سیاست و حکمرانی میں ان کی بصیرت... اور تیسرے ایک منتظم کی حیثیت سے ان کی مہارت و دانائی اور تمام عہدوں پر موزوں اور قابل ترین افراد کا انتخاب۔ جب کوئی اسلام کی ابتدائی تاریخ اور سیرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) پر جس حد تک نظر ڈالتا ہے وہ اسی حد تک انکی کامیابیوں پر حیران رہ جاتا ہے اور سب سے بڑھ کر یہ ان کے پیچھے ایک خدا! انہیں پکا اعتقاد نہ ہوتا اور اگر وہ اس یقین محکم سے مستفید نہ ہوتے کہ وہ خدا کے بھیجے ہوئے ہیں تو شاید تاریخ انسانیت ایک اہم اور قابل ذکر تحریر ہو جانے سے رہ جاتا۔ (واٹ)

انسانی عظمت کا کوئی پیمانہ

آئین و قانون ساز، سپہ سالار، فاتح اصول و نظریات، بیسیوں علاقائی سلطنتوں کے معمار دینی روحانی حکومت کے بانی، یہ ہیں محمد رسول اللہ ــــــــ اور انسانی عظمت کے ہر پیمانے کو سامنے رکھ کر ہم پوچھ سکتے ہیں، ہے کوئی جو ان سے زیادہ بڑا، ان سے بڑھ کر عظیم ہو؟ (لامارٹن)

دردمندی

آنحضرت (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی دردمندی کا دائرہ انسان ہی تک محدود نہ تھا بلکہ جانوروں پر بھی ظلم و ستم توڑنے کو بہت برا کہا ہے۔ (الیس مارگولیوتھ)

پیغمبر اسلام کے مبعوث ہوتے ہی

محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) سے قبل عربوں کی ذہنی و دماغی صلاحیتیں ناکارہ ہو چکی تھیں وہ شاعری اور مذہبی مباحث میں مبتلا تھے مگر پیغمبر اسلام کے مبعوث ہوتے ہی ان کی قومی اور نسلی کامیابیوں نے ان میں وہ ولولہ پیدا کر دیا کہ تھوڑے ہی دنوں کے اندر ان کے ذہن اور دماغ میں وہ روشنی اور چمک دمک پیدا ہو گئی کہ یونانیوں کے بہترین دور کے لگ بھگ پہنچ گئی۔ یعنی انہوں نے ایک نئے زاویے اور قوت تازہ کے ساتھ علم کے اس ذخیرہ کو باقاعدہ نشوونما دینی شروع کر دی جس کا کام یونانیوں نے شروع کیا تھا اور شروع کر کے چھوڑ دیا تھا ان عربوں نے ہی انسانوں کے اندر سائنس کی تحقیقات کی تحریک کو نئے سرے سے زندہ کیا۔

موجودہ دنیا کو علم و اقتدار کی جو نعمتیں حاصل ہوئی ہیں۔ وہ عربوں کے ذریعے ملی ہیں جو تاریخ تمام اعلیٰ لٹریچر اور ٹھوس فلسفے کی جڑ بنیاد ہے اور یہی مضمون تھا جس میں اولین عرب مصنفین نے امتیاز حاصل کیا۔

"اسلام میں فلسفیانہ علوم کا عظیم الشان انبار لگ گیا تھا ان کے علاوہ کوفہ، بغداد، قاہرہ، قرطبہ میں عظیم الشان یونیورسٹیاں قائم تھیں ان یونیورسٹیوں نے تمام دنیا میں اجالا کر دیا اسلامی فلسفہ کا رنگ و روغن جامعہ قرطبہ ہی کے ذریعے سے پیرس اور آکسفورڈ اور شمالی اطالیہ کی یونیورسٹیوں پر چڑھا"

بارہویں صدی تک علم الحساب میں صفر کا پتہ تک نہ تھا مگر اس زمانہ میں ایک عرب ماہر علم، ریاضیت محمد ابن موسیٰ نے صفر ایجاد کیا۔ اس نے سب سے پہلے اعشاریہ استعمال کیا اور مفرد اعداد کی قیمت کا تعین ان کی حیثیت کے مطابق کیا الجبرا انہی کی پیدا کی ہوئی چیز ہے ستاروں کے علم کو کہیں سے کہیں پہنچا دیا علم نجوم کے متعلق بہت سے آلات بنائے جو آج تک استعمال ہوتے ہیں فن ادویہ میں وہ یونانیوں سے بہت بڑھ گئے تھے انہوں نے جو کتاب الادویہ مرتب کی تھی وہ آج تک جوں کی توں موجود ہے ان کے علاج کے بہت سے طریقے ایسے تھے جن پر آج تک عمل در آمد ہو رہا ہے ان کے جراح بے حس کرنے

والی دواؤں کا استعمال جانتے تھے اور دنیا میں مشکل سے جو جراحی عمل ہوتے ہیں ان میں ان کے آپریشن بھی شامل ہوتے ہیں اس طرح کیمیا میں انہوں نے نہایت عمدہ ابتدائی اور بہت سے نئے اوزار اور نئے مرکبات مثل الکحل وغیرہ دریافت کیے فن تعمیر میں بھی وہ دنیا سے بازی لے گئے اور ہر قسم کی دھات سے کام لیتے تھے اس طرح پارچہ بافی میں کوئی ان سے آگے نہ بڑھ سکا وہ رنگ آمیزی کے فن سے بھی واقف تھے اور کاغذ کی صنعت بھی انہی کی کوششوں کا پھل ہے۔ (مسٹر ایچ جی ویلز موءرخ انگلستان) (۲)

سب سے زیادہ کامیاب پیغمبر

"تمام پیغمبروں اور مذہبی شخصیتوں میں محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) سب سے زیادہ کامیاب ہیں (مقالہ نگار انسائیکلو پیڈیا برٹینکا)

غیر فانی فلسفی

محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) بلاشبہ خدا کے ہاں سے غیر معمولی دل و دماغ لے کر آئے تھے انہوں نے رزم 'بزم' تجارت' صنعت 'معاشرت' تمدن غرضیکہ بنی نوع انسان کو جن چیزوں کی ضرورت تھی سب ہی کچھ سکھا دیا ہے انہوں نے جو غیر فانی فلسفہ دنیا کے سامنے پیش کیا اس سے اس وقت ساری دنیا فائدہ حاصل کر رہی ہے یورپ میں ان کا فلسفہ مسلمان فاتحین کے ساتھ آیا اور اس فلسفہ نے اس یورپ کی کایا پلٹ دی' جو بے شرمی' بے حیائی اور گناہ کی زندگی گزار رہا تھا۔ انگلستان کا مشہور مصنف۔ رابرٹ سانمور)

بلند مرتبہ سیاسی مدبر

حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک صحیح دماغ رکھنے والے انسان اور بلند مرتبہ سیاسی مدبر تھے۔ انہوں نے جو سیاسی نظام قائم کیا وہ نہایت شاندار تھا" (از مسٹر ملی۔ مصنفہ روسو بانی انقلاب فرانس)

اعلیٰ صفات کے مالک

"ہم نہیں جانتے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی زندگی میں کبھی کسی رذیل حرکت کے مرتکب ہوئے ہوں البتہ نہایت اعلیٰ صفات کے مالک تھے"۔ (مسٹر جان آرکس)

جمعیتہ الاقوام کے بانی

"پیغمبر اسلام نے جس جمعیتہ الاقوام کی بنیاد ڈالی اس نے قوموں کے اتحاد اور انسانوں کی اخوت کو ایسی وسیع بنیادوں پر قائم کر دیا جس سے دوسری اقوام کو شرمندہ ہونا چاہیئے۔ حقیقت یہ ہے کہ جمعیتہ الاقوام کی تخیل کی طرف جس طریق سے مسلمان اقوام نے پیش قدمی کی ہے اس سے بہتر مثال دوسری اقوام پیش نہیں کر سکتیں" (از دی مسلم ورلڈ آف ٹوڈے۔ مصنفہ پروفیسر ہرگونجے)

صادق عظیم

"پیغمبر اسلام کی صداقت کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ جو آپ کو سب سے زیادہ جانتے تھے وہی آپ پر سب سے پہلے ایمان لائے

حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہرگز جھوٹے مدعی نہ تھے اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اسلام میں بڑی خوبیاں اور باعظمت صفات موجود ہیں پیغمبر اسلام نے ایک ایسی سوسائٹی کی بنیاد رکھی جس میں ظلم اور سفاکی کا خاتمہ کیا گیا" (از آؤٹ لائن آف ہسٹری مصنفہ پروفیسر ایچ۔ جی۔ ویلز)

پاکیزہ فاتح

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے آبائی شہر مکہ میں جب فاتحانہ داخل ہوئے اور اہل مکہ جو آپ کے جانی دشمن اور خون کے پیاسے تھے ان سب کو معاف کر دیا یہ ایسی فتح تھی اور پاکیزہ فاتحانہ داخلہ تھا جس کی مثال ساری تاریخ انسانی میں نہیں ملتی" (از مقدمہ پیغمبر اسلام پر تقریریں۔ مصنفہ شینلے لین پول)

محبوب ترین شخصیت

"پیغمبر اسلام بڑی ہی دلاویز شخصیت کے مالک تھے آپ کے تبسم میں ایک ایسی حلاوت اور ایسی لطافت تھی جو دل کو موہ لیتی تھی۔ آپ تمام عربوں سے زیادہ خوش شکل اور خوب صورت تھے آپ معاملات میں ہمیشہ سچے اور انصاف پسند تھے" (از محمد اور آپ کے جانشین، مصنفہ واشنگٹن ارونگ)

بہت ہی بڑے کیریکٹر کے مالک

"آپ فطرتاً" امی اور سچے تھے آپ کو حق کے علاوہ کچھ پسند نہ تھا وہ نہ تو حریص تھے نہ متکبر، نہ متعصب اور نہ ہوائے نفس کے پیرو۔ بلکہ نہایت بردبار، نرم دل اور بہت ہی بڑے کیریکٹر کے مالک تھے عرب جو بد نظمی اور پراگندگی کے عادی تھے ان سب کو ایک دائرہ میں لا کر ایک سلسلہ میں منضبط کر دیا یہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ہی معجزہ تھا" (از لائف آف محمد۔ مصنفہ مشہور فاضل مسٹر ایمڈ ورمنگم)

شیریں گفتار، محسن انسانیت

"محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اخلاق بہت ہی کریمانہ اور شریفانہ تھے معاشرت بہت ہی اچھی تھی۔ گفتگو شیریں اور انتہائی نرم تھی۔ آپ صحیح الرائے اور بہت ہی سچے تھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دینی فطرت وجلت ہر محقق اور پاکیزہ مقاصد والے کے لئے جاذب توجہ ہے اس لئے کہ اس کے اندر خلوص و سچائی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے اس لئے ضروری ہے کہ آپ کا انسانیت کے محسنین میں شمار کیا جائے" (ماہر السنہ مشرقیہ۔ پروفیسر ماؤنٹ)

فخر عالم

والے! اے سارے جہاں کو غلامی کی ذلت سے نجات دلانے والے! دنیا آپ پر فخر کر رہی ہے اور خدا کی اس نعمت پر شکر ادا کر رہی ہے اے ابراہیم خلیل اللہ کی نسل سے! اے وہ کہ جس نے عالم کے لئے اسلام کی نعمت بخشی! تمام لوگوں کے قلب کو متحد کر دیا اور خلوص کو اپنا شعار بنایا۔ اے وہ کہ جس نے اپنے دین میں (انما الاعمال بالنیات) "اعمال کا انحصار نیتوں پر ہے" کی تعلیم دی! ہم آپ کا بہت ہی شکریہ ادا کرتے ہیں اور بہت ہی مرہون منت ہیں" (از لائف آف دی ہولی پرافٹ۔ مصنفہ ڈاکٹر اینٹن)

ایشیا کے لئے قابل فخر

محمد "صلی اللہ علیہ وسلم" انسانیت کے سب سے بڑے خیر خواہ اور محسن تھے ایشیا جبکہ اولاد پر فخر کرتا ہے تو اس وحید الدہر و اکبر الرجال محض کی ذات والا صفات پر فخر کرنا واجب اور ضروری ہے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بعثت میں شک کرنا گویا اس قدرت الٰہی میں شک کرنا ہے جو کہ تمام کائنات عالم پر مشتمل ہے" (از پرافٹ نمبر۔ مضمون نگار مسٹر جان)

تاریخ عالم کے انقلابی

"کولمبس نے جب نئی زمین دریافت کی اس سے ایک ہزار سال قبل مکہ میں ایک بچہ کا ظہور ہوا، جس کو اللہ تعالیٰ نے تاریخ عالم میں انقلاب برپا کرنے کے لئے چن لیا تھا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اول شخص ہیں جنہوں نے جزیرہ عرب کے تمام قبائل کو ایک کر دیا آپ ایسے مناسب وقت میں تشریف لائے جبکہ عرب کو اجنبیوں کے ہاتھوں سے خلاصی کی سخت ضرورت تھی آپ اپنی محنتوں و کوششوں میں بشارتوں و خوشخبریوں کی وجہ سے کامیاب ہوئے" (مسٹر لائل ٹامس (امریکی))

قدر و منزلت کے لائق

"انسان جس قدر زیادہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سیرت پاک سے مطلع ہو گا وہ آپ کے ساتھ گزشتہ اور موجودہ انسانوں کی عقیدت مندی کے اسباب کو بھی پورے طور پر محسوس کرلے گا لوگوں کی آپ کے ساتھ وجہ الفت و محبت جان جائے گا اور آپ کی عظمت اور قدر و منزلت سے بھی واقف ہو جائے گا (میو جان)

عظیم مذہبی قائد اور غیور جنرل

"اس میں کوئی شک نہیں کہ مسلمانوں کے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) مذہبی لوگوں کے سب سے بڑے قائد تھے اور یہ بھی سچ ہے کہ وہ مصلح تھے فصیح اور بلیغ تھے اور بہت ہی غیور جنرل تھے" (ڈاکٹر سمونمل زوئمر)

عظیم ترین عاقل و عادل

"محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) عقلاء... عظیم ترین عقلوں سے تھی جن کا وجود دنیا میں عنقا کا حکم رکھتا ہے وہ معاملہ کی تہ تک

پہلی ہی نظر میں پہنچ جایا کرتے تھے۔ اپنے خاص معاملات میں نہایت ہی ایثار اور انصاف سے کام لیتے۔ دوست و دشمن' امیر و غریب' قوی و ضعیف ہر ایک کے ساتھ عدل و مساوات کا سلوک کرتے" (سر فلیکٹ)

بت شکن نبی

"محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم) نبی تھے بت پرستی کو بالکل غلط اور لغو جانتے تھے۔ انہوں نے اپنی قوم کو وحشیانہ مذہب اور پست اخلاق سے نجات دلائی۔ ممکن نہیں کہ ہم ان کے قلبی اخلاص اور دینی حمیت کا انکار کریں" (پرنسپل ایڈورڈ سلاتھ)

سب سے اکمل اور افضل

"محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم) گزشتہ اور موجودہ لوگوں میں سب سے افضل اور اکمل تھے اور آئندہ ان کا مثال پیدا ہونا محال اور قطعاً" غیر ممکن ہے" (ڈاکٹر شیلے)

منتشر کو متحد کرنے والے

"محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم) نے تمام منتشر و پراگندہ قبائل کو اتحاد اور اتفاق کے رشتہ میں منسلک کر دیا ان کا اصول دین اور مقصد ایک تھا انہوں نے اپنی حکومت اور سلطنت کے بازو تمام اقطار عالم میں پھیلا دئے اور اپنی تہذیب و تمدن کے جھنڈے کو اس وقت بلند کیا جب کہ یورپ جہالت کے عمیق غاروں میں غلطاں و پیچاں تھا" (مسٹر لیڈ پول)

نور ہدایت

جس نے محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم) کی صداقت و سچائی کا انکار کیا حقیقتہ" وہ جاہل اور آپ کی ذات گرامی اور سیرت پاک سے نا آشنا ہے جب کہ لوگ ضلالت کی تنگ و تاریک گھاٹیوں سے گزر رہے تھے۔ خالق و مخلوق کے تعلقات کو بالکل بھلا بیٹھے تھے تو محمد (صلی اللہ علیہ و سلم) نے ان کو ہدایت کے نور سے منور فرمایا۔ فطری و طبعی اصول و قوانین بنائے اور بجائے تثلیث کے لغو عقیدہ کے' وحدانیت کے پاک عقیدہ کا اعلان فرمایا یہی چیز اسلام کی اصل اصول ہے اور آپ کی کامیابی کی کنجی" (مسٹر سمعو (فرانسیسی)

طبیب حاذق اور اعلیٰ مقنن

"محمد (صلی اللہ علیہ و سلم) طبیب حاذق اعلیٰ مقنن اور عظیم الشان جنرل تھے اور ان دعوؤں کی تصدیق آپ کے اقوال و احادیث کی چھان بین کرنے والے پر مخفی نہیں آپ نے ربع صدی سے بھی قلیل عرصہ میں دنیا کی تاریخ کو الٹ دیا۔ وحشی اور بالکل غیر مہذب قوم کو تہذیب و تمدن کے اوج فلک پر آفتاب بنا کر چمکا دیا کیا اب بھی کوئی آپ کے معجزات کا انکار کر سکتا

ہے کہ وہ خداوند کریم کی عطا کردہ نہیں تھے" (مشہور مغربی مورخ مسٹر ڈیلز)

جلیل القدر اور عظیم الشان رسول

"بلا کسی شک و شبہ سے کہا جا سکتا ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نبی اور اللہ قادر مطلق کے رسول تھے۔ اور نہ صرف رسول بلکہ جلیل القدر اور عظیم الشان رسول تھے جنھوں نے ملت اسلامیہ کی بنیاد رکھی"۔ (مسٹر گسلوزان)

ذلت و ہلاکت کے گڑھے سے نکالنے والے

"بعض لوگ عربیت کی ناواقفیت اور جہالت کی بنا پر قرآن کو پڑھ کر ہنستے ہیں اگر وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اس فصیح و بلیغ اور دل ہلا دینے والی زبان و عبارت سے لوگوں کو تبلیغ و ہدایت کے درس دیتے ہوئے سنتے تو ان کی طرح یہ بھی سربسجود ہو کر بے اختیار چیخ اٹھتے کہ اے اسلام کے سچے نبی! ہم کو ذلت و ہلاکت کے گڑھے سے نکال کر عزت و نجات کی بلندیوں پر پہنچا دے" (جان۔ جیک روسو)

مشیت الٰہی کے مبلغ

"محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دین اسلام کی بنیاد عبادت اور تہذیب نفس پر رکھی کل تعلیمات کا قدر مشترک یہی ہے کہ نفس کو مغلوب اور مہذب بنایا جائے پیغمبر اسلام نے لوگوں کو اس بات کی دعوت دی کہ وہ اپنے کل ارادوں کو خدائے قدوس کی مشیت پر چھوڑ دیں۔ (فرانس کا مشہور فلسفی فالسٹو)

پامال ذروں کو درخشاں ستارے بنانے والے

"محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے توحید و جہاد کی صدا بلند کی عرب کے پامال ذروں کو ایک قلیل عرصہ میں درخشاں ستارے بنا کر تمدن و تہذیب اور سیاست کے فلک پر چمکایا اس حیرت انگیز انقلاب و ترقی کی شان' کسی لیڈر' مصلح یا نبی کی زندگی میں تلاش کرنا بے کار اور بے سود ہے" (عبد المسیح)

سچے' امین اور پاکباز

"محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سچے اور امین تھے' پاکباز اور غمگسار تھے۔ نہایت متقی اور پرہیزگار تھے آپ واقعی نبی ہیں۔ اور دشمنوں کے ہر اتہام سے بری اور کوسوں دور ہیں اور یہ رعونت اور تکبر کا تو آپ میں نام تک نہ تھا آپ باوجود برگزیدہ نبی ہونے کے ہر وقت مغفرت کی دعا مانگتے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے اور ڈراتے رہتے" (کاؤنٹ ہنری)

عالم انسانیت کے استاد

"عرب بت پرست تھے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان کو خدا پرست بنا دیا وہ لڑتے اور جھگڑتے اور جنگ و جدال کیا کرتے تھے آپ نے ان کو ایک اعلیٰ سیاسی نظام کے ماتحت متفق کر دیا وحشت و بربریت کا یہ عالم تھا کہ انسانیت شرماتی تھی مگر آپ نے ان کو اخلاق حسنہ اور بہترین تہذیب و تمدن کے وہ درس دیئے جس سے نہ صرف ان کو بلکہ تمام عالم کو انسان بنا دیا" (مسٹر گارس)

مردہ عربوں کو اشرف ترین بنانے والے

"عرب جو بالکل مردہ ہو چکے تھے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ان میں نئے سرے سے تازہ روح پھونک کر ان کو اشرف ترین قوم بنا دیا جس کے ذریعہ سے وہ بلند سے بلند مراتب پر جاگزین ہو گئے ایسے بلند کارنامے ان کے ہاتھوں ظاہر ہوئے جس کا دنیا کو اعتراف کرنا پڑا۔ ان تمام ترقیوں اور کامیابیوں کا سہرا تمام تر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہی کی ذات گرامی کے سر ہے۔" (فرنسیکو ریزولڈ)

بہترین سیاسی قانون دان

"محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ایک ایسا بہترین اور سیاسی قانون دنیا کے سامنے پیش کیا جو صدیوں سے مختلف قوموں اور اقطاع عالم کے بسنے والوں کے قلوب پر حکومت کرتا چلا آ رہا ہے حقیقت تو یہ ہے کہ یہ آپ کا ایک معجزانہ کرشمہ ہے کہ جس نے بڑے بڑے فاتحین اور معزز مذہبی پیشواؤں کو نیچا کر دکھایا" (از لائف آف ہولی محمد۔ مصنف انگریز مورخ لیلی)

بہت بڑے حکیم و موحد

"محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بہت بڑے حکیم تھے انہوں نے وحدانیت پر زور دیتے ہوئے انسانوں کو بت پرستی اور انسان پرستی سے اس علمی اور عقلی قاعدہ کے ذریعہ سے نجات دلائی کہ دنیا اور دنیا کا ذرہ ذرہ ہلاک ہونے سے محفوظ ہو گیا (مسٹر صہان)

ضعیف اور محتاج کے لئے رحمت

"محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تاریخی زندگی کی تعریف ان معجزانہ الفاظ سے بہتر ہو سکتی ہے کہ آپ ہر ضعیف اور ہر محتاج کے لئے سب سے بڑی رحمت تھے۔ یتیموں، مسافروں، ضعیفوں، فقیروں، بے کسوں اور مجبوروں کے لئے واقعی اور حقیقی رحمت اور نعمت تھے۔ عورت جو تمام عالم کے نزدیک ذلیل تھی، وہ آپ ہی کی رہین منت ہے (پروفیسر لیک)

صراط مستقیم پر ڈالنے والے

"محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہر وہم کو زائل اور تمام اصنام کی عبادتوں کا باطل کر دیا آپ بہت سچے اور بے مثال امین تھے

آپ نے تمام لوگوں کو گمراہیوں سے نکال کر صراط مستقیم پر لا کر ڈال دیا" (مسٹر ہربرٹ وائل)

صائب الرائے اور بے مثال مفکر

"نبی آخرالزماں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بلند ترین اخلاق کے حامل، مفکر بے مثال اور بہت ہی صائب الرائے تھے۔ آپ کی گفتگو معجزانہ ہوا کرتی تھی آپ بہت بڑے بزرگ اور مقدس ترین نبی تھے" (لائف آف محمد۔ مصنفہ مورخ آرونگ)

عقل میں یگانۂ روزگار

"محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) یوں تو محض امی تھے مگر عقل و رائے میں یگانہ روزگار تھے ہمیشہ خندہ پیشانی سے پیش آتے اور اکثر خاموش رہتے طبیعت کے حلیم، خلق کے نیک اکثر اللہ سبحانہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرتے۔ لغویات کبھی زبان سے نہ نکالتے۔ مساکین کو دوست رکھتے کبھی فقیر کو فقر کے سبب سے حقیر نہ جانتے نہ کسی بادشاہ سے اس کی بادشاہی کے سبب سے خوف کرتے تھے" (مشہور فرانسیسی مورخ۔ موسیو سیدیو)

نہایت خوش طینت اور فیاض

"ہم جانتے ہیں کہ اوہام باطلہ کی دنیا میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے خدا تعالیٰ کی وحدانیت پھیلائی۔ تعداد ازدواج اور طلاق کو محدود کر دیا غلاموں کے آزاد کیے جانے پر زور دیا اور خود اس کی مثال قائم کی اور مسلمانوں کی مساوات کو اصول اولین قرار دیا وہ نہایت خوش طینت، عادل، فیاض اور بردبار تھے" (مسٹر گورہم)

بہادر، غیور اور حق پرست

"تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو جتنی بھی جنگیں لڑنا پڑیں وہ سب دفاعی تھیں آپ کے سامنے تین چیزیں تھیں دین سے دست برداری، موت اور مدافعت۔ آپ نے ایک عرب بہادر، غیور، اور حق کی طرح اول الذکر دو چیزوں کو ٹھکرا دیا اور تیسری کو قبول کر لیا" (بی۔ این کالج پٹنہ میں سیرت النبی پر تقریر از پروفیسر مصرا)

قبیلے اور وطنیت کے بت شکن

"اسلام اور بانی اسلام کی نسبت جو میرے خیالات ہیں ان خیالات کا حامل اگر مسلمان کہلا سکتا ہے تو میں بلاشبہ مسلمان ہوں اور مجھ کو اس پر فخر ہے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جو بت شکنی پر زور دیا، وہ بہت ضروری تھا کیونکہ بت پرستی ترقی کی راہ میں ایک سخت رکاوٹ تھی لیکن ان کا مقصد پتھر اور لکڑی کے بتوں کو توڑنے سے زیادہ معنوی بت پرستی کا خاتمہ کرنا تھا جو انسان کو معطل بنا دیتی ہے بت پرستی کی بہت سی قسمیں ہیں مثلاً "قبیلہ کا بت، لیڈری کا بت، وطنیت کا بت وغیرہ۔ آپ

نے ان سب بتوں کو توڑ دیا۔ (بی۔ این کالج پٹنہ میں سیرت النبی پر تقریر۔ از پروفیسر گیان چند)

پوپ اور قیصر سے طاقت ور

"مذہب اور حکومت کی رہنما اور گورنر کی حیثیت سے پوپ اور قیصر کی دو شخصیتیں حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ایک وجود میں جمع تھیں آپ پوپ تھے مگر پوپ کی ظاہرداریوں سے پاک۔ آپ قیصر تھے مگر قیصر کے جاہ و حشم سے بے نیاز۔ اگر دنیا میں کسی شخص کو یہ کہنے کا حق حاصل ہے کہ اس نے باقاعدہ فوج کے بغیر، محل شاہی کے بغیر اور لگان کی وصولی کے بغیر صرف خدا کے نام پر دنیا میں امن و انتظام قائم رکھا تو وہ صرف حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) ہیں آپ کو اس ساز و سامان کے بغیر ہی سب کی سب طاقتیں حاصل تھیں" (مشہور عیسائی مورخ ریورنڈ باسور تھ سمتھ)

گمراہوں کے بہترین ہادی

"بے شک حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے گمراہوں کے لئے ایک بہترین راہ ہدایت قائم کی اور یقیناً" آپ کی زندگی نہایت پاک صاف تھی آپ کا لباس اور آپ کی غذا بہت سادہ تھی آپ کے مزاج میں بالکل تمکنت نہ تھی یہاں تک کہ وہ اپنے متبعین کو تعظیم و تکریم کے رسمی آداب سے منع فرماتے تھے آپ نے اپنے غلام سے کبھی وہ خدمت نہ لی جو آپ خود کر سکتے تھے آپ بازار جا کر خود ضرورت کی چیزیں خریدتے، اپنے کپڑوں میں پیوند لگاتے، خود بکریوں کا دودھ دوہتے اور ہروقت ہر شخص سے ملنے کے لئے تیار رہتے تھے آپ بیماروں کی عیادت کرتے تھے اور ہر شخص سے مہربانی کا برتاؤ کرتے تھے آپ کی خوش اخلاقی، فیاضی اور رحم دلی محدود نہ تھی غرض آپ قوم کی اصلاح کی فکر میں ہروقت مشغول رہتے تھے آپ کے پاس بے شمار تحائف آتے تھے لیکن بوقت وفات آپ نے صرف چند معمولی چیزیں چھوڑیں اور ان کو بھی مسلمانوں کا حق سمجھتے تھے" (ڈاکٹر جی۔ ویل)

فصاحت و بلاغت میں یکتائے روزگار

عالم النہات، فصاحت و بلاغت میں یکتائے روزگار، بانی مذہب، آئین ساز سپہ سالار فاتح اصول، عبادت الٰہی میں لاثانی، دینی حکومت کے بانی۔ یہ ہیں محمد رسول اللہ جن کے سامنے پوری انسانیت ہیچ ہے" (از ہسٹری لاٹر کی۔ مصنفہ الفریڈ۔ ڈی لمرٹائن فرانسیسی ادیب)

سرور اعظم اور حیرت انگیز معلّم

"محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) دراصل سرور اعظم تھے آپ نے اہل عرب کو درس اتحاد دیا ان کے آپس کے تنازعات و مناقشات ختم کیے۔ تھوڑی ہی مدت میں آپ کی امت نے نصف دنیا کو فتح کر لیا ۱۵ سال کے قلیل عرصہ میں لوگوں کی کثیر تعداد نے

جھوٹے دیوتاؤں کی پرستش سے توبہ کرلی مٹی کی بنی ہوئی دیویاں مٹی میں ملادی گئیں۔ یہ حیرت انگیز کارنامہ تھا آنحضرت کی تعلیم کا (فرانس کا عظیم ترین جرنیل 'نپولین بوناپارٹ)

قوم 'حکومت اور مذہب کے بانی

"دنیا کی بڑی خوش نصیبی ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بیک وقت ایک قوم ایک حکومت اور ایک مذہب کے بانی ہوئے "(از محمد اینڈ محمدن ازم۔ معنفہ باسور تھ سمتھ (مشہور عیسائی راہب)

ایک عظیم شعلہء نور

"بس ایک شعلہ گرا' محض ایک شعلہ نور اور وہ بھی ایک ایسی سرزمین پر جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس پر انسانی آزادی پنپ نہیں سکتی لیکن اس زمین کی ریت بارود ثابت ہوئی جس نے دلی سے لے کر غرناطہ تک کے آسمانوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے محبت کرتا ہوں اور یقین رکھتا ہوں کہ ان کی طبیعت میں نام و نمود اور ریاء کا شائبہ تک نہ تھا ہم ان سب صفات کے بدلے میں آپ کی خدمت میں ہدیہ اخلاص پیش کرتے ہیں" (از ہیرو اینڈ ہیروشپ ایزائے پراف۔ معنفہ طامس کارلائل)

دنیائے ارضی کے لئے ابر رحمت

"محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) صرف اپنی قوم اور ذات کے لئے ہی نہیں بلکہ دنیائے ارضی کے لئے ابر رحمت تھے آپ نے مدتوں مساوات کا سلسلہ جاری رکھا اور سرتوڑ کوشش کی کہ ذات پات کا تفرقہ مٹ جائے اور یہی سبب ہے کہ آج اسلام کے اندر ذات' نسل اور قوم کے امتیاز کا کوئی نام و نشان نہیں ہے دشمنان احمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) باوجود تعصب میں اندھے ہونے کے اس کے اقرار پر پابہ زنجیر ہیں کہ انہوں نے اپنے مشن کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔

تاریخ میں کسی ایسے شخص کی مثال موجود نہیں ہے جس نے احکام خداوندی کو اس مستحسن طریقہ سے انجام دیا جب کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنے فرائض کو بوجہ احسن پایہ تکمیل تک پہنچایا ہے (انگلستان کا مشہور نامہ نگار 'مسٹر ڈی رائیٹ)

پکے راست باز اور سچے ریفارمر

"اس میں شک نہیں کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بڑے پکے راست باز اور سچے ریفارمر تھے اگر وہ ایسے نہ ہوتے تو ہرگز اپنے مقدس مشن میں آخر تک مستقل اور ثابت قدم نہ رہ سکتے تھے وہ ڈگمگاجاتے اور ان کو لغزش ہو جاتی"۔ (مسٹراے۔ فری مین)

جانوروں کے لئے بھی باعث رحمت

" حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی دردمندی کا دائرہ انسان تک ہی محدود نہیں تھا بلکہ جانوروں پر بھی ظلم و ستم توڑنے کو سخت برا کہا ہے " (مشہور انگریز مصنف ڈی۔ ایس مارگولیوتھ)

اولوالعزم، خلیق اور معاملہ فہم

" حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے حالات زندگی پر نظر ڈالنے کے بعد کوئی انصاف پسند شخص ان کی اولوالعزمی، اخلاقی جراءت، نہایت خلوص نیت، سادگی اور رحم و کرم کا اقرار کیے بغیر نہیں رہ سکتا پھر انہی صفات کے ساتھ استقلال، عزم اور حق پسندی و معاملہ فہمی کی قابلیت کو نظرانداز نہیں کیا جا سکتا یہ یقینی بات ہے کہ آپ نے اپنی سادگی، لطف و کرم اور اخلاق کو بلا خیال مرتبہ قائم رکھا۔ اس کے علاوہ شروع سے آخر تک وہ اپنے آپ کو ایک معمولی پیغمبر بتلاتے رہے حالانکہ وہ اس سے زیادہ کا دعویٰ کر کے اس میں بھی کامیاب ہو سکتے تھے (لیفٹیننٹ کرنل سائنکس)

مقدس ذات اور سچے رسول

" میں نے اپنی تحقیقات میں کوئی ثبوت ایسا نہیں پایا جس سے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے دعویٰ رسالت میں شبہ ہو سکے یا ان کی مقدس ذات پر مکر و فریب کا الزام لگایا جا سکے " (مسٹر سیل)

پرنور وحدانیت کی بشارت

" محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک نبی تھے جو دنیائے جہاں کو دعوت حق دینے کے لئے مبعوث ہوئے اور نبی بھی ایسے کہ ہستی باری تعالیٰ کی پرنور وحدانیت کی ایک بشارت تھے " (اتھارٹی ان ریلجز ص ۷۱ مصنفہ جے۔ ایچ لیکی)

یتیموں کے مربّی

" آپ نے یتیمی کی بدحالت کو درست کرنے کی طرف جو توجہ کی اور ان کی بہتری کا جو فکر رکھا وہ قابل تعریف ہے یتیموں کو ستانے والوں کی نسبت آپ کا سخت ملامت سے کلام لینا ظاہر کرتا ہے کہ آپ اس برائی کی اصلاح کی سخت تڑپ رکھتے تھے " (مشہور مسیحی فاضل، ویری)

عورتوں کے محسن

" محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے عورتوں کے حقوق کی ایسی حفاظت کی اس سے پہلے کسی نے نہ کی تھی اس کی قانونی ہستی قائم "

ہوئی جس کی بدولت وہ مال وراثت میں حصہ کی حقدار ہوئی وہ خود اقرار نامے کرنے کے قابل ہے اور برقعہ پوش مسلمان خاتون کو ہر ایک شعبہ زندگی میں وہ حقوق حاصل ہوئے جو آج بیسویں صدی میں اعلیٰ تعلیم یافتہ آزاد عیسائی عورت کو حاصل نہیں ہیں" (مسٹر پیٹر کرابیٹس)

خداداد عطیہ اور اس کا نور

"کیا کبھی آپ نے اس بات کا خیال کیا ہے کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا دل کیسا تھا؟ ہم اندھے ہیں! اور ہمارا یہ تصور سراسر غلط ہے کہ وہ ایک ایسے انسان تھے جو صرف جہاد کافر' انتقام اور موت کے موضوع پر تقریریں فرمایا کرتے تھے۔ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا دل ایک بچے کی طرح نازک اور کھلنڈرا اور ایک ماں کی طرح خطا معاف کر دینے والا تھا۔ فی الحقیقت یہ ایک خداداد عطیہ تھے۔

ذرا خیال کیجئے کہ قران شریف کی ۱۱۴ سورتوں میں سے ۱۱۳ بسم اللہ الرحمن الرحیم کے ساتھ شروع ہوتی ہیں حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ان حیثیتوں سے کہ آپ خدا کے نور تھے۔ اللہ کے رسول تھے اور خدا نے آپ کو بت شکنی کا پیغام دے کر بھیجا تھا ایک لمحہ کے لئے قطع نظر کر کے آپ کی حیثیت پر غور کیجئے کہ آپ انسان تھے اس کے بعد آپ کی پرائیوٹ زندگی پر نظر ڈالئے۔ حضور بچوں کے ساتھ کھیلتے' احباب کے ساتھ گفتگو کرتے یا کسی خطاکار یا شکستہ دل کو تسلی دیتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ ایک اہل دل لوگوں کے دلوں کا مالک ہے۔ (مسٹر جے۔ کے کور)

خوش شکل' فہیم اور غرباء پرور

"میں نیک اور فاضل "سپین ہیمس" کی جراءت کی تحسین کیے بغیر نہیں رہ سکتا جس نے تسلیم کیا ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کامل طور پر فطری قابلیتوں سے آراستہ تھے شکل میں نہایت خوب صورت' فہیم اور دور رس عقل والے 'پسندیدہ و خوش اطوار' غربا پرور' ہر ایک سے متواضع' دشمنوں کے مقابلہ میں صاحب استقلال و شجاعت' سب سے بڑھ کر یہ کہ خدائے تعالیٰ کے نام کے نہایت ادب و احترام کرنے والے تھے۔ جھوٹی قسم کھانے والوں' زانیوں' سفاکوں (خونیوں) جھوٹی تہمت لگانے والوں' فضول خرچی کرنے والوں' لالچیوں اور جھوٹی گواہی دینے والوں کے خلاف نہایت سخت تھے۔ بردباری' صدقہ و خیرات' رحم و کرم' شکر گزاری' والدین اور بزرگوں کی تعظیم کی نہایت تاکید کرنے والے اور خدا کی حمد و تعریف میں نہایت کثرت سے مشغول رہنے والے تھے۔ (انگریزی ترجمہ قرآن۔ بعنوان ٹو دی ریڈر ص ۷ مصنفہ جارج سیل)

جلیل القدر پیشوا

"اسلام دیگر مذاہب میں اس لئے ممتاز ہے کہ اسلام کے برگزیدہ اور جلیل القدر پیشوا کے حالات زندگی میں ابہام یا اسرار کا

کوئی ایسا عنصر ملا ہوا نہیں پایا جاتا جو دوسرے بڑے بڑے بانیان مذہب کے گرد حلقہ زن نظر آتا ہے حضور پیغمبر اسلام کی مبارک زندگی سادگی، شجاعت اور شرافت کی تصویر تھی آپ کے کارنامے ان بڑے انسانوں کی زندگیوں کی یاد دلاتے ہیں جو اپنے نام تاریخ کے اوراق میں چھوڑ گئے ہیں" (ہوم رول لیگ کی بانی، مسز اینی بینٹ)

عظیم الشان ملکی اور تمدنی نظام کے بانی

"جب ہم اس زمانہ پر غور کرتے ہیں جس میں پیغمبر اسلام نے اپنی نبوت اور رسالت کا علم بلند کیا۔ اور جس میں ایک ایسا کامل مجموعہ قوانین تیار کیا گیا ہے جو دنیا کی ملکی، مذہبی اور تمدنی ہدایتوں کے لئے کافی ہے تو ہم نہایت حیران ہوتے ہیں کہ ایک ایسا عظیم الشان ملکی اور تمدنی نظام جس کی بنیاد کامل اور سچی آزادی پر ہے کس طرح قائم کیا گیا ہے پس ہم دل سے اقرار کرتے ہیں کہ اسلام ایک ایسا مجموعہ قوانین ہے جو ہر لحاظ سے بہترین ہے۔" (موسیو اوجیل کلوفل)

تاجدار شرف و فضیلت

"اصول شرع اسلام سے ہر ایک اصل کو دیکھئے تو فی نفسہ ایسی عمدہ اور موثر ہے کہ شارع اسلام کے شرف و فضیلت کے لئے قیامت تک کے لئے کافی ہے اسلام نے اصول کے مجموعہ سے ایک ایسا نظام سیاست قائم کر دیا جس کی قوت اور حمایت کے سامنے سیاسی نظام ہیچ ہیں" (مشہور مورخ ارکھاٹ)

انسانی معیار اخلاق کو بلند کرنے والے

"ایک معمولی عقل و سمجھ کا مسلمان بھی جہاں جاتا ہے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی تعلیمات اس کے ساتھ ہوتی ہیں جو دوسروں پر ضرور اثر کرتی ہیں صبح، دوپہر اور شام کو اسلام کا نعرہ (اذان) بلند ہوتا ہے اور وہ سر جو پہلے پتھروں اور حیوانوں کے آگے جھکا کرتے تھے اب خدائے واحد کے آگے جھکتے ہیں وہ ہونٹ جو پہلے خوشی کے ساتھ اپنے ہم جنس بھائی کے گوشت پر چلتے تھے اب اس قادر مطلق کی عبادت پر ہلتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں اسلام نے بنی نوع انسان کے معیار اخلاق کو بے حد بلند کر دیا ہے" (از دین اسلام مصنفہ جوزف طامسن)

موجودہ مصائب کے نجات دہندہ

"موجودہ انسانی مصائب سے نجات ملنے کی واحد صورت یہی ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دنیا کے رہنما بنیں" (جارج برناڈشا)

خدا کے سچے نبی

"اگر سچے رسول میں ان علامتوں کا پایا جانا ضروری ہے کہ وہ ایثار اور اخلاص نیت کی جیتی جاگتی تصویر ہو اور اپنے نصب العین

میں یہاں تک محو ہو کر طرح طرح کی سختیاں جھیلے انواع و اقسام کی صعوبتیں برداشت کرے لیکن اپنے مقصد کی تکمیل سے باز نہ آئے ابنائے جنس کی غلطیوں کو فوراً معلوم کرے اور ان کی اصلاح کے لئے اعلیٰ درجہ کی دانشمندانہ تدابیر سوچے اور ان تدابیر کو قوت سے فعل میں لائے تو میں نہایت عاجزی سے اس بات کی اقرار کرنے پر مجبور ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خدا کے سچے نبی تھے اور ان پر وحی نازل ہوئی تھی" (ڈاکٹر جے۔ ڈبلیو لیٹنر)

پیکر استقلال

"حقیقی اور سچے ارادوں کے بغیر یقیناً" کوئی اور چیز محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ایسا لگاتار استقلال کے ساتھ جس کا آپ سے ظہور ہوا آگے نہیں بڑھا سکتی ایسا استقلال جس میں پہلی وحی کے نزول کے وقت سے لے کر آخر دم تک نہ کبھی آپ مذبذب ہوئے اور نہ کبھی آپ کے قدم سچائی کے اظہار سے ڈگمگائے" (پروفیسر فری مین)

روشن چراغ اور صاحب خلق عظیم

"ہم تسلیم کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک روشن چراغ تھے۔ رحمتہ للعلمین اور صاحب خلق عظیم تھے ان کے اوصاف سے آخر ان کی کوشش بار آور اور سعی مشکور ہوئی۔

آنحضرت کی صفات حمیدہ و فضائل حسنہ، خلق عظیم، شرافت و نجابت، بلکہ منصب رسالت کا انکار بھی محال ہے ہمارا یقین ہے کہ وہ ایک عظیم الشان، ذی قدر اور بلند مرتبہ انسان تھے، مرسل تھے مامور من اللہ تھے اور ان میں وہ الٰہی روشنی اور حقیقی نور پر تو فگن تھا جو دنیا میں آکر ہر شخص کو منور کرتا ہے اور یہ کچھ ہمیں پر موقوف نہیں بلکہ بیشتر غیر مسلم مصنفین باوجود مخالفت و دشمنی کے آپ کی خوبیوں کا اقرار کرنے پر مجبور ہو گئے یہاں تک کہ بعضوں نے صاف الفاظ میں ان کا مامور من اللہ اور رسول اللہ ہونا تسلیم کیا ہے" (از قرآن السعدین ص ۵۸ و ص ۹۴ مصنفہ مسیحی عالم بحوالہ حقانیت اسلام)

معاشرتی اور بین الاقوامی انقلاب کے بانی

"نبی عربی اس معاشرتی اور بین الاقوامی انقلاب کے بانی ہیں جس کا سراغ اس سے قبل تاریخ میں نہیں ملتا انہوں نے ایک ایسی حکومت کی بنیاد رکھی جسے تمام کرہ ارض پر پھیلنا تھا اور جس میں سوائے عدل اور احسان کے اور کسی قانون کو رائج نہیں ہونا تھا ان کی تعلیم تمام انسانوں کی مساوات، باہمی تعاون اور عالمگیر اخوت تھی" (ریمنڈ لیروگ)

قابل عزت ہستی

"محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے سوانح نگاروں کا ایک ایسا طویل سلسلہ ہے جس کا ختم ہونا ناممکن ہے لیکن اس میں جگہ پانا قابل عزت ہے" (از محمد ص ا مصنفہ پروفیسر مارگولیس)

سب سے سچی زندگی

"اس میں کچھ شبہ نہیں کہ تمام مصنفوں اور فاتحوں میں ایک بھی ایسا نہیں جس کی سوانح حیات محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی سوانح حیات سے زیادہ مفصل اور سچی ہو" (از اپالوجی فار محمد اینڈ دی قرآن مصنفہ جان ڈیون پورٹ)

حضرت عیسیٰ سے افضل

"باوجودیکہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ابتدائی زندگی میں کچھ مشابہت پائی جاتی ہے لیکن بہت سے امور بالکل مختلف ہیں عیسیٰ (علیہ السلام) پر ایمان لانے والے بارہ حواری ناخواندہ ' بے سمجھ اور کم حیثیت لوگ تھے برعکس اس کے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر ایمان لانے والے سوائے غلام زید اور حبشی بلال کے سب کے سب معزز طبقہ کے لوگ تھے اور بعض ان کے خاندان کے بزرگ بھی تھے جنہوں نے بحیثیت خلیفہ اور سپہ سالار اسلام کی وسیع سلطنت کا نظم ونسق بہترین طریقہ سے انجام دیا (مسٹر گاڈ فری ہیگنس)

معلم خلق خدا

"میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اس تعلیم کو بغور پڑھا ہے جو انہوں نے خلق خدا کی خدمت اور اصلاح اخلاق کے لئے دی۔ میری رائے ہے کہ اگر کوئی غیر مسلم بھی اسلام کی ہدایتوں پر عمل کرے تو وہ بہت کچھ ترقی کر سکتا ہے میرے خیال میں موجودہ زمانہ میں سوسائٹی کی اصلاح کا سب سے بہتر طریقہ یہی ہے کہ اسلام کی تعلیم کو رائج کیا جائے" (جرمنی کا مشہور پروفیسر ہوگ)

پیکر شرافت

"حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا اخلاق وہی تھا جو ایک شریف عرب کا ہو سکتا ہے آپ امیر و غریب کی یکساں عزت کرتے تھے اور اپنے لوگوں کی خدمت کا بہت خیال رکھتے تھے" (مغربی فاضل مارکس ڈاڈ)

مصلح اعظم

آپ ہر شخص سے بروقت ملنے کے لئے تیار رہتے تھے آپ کی فیاضی و سیر چشمی غیر محدود نہ تھی اصلاح قوم کی فکر میں ہمہ وقت مصروف و منہمک رہتے تھے آپ نے قوم کے لئے بہترین مثال پیش کی۔

آنحضرت کی شکل و شمائل۔

جان ڈیون پورٹ صاحب آنحضرت کے حلیہ مبارک کی نسبت اپنی کتاب "اپالوجی فار محمد اینڈ دی قرآن" میں لکھتے ہیں۔

آپ کی شکل شاہانہ تھی خط و خال باقاعدہ اور دل پسند تھے۔ آنکھیں سیاہ اور منور تھیں۔ بینی ذرا اٹھی ہوئی، دہن خوبصورت قطارات موتی کی طرح چمکتے تھے، رخسار سرخ تھے آپ کی صحت نہایت اچھی تھی آپ کا تبسم دلآویز اور آواز شیریں و دلکش تھی"۔

ایڈورڈ گبن صاحب اپنی کتاب تاریخ روم میں لکھتے ہیں :-

"آنحضرت حسن میں شہرہ آفاق تھے اور یہ نعمت صرف انہی کو بری معلوم ہوتی ہے جن کو اللہ کی طرف سے عطا نہیں ہوئی۔ پیشتر اس کے کہ آپ کوئی بات فرمائیں آپ کسی خاص آدمی یا گروہ کو متوجہ کر لیا کرتے تھے لوگ آنحضرت کی شاہانہ شکل، نورانی آنکھیں، خوشنما تبسم، بکھری ہوئی داڑھی اور ایسا چہرہ جو دل کے ہر ایک جذبہ کی تصویر کھینچ دے اور ایسے حرکات و سکنات، جو زبان کا کام دیں۔ دیکھ دیکھ کر تعریف کیا کرتے تھے" جب یورپین عیسائی مورخ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حسن و جمال کے متعلق اتنا کچھ لکھیں، تو کسی مسلمان شاعر کی زبان سے یہ شعر نکل جانا زمین و آسمان کے قلابے ملانا نہیں۔

تو بدیں جمال و خوبی سر طور گر خرامی　　　ارنی بگوید آنکس کہ بگفت لن ترانی

آنحضرت کا اعزاز خاندان۔

ڈاکٹر ویٹ صاحب لکھتے ہیں۔

"محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) عرب کے نہایت عمدہ خاندان اور معزز قوم سے تھے آپ نہایت شکیل و جمیل اور عادات میں خلیق و بے تکلف تھے"۔

آنحضرت کی فصاحت

سر ولیم میور صاحب باوجودیکہ نہایت متعصب عیسائی ہیں، لکھتے ہیں۔

"آنحضرت کی گفتگو جزیرہ نمائے عرب کی خوشنما زبان کا خالص ترین نمونہ تھی"

آنحضرت کی معرفت الٰہی و دیگر خصائل۔

ڈاکٹر اے اسپرنگر صاحب اپنی کتاب سیرت محمدی میں لکھتے ہیں ر

"محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) تیز فہم، نہایت اعلیٰ درجہ کے عالی نظر، صاحب الرائے اور بلند خیال تھے۔ گو وہ شاعروں کے ہم کو پسند نہیں کرتے تھے مگر شاعری کی قابلیت ان میں بدرجہ غایت تھی۔ قرآن کی فصیح و بلیغ عبارت اور بلند پایہ مضامین ان کے عمدہ فضائل کے شاہد ہیں ان کے خیال میں ہمیشہ خدا کا تصور رہتا تھا ان کو نکلتے ہوئے آفتاب، برستے ہوئے پانی اور لہلہاتے ہوئے سبزے میں خدا ہی کا ید قدرت نظر آتا ہے ان کو بجلی کی کڑک، ندی کے شور اور پرندوں کے نغموں میں خدا ہی کی آواز سنائی دیتی تھی ان کو سنسان جنگلوں اور پرانے شہروں کے کھنڈروں میں خدا ہی کے قہر کے آثار دکھائی دیتے تھے۔

آنحضرت کا نبی برحق ہونا۔

واشنگٹن اروِنگ صاحب اپنی کتاب لائف آف محمد میں لکھتے ہیں۔

"آنحضرت کا اوائل زمانہ سے وسط حیات تک کے حالات سے ہمیں کچھ نہیں معلوم ہوتا کہ اس عجیب و غریب فریب جس کا الزام آپ پر عیسائیوں نے لگایا، آپ کی کیا غرض تھی؟ اور ایسا پاکھنڈ پھیلانے سے آپ کا کیا مدعا تھا؟ کیا حصول مال مقصود تھا؟ نہیں! کیونکہ حضرت خدیجہ کے نکاح سے آپ فی الجملہ دولت مند ہو چکے تھے اور دعویٰ نبوت سے سالہا سال پیشتر آپ نے صاف کہہ دیا تھا کہ مجھے اپنے مال میں اضافہ کرنے کی خواہش نہیں ہے۔

تو کیا حصول جاہ مراد تھی؟ یہ بھی بات نہ تھی کیونکہ وہ پہلے ہی سے اپنے وطن میں عقل و امانت میں رفیع المرتبہ تھے اور قریش کے بزرگ قبیلے اور اس کے معزز ممتاز طبقہ میں سے تھے۔

تو کیا حصول منصب مقصود تھا؟ مگر یہ بھی آپ کا خیال نہ تھا کیونکہ کئی پشتوں سے تولیت کعبہ اور امارات حرم خاص آپ ہی کے قبیلے میں تھی۔ آپ کو اپنی وقعت و حالات سے اور بھی عالی مرتبہ بننے کا یقین تھا جس دین میں آپ نے نشو و نما پائی تھی اسی پر قائم رہنے سے آپ کے قبیلہ کی جاہ و عزت کا سب دارومدار تھا مگر آپ نے اسی کی بیخ کنی کر کے اپنے تمام فائدوں پر پانی پھیر دیا۔ اس مذہب کی جڑ کاٹ دینے کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ کے عزیز و اقارب سب آپ کے دشمن ہو گئے آپ پر اہل شرک غیظ و غضب بھڑک اٹھا تمام اہل عرب اور جو لوگ کعبہ میں ملکوں ملکوں سے بتوں کی پرستش کے لیئے آیا کرتے تھے، سب کو آپ سے عداوت و عناد ہو گیا۔

اشاعت دین کے وقت آپ کے سامنے کوئی بھی ایسا کھلم کھلا نفع نہ تھا، جو آپ کی ان تمام مصیبتوں کا کافی معاوضہ ہو سکتا جو آپ کو خدمات نبوت بجالانے میں پیش آئیں بلکہ برخلاف اس کی ابتدا سے رسالت میں تو آپ کو طرح طرح کے خوف و خطرے ہی سامنے تھے برسوں تک تو اس میں آپ کو کامیابی ہی نہ ہوئی جیسے جیسے آپ نے اپنی تعلیم کا اظہار کیا اور وحی کو آشکار کیا، ویسے ہی ویسے لوگوں نے آپ کی ہنسی اڑائی اور برا کہنا شروع کیا۔ آخر بڑی بڑی ایذائیں دیں جس سے آپ کی اور آپ کے اصحاب کے املاک و جائدادیں برباد ہو گئیں۔ اور آپ کے بعض اقربا و اصحاب غیر ملک میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئے اور خود آنحضرت کو بھی اپنے شہر میں چھپ کر رہنا پڑا اور بالآخر ہجرت کرنا پڑی پس آپ کو ایسی کیا غرض تھی کہ آپ اس فریب کو برسوں تک نباہتے جس کے باعث آپ کی تمام دنیوی دولتیں خاک میں مل گئیں۔

اسی بارے میں جان ڈیون پورٹ لکھتے ہیں۔

"کیا یہ بات سمجھ میں آسکتی ہے کہ جس شخص نے اس حقیر و ذلیل بت پرستی کے بدلے جس میں اس کے ہم وطن یعنی اہل عرب مبتلا تھے 'خدائے برحق کی پرستش قائم کر کے بڑی بڑی ہمیشہ رہنے والی اصلاحیں کیں۔ وہ جھوٹا نبی تھا؟ کیا ہم اس سرگرم اور پر جوش مصلح کو فریبی ٹھہرا سکتے ہیں؟ اور یہ کہہ سکتے ہیں کہ ایسے شخص کی تمام کارروائیاں مکر پر مبنی تھیں؟ نہیں ایسا نہیں کہہ سکتے بے شک محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بجز دلی نیک نیتی و ایمانداری کے اور کسی سبب سے ایسے استقلال کے ساتھ ابتدائے نزول وحی سے آخر دم تک مستعد نہیں رہ سکتے تھے۔ جو لوگ ہر وقت ان کے پاس رہتے تھے اور جو ان سے بہت کچھ ربط ضبط رکھتے تھے۔ ان کو بھی کبھی آپ پر ریاکاری کا شبہ نہیں ہوا۔

ٹامس کارلائل صاحب اپنی کتاب "لکچرز آن ہیروز" میں لکھتے ہیں۔

"ہم لوگوں یعنی عیسائیوں میں جو یہ بات مشہور ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ایک پرفن فطرتی شخص اور جھوٹے دعویدار نبوت تھے اور ان کا مذہب دیوانگی و خام خیالی کا ایک تودہ ہے۔ اب یہ سب باتیں لوگوں کے نزدیک غلط ٹھہر جاتی ہیں۔ جو جھوٹ باتیں متعصب عیسائیوں نے اس انسان (یعنی آنحضرت) کی نسبت بنائی تھیں 'اب وہ الزام قطعاً" ہماری روسیاہی کا باعث ہیں اور جو باتیں اس انسان (یعنی آنحضرت) نے اپنی زبان سے نکالی تھیں 'بارہ سو برس سے اٹھارہ کروڑ آدمیوں کے لیے بمنزلہ ہدایت کی قائم ہیں اس وقت جتنے آدمی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے کلام پر اعتقاد رکھتے ہیں 'اس سے بڑھ کر اور کسی کے کلام پر اس زمانہ کے لوگ یقین نہیں رکھتے۔ میرے نزدیک اس خیال سے بدتر اور ناخدا پرستی کا کوئی دوسرا خیال نہیں ہے کہ ایک جھوٹے آدمی نے یہ مذہب پھیلایا۔

گاڈفری ہینگز اپنی کتاب اپالوجی میں عیسائیوں کو مخاطب کر کے کہتے ہیں۔

"محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا رویہ جانچتے وقت تم کہتے ہو کہ وہ شریر و مکار تھے ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ اپنے زمانے کے سقراط تھے جب ہم ان کو برائیوں سے متصف سنتے ہیں تو ہم ان کے عادات و خصائل پر نظر ڈالتے ہیں۔ جو فریقین (یعنی مسلمانوں اور عیسائیوں) کے قول کے مطابق ابتدائے عمر و ایام شباب میں رہے ہیں۔ ہم پوچھتے ہیں اس عجیب طرز عمل سے آپ کا کیا مقصد تھا؟ تم اس کا یہ جواب دیتے ہو کہ ان کے دو مقصد تھے 'ایک تو متعدد عورتوں سے نکاح اور دوسرے حصول جاہ۔ جس سے یہ غرض تھی کہ ایک شہر کے تاجر بن کر اپنے آپ کو بادشاہ بنا دیں اس کے واسطے وہ چودہ برس تک خلق سے کنارہ کشی کر کے گوشہ نشینی کی زندگی بسر کرتے رہے۔ اور اپنے عادات و اطوار بے عیب رکھتے ہم (یعنی گاڈفری ہینگز صاحب) دریافت کرتے ہیں کہ دنیا کی کسی تاریخ میں ایسی کوئی اور نظیر بھی پائی جاتی ہے اگر عورتوں سے عشرت مقصود تھی 'تو یہ عجیب معاملہ ہے کہ آپ نے پچیس سال کی عمر میں جو وقت کہ خاص جوش جوانی کا خیال کیا جاتا ہے۔ صرف حضرت خدیجہ سے نکاح کیا تھا اگر آپ چاہتے تو اپنے ملک کے رواج کے مطابق بہت سے نکاح کر سکتے تھے مگر آپ اس قاعدے سے مستفید نہ ہوئے اور اس بیوی کے تا حین حیات اسی کے ساتھ ستائیس برس تک نباہ کیا۔

اب رہی دوسری بات یعنی حصول مرتبہ تو اس کا جواب ہے کہ آپ نے کوشش و سازش کر کے اپنے کو محافظ کعبہ کیوں بنا لیا۔

اس عہدے پر آپ کے آباؤ اجداد بھی مامور تھے اور جس شخص کے ہاتھ یہ عہدہ ہوتا تھا وہ تمام ملک عرب میں اول درجہ رئیس شمار ہوتا تھا۔ اگر بلند حوصلگی مقصود تھی' تو بجائے اس کے کہ آپ نے اپنے مسیح کا پیرو ظاہر کیا' اگر وہ یہودیوں کا پیرو ظاہر کرتے اور بیت المقدس کو اپنا مسکن قرار دیتے' تو بلا شبہ تمام یہودی ان کے زمرے میں داخل ہو جاتے اور عیسائی بھی کم ازکم اتنے تو ضرور آملتے جتنے کہ بحالت موجودہ شامل ہو گئے ہیں"۔

تعلیم محمدی و اصلاحات

لیڈورڈ گبن صاحب کہتے ہیں۔

" محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم) کا مذہب شکوک و شبہات سے پاک و صاف ہے قرآن خدا کی وحدانیت پر ایک عمدہ شہادت ہے مکے کے پیغمبر نے بتوں کی' انسانوں کی اور ستاروں کی پرستش کو معقول دلائل سے رد کر دیا۔ اصول اول یعنی ذات باری تعالیٰ جس کی بناء عقل و وحی پر ہے محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم) کی شہادت سے استحکام کو پہنچی چنانچہ اس کے متبع ہندوستان سے لے کر مراکو تک موحد کے لقب سے ممتاز ہیں"۔

سر ولیم میور صاحب اپنی کتاب سیرت محمدی میں لکھتے ہیں۔

"ہم بلا تامل اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ آنحضرت نے ہمیشہ کے واسطے اکثر توہمات باطلہ کو' جن کی تاریکی مدتوں سے جزیرہ نمائے عرب پر چھا رہی تھی کالعدم کر دیا بلحاظ معاشرت کے بھی اسلام میں کچھ کم خوبیاں نہیں ہیں مذہب اسلام اس بات پر فخر کر سکتا ہے کہ اس میں پرہیزگاری کا ایک ایسا درجہ موجود ہے جو اور کسی مذہب میں نہیں"

گاڈفری ہینگز صاحب کہتے ہیں ۔

"انجیل کی طرح قرآن شریف بھی غریب آدمی کا دوست و غم خوار ہے وہ آدمیوں کی مدارج کے اعتبار سے تو قیر نہیں کرتا۔ یہ امر اس کے مصنف کی لازوال نیک نامی کا باعث ہے"

آنحضرت کی مقرر کردہ اذان

اذان کی نسبت ایک عیسائی مصنف لکھتا ہے کہ۔

" مختلف اوقات کی نماز کی اطلاع موذن مسجد کے میناروں پر کھڑے ہو کر اذان دے کر کرتے ہیں ان کی آواز جو ایک بہت سادہ مگر سنجیدہ لہجے میں بلند ہوتی ہے' شہروں کے غل غپاڑے میں مسجد کی بلندی سے دلکش و دلچسپ معلوم ہوتی ہے لیکن سنسان رات میں اس کا اثر بھی عجیب طور سے شاعرانہ ہوتا ہے یہاں تک کہ اکثر فرنگیوں کی زبان سے پیغمبر صاحب کی تعریف نکل گئی کہ انہوں نے یہودیوں کے معبد کی قرنا اور کلیسائے نصاریٰ کے گھنٹوں کی آواز کے مقابلہ میں انسانی آواز پسند کیا"۔

تعلیم محمدی کی برکتیں

لیڈرڈ گبن صاحب اس بارے میں لکھتے ہیں۔
حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی سیرت میں سب سے آخر بات جو غور کے لائق ہے وہ یہ ہے کہ ان کی رسالت لوگوں کے حق میں مفید ہوئی یا مضر؟ جو لوگ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے سخت دشمن ہیں وہ بھی اور عیسائی و یہودی بھی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو باوجود پیغمبر برحق نہ ماننے کے اس بات کو ضرور تسلیم کریں گے کہ آنحضرت نے دعویٰ نبوت ایک نہایت مفید مسئلہ کی تلقین کے لئے کیا تھا۔ گو وہ یہ کہیں کہ صرف ہمارے ہی مذہب کا مسئلہ اس سے اچھا ہے گویا وہ اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ سوائے ہمارے مذہب کے اور تمام دنیا کے مذاہب سے مذہب اسلام اچھا ہے آنحضرت نے انسان کے خون کے کفارے کو نماز و روزہ و خیرات سے بدل دیا جو ایک پسندیدہ اور سیدھی سادھی عبادت ہے یعنی جو انسان کی قربانی بتوں پر ہوتی تھی اس کو معدوم کر دیا آنحضرت نے مسلمانوں میں نیکی و محبت کی ایک روح پھونک دی آپس میں بھلائی کرنے کی ہدایت کی اور اپنے احکام اور نصیحتوں سے انتقام کی خواہش اور بیوہ عورتوں پر اور یتیموں پر ظلم و ستم کو روک دیا قومیں جو ایک دوسرے کی جانی دشمن تھیں وہ اعتقاد و فرمانبرداری میں متفق ہو گئیں اور خانگی جھگڑوں میں جو بہادری بیہودہ طور سے صرف ہوتی تھی وہ نہایت مستعدی سے ایک غیر ملک کے دشمن کے مقابلے پر مائل ہو گئی۔

ٹامس کارلائل صاحب کہتے ہیں۔
"اسلام کا عرب کی قوم کے حق میں گویا تاریکی میں روشنی کا آنا تھا عرب کا ملک پہلے ہی اس کے ذریعہ سے زندہ ہوا اہل عرب گلہ بانوں کی ایک غریب قوم تھی اور جب سے دنیا بنی ہے، عرب کے چٹیل میدانوں میں بسر کرتی تھی اور کسی شخص کو اس کا کچھ خیال ہی نہ تھا اس قوم میں ایک اولوالعزم پیغمبر ایسے کلام کے ساتھ بھیجا گیا جس پر وہ یقین کرتے تھے۔ اب دیکھو کہ جس چیز سے کوئی واقف ہی نہ تھا وہ تمام دنیا میں مشہور ہو گئی اور چھوٹی چیز بھی بڑی بن گئی اس کے بعد ایک صدی کے اندر عرب کے ایک طرف غرناطہ اور دوسری طرف دہلی ہو گیا"

اسلام بزور شمشیر نہیں پھیلا۔

اگرچہ اس مضمون پر ایک مستقل کتاب ٹی، ڈبلیو، آرنلڈ صاحب پروفیسر مدرستہ العلوم علی گڑھ میں موجود ہے جس کا اردو ترجمہ بھی "دعوت اسلام" کے نام سے ہو چکا ہے اور اس مسئلہ پر زیادہ کہنے سننے کی اب ضرورت نہیں رہی تاہم ایک اور مورخ یعنی جان ڈیون پورٹ صاحب کا خیال بھی درج کیا ہے وہ لکھتے ہیں۔
اس بات کا خیال کرنا بہت بڑی غلطی ہے کہ قرآن میں جس عقیدے کی تلقین کی گئی ہے اس کی اشاعت بزور شمشیر ہوئی کیونکہ جن لوگوں کی طبیعتیں تعصب سے مبرا ہیں وہ بلا تامل اس بات کو تسلیم کریں گے کہ آنحضرت کا دین جس کے ذریعہ سے انسانوں کی قربانی کے بدلے نماز اور خیرات جاری ہوئی اور جس نے عداوت اور دائمی جھگڑوں کی جگہ فیاضی و حسن معاشرت کی ایک روح لوگوں میں پھونک دی وہ مشرقی دنیا کے لیئے ایک حقیقی برکت تھا اور اسی وجہ سے خاص کر آنحضرت کو

ان خونریز تدبیروں کی ضرورت نہ ہوئی جن کا استقلال بلا استثناء اور بلا امتیاز حضرت موسیٰ نے بت پرستی کے نیست و نابود کرنے کے لئے کیا تھا پس ایسے اعلیٰ وسیلہ کی نسبت جس کو قدرت نے بنی نوع انسان کے خیالات و مسائل پر مدت دراز تک اثر ڈالنے کے لیئے پیدا کیا ہے گستاخانہ پیش آنا اور جاہلانہ مذمت کرنا کیسی لغو بات ہے"۔

آنحضرت کا سلوک غیر مذاہب کے ساتھ۔

ایڈورڈ گبن صاحب لکھتے ہیں کہ۔

"مسلمانوں کی لڑائیوں کو ان کے پیغمبر نے مقدس قرار دیا تھا۔ مگر آنحضرت نے اپنی حیات میں جو مختلف نصیحتیں کیں اور نظیریں قائم کیں ان سے خلفاء نے دوسرے مذاہب کو آزادی دینے کا سبق حاصل کیا۔ ملک عرب حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے خدا کی عبادت گاہ اور ان کا مفتوحہ ملک تھا اگر وہ چاہتے تو وہاں کے بہت سے دیوتاؤں کے ماننے والوں اور بت پرستوں کو شرعاً" نیست ونابود کرسکتے تھے۔ مگر آنحضرت نے انصاف کو قائم فرماکر نہایت عاقلانہ تدبیریں اختیار کیں۔

آنحضرت کی نسبت اتہام مرض صرع۔

اکثر عیسائی موءرخوں نے آنحضرت کی سوانح عمری لکھتے وقت اس امر کو بطور اصول موضوعہ کے تسلیم کیا ہے کہ آپ عارضہ صرع یعنی مرگی میں مبتلا تھے اور نزول وحی کے وقت اضطرار اور غشی لاحق ہونے کے متعلق جو روایتیں مشہور ہیں "قطع نظر اس کے کہ وہ معتبر ہیں یا غیر معتبر ان سے عیسائیوں نے یہ خیال کرلیا ہے کہ آنحضرت کو صرع کے دورے ہوتے تھے اور اس وجدانی حالت وکیفیت کو صرع سے تعبیر کرتے ہیں۔ اس اتہام کی تردید اولاً" عیسائی موءرخوں کی زبان سے بیان کیا جاتی ہے اس کے بعد یہ درویش بھی اس مسئلے پر کچھ روشنی ڈالے گا

نہایت مشہور ولایق موءرخ گبن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صرعی دوروں کی تکذیب ان الفاظ میں کرتا ہے "یہ یونانیوں کا ایک بیہودہ اتہام ہے"

اور ایک مقام پر یہی موءرخ لکھتا ہے۔

"محمد" صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "کے عارضہ صرع ' بیہوش کردینے والی بیماری کو تھیوفینز ' روماس اور بعض دوسرے یونانی موءرخوں نے بیان کیا ہے اور ہالنجر و پریڈو مارکشی نے اپنے سخت تعصب سے اس کو نعمت غیر مترقبہ سمجھ کر نگل لیا ہے"

گاڈفری ہینگز کہتا ہے

"یہ متواتر بیان کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو عارضہ صرع لاحق تھا یونانیوں کا ایک ذلیل اختراع ہے جنہوں نے اس عارضہ کو ایک نئے مذہب کی بانی کی طرف اس لیئے منسوب کردیا ہے کہ اس کی اخلاق پر ایک دھبہ ہوجائے اور عیسائیوں کو طعنہ زنی و تنفر کا موقع ملے"

اگرچہ یورپین مورخوں کی شہادت مذکورہ نفس الزام کی تردید کے لئے کافی ہے مگر اس تصویر کا دوسرا رخ بھی دکھایا جاتا ہے غور

طلب یہ امر ہے کہ مرگی کا بیمار رسالت جیسے اہم ترین کام کو انجام بھی دے سکتا ہے یا نہیں؟
از روئے تحقیقات طب صرع کا مریض اکثر دیوانہ ہوتا ہے بلکہ دماغ میں کوئی خلقی نقص ہونے کی وجہ سے عموماً" یہ عارضہ لاحق ہوتا ہے مرگی کے بیمار کا حافظہ جاتا رہتا ہے اس میں تیزی 'چستی و چالاکی نام کو نہیں رہتی سستی و کاہلی اسے باقاعدہ کوئی کام کرنے نہیں دیتی۔ اس کے تمام قوائے جسمانی و دماغی و ذہنی تقریباً معطل ہو جاتے ہیں اس کی صورت سے دائمی ضعف و نقاہت کے آثار پائے جاتے ہیں کمزوری و مجہولی اس کو محنت و مشقت پر آمادہ نہیں ہونے دیتی جفاکشی و صبر و استقلال اس کے پاس سے رفو چکر ہو جاتے ہیں۔
اب سوال یہ کہ آثار متذکرہ میں سے آیا کوئی اثر آنحضرت میں پایا جاتا تھا یا نہیں؟ کوئی موءرخ خواہ عیسائی ہو یا مسلمان یہ بیان نہیں کرتا کہ ان آثار میں سے ایک بھی اثر آنحضرت میں پایا جاتا تھا بلکہ سب اس پر متفق ہیں کہ آپ نہایت قوی' تندرست و مضبوط تھے تمام عمر آپ کو بڑے بڑے خطرے پیش آئے اور بڑی بڑی تکلیفیں اور صدمے آپ پر گذرے مگر آپ ہمیشہ ثابت قدم رہے اور آپ کے پائے استقلال میں کبھی لغزش نہ آئی یہاں تک کہ جس کام کے واسطے آپ مبعوث ہوئے تھے اس کو پورا کر دیا لطف یہ ہے کہ وہ کام محض مسیحائی اور کوئی ایسا معمولی کام نہ تھا جس کے انجام دینے کے لئے اوروں کی بھی ہمت پڑتی ہو جیسا کہ خواجہ حافظ فرماتے ہیں۔

فیض روح القدس ار باز مدد فرماید دیگراں ہم بکنند آنچہ مسیحا مے کرد

بلکہ وہ کام تمام انبیائے سابقین کے مذاہب کی تجدید و تکمیل تھی۔ اللہ اکبر! روحی فداک یا رسول اللہ

بہت سے کام چھوڑے تھے ادھورے اگلے نبیوں نے دقیقہ تم نے کچھ رکھا نہ ختم المرسلین باقی

بیان مذکورہ بالا سے یہ تو بخوبی ثابت ہو گیا ہے کہ آنحضرت میں مرض صرع کی کوئی علامت نہ تھی اب ہم آنحضرت کے کارنامے کو پیش نظر رکھ کر چند تنقیحات قائم کرتے ہیں تا کہ یہ بھی ثابت ہو جائے کہ جو کام آنحضرت نے کیے' ان کی انجام دہی مرگی کے بیمار سے ممکن ہی نہیں
کیا یہ قرین قیاس ہے کہ ایک مرگی زدہ آدمی جس کو ہر شخص جانتا ہو کہ یہ اس عارضہ میں مبتلا ہے اپنی بیماری کے دوران کو آثار نزول وحی قرار دے کر بطور ثبوت نبوت پیش کرے اور سب اس کو تسلیم کر لیں وہ اپنے ملک و قوم کے مروجہ دین کے خلاف ایک نئے مذہب کا رستہ دکھائے اور وہ قوم اس کو مان لے وہ بت پرستوں کے سامنے استیصال بت پرستی کا وعظ بیان کرے اور بت پرست اپنا آبائی مذہب چھوڑ کر اس کی آواز پر آمنا و صدقنا کہہ اٹھیں اور اپنے معبودوں کو توڑ پھوڑ کر پھینک دیں وہ پیغمبری کا دعویٰ کرے اور اس کے عزیز و اقارب و اکابر سب اپنے باپ دادا کا مذہب ترک کر کے اس کا کلمہ پڑھنے لگیں اس کے حکم پر جلاوطنی اختیار کر لیں گھربار روپیہ پیسہ' زراعت و تجارت چھوڑ دیں اس کے اشارے پر جان دینے کو تیار ہو جائیں اور اپنے قریب ترین رشتہ داروں کو قتل کرنے سے بھی نہ چوکیں؟
کیا کوئی مرگی زدہ خدائے وحدہ لا شریک کی عبادت کی تجدید اس طور سے کر سکتا ہے جیسے کہ آنحضرت ؐ نے کی اور جس کی کوئی نظیر آنحضرت سے قبل دنیا میں نہیں پائی جاتی۔

کیا کوئی صرع کا بیمار علم الٰہیات کو ایسے مستحکم و معقول اصول پر قائم کر سکتا ہے جیسے کہ آنحضرت نے قائم کیا اور جس کی نظیر دنیا میں معدوم ہے؟

کیا کوئی ضعیف الدماغ شخص یا ناقص الدماغ قوانین تمدن و معاشرت و اخلاق کو اس درجہ کمال پر پہنچا سکتا ہے جہاں آنحضرت نے پہنچا دیا؟

کیا کسی مصروع نے اپنے بنی نوع کی فلاح و بہبود کے واسطے ملکی و مالی و دینی و دنیوی قوانین کا ایسا مجموعہ مرتب کیا ہے جیسا آنحضرت نے مرتب کیا؟ جو اپنی طرز میں بے مثل و بے نظیر ہے کیا کسی مصروع نے اپنی کوششوں سے قلیل مدت میں ایک زبردست جزیرہ نما کو جس کی وسعت تقریباً ہندوستان کے مساوی ہے فتح و مسخر کیا؟ کیا کسی صرع کے بیمار نے مختلف قبائل کو اخوت کی حبل المتین سے کس کر ایک مضبوط و عظیم الشان قوم بنا دیا ہے؟

کیا کسی مصروع نے دنیا کے علماء و فضلاء و شعراء کے سامنے بطور دلیل نبوت ایسی کتاب پیش کی ہے جو بلحاظ فصاحت و بلاغت و خوبی مضامین بے مثل ہو اور جس کے مانند آج تک کوئی تصنیف نہ کر سکا ہو حالانکہ وہ کتاب تیرہ سو برس سے چلا چلا کر تمام دنیا کو اشتہار دے رہی ہے کہ اس کتاب کے مثل تم ایک سورت ہی بنا لاؤ اور اگر تم نہیں بنا سکتے تو اپنے حمایتیوں کو بلا کر سب مل کے بناؤ کیا یہ سب کام جو آنحضرت علی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کیے ایک ناتواں، لاچار، معذور، ضعیف العقل کمزور دماغ والے شخص سے ظہور میں آنے ممکن ہیں؟

مصروع کے بیمار کو جانے دو۔ کیا دنیا کے کسی صحیح المزاج، اعلیٰ درجہ کے تعلیم یافتہ و طاقتور آدمی نے بھی اپنی مدت العمر میں تمام مہمات سر کی ہیں جو آنحضرت نے کیں؟

معمولی انسان کو بھی چھوڑ دو کیا دوسرے اولوالعزم نبیوں سے بھی یہ سب کچھ ظہور میں آیا تھا؟ مخالفین کے پاس کوئی ایسی شہادت نہیں ہے جس سے ہمارے سوالات کا جواب اثبات میں مل سکے اور اس لئے قطعی طور پر فیصلہ کیا جاتا ہے کہ وہ کارہائے نمایاں جو بنی اسرائیل کے سب سے بڑے مقنن حضرت موسیٰ سے، دنیا کے سب سے بڑے مقنن حضرت سلیمان سے اور خدا کے اکلوتے فرزند حضرت عیسیٰ سے وجود میں نہ آئے۔ بس ان کی تکمیل ریگستان حجاز میں پرورش پایا ہوا ایک بے پڑھا عرب فرما دے تو کیوں اس کے افعال و اقوال کو ہم منجانب اللہ نہ سمجھیں اور کیوں اس امی کو ہم سید المرسلین و خاتم النبیین نہ کہیں۔

رسول اکرمؐ ان پڑھ نہیں بلکہ علم لدنی کے مالک تھے (۷)

ایک بلدار جرمن مورخ لکھتے ہیں کہ۔

"شادی و غم' عشق و محبت' ہمت و شجاعت کے وہ عظیم الشان اظہارات جن کی کچھ خفیف سی صدائیں اب ہمارے کان میں آتی ہیں محمد کے زمانہ میں پوری پوری آواز رکھتے تھے اور محمد کو سب سے زیادہ فصیح و بلیغ لوگوں سے صرف برابری ہی نہیں کرنی پڑی۔ بلکہ ان پر فوق لے جانا پڑا تھا اور اپنے کلام کی فصاحت و بلاغت کو اپنے دعویٰ رسالت کی دلیل گردانناپڑا تھا محمد کے پیشتر کے شعراء نے عاشقانہ اشعار بہت کہے تھے چنانچہ عنترہ نے جس کے عشق کا حال ایک بہت مشہور داستان میں لکھا ہے اور امراء القیس نے جس کو محمد نے پیشوائے شعرائے عرب مگر رہنمائے اہل جہنم بتایا ہے نہایت عالی اور آبدار مضامین عشقیہ نظم کئے اور شراب و کباب اور معشوقان ماہوش لیمی تن تم کی تعریف میں فصاحت و بلاغت کے دریا بہادیئے مگر محمد نے عاشقانہ مضامین نظم نہیں کیے نہ کوئی عاشقانہ غزل کہی نہ اس دنیا فانی کے رنج و راحت' نہ عرب کی شمشیر آبدار و شتر بے مہار' نہ عرب کے رشک و حسد اور خواہش انتقام نہ کسی قوم و قبیلہ کے آباو اجداد کی شجاعت و جوانمردی نظم کی نہ کوئی ایسا مضمون بیان کیا جس سے معلوم ہو کہ اس کے نزدیک وجود بشری کی کوئی حقیقت نہیں اور انسان کے لئے مطلقاً "فنا ہو جانا ہی ہے الغرض اس نے لوگوں کو شعرو سخن نہیں سکھایا' بلکہ اسلام سکھایا اور کیونکر سکھایا کہ زمین و آسمان کو شق کر کے جنت و نار کو مجسم کر کے دکھادیا (رسالہ کوارٹر ریویو ۱۸۶۹ء جلد ۷ ۱۲ ص ۲۵۴ لندن)

سرولیم میور لکھتے ہیں۔

"چونکہ محمد کو اپنی رسالت کا نہایت قوی اور مضبوط اعتقاد تھا اس لئے اس کی طرف سے اس دین (اسلام) کے موعظہ میں بڑی قوت و شدت ظاہر ہوتی تھی اور چونکہ فصاحت میں بھی اس کو کمال تھا لہٰذا اس کا کلام عربی زبان میں نہایت خالص اور بغایت موثر تھا۔ اس کے ملکہ زبان آوری نے روحانی حقیقتوں کو عالم تصویر بنادیا اور اس کے نہایت روشن اور زندہ خیالات نے قیامت و روز جزا اور نعمائے بہشت و عذاب جہنم کو سامعین کے نہایت قریب تر بلکہ پیش نظر کر دکھایا۔ معمولی گفتگو میں تو اس کا کلام آہستہ' مفصل اور قوی تھا مگر بہنگام وعظ آنکھیں سرخ اور بھاری اور بلند ہو جاتی تھیں اور تمام جسم ایک ایسی حالت جوش و خروش میں ہو جاتا تھا گویا کہ وہ لوگوں کو کسی غنیم کے آنے کی خبر دیتا ہے جو دوسرے روز یا اسی رات کو ہی ان پر آن پڑے گا اور جس کلام کی نسبت گبن یہ کہتا ہے کہ "قرآن خدا کی وحدانیت پر ایک عمدہ شہادت ہے مکہ کے پیغمبر نے بتوں کی انسانوں کی 'ثوابت اور سیاروں کی پرستش کو اس معقول دلیل سے رد کیا کہ جو شئے طلوع ہوتی ہے غروب ہو جاتی ہے اور جو حادث ہے وہ فانی ہوتی ہے اور جو قابل زوال ہے وہ معدوم ہو جاتی ہے اس نے اس معقول سرگرمی سے کائنات کے بانی کو ایک ایسا وجود تسلیم کیا جس کی نہ ابتدا ہے نہ انتہا ہے نہ کسی شکل میں محدود نہ کسی مکان میں اور نہ کوئی اس کا ثانی موجود ہے جس سے اس کو تشبیہ دے سکیں وہ ہمارے نہایت خفیہ ارادوں پر بھی آگاہ رہتا ہے بغیر کسی اسباب کے موجود ہے اخلاق اور عقل کا جو کمال اس کو حاصل ہے۔ وہ اس کو اپنی ہی ذات سے حاصل ہے ان بڑے بڑے حقائق کو پیغمبر نے مشہور کیا اور اس کے پیرووں نے ان کو نہایت مستحکم طور پر قبول کیا اور قرآن کے مفسروں نے معقولات کے ذریعہ سے ان کی تشریح و تصریح

کی ایک حکیم جو خدا تعالیٰ کے وجود اور اس کی صفات پر اعتقاد رکھتا ہو مسلمانوں کے مذکورہ بالا عقیدہ کی نسبت یہ کہ سکے کہ وہ ایسا عقیدہ ہے جو ہمارے موجودہ ادراک اور قوائے عقلی سے بہت بڑھ کر ہے۔ اس لئے کہ جب ہم اس (معبود یعنی خدا) کو زمان اور مکان اور حرکت اور مادہ اور حس اور تفکر کے اوصاف سے مبرا کر دیا تو پھر ہمارے خیال کرنے اور سمجھنے کے لئے کیا چیز باقی رہی وہ اصل اول (یعنی توحید ذات و صفات باری تعالیٰ) کس کی بنا عقل اور وحی پر ہے محمد کی شہادت سے ہم کو پہنچی۔ چنانچہ اس کے معتقد ہندوستان سے لے کر مراکو تک موحد کے لقب سے ممتاز ہیں اور تصویروں کے نہ رکھنے دینے سے بت پرستی کا خطرہ مٹا دیا گیا ہے۔

پروفیسر مارس صاحب لکھتے ہیں کہ

"کوئی چیز عیسائیان روم کو اس ضلالت و غوایت کی خندق سے جس میں وہ گر پڑے تھے نہیں نکال سکتی بجز اس آواز کے جو زمین عرب میں غار حرا سے آئی اور کلمۃ اللہ جس سے یونانی انکار کرتے جاتے تھے اسی آواز نے دنیا میں کیا اور ایسے عمل درآمد میں کیا کہ جس سے بہتر ممکن نہ تھا

فاضل محقق گاڈفرے ہینگن

صاحب مرحوم اپنی کتاب موسوم ہیپالوجی فرام محمد کے اٹھارہ فقرہ میں لکھتے ہیں کہ۔

"باوجودیکہ۔ محمد اور عیسیٰ کی ابتدائی سوانح عمری میں ایسے حالات ہیں جن میں عجیب مشابہت پائی جاتی ہے لیکن بہت سے ایسے ہیں جن میں بالکل اختلاف ہے مثلاً" عیسیٰ کے اول بارہ مریدوں کو ناتربیت یافتہ و کم رتبہ مانا گیا ہے بخلاف محمد کے اول مریدوں کے کہ بجز اس کے غلام کے سب لوگ بڑے ہی ذی وجاہت تھے اور جب وہ خلیفہ اور افسر فوج اسلام ہوئے تو اس زمانہ میں جو کچھ انہوں نے کام کیے ان سے ثابت ہوتا ہے کہ ان میں اول درجہ کی لیاقتیں تھیں اور عقلا" ایسے نہ تھے کہ باآسانی دھوکہ کھا جاتے

پھر فقرہ (۲۱۹) میں لکھتے ہیں کہ

"اس صورت میں کوئی یقین کر سکتا ہے کہ ایسے شخصوں نے ایذائیں سہیں اور اپنے ملک سے جلاوطنی گوارا کی اور اس سرگرمی سے اس کے پابند ہوئے اور یہ سب امور ایک ایسے شخص کی خاطر ہوں جس میں ہر طرح کی برائیاں ہوں اور کل سلسلہ فریب اور سخت عیاری کے لئے ہوں جو ان کی تربیت کے بھی خلاف ہوں اور ان کی ابتدائی زندگی کے تقاضے کے بھی مخالف ہوں اس پر یقین نہیں ہو سکتا اور خارج از حیطہ امکان ہے" پھر ایک دوسرے موقع پر فقرہ (۲۴۳) میں لکھتے ہیں کہ

عیسائی اس بات کو یاد رکھیں تو اچھا ہو کہ محمد کے مسائل نے وہ درجہ نشہ دینی اس کے پیرووں میں پیدا کیا کہ جس کو عیسیٰ کے ابتدائی پیرووں میں تلاش کرنا بے فائدہ ہے اور اس کا مذہب اس تیزی کے ساتھ پھیلا۔ جس کی نظیر دین عیسوی میں نہیں

چنانچہ نصف صدی سے کم اسلام بہت سی عالیشان اور سرسبز سلطنتوں پر غالب آگیا جب عیسیٰ کو سولی پر لے گئے تو اس کے پیرو بھاگ گئے اور اپنے مقتداء کو موت کے پنجہ میں چھوڑ کر چل دیئے اگر بالفرض اس کی حفاظت کرنے کی ان کو ممانعت تھی تو اس کی تشفی کے لئے تو موجود رہتے اور صبر سے اس کے اور اپنے ایذا رسانوں کو دیکھتے برعکس اس کے محمد کے پیرو اپنے مظلوم پیغمبر کے گرد و پیش رہے اور اس کے بچاؤ میں اپنی جانیں خطرہ میں ڈال کر کل دشمنوں پر اس کو غالب کر دیا۔

(انتھیٰ قولہ)

سر ولیم میور صاحب لکھتے ہیں کہ

"محمد کے اس طائف کے سفر میں ایک نہایت اعلیٰ جوانمردانہ حالت پائی جاتی ہے ایک و تنہا شخص جس کو اس کی قوم کے لوگوں نے بالکل چھوڑ دیا تھا اور نہایت حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے خدا کے نام پر دلیرانہ آگے بڑھا جس طرح یونس نینوا کو گئے تھے اور اس نے ایک بت پرست شہر کو بلایا کہ توبہ کریں اور اس کی رسالت کی تائید کریں اس سے ایک نہایت قوی روشنی اس امر پر پڑتی ہے کہ اس کو اپنے کلام کے من اللہ ہونے کا کس شدت کے ساتھ یقین تھا۔

انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کے فاضل مولفین لکھتے ہیں کہ۔

"جو یقین کہ اس نے (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنے قریب کے لوگوں یعنی خدیجہ، عمر اور ابوبکر کے دل میں پیدا کیا اور جو ہر طرح کی ذلت اور تکلیف اس نے بارہ سال تک جھیلی اور نہایت جوانمردی سے ہر قسم کی دولت اور سرداری کے قبول کرنے سے انکار کر دیا جس کا حاصل ہونا اس شرط پر موقوف تھا کہ وہ اپنی کوشش سے باز آئے اور نیز اس سادگی مزاج اور طرز معیشت کا خیال کر کے جو آخیر وقت تک اس کی ذات میں ویسی ہی رہی ہم پریڈو، والٹیر اور مراکشی کی رائیں قبول نہیں کر سکتے بلکہ اتنی بات کہنے میں فیلو، کاسن، کارلائل، اورنگ اور دیگر مصنفین سے متفق ہیں کہ عام طور پر محمد کی صداقت کو مانیں اور اس بات کو قبول کریں کہ اس کو اپنے آپ پر بھروسہ تھا اور وہ اپنی رسالت کو سچا سمجھتا تھا پیغمبر اسلام اس طرح سے دشمنوں کے نرغہ میں گھرے ہوئے تھے اور فتح مبین کے منتظر تھے اور ظاہرا" بے یار و مددگار سمجھتے تھے اور ان کے اصحاب کا چھوٹا سا گروہ گویا شیر کے منہ میں تھا تاہم ان کو اس قادر مطلق پر بھروسہ تھا جس کا رسول وہ اپنے تئیں سمجھتے تھے اور ان کے پائے ثبات میں ایک سر مو لغزش نہ ہوئی تھی غرض اس عالم مصیبت و تنہائی میں وہ ایسے عالی مرتبہ و جلیل القدر معلوم ہوتے ہیں کہ کتب مقدسہ میں ان کا عدیل و نظیر کوئی نہیں دکھائی دیتا سوائے اس بنی اسرائیل کے نبی کے جس نے خداوند عالم سے یہ شکایت کی تھی کہ میں اکیلا رہ گیا ہوں" (یعنی حضرت الیاس علیہ السلام جو بعل نامی ایک بت کے پوجنے والوں کی ہدایت و ارشاد کے لئے مبعوث ہوئے تھے)

جس زمانہ تک مقابلہ ممکن ہے اس میں تکلیف کے برداشت کرنے اور دنیاوی لالچوں کے قبول نہ کرنے میں دونوں (یعنی حضرت مسیح اور آنحضرت) برابر ہیں لیکن محمد کے تیرہ برس کے مواعظہ نے بمقابلہ کل زمانہ زندگی مسیح کے ایک ایسا

انقلاب پیدا کیا جو ظاہر میں لوگوں کی نظر میں بہت بڑا معلوم ہوتا ہے مسیح کے تمام پیرو خوف کی آہٹ معلوم ہوتے بھاگ گئے اور ہمارے خداوند کی تعلیم نے ان پانچ سو آدمیوں کے دل پر جنہوں نے اس کو دیکھا تھا۔ خواہ کیسا ہی گہرا اثر پیدا کیا ہو مگر ظاہر میں اس کا کچھ نتیجہ دکھائی نہیں دیا ان میں سے کسی نے بھی اپنی خوشی سے اپنا گھر نہیں چھوڑا اور نہ سینکڑوں نے مسلمانوں کی طرح بالاتفاق مہاجرت اختیار کی اور نہ ویسا پر جوش ارادہ ہی کسی سے ظاہر ہوا جیسا کہ ایک غیر شہر (یثرب) کے (مسلموں نے اپنے خون کے عوض اپنے پیغمبرؐ کے بچانے میں ظاہر کیا"

پھر چند سطریں آگے چل کر لکھتا ہے کہ

"فی الحال یہ مقابلہ ہم محمدؐ و عیسیٰ ہی کے زمانہ زندگی تک کرتے ہیں اور اس لئے ضروری ہے کہ ان دونوں قوموں کی مختلف حالت پر نظر ڈالی جائے جن میں محمد و عیسیٰ کو وعظ کرنے کا موقع ملا چنانچہ مسیح تو یہودیوں میں مبعوث ہوئے تھے اور ان کا مدعا شرائع موسوی کو برباد کرنا نہ تھا بلکہ ان کی تکمیل مقصود تھی اور اس وجہ سے مسیح کو یہودیوں کی ظاہری حالت میں کچھ نمایاں تغیر کرنا ضروری نہ تھا مگر محمد ایک ایسی بت پرست قوم میں آئے جو برائیوں اور ضلالت میں ڈوبی ہوئی تھی اور اس کی تمام حالت کو منقلب کر دینا لابد تھا اور ضرور تھا کہ اس قوم میں سے جو لوگ مسلمان ہوں وہ تعلقات سے دلیرانہ اور علانیہ علیحدگی اختیار کریں تاکہ ظاہر ہو جائے کہ وہ اپنے مذہب پر کیسے ثابت قدم ہیں۔

(سر ولیم میور لائف آف محمد)

گبن

لکھتا ہے کہ :۔ اگرچہ قاتل دروازہ پر نگہبانی کر رہے تھے مگر وہ دھوکے میں آ کر علی کو محمدؐ سمجھے ہوئے تھے جو رسول کے بستر پر اسی کی سبز چادر اوڑھے ہوئے سو رہا تھا اور کہتا ہے کہ صرف خاندان قریش ہی کے لوگوں نے اس نوجوان ہیرو کے اس اعلیٰ درجہ کے کام کو جس سے ثابت ہو گیا کہ اس کے دل میں اپنے چچازاد بھائی کی کس درجہ قدر و منزلت ہے قابل قدر خیال نہیں کیا بلکہ خود اس کے چند اشعار جو اب تک مشہور ہیں اس قوی یقین کی جو اس کو اپنے مذہب پر تھا اور نیز اس فکر و تردد کی جو اس کو اپنے چچازاد بھائی کے باب میں تھا ایک دلچسپ تصویر ہیں "اور پھر تین دن غار میں چھپے رہے اور حضرت ابوبکر کے بیٹے اور بیٹی کا مخفی طور سے کھانا اور خبر اخبار پہنچاتے رہنے کا ذکر لکھ کر لکھتا ہے کہ " قریش لوگوں نے محمدؐ کی تلاش میں مکہ کی تمام نواح چھان ڈالی اور اس غار پر بھی پہنچے جس میں وہ اور اس کا ساتھی چھپے ہوئے تھے مگر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ مکڑی کے جالے اور کبوتر کے گھونسلے نے جو خدا نے کافروں کے دھوکا دینے کے لئے پیدا کر دیا تھا ان کو یقین دلایا کہ اس جگہ کوئی نہیں ہے اور نہ کوئی وہاں آیا ہے "ابوبکر نے خوف سے کانپ کر کہا" ہم تو صرف دو ہی ہیں "مگر محمدؐ نے کہا ہے نہیں ہمارے ساتھ ایک تیسرا بھی ہے اور وہ خود خداوند تعالیٰ ہے"

باسورتھ سمتھ صاحب

لکھتے ہیں کہ دس برس اور گزر گئے اور محمدؐ کے اصول مذہب باوجودیکہ چاروں طرف سے نہایت سخت اندیشوں اور مزاحمتوں کی بوچھاڑ ہوتی تھی صرف اپنے اخلاقی ذریعوں اور اپنی ذاتی قوت سے اپنا راستہ صاف کرتے جاتے تھے مگر جس قدر کہ اس کے پیرووں کی تعداد بڑھتی گئی اس قدر مخالفین کا تشدد اور ایذا رسانی بھی جو اس کے معتقدین کو برداشت کرنی پڑتی تھی زیادہ ہوتی گئی اور آخرکار محمدؐ نے یہ پسند نہ کر کے اس کے پیرو اپنے نئے مذہب میں داخل ہوتے ہی ایسے پر ملال امتحان میں مبتلا ہو جائیں انہیں یہ صلاح دی کہ ملک حبش میں جا کر پناہ گزیں ہوں چنانچہ پندرہ آدمیوں نے اس کی صلاح مانی اور محمدؐ بدستور وہیں رہے ان لوگوں کا محمدؐ کی صلاح کو مان لینا کچھ افسوس کی بات نہیں کیونکہ اول تو اگر کسی ثبوت کی ضرورت ہو تو یہ ایک یقینی ثبوت اس امر کا ہے کہ اس تمام زمانہ میں محمدؐ کی اصل قوت اس شے میں تھی جس کو دنیا اس کی کمزوری کہے گی (یعنی آپ کا بے یار و مددگار ہونا) دوئم یہ کہ اس واقعہ کے سبب سے جو ہجرت کہلاتا ہے ہمیں نبی عربی کی ابتدائی تعلیم کا ایک اعلیٰ درجہ کا خلاصہ ہاتھ آیا تھا جو اب تک ہمارے پاس موجود ہے قوم قریش نے نجاشی بادشاہ کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ ان فراریوں کو ہمارے حوالہ کر دو تاکہ ہم انہیں قتل کر ڈالیں لیکن اس گروہ میں سے جعفر نامی ایک شخص نے آگے بڑھ کر بادشاہ اور ان پادریوں کے سامنے جو اس غرض سے بلائے گئے تھے اور انجیلیں ساتھ لے کر آئے تھے اپنے تبدیل مذہب کا حال مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کیا"

صاحب موصوف نے آگے ترجمہ حضرت جعفر کی تقریر کا لکھا ہے۔ (۱)

محمدؐ اور عیسیٰؑ

اے۔ جی۔ ہشمی

پروفیسر اے۔ جی ہشمی نے نیشن اینڈ اتھنیئم مورخہ ۲۳ نومبر میں ایک مضمون لکھ کر یہ دکھانے کی کوشش کی ہے کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) اور حضرت عیسیٰ کی کامیابی و شہادت اور ان کی اقوام کی اپنے مذہب سے دوری صرف حالات اور وقت کی بات تھی اور اگر حضرت عیسیٰ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جگہ ہوتے یا آنحضرت ان کی جگہ ہوتے تو حضرت عیسیٰ یقیناً کامیاب اور آنحضرت بلاشبہ مصلوب ہوتے چنانچہ مسٹر موصوف تحریر فرماتے ہیں۔

"حضرت عیسیٰ اور رسول اسلام نے ایک ہی طرح اپنے کام شروع کیے دونوں نے ایک " آسمانی حکومت " کی تبلیغ کر کے جو اس عہد کے عقائد اور سیاسی مفاد کے خلاف تھا کافی شہرت حاصل کر لی تھی۔ حضرت عیسیٰ کو اس کے لازمی نتیجہ سے دوچار ہونا پڑا چند ہی سالوں کے بعد وہ گرفتار ہوئے، مجرم بنے اور شہید کر دیئے گئے۔ محمد نے عمر طبعی حاصل کی ایک حکومت کی بنا ڈالی جس نے مشرقی سلاطین کی عظمت کو قائم کر کے ان کو حکومت روم کا شریک و معاصر بنا دیا ظاہراً" ہم کو حضرت عیسیٰ کی زندگی عجیب نظر آتی ہے لیکن در حقیقت آنحضرت کی زندگی حیرت انگیز ہے" دونوں پیغمبر رومن حکومت میں پیدا ہوئے لیکن حضرت عیسیٰ اندرونی صوبہ میں تھے اور آنحضرت سرحد صوبہ میں برٹش سلطنت سے اگر تمثیل دوں تو کہہ سکتا ہوں کہ حضرت عیسیٰ کی مثال بنگال کے ایک باغی کی تھی اور حضرت محمد کی قندھار کے ایک حملہ آور کی اس لئے اول الذکر روم والی ٹائیبرس کے قبضہ میں تھے اور موخر الذکر ہرقل کے مضبوط ہاتھوں سے دور آنحضرت نے جب ہرقل کو خط لکھا تو اس نے نرم و مصلحت آمیز جواب دیا لیکن دوسری طرف حضرت عیسیٰ تھے جو ہمیشہ حکومت کی اطاعت کرتے رہے سخت ترین سزا کے مستحق سمجھے گئے۔ حضرت عیسیٰ اگرچہ آنحضرت سے کم نقصان دہ تھے لیکن چونکہ ان کو آسانی سے پا لیا گیا اس لئے وہ مظالم کے شکار ہوئے انہوں نے قیصر کے سامنے وہی چیز پیش کی جو اس میں تھی اور مصلوب ہوئے لیکن آنحضرت کے جانشینوں نے قیصر کے صوبے لے لئے۔ پس یہ اختلاف ان کی ذاتوں سے وابستہ نہ تھا بلکہ حکومت سے مختلف تعلقات پر منحصر تھا"

"کوئی شخص بھی اس بات سے انکار نہیں کر سکتا کہ اگر آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) حضرت عیسیٰ کی جگہ ہوتے تو یقیناً وہ بھی مصلوب ہوتے کیونکہ جب انہوں نے تبلیغ کا کام شروع کیا تو اپنی جان ہتھیلی پر لئے تھے اور آپ کو حضرت عیسیٰ سے کہیں زیادہ خطرات کا سامنا تھا کیونکہ آپ نے اپنا فرض ان وحشی قبائل میں شروع کیا جو حکومت روم کے متمدن لوگوں سے زیادہ خوفناک، انتقام پسند اور بدخو تھے۔ آپ نے ابتداء میں بہت کم کامیابی بھی حاصل کی چنانچہ ابتدائی تین سالوں کا نتیجہ صرف تیس اشخاص تک محدود تھا (اور یہ حضرت عیسیٰ کی تمام مدت کی تبلیغ ہے) ساتویں سال حالت نازک ہو گئی مکہ والوں

نے اس جماعت سے اپنے تمام تعلقات منقطع کر لئے اور اگر وہاں کے حالات بھی فلسطین جیسے ہوتے تو آپ کا خاتمہ زیادہ حسرتناک ہوتا جس چیز نے اسلام اور اس کے بانی کو بچا لیا وہ عرب کے قبائل کی سیاسی خانہ جنگیاں اور حکومت روم سے دوری تھی اور انہی چیزوں نے اہل یثرب کو اس بات پر تیار کر دیا کہ جس شخص کو اہل مکہ نفرت کی نظر سے دیکھتے ہوں اور جس کے خون کے پیاسے ہوں اس کو عزت سے لا کر اپنی تمام دولت محبت اس پر نثار کر دیں۔ محمد نے دنیاوی کامیابی بھی حاصل کی لیکن یہ صرف واقعات و حالات کی بناء پر تھا ورنہ اگر وہ ایسے واقعات و حالات میں نہ ہوتے تو دنیا کا کوئی گوشہ بھی ان کے لئے مامن نہ ثابت ہوتا پھر کیا اگر حضرت مسیح ایسے حالات میں ہوتے تو وہ ایک " حکومت ارضی " کے قیام میں کامیاب نہ ہوتے ؟ اور یقیناً ہوتے اور اگر رومی حکومت پیٹر کی تیغ براں کو نہ روکتی تو آج حواریین تخت حکومت پر جلوہ افروز نظر آتے ہیں۔

پس ہم دیکھ چکے کہ دونوں کا طریق عام یکساں تھا اور یہ عام عیسائی اعتراض کا ایک اٹل جواب ہے کہ محمد روحانیت سے زیادہ مادیت کے متلاشی تھے اور عیسائیت صرف اپنی خوبیوں کی بناء پر پھیلی اور اسلام بزور شمشیر عام ہوا۔ واقعہ یہ ہے کہ صورت اس کے بالکل متضاد تھی۔ اسلام کہتا ہے " اسلام یا جزیہ " لیکن دوسری طرف مسیحیت کا اعلان ہے۔ " مسیحیت یا موت " چنانچہ اسلام کے ابتدائی فاتحین اور مشرق وسطی کی تبدیلی مذہب کی تاریخ اس کی شاہد ہے۔ چنانچہ صدیوں تک اگرچہ اسلامی فتوحات کا سیلاب بڑھتا رہا لیکن تبدیلی مذہب کا کوئی سوال سامنے نہ آیا۔ لیکن بعد میں اسلام نے بھی وہی صورت اختیار کر لی جو اس سے سات سو سال قبل مسیحیت حکومت روم کے مغربی صوبوں میں کر چکی تھی۔ تاہم یہ بات قائم رہ گئی کہ اگرچہ دونوں ایک ہی حالات میں بڑھے لیکن مختلف صورتیں اختیار کر لیں۔

کیا دونوں بانیان مذاہب کی تعلیمات اور ان کی حیات ہم کو یہی بتاتی ہیں، یہ دونوں جماعتوں کے لوگوں کے اضافے تھے؟ دونوں گروہوں کا قاعدہ ہے کہ وہ مخالف جماعت کے بدترین کارناموں کو ایک طرف اور اپنی بہترین تعلیمات کو دوسری طرف رکھ کر مخالف کی صف پر حملہ کرتے ہیں اور یہ ایک ایسا ہتھیار ہے جس کی کاٹ کا کوئی جواب نہیں۔

" لیکن کیا اس سوال کا جواب بھی یہی نہیں ہے کہ حالات و واقعات نے ان سے یہ سب کچھ کرایا مثلاً " اگر دوسری اور تیسری صدی عیسوی کے بہترین حالات کے بعد ۱۶ء، ۱۷ء کے بدتر حالات یا ۱۹ء، ۲۰ء کے بدترین حالات رونما ہوئے اور انہوں نے مسیحیت کو مغرب کی مادی ترقی کا سیاہ داغ لگا دیا تو یہ سب کچھ حالات اور واقعات پر منحصر تھا۔ اسی طرح اسلام کے زوال کے اسباب بھی پیش کئے جا سکتے ہیں " (۸)

سردار اعظم

محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) در اصل سردار اعظم تھے، آپ نے اہل عرب کو درس اتحاد دیا آپ نے انکے تنازعات اور مناقشات ختم کئے، تھوڑی ہی مدت میں آپ کی امت نے نصف دنیا کو فتح کر لیا پندرہ سال کے عرصے میں لوگوں کی کثیر تعداد نے جھوٹے دیوتاؤں کی پرستش سے توبہ کر لی مٹی کی بنی ہوئی دیویاں مٹی میں ملا دی گئیں، بت خانوں میں رکھی ہوئی مورتیں کو توڑ دیا گیا یہ حیرت انگیز کارنامہ تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تعلیم کا یہ سب کچھ صرف پندرہ ہی سال

کے عرصے میں ہو گیا جب کہ پندرہ سو سال میں بھی حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام اپنی امتوں کو صحیح راہ پر لانے میں کامیاب نہ ہوئے تھے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم عظیم انسان تھے جب آپ دنیا میں تشریف لائے اس وقت اہل عرب صدیوں سے خانہ جنگی میں مبتلا تھے دنیا کے سٹیج پر دیگر قوموں نے جو عظمت و شہرت حاصل کی اس قوم نے بھی اس طرح ابتلاء و مصائب کے دور سے گزر کر عظمت حاصل کی اور اس نے اپنی روح و نفس کو تمام آلائشوں سے پاک کر کے تقدس و پاکیزگی کا جوہر حاصل کیا۔ (نپولین بوناپارٹ)

انسانیت کے نجات دہندہ۔

ازمنہ وسطیٰ میں عیسائی راہبوں نے جہالت و تعصب کی وجہ سے مذہب اسلام کی بڑی بھیانک تصویر پیش کی ہے بات یہیں ختم نہیں ہو جاتی انہوں نے تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور آپ کے مذہب کے خلاف باضابطہ تحریک چلائی انہوں نے تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کو اچھے لفظوں میں یاد نہیں کیا۔ میں نے ان باتوں کا بغور مطالعہ اور مشاہدہ کیا ہے اور میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم ایک ہستی عظیم اور صحیح معنوں میں انسانیت کے نجات دہندہ ہیں۔ (جارج برناڈشا)

بطل عظیم

ہم میں سے ان لوگوں کے لئے جن کے نزدیک انسان ہی سب کچھ ہے ماحول کچھ نہیں محمد "صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم" اس حقیقت کی عظیم الشان مثال ہیں کہ ایک انسان کیا کچھ کر سکتا ہے لیکن وہ لوگ بھی یہی عقیدہ رکھتے ہیں کہ تاریخ کے انقلابات کسی ایک فرد کی کوشش سے کہیں زیادہ ماحول کی خصوصیات اور قلب انسان کی استعداد و قبولیت کے رہین منت ہیں۔ اس سے انکار نہیں کر سکتے اگر تاریخ میں انقلاب آنا ہی تھا (جو عرب میں آیا) تو محمد (صلی اللہ علیہ و سلم) کے بغیر یہ انقلاب ایک غیر متعین عرصہ تک معرض التوا میں رہتا۔

یہ انقلاب کیا تھا؟ عربوں کے لئے یہ انقلاب ایک نئی زندگی تھی جو انہیں تاریکی سے نور کی طرف لے آئی تھی عرب اس کے ذریعے پہلی دفعہ زندہ ہوا ایک ایسی قوم جو ابتدائے آفرینش سے گمنامی کے عالم میں ریوڑ چراتی پھرتی تھی۔

ان کی طرف ایک رسول آیا جو اپنے ساتھ ایک ایسا پیغام لایا جس پر وہ قوم ایمان لے آئی وہ دیکھو وہی گمنام چرواہے دنیا کی ممتاز ترین قوم بن گئے وہ حقیر قوم ایک عظیم الشان ملت میں تبدیل ہو گئی۔ ایک صدی کے اندر اندر عرب ایک طرف غرناطہ اور دوسری طرف دہلی تک چھا گئے اس کے بعد سینکڑوں برس ہو چکے ہیں کہ یہ اسی شان و شوکت اور درخشندگی و تابندگی سے کرہ ارض کے ایک عظیم حصے پر مسلط ہیں (یہ سب کچھ ایمان کی حرارت سے ہوا ایمان بہت بڑی چیز ہے ایمان ہی سے زندگی ملتی ہے جونہی کسی قوم میں ایمان پیدا ہوا اس قوم کی تاریخ اعمال میں نتائج اور روح میں بالیدگی پیدا کرنے والی بن گئی)

وہ عرب یہ محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) اور ایک سو سال کا عرصہ گیا یہ انقلاب ایسا ہی نہیں جیسے ریت کے کسی سیاہ گمنام ٹیلے پر آسمان سے بجلی کی لہر آگرے اور وہ ریت کا تودہ دیکھتے ہی دیکھتے ایک آتش گیر مادہ میں تبدیل ہو کر اس طرح سے بھک سے اڑ جائے کہ دہلی سے غرناطہ تک اس کے شعلوں کی لپیٹ میں آجائے۔ نوع انسانی خشک نیستان کی طرح ایک شرارہ کے انتظار میں تھی۔ وہ شرارہ اس بطل جلیل کی صورت میں آسمان سے آیا۔ اور تمام نوع انسان کو شعلہ صفت بنا گیا (ٹامس کارلائل)

بھائی بھائی

یہ عرب کی تاریخ میں پہلی کوشش تھی کہ انہیں خون کی بجائے مذہب کے نام پر ایک مرکز پر جمع کیا جا رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ اس سلطنت کا حاکم اعلیٰ تھا بنابریں محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنے روحانی فرائض کے علاوہ ایسے فرائض بھی انجام دیتے تھے جیسے سلطنتوں کے احکام اس کی ملت میں سب کے سب قبائلی رشتوں اور پرانے علاقات سے یکسر منقطع ہو کر اصولاً" بھائی بھائی بن گئے (ہٹی مصنف تاریخ عرب)

ایک انقلاب

ہمیں بلا تکلف اس حقیقت کا اعتراف کر لینا چاہیے کہ (تعلیم نبوی علیہ الصلوات و السلام) نے ان تاریک توہمات کو ہمیشہ کے لئے جزیرہ نمائے عرب سے باہر نکال دیا جو صدیوں سے اس ملک پر چھا رہے تھے بت پرستی خارج البلد ہو گئی۔ توحید اور خدا کی موجودہ رحمت کا تصور محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے متبعین کے دلوں کی گہرائیوں اور زندگی کے اعماق میں جاگزیں ہو گیا۔ معاشرتی اصلاحات کی بھی کوئی کمی نہ رہی ایمان کے دائرہ میں برادرانہ محبت 'یتیموں کی پرورش 'غلاموں سے احسان 'حرمت خمر 'سب جوہر نمودار ہو گئے۔ امتناع شراب میں جو کامیابی اسلام نے حاصل کی اور کسی مذہب کو نصیب نہیں ہوئی۔ (سر ولیم مصنف لائف آف محمدؐ)

آپ نے ہر مذہب کی اصلاح کر دی

سب سے پہلے اس حقیقت کا بلا تکلف اعتراف کر لینا چاہیے کہ اپنی قوم کے لئے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ذات بڑے احسانات کی موجب تھی وہ اس ملک میں پیدا ہوئے جہاں سیاسی تنظیم 'معقول عقائد اور پاکیزہ اخلاق سے کوئی شناسا نہ تھا انہوں نے یہ تین چیزیں پیدا کر دیں انہوں نے اپنی ذہانت سے بیک وقت سیاسی حالت 'مغربی عقائد اور ضابطہ اخلاق کی اصلاح کر دی انہوں نے مختلف قبیلوں کی جگہ انہیں ایک قوم بنا دیا مختلف دیوتاؤں اور آقاؤں کی جگہ ایک خدا پر ایمان کی تعلیم دی اور بڑی بڑی معیوب اور قبیح رسومات کو بیخ و بن سے اکھیڑ دیا۔ جوں جوں اسلام اپنے قدم عرب کی سرزمین سے باہر رکھتا گیا کئی وحشی قومیں جنہیں اس نے اپنی آغوش میں لیا نعمائے اسلام کی وارث بنتی چلی گئیں۔ اسلام (نوع انسان کے لئے) برکت کا موجب' تاریکی سے نور اور شیطان سے خدا کی طرف رحمت کا باعث ہے۔ (ریو سٹیفنسن)

عالمی انقلاب کا معلّم

اسلام اس دنیا کے لئے پیغام نجات و سعادت تھا جو جسمانی اور ذہنی مصائب میں مبتلا تھے اور دوسروں کی غلامی نے جے چکنا چور کر رکھا تھا اس نے عدل و انصاف کے عصر جدید کا اعلان کیا جس عالمگیر حکومت کی طرح اسلام نے رکھی اس میں نسلی امتیاز کا کوئی دخل نہ تھا اس کا ایک ہی قانون تھا سب کے لئے یکساں عدل اور محبت اس حقیقت کبریٰ کو جتنی مرتبہ دہرایئے کم ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نہ صرف ایک عظیم القدر مذہب کا پیغامبر تھا جس نے اس دنیا کی روحانی تسکین کا سامان فراہم کیا بلکہ وہ ایک ایسے معاشرتی اور بین الاقوامی انقلاب کا معلم تھا جس کی نظیر تاریخ نے کبھی نہیں دیکھی تھی۔(جارج ریواری)

یتیموں کے حقوق کا علمبردار

محمدؐ نے یتیموں کے باب میں اپنی خاص توجہ مبذول رکھی یتیموں کے حقوق کا بکثرت ذکر اور ان سے بد سلوکی کرنے والوں اور ان کے حقوق غصب کرنے والوں کے خلاف سخت سے سخت وعیدیں سیرت محمدی کے اس پہلو کو ظاہر کرتی ہیں جس پر مسلمان مصنفین کو بجا طور پر ناز ہے۔(ص ۱۴۱ مذکور کتاب)

حضرت محمد عربی (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)

اگر کسی شخص نے کبھی خدا کو پایا ہے۔ اور اگر اس نے ایک اچھے نیک اور عظیم مقصد کے لئے خدا کی اطاعت میں اپنی زندگی کو نثار کیا ہے تو یقین جانیئے کہ وہ شخص صرف حضرت محمد عربی (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) ہی ہو سکتا ہے۔ (میجر آرتھر کلائن لیونارڈ)

(اسلام ایک سچا مذہب ہے۔)

پس وہ (تلاش کنندہ) یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہو گا کہ اسلام ایک ایسا عظیم اور سچا مذہب ہے جو اپنے متابعین کو انسانی اندھیرے اور گمراہوں سے نکال کر روشنی اور سچائی کی بلند چوٹیوں تک پہنچانے کی کوشش کرتا ہے۔ (میجر آرتھر کلائن لیونارڈ)

حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) ہر جگہ خدا کو پانے والے تھے۔

کہ وہ ریگستان کی گمنادئی خاموشیوں آسمانوں کی وسعت میکانیت کی لامحدود حدود۔ ستاروں کی چمک دمک اور ہوش و خرد کے ہر رگ و ریشہ میں خدا کی ذات کو پاتے تھے۔ یعنی ہر جگہ اور ہر وقت اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہوتا تھا۔ آگے وہ لکھتے ہیں محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے نزدیک خدا کوئی جسم نہیں رکھتا۔ وہ تمام کائنات اور بنی نوع انسان کو بنانے والا اور ان کا مالک ہے۔ ان کے تخیلات کا کلم مسئلہ اور ان کی مسلسل سوچ وبچار کا بہاؤ محض خدا اور اس کے مذہب کے لئے تھا (میجر آرتھر کلائن لیونارڈ)

حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر خدا کا اثر

وہ خدا اور صداقت کی پر اثر اور طاقت ور شراب ہی تھی جو ان کے دماغی نظام کے ہر رگ و ریشہ میں، سرایت کر چکی تھی جو ان کے اندر جوش مار رہی تھی اور آگے ہی آگے چلائے رکھتی تھی۔

حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) ایک صحت مند انسان

اگر کوئی شخص باہوش اور صحت مند انسان ہو سکتا ہے تو وہ آپ ہی تھے یعنی آپ کی ہوش و خرد اور صحت قابل رشک تھی۔

حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کا خیال

وہ عظیم حقیقت جیسا کہ میں نے بتلایا ہے۔ جس کا خیال (محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کو متواتر لگا رہتا تھا۔ وہ خدا تھا گو اگرچہ کسی جسم کی صورت میں یا روحانی طور پر بھی نظر نہیں آسکتا لیکن خدا آنحضرت (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کو رت کے

چھوٹے سے ذرے میں بھی اسی طرح صاف اور عیاں نظر آتا تھا جس طرح کہ سورج کی سخت روشنی میں وہ اسے بخوبی دیکھ سکتے تھے۔ رات کے مسخرے سایوں کے دوران اور صبح کے جھلملاتے اور گھومتے پھرتے سایوں کے درمیان اللہ تعالیٰ کی قدرت اور عظمت کا مظاہرہ یکساں طور پر حاوی تھا انسانی تنہائیوں کی گہری خاموشی میں وہ تمتماتا ہوا شور و غل جوان کے دل میں موجود رہتا تھا اس کی عظمت اور ٹھاٹھوں کی اگر کوئی وجہ تھی تو وہ محض یہ تھی کہ دبی ہوئی خاموشیوں اور دل ہلا دینے والی کانا پھوسیوں میں اللہ تعالیٰ ان سے اور وہ اللہ تعالیٰ سے باتیں کرتے تھے۔ (وکٹر ہیوگو)

حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی تلاش

محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کو جس روشنی کی تلاش تھی وہ سچائی تھی۔ ایسی جو تمام چمک دمک سے بڑھ کر چمکیلی تھی۔ وہ سچائی جو اس نے حاصل کی۔ جیسا کہ ان پر عیاں ہوا وہ خدا تھا۔

حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) ایک کامیاب انسان

تاریخ میں اس سے زیادہ حیران کن کارنامہ بہ نسبت اس کے جو اس مذہب کے بانی سے معرض عمل میں آیا کبھی نہیں ہوا۔ اور بمشکل ہی کسی شخص نے کبھی اس دنیا کی قسمت پر اس قدر وسیع اثر ڈالا ہو۔ بے شک مواقع نے اس کا ساتھ دیا لیکن وہ جانتا تھا کہ اپنا مقصد حاصل کرنے کے لئے ان کا استعمال کیسے کیا جائے۔ اس نے خطرناک حالات کا مقابلہ ڈٹ کر اس ارادے سے کیا کہ وہ ناکامی کے ہاتھوں اپنی کامیابی کو چھین کر لے آئے گا۔ جس حالت میں وہ کسی جگہ اور کسی وقت میں کامیابی حاصل نہ کر سکا تو یہ بات ماننے کے قابل ہے کہ کوئی اور شخص اس کی جگہ پر ہوتا تو وہ کبھی کامیاب نہ ہو سکتا تھا۔ (مسٹر اے۔ ای کیملٹ)

حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) جامع الصفات

ہم نے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے متعلق دیکھا ہے کہ ان کی شخصیت میں گوناں گوں اقسام کے رخ پائے جاتے تھے۔ ایک ایسی ہستی جسے کئی اقسام کے لوگ دیکھ کر متاثر ہوا کرتے تھے۔ وہ جس کو دیکھ کر مختلف گروہوں کے لوگ گرویدہ ہو جایا کرتے تھے اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں کہ انکے متعلق طرح طرح کی قیاس آرائیاں ہوتی رہی ہیں۔ انتہا پسند لوگوں نے ان میں کئی خوبیاں پائیں۔ (مسٹر ای۔ ای کیملٹ)

حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) ایک بزرگ انسان

قرآن مجید میں سب کچھ موجود ہے جو ایک بڑے مذہب میں ہونا چاہیے۔ اور جو ایک بزرگ انسان (محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) میں موجود تھا۔ (مسٹر سٹینلی لین پول)

اسلام ایک ترقی پسند مذہب

ہم کو چاہیئے کہ اس غیر معمولی مذہب (اسلام) کی سرعت ترقی اور اس کے دوائی اثرات کی قدر کریں۔ کہ جو ہر جگہ امن وامان دولت وحشمت فرح و سرور اپنے ساتھ لے گیا۔ (جناب ایس پی اسکاٹ) مصنف ہسٹری آف دی مورش ایمپائر ان یورپ

پیارے نبی پیارے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

تھوڑی عربی جاننے والے قرآن کا تمسخر اڑاتے ہیں اگر وہ خوش نصیبی سے کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معجزنما قوت بیان سے تشریح سنتے تو یقیناً یہ شخص بے ساختہ سجدہ میں گر پڑتے اور سب سے پہلی آواز ان کے منہ سے یہ نکلتی کہ پیارے نبی پیارے رسول! خدارا ہمارا ہاتھ پکڑ لیجئے اور ہمیں اپنے پیروں میں شامل کر کے عزت اور شرف دینے میں دریغ نہ فرمایئے۔ (جان جاک ولیک)

(حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نیکوکار

عرب میں پاپ ہونا تھا نہایت خوفناک پاپ ہوتا تھا اور (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا دل نیکی کے خیالات سے لبریز ہو رہا تھا۔ عرب بت پرست تھے اور اس نے کھلے میدانوں میں بے ابر آسمانوں میں لامحدود ریگستانوں میں کسی لامحدود طاقت کا احساس کیا تھا۔ اسے یقین ہوگیا کہ پرماتما (خدا) ایک ہے (صفحہ ۱۳ بحوالہ مقدس رسول صفحہ ۵۵)

حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی باوقار وباتمکین وپرہیزگارانہ جوانی

جوانی کی عمر میں (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے برتاؤ، اخلاق کی راستی اور عادات کی طہارت جو مکہ کے لوگوں میں نہایت کمیاب تھی۔ سب مصنفین متفق ہیں اس کی شرم وحیا اعجازی طور پر محفوظ بیان کی جاتی ہے۔ (سرولیم میور)

حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی سیاست میں کامیابی

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی وفات کے وقت ان کا سیاسی کام غیر مکمل نہیں رہ گیا (سیرت النبی جلد اول حصہ دوم)

حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) تیغ تدبر

اس میثاق حدیبیہ سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مدینے میں اسلامی نظام کو مستحکم کرنے کا موقع ملا۔ اور یہودیوں کے فتنے کا سدباب کیا۔ مکے کے کفار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تیغ تدبر سے ذبح ہو کر واپس لوٹے۔ اس کے عرب قبائل فوج در فوج اسلام میں داخل ہوگئے (Muhammad at Medina - p - 49)

سب سے بڑا کامل انسان

آج سے تیس چالیس سال پہلے پٹنہ کے مشہور واعظ اسلام ماسٹر حسن علی مرحوم "نور اسلام" کے نام کا ایک رسالہ نکالا
تھے۔ اس میں انہوں نے اپنے ایک ہندو تعلیم یافتہ دوست کی رائے لکھی ہے کہ اس نے ایک دن ماسٹر صاحب سے کہا
میں آپ کے پیغمبر کو دنیا کا سب سے بڑا کامل انسان تسلیم کرتا ہوں۔ انہوں نے پوچھا ہمارے پیغمبر کے مقابلے میں تم حضرت
عیسیٰ کو کیا سمجھتے ہو۔ اس نے جواب دیا کہ محمد کے مقابلے میں عیسیٰ علیہ السلام ایسے معلوم ہوتے ہیں جیسے کسی دانا
روزگار کے سامنے ایک بھولا بھالا بچہ بیٹھا ہوا میٹھی میٹھی باتیں کر رہا ہو انہوں نے دریافت کیا کہ تم کیوں پیغمبر اسلام کو دنیا
کامل ترین انسان جانتے ہو۔ اس نے جواب دیا کہ مجھ کو آپ کی زندگی میں بیک وقت اس قدر متضاد اور متنوع اوصاف نظر
آتے ہیں۔ جو کسی ایک انسان نے دنیا کی تاریخ میں یکجا کر کے نہیں دکھائے۔ بادشاہ ایسا کہ ایک پورا ملک اس کی مٹھی میں ہو
اور بے بس ایسا کہ خود کو بھی اپنے قبضہ میں نہ جانتا ہو۔ بلکہ خدا کے قبضہ میں دولت مند ایسا ہو کہ خزانے کے خزانے اونٹوں
پر لدے ہوئے اس کے دارالحکومت میں آرہے ہوں۔ اور محتاج ایسا ہو کہ مہینوں اس کے گھر چولہا نہ جلتا ہو اور کئی کئی وقت
اس پر فاقے سے گزر جاتے ہوں۔ سپہ سالار ایسا ہو کہ مٹھی بھر نہتے آدمیوں کو لے کر ہزاروں غرق آہن فوجوں سے کامیاب
لڑائی لڑا ہو۔ اور صلح پسند ایسا کہ ہزاروں پر جوش جاں نثاروں کی ہمرکابی کے باوجود صلح کے کاغذ پر بے چون وچرا دستخط کر دیتا ہو۔
شجاع اور بہادر ایسا کہ ہزاروں کے مقابلہ میں تن تنہا کھڑا ہو اور نرم دل ایسا کہ کبھی اس نے انسانی خون کا ایک قطرہ بھی اپنے
ہاتھ سے نہ بہایا ہو۔ با تعلق ایسا ہو کہ عرب کے ذرہ ذرہ کی اس کو فکر' بیوی بچوں کی اس کو فکر' غریب و مفلس مسلمانوں کی
اس کو فکر' خدا کی بھولی ہوئی دنیا کے سدھار کی اس کو فکر' غرض سارے سنسار کی اس کی فکر ہو۔ اور بے تعلق ایسا کہ اپنے
خدا کے سوا کسی اور کی یاد اس کو نہ ہو' اور اس کے سوا ہر چیز اس کو فراموش ہو اس نے کبھی اپنی ذات کے لئے اپنے برا کہنے
والوں سے بدلہ نہیں لیا۔ اور اپنے ذاتی دشمنوں کے حق میں دعائے خیر کی۔ اور ان کا بھلا چاہا لیکن خدا کے دشمنوں کو اس نے
کبھی معاف نہیں کیا۔ اور حق کا راستہ روکنے والوں کو ہمیشہ جہنم کی دھمکی دیتا اور عذاب الٰہی سے ڈراتا رہا۔ عین اس وقت
جب اس پر ایک تیغ زن سپاہی کا دھوکا ہوتا ہو۔

وہ ایک شب زندہ دار زاہد کی صورت میں جلوہ نما ہو جاتا ہے عین اس وقت جب اس پر کشور کشا فاتح کا شبہ ہو۔ وہ پیغمبرانہ
معصومیت کے ساتھ ہمارے سامنے آجاتا ہے عین اس وقت جب ہم اس کو شاہ عرب کہہ کر پکارنا چاہتے ہیں۔ وہ کھجور
چھال کا تکیہ لگائے کھردری چٹائی پر بیٹھا درویش نظر آتا ہے عین اس وقت جب عرب کے اطراف سے آکر اس کے
میں مسجد میں مال و اسباب کا انبار لگا ہوتا ہے اس کے گھر میں فاقہ کی تیاری ہو رہی ہے عین اس عہد میں جب لڑائیوں
قیدی مسلمانوں کے گھروں میں لونڈی اور غلام بنا کر بھیجے جا رہے ہیں۔ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت رسول اللہ جاکر اپنے
ہاتھوں کے چھالے اور سینے کے داغ باپ کو دکھاتی ہیں۔ جو چکی پیستے پیستے اور مشکیزہ بھرتے بھرتے ہاتھ اور سینہ پر پڑ گئے
تھے۔ عین اس وقت جب آدھا عرب اس کے زیر نگیں ہوتا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ حاضر دربار ہوتے ہیں۔ اور ادھر

نظر اٹھا کر کاشانہ نبوت کا جائزہ لیتے ہیں۔ آپ ایک کھردری چارپائی یا چٹائی پر آرام فرما رہے ہیں جسم مبارک پر بانوں کے نشان پڑ گئے ہیں۔ ایک طرف مٹھی بھر جو رکھے ہیں، ایک کھونٹی میں خشک مشکیزہ لٹک رہا ہے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کی یہ کل کائنات دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ رو پڑتے ہیں۔ سبب دریافت ہوتا ہے۔ عرض کرتے ہیں۔ یارسول اللہ! اس سے بڑھ کر رونے کا اور کیا موقع ہوگا؟ قیصرو کسریٰ باغ وبہار کے مزے لوٹ رہے ہیں اور آپ پیغمبر ہو کر اس حالت میں ہیں ارشاد ہوتا ہے۔ عمر! کیا تم اس پر راضی نہیں کہ قیصرو کسریٰ دنیا کے مزے لوٹیں اور ہم آخرت کی سعادت۔

ابوسفیان رضی اللہ عنہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب سے بڑے حریف تھے۔ فتح مکہ کے دن وہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ کھڑے ہو کر اسلامی لشکر کا تماشا دیکھ رہے ہیں۔ رنگ رنگ کی بیرقوں اور جھنڈیوں کے سایہ میں اسلام کا دریا امنڈتا آرہا ہے۔ قبائل عرب کی فوجیں جوش مارتی ہوئی بڑھتی چلی آرہی ہیں۔ ابوسفیان کی آنکھیں اب بھی دھوکا کھاتی ہیں۔ وہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے کہتے ہیں عباس! تمہارا بھتیجا تو بڑا بادشاہ بن گیا۔ عباس رضی اللہ عنہ کی آنکھیں کچھ اور دیکھ رہی تھیں۔ فرمایا۔ ابوسفیان! یہ بادشاہی نہیں نبوت ہے۔

عدی بن حاتم قبیلہ طے کے رئیس مشہور حاتم طائی کے فرزند تھے اور مذہبا" عیسائی تھے۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار میں آتے ہیں۔۔ صحابہ رضی اللہ عنہ کی عقیدت مندیوں اور جہاد کا سازو سامان دیکھ کر ان کو اس فیصلہ میں دقت ہوتی ہے کہ محمد بادشاہ ہیں یا پیغمبر دفعتہ" مدینہ کی ایک غریب لونڈی آکر کھڑی ہوتی ہے اور کہتی ہے کہ حضور پاک سے کچھ عرض کرنا ہے۔ فرماتے ہیں دیکھو مدینہ کی جس گلی میں کہو میں تمہاری باتیں سن سکتا ہوں۔ یہ کہہ کر اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور اس کی حاجت پوری کردیتے ہیں۔ اس ظاہری جاہ وجلال کے پردے میں یہ عجز یہ انکساری یہ تواضع دیکھ کر عدی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں کے سامنے سے پردہ ہٹ جاتا ہے اور وہ دل میں فیصلہ کرلیتے ہیں کہ یہ یقینا" پیغمبرانہ شان ہے فورا" گلے سے صلیب اتار دیتے ہیں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حلقہء اطاعت اپنی گردن میں ڈال لیتے ہیں (بحوالہ خطبات مدراس از سید سلیمان ندوی رحمتہ اللہ علیہ بعنوان "جامعیت") (۴)

حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا مذہب شک و شبہ سے بالاتر

ایڈورڈ گبن رقمطراز ہیں کہ ۔ محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا مذہب صاف اور شک و شبہ سے بالاتر ہے ۔ اور خدا کی وحدانیت کی تصدیق میں قرآن ایک شاندار شہادت ہے ۔

ہر وقت خدا ہی کا تصور تھا

ڈاکٹر اسپر نگر جیسا متعصب عیسائی بھی یہ لکھنے پر مجبور ہوا ہے کہ جس کے خیال میں ہمیشہ خدا کا تصور رہتا تھا ۔ اور چمکتے ہوئے آفتاب اور برستے ہوئے پانی اور اگتی ہوئی روئیدگی میں خدا ہی کا ید قدرت نظر آتا تھا ۔ اور غرش رعد و آواز آب اور طیور کے نغمہ حمد الہی میں خدا ہی کی آواز سنائی دیتی تھی ۔ اور سنسان جنگلوں اور پرانے شہروں کے کھنڈروں میں خدا ہی کے قہر کے آثار دکھائی دیتے تھے ۔

نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم رسول کہلانے کے مستحق ہیں ڈاکٹر ویل کہتے ہیں کہ ریفارمر (مصلح قوم) ہونے کی حیثیت سے جو محمد صلی اللہ علی و آلہ وسلم درحقیقت تھے ...... ہم ان کی عزت اور تعریف کرتے ہیں ...... وہ رسول کے نام کے مستحق ہیں

پرانا خیال کہ محمد فریبی تھے ناقابل تسلیم ہے

ڈبلیو آئرلینڈ اپنی کتاب "دماغ پر دماغ" میں فرماتے ہیں کہ ہمارا پرانا خیال کہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم محض (معاذ اللہ) فریبی تھے ۔ اب اس قدر ناقابل یقین ہو گیا ہے کہ کوئی شخص بھی جو تاریخی تحقیق کا ماہر ہو ۔ اسے ہرگز تسلیم نہیں کر سکتا

رسول اللہ مصلح تھے ۔ نہ کہ فتنہ انگیز

مسٹر ریوان مل نے لکھا ہے کہ (۵۵) محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ایک مصلح قوم تھے فتنہ انگیز نہیں تھے

محمد کی سیرت گوناگوں اوصاف حسنہ کی جامع ہے

پروفیسر ڈی ۔ کیجی ۔ جن کی استشراقی فضیلت مغرب میں مسلم ہے ۔ رقمطراز ہیں کہ
محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی سیرت پر جب ہم نگاہ ڈالتے ہیں ۔ تو ہمیں وہ گوناگوں اوصاف حسنہ کے جامع نظر آتے ہیں ۔ ان میں ہم وہ فہم و ذکا پاتے ہیں ۔ جو قریش کی امتیازی خصوصیت تھیں ۔ وہ وقار ۔ سلیقہ ۔ میانہ روی اور ضبط نفس کی وہ جیتی جاگتی تصویر تھے ۔ اور یہ وہ اوصاف ہیں ۔ جو صحیح المزاج انسانوں میں پائے جاتے ہیں ۔ واقعات نے انھیں پیغمبر سے واضع قوانین اور واضع قوانین سے فرمانروا بنا دیا تھا ۔ لیکن خود اپنے لئے انہوں نے کبھی اس سے بڑے لقب کی تمنا نہ کی ۔ کہ وہ خدا کے رسول

ہیں۔ اس لئے کہ اسلام میں جو کچھ ہے۔ وہ سب اس ایک لفظ میں مضمر ہے۔ ہر بچے فرزند صحرا کی طرح ان کا مزاج بھی جوش پذیر تھا۔ اور اس روحانی کشمکش کے دوران میں جو بعثت سے قبل واقع اس اشتداد کے درجہ تک پہنچ گیا تھا۔ کہ خود انہیں بھی تشویش دامنگیر ہو گئی۔ لیکن اس سے یہ نہیں ثابت ہوتا کہ جو کیفیت ان پر اس زمانہ میں طاری ہوئی۔ وہ کچھ دیرپا تھی۔ بلکہ اس کی حقیقت خواب و خیال سے زیادہ نہ تھی۔ وہ نہایت وثوق کے ساتھ دعویٰ کرتے ہیں کہ جو کچھ انہوں نے دیکھا وہ فریب نگاہ نہ تھا۔ اور کوئی وجہ نہیں۔ کہ جو کچھ وہ فرماتے ہیں۔ اسے صحیح باور نہ کیا جائے۔

آپ کا اللہ پر ایمان قوی غیر متزلزل اور ان مٹ تھا

گاندھی جی نے کچھ مدت ہوئی۔ اپنے اخبار "ینگ انڈیا" میں لکھا تھا کہ (۳۹) کئی بار رسالت پناہ نے جان مبارک خطرہ میں ڈالی۔ لیکن آپ کا اللہ تعالیٰ پر ایمان نہایت قوی اور غیر متزلزل اور ان مٹ تھا۔ بیشک مصائب اور بیحد تکلیف پر بھی آپ ہشاش بشاش رہتے تھے۔ کیونکہ آپ کو یقین تھا کہ خدائے عزوجل آپ کا معاون ہے اور آپ نیابت حق کا فرض ادا کر رہے ہیں۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم متبعین اپنے آقائے محترم کے جذبہ ایثار اور قوت ایمان کا نصف بھی اپنے اندر پیدا کر لیں۔ تو پھر مسلمان کی قوت مخالفوں کی بڑھتی ہوئی طاقت کے مساوی (نہیں بلکہ بہت زیادہ فائق) ہو جائے گی۔

آپ کے اعلیٰ سے اعلیٰ طاقت کے زمانہ میں بھی وہی سادگی پائی جاتی تھی

واشنگٹن اروِنگ اپنی کتاب "صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور ان کے جانشین" میں چارو ناچار لکھتا ہے کہ "آپ خوراک کے معاملہ میں بہت سادہ اور پرہیزگار تھے۔ اور روزوں کے پورے پابند تھے۔ آپ کبھی فاخرہ لباس زیب تن نہ کرتے تھے۔ جو ہلکے لوگ نمائش کے لئے کر لیتے ہیں اور یہ لباس کی سادگی آپ میں تکلیف سے نہ تھی بلکہ آپ سچے دل سے ایسے حقیر امتیازات کو لاپرواہی کی نظر سے دیکھتے تھے آپ کے کپڑے بعض وقت اون کے ہوتے تھے۔ بعض اوقات یمن کے دھاریدار سوتی کپڑوں کے اور بیشتر پیوند لگے ہوتے تھے۔ پرائیویٹ معاملات میں آپ انصاف پسند تھے آپ دوستوں اور اجنبیوں، دولتمندوں اور غربا طاقتوروں اور کمزوروں سے عدل کا سلوک کرتے تھے اور عام لوگ آپ کو محبوب رکھتے تھے۔ اس لئے آپ ان سے نہایت مہربانی سے پیش آتے اور ان کی شکایات کو سنتے تھے کہ آپ کی جنگی فتوحات نے آپ میں کوئی فخر اور کوئی نمود پیدا نہیں کیا جیسا کہ ان کا یہ نتیجہ لازمی تھا۔ اگر وہ خود غرضی پر مبنی ہوتیں اپنی اعلیٰ سے اعلیٰ طاقت کے زمانہ میں آپ کے اخلاق و اطوار و ظاہری شکل و صورت میں وہی سادگی پائی جاتی تھی جیسے کہ آپ کی سخت سے سخت تکلیف اور بے کسی کے دنوں میں شاہانہ شان و شوکت کو اختیار کرنا تو ایک طرف، آپ اس بات پر بھی ناراض ہوتے کہ آپ کے کمرہ میں یا کسی مجلس میں آئیں تو کسی غیر معمولی عزت کی علامت کا اظہار کیا جائے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نہایت اعلیٰ درجہ کے انسان تھے

ریورنڈ جی۔ ایم راڈول صاحب ایم۔ اے مترجم قرآن۔ دیباچہ قرآن ص ۲۳ میں نبی کریم کی سیرت کے متعلق لکھتے ہیں کہ وہ

"ایک عجیب و غریب نمونہ ہے اس قوت حیات کا جو ایسے شخص میں ہوتی ہے جس کو خدا اور عاقبت پر شدت کے ساتھ یقین ہوتا ہے اور جو اپنی ذات کریم اور سیرت صداقت مشحون سے ہمیشہ ان لوگوں میں شمار کیا جائے گا اور ہر عیب و گناہ سے مبرا

نبی کریم حیات ابدی کے ایک نورانی وجود تھے

مسٹر کارلائل مرحوم "ہیروز اینڈ ہیرو زورشپ لیکچر دوم" ص ۴۳ میں فرماتے ہیں کہ :۔ ہم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہرگز خیال نہیں کر سکتے کہ وہ صرف شعبدہ باز اور تہی باطن شخص تھا اور نہ ہم اس کو ایک حقیر جاہ طلب اور دیدہ دانستہ منصوبے گانٹھنے والا کہہ سکتے ہیں جو سخت و کرخت پیغام اس نے دنیا کو دیا بہر حال وہ ایک سچا اور حقیقی پیغام تھا اگرچہ وہ ایک غیر مرتب کلام تھا مگر اس کا مخرج وہی ہستی تھی جس کی تھاہ کسی نے بھی نہیں پائی اس شخص کے نہ اقوال ہی جھوٹے تھے نہ اعمال ہی اور نہ خالی از صداقت یا کسی کی نقل و تقلید تھے حیات ابدی کا ایک نورانی وجود تھا جو قدرت کے وسیع سینہ میں سے دنیا کے دور کرنے کو نکلا تھا اور بے شک اس کے لئے امر ربانی یونہی تھا"

حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نبی برحق ہیں

ڈاکٹر جی۔ ڈبلیو۔ لیٹنرز رقمطراز ہیں کہ :۔

(۵۹) اگر سچے رسول میں ان علامتوں کا پایا جانا ضروری تھا کہ وہ ایثار نفس اور خلوص نیت کی جیتی جاگتی تصویر ہو اپنے نصب العین میں یہاں تک محو ہو کہ طرح طرح کی سختیاں جھیلے۔ انواع و اقسام کی عقوبتیں برداشت کرے لیکن اپنے مقصد کی تکمیل سے باز نہ آئے ابنائے جنس کی غلطیوں کو فورا" معلوم کرلے اور ان کی اصلاح کے لئے اعلٰے درجہ کی دانشمندانہ تدابیر سوچے اور ان تدابیر کو قوت سے فعل میں لائے تو میں نہایت عاجزی سے اس بات کا اقرار کرنے پر مجبور ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم خدا کے سچے نبی تھے اور ان پر وحی نازل ہوئی تھی"

جب خود غیر مسلم یہی کھلے لفظوں میں تسلیم کرتے ہیں کہ نبی کریمؐ کا کیرکٹر پاک اور بے عیب تھا اور وہ خدا کے برگزیدہ دنیا کے نجات دہندہ اور حقیقی معنوں میں خدا کے نبی اور رسول تھے تو پھر ہمارے سماجی دوستوں کا غلط اعتراضوں کی بنا پر نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شان اعلیٰ کے متعلق بری رائے قائم کرنا درست ہو سکتا ہے؟ اگر سماجی دوست ہی ان غیر جانبدار علماء کی طرح حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی لائف کا بے لاگ اور تعصب سے خالی ہو کر مطالعہ کریں تو وہ یقینا اسی طرح بلکہ اس سے بھی بہت زیادہ نبی کریم کی مدحت سرائی میں تر زبان نظر آئیں مگر افسوس یہ ہے کہ سوائے اس کے کہ اسلام کے بدترین مخالفوں کی کتابیں پڑھ کر حضرت رسول مقبول کے متعلق غلط اور قطعی غلط رائے قائم کرلیں اور کچھ نہیں حالانکہ انسان کا فرض ہے کہ وہ جہاں مخالفین کی کتب کا مطالعہ کریں وہاں موافقین کی تحریروں کو بھی پڑھے اور اگر نہیں کر سکتا تو بذات خود اصلیت کے معلوم کرنے کی سعی کرے۔

یہ رنگیلا رسول وچتر جیون ۔ نرالا جوڑ ۔ وشواس گھات ۔ بھانڈا پھوڑ ۔ مغز توڑ ۔ منہ توڑ اور اسلامی ڈھول کی پول جیسی گندی اور سڑی بسی تحریریں اس قابل نہیں کہ ان سے کوئی شخص صحیح رائے قائم کرسکے ۔ لہٰذا سماجی دوستوں کو چاہیے کہ وہ بھی کارلائل ڈاکٹر ۔ جی ۔ ڈبلیو لیٹنر اینی بیسنٹ وغیرہ وغیرہ کی طرح اصلیت کو معلوم کرنے کی خود کوشش کریں تو ان پر راستی اور حقیقت کا اظہار ہو اور جان جائیں کہ دنیا میں بے نظیر شخصیت نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہی کی ہے اور یہی وہ ہستی ہے جو تمام کمالات انسانی کی جامع ہے ۔ (۲)

بہترین اصلاح پسند

مسٹر وائل مصنف ہسٹری آف دی اسلامک پیپل (ترجمہ)

آپ ؐ اپنے وطن کے سچے خیر خواہ تھے یہ آپ کی ذات ستودہ صفات تھی کہ جس نے ان قبائل کو جو اس سرے سے اس سرے تک انتشار کی حالت میں ادھر ادھر پھیلے ہوئے تھے متحد اور منظم کر دیا اور ایک ایسے مذہب کے شیرازے میں منسلک کر دیا کہ جس میں صرف خدائے واحد کی پرستش اور ابدی نجات کی تعلیم تھی۔ آپ ہی نے عرب کو بت پرستی کی لعنت سے پاک کیا اور دوسروں کی غلامی سے نجات دی توہم پرستی، قتل و غارت جن لوگوں کا مذہبی شیوہ تھا ان کو ابدی اور مکمل شریعت سے بہرہ اندوز کیا ان کو اس قانون کا عامل بنا دیا جو ہر زمانہ میں یکساں منفعت کے ساتھ نافذ اور رائج ہو سکتا ہے آپ ؐ نے ہی غلاموں کی انتہائی سختی کو شفقت سے بدل دیا۔ غریبوں، یتیموں اور بیواؤں کی دستگیری فرمائی اور زکواۃ اور مال غنیمت میں ان کا ایک حصہ مقرر کر دیا۔

قرآن نے ظلم و ستم، جبر و استبداد، غرور و نخوت، اسراف بیجا، تہمت تراشی، قمار بازی، شراب خوری اور اسی قسم کے وہ افعال جو آدمی کو زمرہ انسانیت سے خارج کر دیتے ہیں نہایت تاکید کے ساتھ ممانعت کی ہے قرآن کریم خدائے واحد پر ایمان لانے اور اس کی رضا پر راضی رہنے کی تعلیم دیتا ہے۔

محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے اپنے پیروؤں کے لئے اپنی ذات میں بے نظیر نمونہ چھوڑا ہے۔ صنف نازک کے معاملہ میں بعض کمزوریوں کے باوجود آپ کا دامن عصمت بالکل پاک و صاف اور بے داغ تھا اور آپ اور آپ کا گھر، آپ کا لباس آپ کی غذا سے بالکل سادگی عیاں تھی آپ اتنے منکسر مزاج تھے کہ اپنے معتقدین کے ساتھ کسی ایسے سلوک کے بالکل روادار نہ تھے۔ جو آپ کو ان سے ممتاز کر دے۔ نہ آپ نے کبھی اپنی پرستش کا حکم دیا جس کام کو آپ کر سکتے تھے کبھی اپنے غلام سے بھی نہ لیتے۔ بارہا دیکھا گیا ہے کہ آپ بازار میں سودا خرید رہے ہیں اپنے کپڑوں میں خود پیوند لگا رہے ہیں بکری کا دودھ اپنے ہاتھ سے دوہ رہے ہیں حرم نبوی ہر ایک کے لئے اور ہر وقت کھلا رہتا ہے اور ہر شخص کی رسائی آپ تک بلا روک ٹوک ہوتی آپ بیماروں کی عیادت کرتے اور ہر ایک کے ساتھ رحم و شفقت کا برتاؤ کرتے۔ اگر کوئی سیاسی وجہ حائل نہ ہوتی تو آپ سلوک اور تواضع سے کبھی منہ نہ موڑتے آپ کی فیاضی اور سخاوت کی کوئی حد نہ تھی آپ اپنی امت کی بھلائی اور خوشحالی کے خیال سے کبھی غافل نہ ہوتے۔ ہر طرف سے آپ پر تحائف کی بارش ہوتی تھی اور مال غنیمت میں کثیر رقم آپ کے پاس آتی تھی، لیکن آپ نے نہایت حقیر رقم اپنے بعد چھوڑی اور وہ بھی اپنی اکلوتی چہیتی بیٹی فاطمہ ؑ کے لئے نہیں بلکہ وہ بھی بیت المال کی ملک قرار پائی۔

اسلام اور داعی اسلام کو خراج عقیدت

ایڈیٹر "لائف انٹرنیشنل" نیویارک

لائف انٹرنیشنل (نیویارک) نے ۸ اگست ۱۹۵۵ء کے شمارہ میں "دنیائے اسلام" کے عنوان سے یہ مقالہ شائع کیا جاتا تھا۔
جس کا ترجمہ پروفیسر نظام الدین ایس گوریکر صاحب ایم۔ اے صدر شعبہ فارسی و اردو 'سینٹ زیویرس کالج بمبئی نے کیا ہے
ہر چند کہ اس مضمون میں بہت سی باتیں محل بحث اور غور طلب ہیں لیکن مجموعی طور پر یہ ایک بہترین خراج عقیدت ہے

عرب میں حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے ایک مذہب توحید کی بنیاد ڈالی جس نے آگے چل کر پورے عالم انسانی کے ساتویں حصہ کو اپنا حلقہ بگوش بنا لیا اسلام جو دنیا کے عظیم اور عالمگیر مذاہب میں سے کم سن ہے کئی طرح سے سادہ ترین اور واضح ترین مذہب بھی ہے اس مذہب کے ماننے والے صرف ایک خدا کی پرستش کرتے ہیں۔ جو ہر چیز پر قادر ہے مذہب اسلام کے داعی حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نہ تو مسیحا تھے اور نہ نجات دہندہ (حضور اکرم نجات دہندہ تھے) بلکہ ایک ایسے انسان تھے جنہیں خدا نے اپنا پیغام بندوں تک پہنچانے کے لئے ایک ذریعہ کی حیثیت سے منتخب کیا تھا اسلامی عقیدہ جو منطقی موشگافیوں سے مبرا ہے اس دنیا میں انسان کے اخلاق سے اتنا ہی تعلق رکھتا ہے جتنا کہ دوسری دنیا میں اس کے حشر اور جزا و سزا سے دوسرے مذاہب کے برعکس جن کی پیدائش کی روایات مبہم اور داستانی ہیں اور جو طویل وست ارتقاء کا نتیجہ ہیں۔ اسلام تاریخ کی پوری روشنی میں وجود میں آیا اور طوفان کی رفتار سے پھیلا حضرت محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم) کی وفات (واقع ۶۳۲ء) کے چند ہی سال بعد اسلام تمام مشرق وسطیٰ پر چھا گیا اور تقریباً ایک صدی کے اندر اس کی حدود اقتدار جبل الطارق سے لے کر ہمالیہ تک پھیل گئیں۔ آج اس کے کم و بیش تیس کروڑ (دنیا کی آبادی کے بعض نقشے مسلمانوں کی تعداد پچاس کروڑ سے بھی زیادہ بتاتے ہیں مترجم) مقلدین ہیں جو مجموعی طور پر دنیا کی آبادی کا ساتواں حصہ ہیں۔

اسلام کی شاندار ابتدائی فتوحات کے وجوہ تاریخ حالات یعنی بحیرہ روم کے اطراف و جوانب کے ممالک کی افراتفری عربوں کے جوش و خروش اور جنگی قابلیت میں مضمر ہیں لیکن اسلام کی دائمی طاقت اور پائیداری کی وجہ سے اس کی سادہ 'واضح اور مثبت تعلیم ہے جس نے اسلام کے اتحاد کو تیرہ سو سال سے برقرار رکھا ہے

اسلام صرف عبادات کے مجموعہ کا نام نہیں ہے وہ ایک ہمہ گیر طریقہ زندگی ہے جو انسانی خیالات اور اعمال کی اس حد تک رہنمائی کرتا ہے کہ جس کا ہمسر مغرب میں بھی کوئی نہیں اس کی عظمت کی کلید خود لفظ "اسلام" ہے جس کے معنی ہیں "تابع ہونا" یعنی خود کو خدا کی رضا کا تابعدار اور فرمانبردار بنانا۔ لفظ "مسلم" اسی مخرج سے نکلا ہے جس کے معنی ہیں "وہ جو تابعدار ہوتا ہے" لہٰذا ہر سچا مسلمان خود کو ہر وقت خدا کے سامنے حاضر سمجھتا ہے اسلام کے ماننے والوں کے لئے مذہب اور زندگی 'دین اور سیاست ناقابل تفریق ہیں۔

یہ اعتقاد کہ "خدا حاضر و ناظر و حاکم اور علیم و خبیر و منصف ہے" دنیا کے مسلمانوں میں ایسا وقار اور خود اعتمادی پیدا کر دیتا ہے جس کے ہوتے ہوئے ان کے اسلام سے پھر جانے اور دکھ سے گھبرا جانے کا کوئی خطرہ نہیں ہے۔

اپنے وسیع ترین مفہوم میں "اسلام" خدا کے زیر سایہ انسانوں کی اخوت کا نام ہے جو نسل و قوم کی بندشوں سے نکل کر خدا کی حکم کی تعمیل کے لئے متحد ہو کر ایک منظم جدوجہد میں مصروف ہیں اسلام کا یہ یقین دلاتا کہ محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی

زبان مبارک سے نکلے ہوئے کلمات جو قرآن کریم میں محفوظ ہیں خدائے تعالیٰ کا آخری اور مطلق کلام ہے اسلام کی عظمت اور قوت کا دوسرا قلعہ ہے۔

ایک مسلمان کے نزدیک قرآن کریم پچھلے تمام آسمانی صحیفوں کو منسوخ کرتا ہے اور ان کے تمام حقائق کی تصدیق کرتا ہے یہودیت اور عیسائیت میں جو "اللہ واحد" ہے بنیادی حیثیت سے وہی اسلام کا اللہ ہے لیکن مسلمانوں کی نظر میں قدیم آسمانی صحائف میں خدا کے ارشادات کا اظہار نامکمل طریقہ پر ہوا ہے۔ اور صرف قرآن حکیم میں اسے مکمل کیا گیا ہے اسی طرح اسلام حضرت ابراہیم سے لے کر حضرت عیسیٰ تک انجیل کے تمام پیغمبروں کی تعظیم کرتا ہے اور محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کو آخری اور معزز ترین پیغمبر گردانتا ہے اور انہیں "خاتم النبین کے نام سے یاد کرتا ہے۔ جہاں اسلام نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ربوبیت سے انکار کیا۔ وہاں اس نے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) پر الوہیت کے اطلاق کی کوششوں کو بھی بار آور نہ ہونے دیا حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) بار بار یہی کہتے تھے۔ کہ وہ کلام الہیٰ کو انسانوں تک پہنچانے کے لئے صرف ایک ذریعہ ہیں۔ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی ولادت کے وقت مکہ معظمہ شام اور ہندوستان کے درمیان گرم مصالحوں کے قدیم تجارتی راستہ پر ایک خوشحال مرکز تھا۔ مکہ معظمہ کو ایک مذہبی مرکز کی حیثیت بھی حاصل تھی جہاں بت پرست عرب شہر کے مختلف معبدوں میں بتوں کی پرستش کے لئے آتے تھے ایک مستطیل عمارت "کعبہ" کی سب سے زیادہ تعظیم کی جاتی تھی کعبہ میں مختلف بت نصب کئے گئے تھے ایک گوشہ میں ایک حجر اسود رکھا ہوا تھا جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ جنت سے آیا ہوا پتھر ہے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) مکہ معظمہ کے ایک مقتدر ترین قبیلہ قریش کے معزز خاندان میں پیدا ہوئے۔ زمانہ شباب ہی میں آپ کو اس وقت کی مروجہ مذہبی رسوم کو پرکھنے کے کئی مواقع ملے۔ کیونکہ قریش خانہ کعبہ کے محافظ مانے جاتے تھے۔ ابتداء میں حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے بت پرستی سے ناپسندیدگی کا اظہار کیا اور اس کی وجہ سے یہودیوں اور عیسائیوں کی توحید کی حرمت و تعظیم میں اضافہ ہونے لگا۔ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) حساس ہونے کے ساتھ سوچ بچار کی طرف بھی بہت مائل تھے آپ لگاتار کئی کئی دنوں تک مکہ معظمہ کی اطراف کی پہاڑیوں میں مقیم رہتے ایک شب فرشتہ مقرب حضرت جبرئیل علیہ السلام ان کے سامنے نمودار ہوئے اور کہا" اقرا" (پڑھو) اس ابتدائی وحی میں حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے سامنے قرآن کریم کی اولین آیات کو ادا کیا گیا اولا "تو آپ پر گھبراہٹ اور دہشت طاری ہوئی (حضور اکرم نہ گھبرائے اور نہ ہی انہیں اپنے رسول ہونے میں کوئی شک تھا۔ بلکہ وہ خود فرماتے ہیں کہ میں اسی وقت نبی تھا جبکہ حضرت آدم آب و گل کے درمیان تھے) لیکن جب وحی کا سلسلہ شروع ہو گیا تو انہیں یقین ہو گیا کہ وہ اللہ کے رسول ہیں جو سچا اور واحد خدا ہے کم و بیش ۲۳ سال تک آپ پر وحی اترتی رہی۔ نہ رسول گھبرائے اور نہ انہیں اپنے رسول ہونے کے بارے میں کبھی شک ہوا۔

حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی بتوں کی مذمت کی وجہ سے مکہ معظمہ کے تاجر جنہیں بت پرست تاجر زائرین سے کافی آمدنی ہوتی تھی ان کے مخالف ہو گئے اور انہیں قتل کی دھمکی دی۔ آخر کار حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے مکہ معظمہ سے ہجرت کی اور مکہ معظمہ کے شمال میں ۳۲۰ میل دور ایک مقام یثرب میں جہاں کے باشندوں سے ان

کے دوستانہ تعلقات ہو گئے تھے۔ آکر مقیم ہو گئے۔ جس سال حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے ہجرت کی وہی سال سن ہجری کا پہلا سال ہے

یثرب میں جس کا نام بعد میں مدینتہ النبی رکھا گیا حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے بہت جلد ایک کامیاب روحانی پیشوا اور حاکم کی حیثیت حاصل کر لی ان کے پیروؤں اور مکہ معظمہ میں بسنے والوں کے درمیان چھوٹے چھوٹے مقابلوں کا سلسلہ آخر کار دونوں شہروں کے مابین ایک جنگ پر منتج ہوا یہ جنگ اس وقت ختم ہوئی جب حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) فاتحانہ مکہ معظمہ میں داخل ہوئے اور کعبہ میں نصب شدہ تمام بتوں کو مسمار کر دیا۔

اس کے بعد حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے عرب میں پیغمبر اور حکمران کی حیثیت سے اپنے وقار کو اس قدر مستحکم کیا کہ ان کی وفات دین کی ترقی اور اشاعت میں مانع نہ ہو سکی جو اب بے خبر ہوتی دنیا پر آندھی کی طرح چھا جانے کے لئے بالکل تیار ہو چکا تھا۔

یہ امر نا معلوم ہے کہ قرآن کریم کی مکمل ترتیب حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی زندگی میں ہوئی تھی یا نہیں؟ لیکن یہ یقینی بات ہے کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی وفات کے فوراً" بعد ان کے ایک کاتب نے قرآن کریم کو ایک مستند کتاب کی صورت میں مرتب کیا ہے جسے ان کے صحابیوں کی مجلس نے مستند دینی صحیفہ تسلیم کیا اور اس کے بعد سے اب تک وہ محفوظ ہے اس کی تعلیمات اور کلام کو ہر مسلمان کلام الہٰی کی حیثیت سے تسلیم کرتا ہے اور اسی کی بنیاد پر شریعت اسلام یا سلام کا قانون بنایا گیا ہے اس کے ابتدائی عقائد وہ ہیں یعنی توحید خالص اور آخرت۔ گو عرب معبود اعلیٰ کے وجود کے پہلے سے قائل تھے لیکن حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے اللہ کو واحد اور یکتا خدا کی حیثیت سے پیش کیا۔

آخرت کا عقیدہ خدا کی یکتائی کے اصول کے ذیل میں آتا ہے جو خالق اور منصف ہے جنت کی راحتوں اور دوزخ کی تکلیفوں کے بارے میں قرآن کریم کا بیان انجیل سے کہیں زیادہ واضح اور جاندار ہے جنت میں باغات 'فوارے' شراب کی نہریں اور حسین دوشیزائیں یعنی حوریں ہیں۔ جن کی بڑی بڑی سیاہ آنکھیں صدف میں چھپے ہوئے موتیوں کی مانند ہیں دوزخ میں آگ کے گڑھے' تیز و تند ہوائیں اور کھولتا ہوا پانی۔ گو حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے منظم مذہبی پیشوائی کا کوئی ادارہ قائم نہیں کیا لیکن انہوں نے متعدد مذہبی احکام و فرائض کا حکم دیا جنہیں اسلام کے پانچ ستون بھی کہا جاتا ہے اور وہ یہ ہیں۔

(۱) وحدت الہٰی کو تسلیم کرنا اور اس پر ایمان لانا جیسا کہ کلمہ اول لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں ظاہر کیا گیا ہے

(۲) روزانہ پانچ مرتبہ اور جمعہ کو مسجد میں نماز ادا کرنا نماز کی ادائیگی کے وقت منہ کعبہ کی طرف ہونا چاہیے خواہ کوئی شخص دنیا کے کسی حصہ میں کیوں نہ ہو

(۳) اس تقویٰ کی بنیاد پر راہ خدا میں زکواۃ دینا۔

(۴) ماہ رمضان میں روزے رکھنا۔

(۵) خانہ کعبہ کی زیارت یعنی حج کرنا۔

ان پانچ باتوں کے علاوہ قرآن کریم ایک عظیم الشان اخلاقی و شرعی دستور العمل بھی پیش کرتا ہے قرآن کریم مسلمانوں کو لحم خنزیر کھانے، جوا کھیلنے، اور سود کا کاروبار کرنے سے منع کرتا ہے اس میں نکاح و طلاق کے بنیادی قوانین اور مختلف جرائم کے لئے سزائیں بھی تجویز کی گئی ہیں قرآن کریم کے نزدیک جو امور معیوب ترین ہیں ان میں ایک مجسمہ سازی بھی ہے یہی وجہ ہے کہ ایام سلف میں کہیں بھی حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے مجسمے اور تصویریں نہیں پائی جاتیں۔

حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی وفات کے ایک سال بعد اسلامی فوجیں جزیرہ نما عرب سے باہر نکل آئیں اور دنیا کی ان قوموں اور ملکوں کو متحیر کر دیا جو عربوں کے وجود سے متعلق بہت کم یا کچھ بھی نہیں جانتے تھے پہلے تین خلفاء یعنی حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، کی مدبرانہ قیادت میں بیس سال سے بھی کم عرصہ میں مشرق قریب کی دو عظیم الشان سلطنتیں مسلمانوں کے قبضہ میں آ گئیں ۶۳۵ء میں شام، ۶۳۷ء میں عراق، ۶۴۰ء میں فلسطین ۶۵۲ء میں مصر اور ۶۵۰ء میں تمام ایران فتح کیا گیا تھا۔ شروع شروع میں اسلام کی فاتح فوجیں اس تیزی سے پیش قدمی کر رہی تھیں کہ انہیں نہ تو صلاح مشورہ کا وقت مل سکا اور نہ ان مفتوحہ ممالک میں نظم قائم کرنے کا (یہ واقعات کے خلاف ہے مسلمانوں کی نظم جہانبانی تاریخ کی جانی پہچانی حقیقت ہے مترجم) انہوں نے خراج لینے پر ہی اکتفا کیا اور جو لوگ خراج ادا کرتے تھے ان سے رواداری برتی جاتی تھی بایں ہمہ کثیر تعداد میں مفتوحین کے گروہ صحرا سے آئے ہوئے نئے متحرک دین کی آغوش میں آنے لگے۔

فتوحات پر فتوحات حاصل ہوتی گئیں اور فتح کا سرشار کن جذبہ عربوں کو مشرق میں ہندوستان تک و مغرب میں بحر اکاہل تک اور آبنائے جبل الطارق کے اس پار اسپین پر تگال اور فرانس تک لے گیا آخر کار ۷۳۲ء میں ان کو فرنگیوں نے طورس کے مقام پر روک لیا، لیکن اب بھی ان کا جوش اور ولولہ ختم نہیں ہوا تھا،

نویں، دسویں اور گیارہویں صدی اسلام کے لئے سنہری زمانہ تھا رومی و یونانی تہذیب کے اثر سے بیدار ہو کر اور بازنطینی، ایرانی میراث سے فیض یاب ہو کر اسلام نے اپنی ایک روشن اور عظیم تہذیب کی تخلیق کی۔ بغداد اور عرب کے دیگر مشہور شہروں میں فن، فلسفہ اور شاعری کو کافی عروج حاصل ہوا ریاضی اور طب نے ترقی کی مسلمان صناعوں اور کاریگروں نے مسجد قرطبہ جیسے شاہکار پیش کئے۔ اسلامی پیغام کی ترویج و اشاعت مسلم تاجر اور صوفیاء کے ذریعے ایشیا میں ہوتی رہی۔

اسلام کی ان ابتدائی شاندار فتوحات کے باوجود مسلمانوں میں باہمی اختلافات موجود تھے۔ سب سے پہلا اختلاف حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی جانشینی کے سوال پر پیدا ہوا اور ان ابتدائی اختلافات کی وجہ سے ایسا نفاق پیدا ہوا جو آج تک موجود ہے مختلف ادوار میں عقائد کے اختلاف نے مختلف گروہ اور جماعتیں پیدا کیں، لیکن باہر سے اسلام ہر طرح صحیح و سالم رہا اور آج بھی اسلام کی ایک پتھر پر تراشی ہوئی عمارات تین بر اعظموں کے سینہ پر اسی طرح سر بفلک ایستادہ ہے جیسی وہ مختلف ادوار میں رہی تھی۔ گو اسلام کی شاندار سلطنت کے حصے بخرے ہو چکے ہیں اور جدید قوم پرستی اور معاشی بدحالی نے اس کو کمزور کر دیا ہے لیکن پھر بھی مذہب اسلام "ایمان" کی قوت کے ذریعے آج بھی متحد ہے مراکش سے بحر احمر تک مسلمان ایک ہی قسم کا ایمان رکھتے ہیں ایک ہی طرح کی عبادت کرتے ہیں اور اپنا رخ عبادت کرتے وقت ایک ہی مقدس شہر کی جانب کرتے ہیں یہی وہ باتیں ہیں جنہوں نے اسلام کو آج بھی لاکھوں انسانوں کے لئے زمین پر خدا کی رحمت بنا رکھا ہے۔

اسلام کے احکام میں اس حکم نے کہ "ہر صاحب قدرت سچے مسلمان کو اپنی زندگی میں کم از کم ایک مرتبہ ضرور حج کرنا چاہیے" اسلام کے لئے ایک اتحاد انگیز قوت کا کام کیا ہے دنیا کے ہر حصہ سے زائرین مکہ معظمہ کے مقدس شہر کی جانب ایک خاندان کے افراد کی حیثیت سے سفید 'بے سلے کپڑے یعنی احرام باندھے ہوئے پہنچتے ہیں۔ ان کے اس اخوت کے جذبہ کے تحت نسلی و طبقات کی تمام حدیں ختم ہو جاتی ہیں صرف مکہ معظمہ کو جانا ہی کافی نہیں ہے بلکہ خاص ارکان مذہبی کو انجام دینا بھی ضروری ہے۔ ان سب میں پہلا فریضہ طواف کعبہ ہے جو سات مرتبہ کرنا پڑتا ہے اس سے کم اہم فریضہ مکہ معظمہ کے قریب دو چھوٹی پہاڑیوں کے درمیان سات مرتبہ دوڑنا ہے یہ فریضہ حضرت ہاجرہ کی اپنے بیٹے حضرت اسماعیل کے لئے پانی کی بے تابانہ تلاش کی یادگار ہے تیسرا اہم فریضہ میدان عرفات میں ادا ہوتا ہے جہاں زائرین کو "جبل الرحمت" کے قریب دوپہر سے غروب آفتاب تک خدا کے سامنے حاضر ہونا پڑتا ہے یہ سب سے اہم فریضہ ہے اور جو اسے ترک کر دیتا ہے اس کا حج نہیں ہوتا۔

جب اسلام اطراف عالم میں پھیل گیا تو مفتوح یا نو مسلم اقوام کے رسم و رواج اسلام کے سماجی نظام میں راہ بنانے لگے جس کی بنیاد قرآن کریم کے عائد کردہ اعمال و افعال تھے۔ اسلامی دنیا میں عورتوں کے متعلق جو خیالات اور رجحانات پائے جاتے ہیں وہ اس امر کی ایک مثال ہے کئی ممالک میں صدیوں سے انہیں گوشہ تنہائی میں رکھا جاتا تھا اور مکانوں سے باہر انہیں بھاری بھر کم برقعوں کا کفن پہنا دیا جاتا تھا تاہم ملایا میں قدیم روایات کے مطابق عورتوں کی آزادی کا تحفظ دوسرے ممالک سے زیادہ کیا گیا دوسرے مقامات پر عورتوں پر جو کڑی پابندیاں عائد کی گئی تھیں وہ قرآن کریم سے ماخوذ نہیں ہیں۔ بلکہ انہیں بعد کی تاویلوں کا نتیجہ سمجھنا چاہیے۔

رسول اللہ کا تیسرا ساتھی

"از سی۔ ایف اینڈریوز"

انسان کی بزرگی اور عظمت کی جانچ ادبار و فلاکت کے وقت ہی ہوتی ہے برگزیدگی کا ثبوت جب ہی میسر آتا ہے جب دنیاوی اسباب و سامان راحت مفقود ہوں مگر ایسے لوگ خال خال نظر آئیں گے جن کی بزرگی و عظمت کی روح جلیل اس وقت ہویدا ہوئی جب ظاہری اسباب دنیا معدوم اور وہ بے سرو سامان ہوں۔

ایسی برگزیدگی اور شرف و عظمت کی دلیل ہمیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم "میں ملتی ہے جو قبل ہجرت ان کی ذات سے ظہور میں آئی۔ ہجرت سے چند یوم پیشتر وہ مکہ میں بالکل یک و تنہا اور بے یارو مددگار تھے اگر حضرت علی" حضرت ابوبکر اور چند دیگر یاران باوفا کو مستثنیٰ کر دیا جائے تو ایسا نظر آتا ہے جیسے ان کی رسالت کا مشن ناکام ہو گیا ہو۔ جو خود آنحضرت کی ذات خطرات میں گھری ہوئی اور قطعی غیر محفوظ تھی۔

حقیقت یہ ہے کہ قریش ہی ہر جگہ فتح مند نظر آتے تھے اور خطرات ایسی نوبت کو پہنچ چکے تھے کہ ایک ایک دن ایک ایک لمحہ جو گزرتا تھا اس شبہ کو پیدا کرتا تھا کہ کہیں ان کی زندگی اور مشن ہی ختم نہ ہو جائے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے انہوں نے اپنے آپ کو موت کے منہ میں دے دیا ہو مگر ان سب باتوں کے باوجود ان کی جراءت پامردی میں کوئی فرق نہ آیا اور دشمنوں میں گھرے رہنے کے باوجود اپنے کام کو انجام دیتے رہے تا آنکہ وقت آ پہنچا جب سب کے لئے ترک مکان کا حکم آیا۔

انہوں نے صرف یہی نہیں کیا بلکہ مدینہ میں ان لوگوں کو جو ان کے دوست اور معتقد تھے جراءت آموزی کے پیغام بھیجے رہے اور پامردی و ثابت قدمی کی تلقین فرماتے رہے ان کا پیغام تھا۔

"کوشش میں لگے رہو اور خدا تعالیٰ سے امید قائم رکھو ہم خود بھی اس کی ذات کے بھروسہ پر بیٹھے ہیں تم میں سے ہر ایک کو اسی کے فضل کا انتظار کرنا چاہیے اس کے بعد تم خود ہی دیکھ لو گے کہ راستی پر کون ہے؟ پس صبر و استقامت کے ساتھ کوشش میں مصروف رہو کیونکہ اللہ کا وعدہ سچا ہے۔

جیسے جیسے وقت گزرتا گیا مدینہ کے مسلمانوں کا ایک چھوٹا سا گروہ ایمان میں پختہ ہوتا چلا گیا ایک موقع پر نصف شب گزری تھی کہ سب لوگ ایک پناہ کی جگہ آ کر جمع ہو گئے مگر یہ احتیاط کی گئی تھی کہ شب رفع کرنے کے لئے دو دو تین تین کی تعداد میں آئیں بہر نوع ان کی تعداد ۷۵ تک پہنچ چکی تھی جن میں دو جری عورتیں شامل بھی تھیں آنحضرت نے اندھیرے میں تلقین فرما رہے تھے کہ ایک آواز آئی۔

محمد اپنا ہاتھ پھیلایئے۔ اپنا ہاتھ دراز کر دیجئے"

سب نے بڑھ کر حضور کے ہاتھ پر بیعت کرنی شروع کر دی یہ "بیعت عقبہ" کے نام سے مشہور ہے۔

قریش کو بھی اس واقعہ کی خبر ہو گئی اور وہ بڑے تلملائے اور نتیجتاً "مسلمانوں پر سختیاں اور بھی بڑھ گئیں آخر کار آنحضرت نے حکم دیا۔

"مدینے چلے جاؤ کیونکہ اس شہر میں اللہ تعالیٰ نے تمہارے بھائی بند بنا دئیے ہیں اور تمہارے لئے وہاں مکان بھی ہیں جہاں تم پناہ لے سکو گے"

الغرض، مسلمان تھوڑی تھوڑی تعداد میں مدینہ کی طرف جانے شروع ہو گئے مکہ سے مدینہ کا فاصلہ دو سو پچاس میل ہے ایک تیز رو قافلہ اس طویل فاصلہ کو گیارہ دن میں طے کر سکتا ہے۔

اب تقریباً سب ہی مسلمان مدینہ پہنچ چکے تھے ان مہاجرین کی تعداد ایک سو پچاس سے زائد نہ تھی جن میں عورتیں اور بچے بھی شامل تھے۔

شروع شروع میں تو مسلمانوں کے اس عمل سے قریش متعجب ہوئے مگر پھر ان کو غصہ آیا اور اس کا سب سے بڑا مورد حضور کی ذات گرامی تھی یہ وقت آنحضرت کے لئے بہت ہی پر خطر تھا اور ٹھیک اس وقت انہوں نے انتہائی جراءت و پامردی اور استقلال و استقامت کا نمونہ پیش کیا حضرت ابوبکر ہر روز مصر ہوتے کہ حضور بھی مدینہ چلے جائیں مگر ہمیشہ یہی جواب ملتا "ابھی میرے جانے کا وقت نہیں آیا ہے اللہ کی طرف سے ابھی مجھے کوچ کا حکم نہیں ملا ہے" غالباً "ان کی خواہش یہی تھی کہ اپنے تمام پیروؤں کو مدینہ پہنچا ہوا دیکھ لیں۔ تب وہ خود ادھر کا رخ کریں بالکل ایسے ہی جیسے کہ جب جہاز سمندروں پر رواں دواں ہو تو اس کا کپتان زمین پر سب سے آخر پر اترتا ہے یہی معاملہ آنحضرت کے ساتھ درپیش تھا اور ہوا بھی یہی کہ جب سب مسلمان پہنچ گئے تب انہوں نے مکہ کو الوداع کیا۔

اسی دوران میں قریش سازشیں کر رہے تھے سازش یہ تھی کہ آنحضرت کی روانگی سے پہلے انہیں ہلاک کر دیا جائے وہ اپنے داؤں پر لگے ہوئے تھے اور سرگرمی کے ساتھ اپنے دشمن (آنحضرت) کے قتل کیے جانے کی امید لگائے بیٹھے تھے اس وقت عالم جو تھا اس کا قرآن مجید میں یوں ذکر آیا ہے۔

"اور اس وقت کا خیال کرو جب کہ کافروں نے تمہارے خلاف اس لئے سازش کی تھی کہ یا تو تم کو روک لیں یا قتل کر دیں یا شہر سے نکال دیں بے شک انہوں نے سازش کی اور خدا نے بھی تدبیر کی اور اللہ سب سے اچھا تدبیر کرنے والا ہے۔

قریش نے یہ بھی انتظام کیا تھا کہ آنحضرت سے ملاقات کی جائے اور اغلب تھا کہ وہ اپنے بد ارادوں کو عمل میں لانے کے لئے اس موقعہ کو غنیمت سمجھتے۔ بہر نوع، آنحضرت نے آنے والے خطرات کا پہلے سے اندازہ کر لیا تھا اور ہر پہلو نظر میں تھا حضرت علیؓ مکان میں بستر پر سرخ کمبل اوڑھے لیٹے تھے تاکہ لوگوں کو یہ معلوم ہو کہ حضور استراحت میں ہیں، یوں حضور حضرت ابوبکرؓ کے مکان پر تشریف لے گئے تھے، جب حضرت ابوبکر کو یہ علم ہوا کہ ہجرت کا وقت آن پہنچا ہے اور یہ کہ اب حضور کی معیت بھی نصیب ہو گی تو خوشی کے مارے ان کی آنکھیں اشکوں سے لبریز ہو گئیں۔

مختصر یہ کہ دونوں شہر سے نکل کر حدود شہر سے باہر پہنچے، راستے ناہموار تھے مگر ان کا سفر جاری رہا تا آنکہ وہ ایک اونچے پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ گئے یہ پہاڑ "ثور" کے نام سے مشہور ہے وہاں انہوں نے ایک غار میں پناہ لی قرآن مجید میں اس واقعہ کا ذکر ان الفاظ میں آیا ہے

"بے شک اللہ نے رسول کی مدد کی جب کہ کافروں نے انہیں ایک ہمراہی کے ساتھ نکال دیا جب کہ وہ دونوں غار میں بے یارو

مددگار تھے اور جب کہ رسول نے اپنے ساتھی سے کہا "پژمردہ مت ہو کیونکہ تحقیق اللہ ہمارے ساتھ ہے اور خدا تعالیٰ نے ان پر امن نازل کیا اور ایسی فوج کے ساتھ اس کی مدد کی جسے تم نے دیکھا اور کافروں کی باتوں کو ذلیل کیا اور خدا تعالیٰ کو عزیز ہے اور وہ قادر ہے اور حکیم مطلق ہے۔

تاریخ اسلام میں اس واقعہ سے زیادہ اور کوئی واقعہ مشہور نہیں حقیقت یہ بھی ہے کہ وہ ہے بھی اس شہرت کا مستحق کیونکہ خطرات انتہا کو پہنچ چکے تھے اور حضرت ابو بکر جیسے جو دنیا کے نہایت ہی دلیر اور جری انسان تھے موت کو اپنے سامنے دیکھ کر کانپ گئے تھے مگر صبح کو جب سورج کی کرنیں غار میں پڑی ہیں تو اس وقت نظر آیا کہ غار کا منہ اوپر سے کھلا ہوا ہے اور اوپر سے سب کچھ دکھائی دیتا ہے یہ دیکھ کر حضرت ابو بکر نے فرمایا "کیا ہوا اگر کوئی قریشی اوپر سے جھانکنے لگے؟ ممکن ہے وہ ہمیں اپنے قدموں کے نیچے دیکھ لے"

اس پر حضور نے فرمایا "ابو بکر اس بات کا خیال نہ کرو کہ ہم دو ہیں نہیں — بلکہ درمیان میں ایک تیسرا خدا بھی ہے ایسے پر خطر موقع پر یہ الفاظ جو حضور کے منہ سے نکلے۔ اس قابل ہیں کہ مشاہیر عالم کے اقوال کے ساتھ انہیں خلوص و محبت کے ساتھ محفوظ کر لیا جائے۔

میں ان الفاظ کے ساتھ ہی اپنے اس مختصر مضمون کو ختم کرتا ہوں یہ الفاظ ہی اس موقعہ کا اہم ترین حصہ ہیں واقعہ کا اختتام یوں "یوں بیان کیا جاتا ہے کہ تین دن تک تلاش جاری رہی تیسری رات بڑی اندھیری آئی اور نہایت جانکاہ وقتوں کے بعد بال بال بچتے ہوئے وہ آخر کار مدینہ پہنچ گئے جیسے ہی حضور وہاں پہنچے شاداں و فرحاں عقیدت مندوں نے انہیں چاروں طرف سے اپنے حلقہ میں لے لیا۔

یہ واقعہ جسے میں نے یہاں مجملاً بیان کیا ہر مسلمان کو یاد ہے ہاں یہاں صرف ایک بات نئی ہے اور وہ یہ کہ اس موقع پر یہ واقعہ ایک عیسائی نے لکھا ہے میں مسلمان نہیں ہوں مگر غار ثور کے اس واقعہ کی مدح ضرور کرتا ہوں اور بصد احترام۔ جب کہ آنحضرت نے فرمایا "ابو بکر اس بات کا خیال نہ کر کہ ہم دو ہیں نہیں ایک تیسرا' خدا ہمارے درمیان ہے"

اگر میں نے یہ واقعہ کسی غلط پیرایہ میں بیان کر دیا یا جزئیات میں مجھ سے فروگذاشت ہوئی ہو تو اہل نظر مجھے معاف فرمائیں حقیقت یہ ہے کہ میرا ارادہ بحث کا نہیں تھا بلکہ صرف یہ تھا کہ اس ارفع و قابل احترام کا تذکرہ کروں جو حقیقتاً "مستحق توصیف ہے۔

(اس مضمون کے چند جملوں سے ہمیں اختلاف ہے انشاء اللہ ہجرت مدینہ کی جلد میں اس پر مفصل بحث کی جائے گی۔)

آنحضرت کی عظمت و برگزیدگی کو' جب یہ الفاظ مبارک ان کی زبان سے نکلے سمجھنے کے لئے بھی ضروری ہے کہ اس وقت کی جو حالت تھی اسے بھی نظر سے اوجھل نہ ہونے دیا جائے۔ عالم یہ تھا کہ لوگ جہل اور باطل میں ڈوبے ہوئے تھے۔ بے رحمی اور عیش کوشی میں مبتلا تھے قریش کا مذہب بجز بت پرستی کچھ نہ تھا دختر کشی تو ان میں عام رائج تھی زنا کی کثرت کا کیا بیان حد یہاں تک پہنچی ہوئی تھی کہ باپ کے مرنے کے بعد لڑکا اس کی بیویوں میں سے جس سے چاہتا شادی کر لیتا اس پر ہی بس نہ تھا گناہوں کا یہ حال تھا کہ ان کا بیان انسان کے رونگٹے کھڑے کر دیتا ہے۔

میب نظروں میں گھرے ہوئے ہونے کے باوجود آنحضرت کے پائے استقامت اور ان میں کوئی فرق نہیں آیا۔ انہوں نے اپنے ارد گرد مرد و زن کی ایک مختصر سی جماعت میں ہی نئی روح پھونک دی۔۔۔ خیال کیجئے وہ جس ماحول میں گھرے ہوئے تھے وہ کیا تھا؟ اور حضور کی ذات ان سے کس قدر مختلف تھی وہ جس گرد و پیش میں رہتے تھے وہاں ہر روز ایک تازہ پرستش ہوتی تھی آنحضرت کو اس بت پرستی اس اوہام نوازی' اور باطل کی پوجا سے دلی نفرت تھی وہ ان پر حقارت کی نظر ڈالتے تھے ان کا ایمان صرف خدا پر تھا اس کے فضل و کرم اور جود و بخشش پر تھا دوسروں سے مہر و محبت کا برتاؤ کرتے تھے سچائی اور انصاف سے کام لیتے تھے غرض یونہی وہ روز بروز ایک ان دیکھے خدا کے نزدیک سے نزدیک تر ہوتے چلے گئے۔ ان میں آخرت پر یقین اور گناہوں سے خوف کا جذبہ جاگ چکا تھا۔

یہ ساری حیرت میں ڈال دینے والی تبدیلیاں بہت ہی قلیل عرصہ میں نمو پا گئیں اور اس کی ساری وجہ اللہ پر ایمان تھا جو آنحضرت کے دل میں جاگزین ہو چکا تھا اگر آنحضرت اس دور ابتلا میں اپنے کام سے قاصر رہتے تو یہ سارے اوصاف جلیلہ بھی ان میں سے اس طرح غائب ہو جاتے جیسے بیدار ہونے پر خواب۔۔۔۔ مگر نہیں وہ کام میں کبھی نہیں چوکے ان کا خدا پر کامل بھروسہ تھا یہی وجہ تھی کہ ان کے منہ سے بھی یہی نکلا" ابوبکر اس بات کا خیال نہ کرو کہ ہم دو ہیں نہیں ہمارے درمیان ایک تیسرا بھی ہے خدا! ایسے ہی کسی مرحلہ نازک پر جب یہ الفاظ میرے سامنے بولے جاتے ہیں تو میرا دل روحانی خوشی سے لبریز ہو جاتا ہے۔

اس واقعہ کے علاوہ اور بھی بہت سے واقعات ہیں جو بعد میں رونما ہوتے رہے مگر ایک عیسائی ہونے کی حیثیت سے میں ان کو اتنی اہمیت نہیں دیتا مگر ان الفاظ کی تعریف و توصیف کیے بغیر بھی نہیں رہ سکتا جب کبھی میں ان الفاظ کو دہراتا ہوں تو وجدان روحانی جوش و خروش سے جھومنے لگتا ہے یہ الفاظ بار بار میرے ذہن میں عود کر آتے ہیں" ابوبکر! یہ مت خیال کرنا کہ ہم دو ہیں۔۔۔ نہیں' ہمارے درمیان ایک تیسرا بھی ہے۔۔۔ خدا" (۴)

سید الانبیاءؐ

ٹامس کارلائل

ٹامس کارلائل انیسویں صدی کا ایک نامور انگریز مصنف، مورخ اور مفکر تھا۔ اس کے لکچروں کا مجموعہ "ہیروائیڈ ہیرو
ورشپ" بہت مشہور ہے۔ جس میں ایک لکچر حضور رسالتمآبؐ کے متعلق بھی ہے۔ ایک ایسے دور میں جب کہ عیسائی
اہل قلم اور اہل کلیسا اسلام اور بانی اسلام پر طرح طرح کے الزامات عائد کر کے اپنے مذہبی تعصب اور تنگ نظری کا ثبوت
دیتے تھے۔ کارلائل نے پیغمبر اسلام کی عظمت کا اعتراف جس خلوص و دیانت کے ساتھ کیا ہے وہ خود اس کی بالغ نظری اور
روشن ضمیری کی دلیل ہے پیش نظر مضمون کارلائل کے اس لکچر سے ماخوذ ہے۔

ہمارے پیش نظر ہیرو (محمدؐ) کو اپنے ابنائے جنس میں خدا نہیں مانا گیا بلکہ ایسا انسان سمجھا گیا ہے، جسے خدا کی طرف سے
وحی ہوئی یعنی پیغمبر۔۔۔۔۔۔ کسی بڑے انسان کو خدا سمجھ لینا لوگوں کی نہایت فاش اور ابلہانہ غلطی ہے لیکن اس کے باوجود
ہمیشہ یہ مشکل سوال پیش رہا ہے کہ دراصل اسے کیا سمجھنا چاہیے اور کس طرح اس کا خیر مقدم کرنا چاہیے کسی عہد کی
تاریخ میں سب سے اہم چیز یہ ہے کہ اس زمانہ کے لوگوں نے کسی جلیل القدر انسان کا استقبال کس طرح کیا۔ لوگوں کو ہمیشہ
ایسے انسان میں صفات ایزدی کا کچھ نہ کچھ پرتو نظر آیا ہے اور یہ نہایت اہم سوال رہا ہے کہ لوگ ایسے شخص کو خدا سمجھیں یا
پیغمبر یا کچھ اور۔۔۔۔۔۔ حضرت محمدؐ میرے خیال میں یقیناً پیغمبر صادق ہیں اور میں آپ کے وہ اوصاف بیان کرنا چاہتا ہوں، جو
انصاف کے ساتھ بیان کرنا ضروری ہیں۔ حضرت محمدؐ کے متعلق ہم عیسائیوں کا یہ قیاس بالکل بے بنیاد ہے کہ "آپ دغاباز
اور کذب مجسم تھے اور آپ کا مذہب محض فریب و نادانی کا ایک مجموعہ ہے" کذب و افترا کا وہ انبار عظیم جو ہم نے اپنے مذہب
کی حمایت میں اس ہستی کے خلاف کھڑا کیا ہے، خود ہمارے لئے شرمناک ہے اس شخص کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ آج
بارہ سو برس سے اٹھارہ کروڑ انسانوں کے حق میں شمع ہدایت کا کام دے رہے ہیں۔ یہ اٹھارہ کروڑ انسان بھی ہماری طرح
خدائے تعالیٰ کے دست قدرت کا نمونہ ہیں۔ بندگان خدا کی بیشتر تعداد آج بھی کسی اور شخص کی بہ نسبت محمد کے اقوال پر
ایمان رکھتی ہے۔ کیا ہم کسی طرح اسے تسلیم کر سکتے ہیں کہ یہ سب روحانی بازی گری کا ایک ادنیٰ کرشمہ تھا۔ جس پر اتنے
بندگان خدا ایمان لائے؟ کیا ایک جھوٹا آدمی کسی مذہب کا بانی ہو سکتا ہے؟ جھوٹا آدمی تو اینٹ اور چونے کا ایک مکان تک
نہیں بنا سکتا۔ اگر کسی شخص کو مٹی، چونے اور ان اشیاء کے خواص کا صحیح علم نہ ہو اور وہ ان کا پورا لحاظ نہ رکھے، جو مکان کی تعمیر
میں استعمال ہوتے ہیں، تو اس کا بنایا ہوا مکان مکان نہ کہلا سکے گا، بلکہ مٹی کا ایک ڈھیر ہو گا۔ ایسا مکان بارہ صدی تک نہیں
قائم رہ سکتا اور نہ اس میں اٹھارہ کروڑ انسان سما سکتے ہیں۔

میرا خیال ہے کہ خلوص بڑا گہرا خلوص اور سچا خلوص ہر بڑے انسان کی پہلی خصوصیت ہے اور ایسے شخص کو ہم "اور یجنل
انسان" کہتے ہیں۔ اس کی فطرت کسی پہلے مرقع کی نقل نہیں ہوتی۔ وہ ایک ایسا قاصد ہے جو پردہ غیب سے پیغام دے

ہمارے پاس بھیجا گیا۔ خواہ ہم اسے شاعر کہیں یا پیغمبر یا دیوتا۔ بہر صورت ہم سمجھتے ہیں کہ اس کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ ساری نوع انسان کے الفاظ سے مختلف ہوتے ہیں۔ وہ حقیقت اشیا کی روح رواں سے نکلتا ہے اور رات دن اسی میں بسر کرتا ہے۔ اوہام اس سے اس حقیقت کو نہیں چھپا سکتے۔ وہ اندھا ہو' بے خانماں ہو' مصیبت زدہ ہو' روز مرہ کی گفتگو میں منہمک ہو۔ لیکن یہ حقیقت روز روشن کی طرح ہر وقت اس کے پیش نظر رہتی ہے کیا اس کے الفاظ فی الحقیقت ایک طرح کی وحی نہیں ہیں؟ جب اس مفہوم کو ادا کرنے کے لئے ہمارے پاس کوئی اور لفظ ہی نہ ہو' تو پھر ہم وحی کے سوا اسے کس نام سے تعبیر کریں؟ ایسے انسان کی ہستی قلب کائنات سے ابھرتی ہے اور وہ اشیاء کی بنیادی حقیقت کا ایک جزو ہوتا ہے۔ خدائے تعالیٰ نے اس دنیا میں بہت سے الہام بھیجے ہیں۔ لیکن کیا یہ شخص اس کا آخری اور تازہ ترین مظہر نہیں ہے۔" اس کی عقل وحی کی پروردہ ہوتی ہے " ہم کسی طرح حضرت محمدؐ کو حریص و منصوبہ باز اور ان کی تعلیمات کو جہل و نادانی نہیں سمجھ سکتے۔ وہ پیغام جو آپ لے کر آئے تھے' بالکل سچا تھا۔ وہ ایک آواز تھی' جو پردہ غیب سے بلند ہوئی اس شخص کے نہ اقوال جھوٹے تھے نہ افعال' اس میں تنگ ظرفی اور نمائش کا شائبہ تک نہ تھا وہ زندگی کا ایک جادہ تاباں تھا' جو خاص سینہ فطرت سے ہویدا ہوا' اور جسے خالق عالم نے کائنات کو منور کرنے کے لئے بھیجا تھا۔

آں حضرت نے سن شعور کو پہنچنے کے بعد اپنے چچا کے ساتھ تجارت اور دوسرے اغراض کے لئے مختلف سفر کئے لیکن آپ کا اہم ترین سفر وہ ہے' جو سن شعور سے چند سال قبل شام کے میلوں میں شرکت کی غرض سے آپ نے اختیار کیا تھا۔ کیونکہ اس موقع پر پہلی دفعہ آپ کو بیرونی دنیا کے دیکھنے کا اتفاق ہوا اور اس عنصر جدید (یعنی مذہب عیسوی) سے واقف ہوئے' جو آپ کے لئے بے انتہا اہم تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس سفر کے اثناء میں حضرت ابوطالب اور آپ سر جیس نام ایک نسطوری راہب کے ہاں ٹھہرے تھے' جس نے آپ کو مذہب عیسوی کی تعلیم دی تھی۔ لیکن سمجھ میں نہیں آتا کہ اتنے کم عمر بچہ کو کوئی راہب کیا تعلیم دے سکتا ہے۔ غالباً" نسطوری راہب کے اس واقعہ میں بہت مبالغہ کیا جاتا ہے۔ کیونکہ آنحضرت' کی عمر اس وقت چودہ سال کی تھی' اور آپ عربی کے سوا کوئی اور زبان نہیں جانتے تھے۔ (انبیاء مخلوق کی سب زبانیں جانتے ہیں)

یہ امر کہ آپ نے جوش شباب کے ختم ہونے تک بالکل معمولی طریقہ پر اور نہایت سادگی و خاموشی کے ساتھ اپنی زندگی کے دن گزارے' بجائے خود اس خیال کی تکذیب کرتا ہے کہ آپ کی نیت میں کس طرح کا مکرو فریب تھا۔ چالیس سال کی عمر میں آپ نے نبوت کا دعویٰ کیا اور اس وقت تک بھی آپ کی ساری کوشش پاک زندگی بسر کرنے کے لئے تھی اور آپ کی شہرت بہت اچھی تھی اور ہمسائے آپ کے متعلق بہت نیک خیالات رکھتے تھے۔ مخالفوں کا یہ کہنا کہ جب بڑھاپا آ پہنچا' ساری گرمی شباب ختم ہو گئی اور آپ کے لئے اس دنیا میں صرف اطمینان و عافیت ہی ایک چیز باقی رہی تو اس وقت آپ کو ہوس پرستی کی سوجھی اور اپنے سارے گزشتہ خصائل و فضائل پر پانی پھیر کر ایک ایسی شئے کے لئے مکرو فریب اختیار کیا' جس سے آپ کسی طرح متمتع نہ ہو سکتے تھے' ایک ایسی بات ہے' جس کو میں کبھی تسلیم نہیں کر سکتا۔ اس سیر چشم' پاک طینت اور ... [illegible] ... اور شہرت طلبی نہ تھی'

بلکہ کچھ اور ہی خیالات موجزن تھے ۔ یہ اس قسم کی بزرگ و برتر جان پاک تھی، جسے خلوص و صداقت کے بغیر گزری
۔ جس کے خمیر میں خود فطرت اخلاص کو جگہ دیتی ہے جس وقت اور لوگ اوہام میں مبتلا تھے اور اسی پر اڑے رہنے کے
جنگ و جدال کر رہے تھے، اس شخص کی عقل پر وہم و گمان کا پردہ نہ پڑ سکا ۔ وہ اپنی روح اور حقائق اشیاء کے ساتھ سب
الگ تھا ۔ اس کی نگاہوں کے سامنے راز ہستی ایک ہم ورجا کے ساتھ روز روشن کی طرح عیاں تھا جس کے وجود کو کسی طرح
وہم و گمان پوشیدہ نہ کر سکا ۔ یہ صفت جسے ہم نے "خلوص" کے لفظ سے تعبیر کیا، در حقیقت صفات ایزدی کا ایک پرتو
اور ایسے انسان کی آواز دراصل ہاتف غیب کی آواز ہے ۔ جسے لوگ انتہائی توجہ سے سنتے ہیں اور انہیں سننا چاہیے کیونکہ
اس کے مقابلہ میں دنیا کی ہر چیز ہیچ ہے ۔

آنحضرت کی عمر کا چالیسواں سال تھا ۔ آپ ماہ رمضان میں تسبیح و تحلیل اور ان مسائل پر غور و فکر میں بسر کرنے
غرض سے مکہ کے قریب کوہ حرا کے ایک غار میں تشریف لے گئے تھے کہ ایک دن آپ نے اپنی بیوی خدیجہؓ سے فرمایا
فضل باری تعالیٰ سے تمام عقدے حل ہو گئے میرے سارے شکوک و شبہات رفع ہو گئے (رسول اکرم کو کوئی شک و
نہیں تھا) اور میں حقائق و معارف کو بے نقاب دیکھ رہا ہوں ۔ یہ تمام اصنام و عقائد مہمل ہیں ۔ مٹی کے کھلونے ہیں
سارے عالم کا مالک خدائے واحد ہے ۔ ہمیں ان تمام بتوں سے منہ موڑ کر اسی ذات واحد کے آگے سر جھکانا چاہئے صرف
ایک ذات بزرگ و برتر ہے ۔ اس کے سوائے عظمت و رفعت کا کوئی شایاں نہیں ۔ وہ حقیقت ہے یہ بت مجاز اسی نے ہم
پیدا کیا ۔ وہی ہمیں پال رہا ہے اور ہم سب اسی کا پرتو ہیں ۔ اسی حسن ازل کی ایک عارضی نقاب ہیں ۔ "اللہ اکبر" یعنی خدا
بزرگ و برتر ہے ۔ "اسلام" کا مطلب ہے راضی برضائے الٰہی رہنا یہ سمجھنا کہ ہماری قوت اسی کی کامل اطاعت میں مضمر
وہ ہماری دنیا اور آخرت کے لئے جو چاہے کرے جو کچھ ہمارے لئے بھیجے خواہ وہ موت ہو یا موت سے بدتر کوئی چیز وہی ہمارے
حق میں بہتر ہے ۔ ہم اپنے کو اسی کے حوالے کرتے ہیں ۔ گوئٹے کہتا ہے کہ "اگر اس کا نام اسلام ہے تو کیا ہم سب مسلمان
نہیں ہیں" اسلام عبارت ہے ایثار و نفس کشی سے یہ عقل کا وہ نقطہ کمال ہے جو قدرت اس دنیا پر اب تک منکشف کر
اور یہی وہ نور ہے جو اس امی سید عربی کی روح کو منور کرنے کے لئے ظاہر ہوا تھا ۔ حیات سرمدی کے اس مہر منور کو جو ظلمت
کدہ موت میں طلوع ہوا تھا آنحضرت نے "وحی" اور فرشتہ جبرئیل کے نام سے موسوم کیا ۔ کیا آج بھی کوئی بتا سکتا ہے کہ
اور کس لفظ سے تعبیر کرنا چاہیے ؟ ۔ ۔ ۔ ۔ آنحضرت کی تبلیغ قدرتاً قریش کو ناگوار گزری، جو کعبہ کے پاسبان اور بتوں
متولی تھے دو ایک ذی اثر آدمی اسلام لے آئے تھے اسلام کو آہستہ آہستہ پھیل رہا تھا ۔ لیکن اس کا دائرہ وسیع تر ہوتا جا
جس سے ہر شخص ناراض ہو رہا تھا اور کہتا تھا کہ "یہ کون ہیں، جو اپنے کو ہم سب سے زیادہ عقلمند سمجھتے ہیں ہمیں احمق
ہمارے بتوں کو لکڑی کے کھلونے ٹھہراتے ہیں" آخر آپ کے خوش صفات چچا ابو طالب نے آپ سے کہا: جان عم کیا تم
تبلیغ سے باز نہیں آسکتے؟ اپنی حد تک اس عقیدہ کے پابند رہو لیکن اس کا چرچا کر کے دوسروں کو پریشان کرنے، سردار
قبائل کو ناراض کرنے اور ہمیں خود اپنے کو خطرہ میں ڈالنے سے کیا حاصل" آنحضرت نے یہ سن کر جواب دیا کہ "اگر میرے
دائیں ہاتھ میں سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند لا کر بھی رکھ دیں اور اس تبلیغ سے باز رہنے کی خواہش کریں، تو بھی میں اس

[...] کر سکا۔" اس پیغام صداقت میں، جو آپ لے کر آئے تھے ایک ایسا فطری عنصر شامل تھا، جو آفتاب و ماہتاب فرض [...] کی منفعت سے کم نہ تھا، یہ عنصر مہ و خورشید اور تمام انسانوں اور اشیاء کی مخالفت کے باوجود اس وقت تک اپنا انحصار [...] تک اسے خدائے تعالیٰ کا حکم ہو گا۔

[...] ہجری، عیسوی ۶۲۲ کے مطابق ہے اس وقت آنحضرت کی عمر ترپن سال تھی آپ بوڑھے ہو چکے تھے اور آپ کے [...] ایک ایک کر کے دنیا سے رخصت ہو رہے تھے آپ کا راستہ سنسان اور پر خطر تھا اور بجز اس کے کہ خود آپ کا دل نور [...] سے روشن تھا، ظاہری صورت حال نہایت تاریک تھی ایسی صورتوں میں سب آدمیوں کا یہی حال ہوتا ہے اب تک [...] صرف ترغیب و تلقین کے ذریعہ اپنے مذہب کی اشاعت فرمائی تھی لیکن جب ستم شعار اعداء نے آپ کو [...] کے ساتھ وطن سے نکال دیا اور نہ صرف اس پیغام ایزدی کی طرف سے بے اعتنائی کی، بلکہ آپ کی جان کے بھی [...] اور صحرا کے اس پر جوش فرزند نے اس طرح اپنی مدافعت کا تہیہ کیا جو ایک انسان اور ایک عرب کے شایاں تھا [...] کہا "اگر قریش اسی پر تلے ہوئے ہیں تو یہی سہی یہ لوگ اس پیغام کو نہیں سنتے جو ان کے اور تمام نوع انسان کے لئے [...] ہے اور چاہتے ہیں کہ اسے جبر و تشدد اور قتل و غارت کے ذریعہ دبا دیں اچھا! تو انہیں شمشیر آزمائی بھی کر لینے دو"

[...] آنحضرت کو دس سال اور ملے، جو سخت جنگ و جدل اور جدوجہد میں صرف ہوئے اس شدید کشمکش کی جو [...] ہمارے پیش نظر ہے اسلام کے بزور شمشیر پھیلنے کے متعلق بہت کچھ لکھا جا چکا ہے لیکن اگر ہم کسی مذہب [...] معیار اسی کو قرار دے لیں تو یہ ایک بنیادی غلطی ہو گی تلوار استعمال بے شک ہوئی مگر سوال یہ ہے کہ یہ تلوار [...] ہر نیا خیال ابتداء "ایک ہی شخص کے دماغ میں پیدا ہوتا ہے اور اسی میں جاگزیں رہتا ہے ساری دنیا میں صرف [...] اپنے تمام ابنائے جنس کے خلاف اس کا پابند ہوتا ہے اگر وہ اکیلا تلوار لے کر اس خیال کی اشاعت کرنا چاہے، تو [...] حاصل ہو، اس لئے پہلے تو اسے تلواریں بہم پہنچانی پڑیں گی اس کے معنی یہ ہوئے کہ ہر خیال خود بخود وسعت [...] جاتا ہے۔ مذہب عیسوی کا دامن بھی ہمیں انسانی خون کے دھبوں سے پاک نہیں نظر آتا ہے۔ جب اس کے ہاتھ [...] تو اس نے بھی اس کا استعمال کیا ہے۔ کیا شارلیمن کے عہد میں سکسنوں کا تبدیل مذہب تبلیغ کا نتیجہ تھا؟ [...] شمشیر کا اعتراض میرے خیال میں کوئی وقعت نہیں رکھتا میرے نزدیک اس دنیا میں ہر شئے کو جدوجہد کا حق [...] خواہ وہ زبان سے ہو یا تلوار سے یا کسی اور ذریعے سے، جو اسے میسر آ جائے وہ ہر چند تبلیغ و تلقین کرے۔ لڑے [...] اور ایڑی چوٹی کا زور لگائے لیکن انجام کار یہ جدوجہد کسی ایسی چیز پر غالب نہ آ سکے گی۔ جو مغلوب ہونے کی مستحق نہ [...] اس سے بہتر ہے، وہ اسی کو ہرگز زیر نہیں کر سکتی البتہ جو چیز اس سے بدتر ہے اس پر وہ ضرور قابو پا لے گی۔ اس [...] کی میں خود قدرت ثالث ہے، جو کبھی غلطی نہیں کر سکتی اور آخر کار وہی شئے فروغ پائے گی، جو سب سے زیادہ [...] ہے اور جسے عام طور پر "صادق ترین" کہتے ہیں۔

صحرا کے اس امی فرزند (آنحضرت) نے اپنے پر خلوص اور روشن ضمیر کے ذریعہ سے جو موت و حیات کی طرح صداقت [...] معمور تھا، [...] عربوں کی لایعنی بت پرستی، یونانیوں اور یہودیوں کے [...]

مذہبی مناظرات' قدیم روایات' رسم و رواج اور فضول کج بحثوں میں اصل حقیقت کو پالیا اور فرمایا کہ "بت پرستی فعل بد ہے' ان لکڑی کے بتوں کو تم لوگ تیل اور موم لگاتے ہو اور انہیں مکھیاں چمٹتی ہیں۔ یہ لکڑی کے ٹکڑے ہیں' جو تمہارے لئے کچھ نہیں کرسکتے۔ یہ پوچ اور مہمل کفر و شرک ہے اگر تم ان کی حقیقت سمجھو تو ان کا وجود دہشت خیز اور نفرت انگیز جائے۔ بقا صرف خدا کی ذات کو ہے قوت و اقتدار اسی کو حاصل ہے اسی نے ہم کو پیدا کیا وہی ہم کو مار اور جلا سکتا ہے" اللہ اکبر اللہ بہت بڑا ہے یہ سمجھ لو کہ تمہارے حق میں وہی بہتر ہے جو وہ چاہے خواہ وہ تمہارے نفس کو کتنا ہی گراں گزرے' لیکن اسی کو بہترین پاؤ گے تم اس کے اختیار کرنے پر مجبور ہو دنیا اور عقبیٰ میں تمہارے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں اگر بت پرستوں نے آپ کے اس پیغام کو قبول کر لیا اور اس پر عمل پیرا ہونے کے لئے اسے اپنے حرارت بھرے سینوں میں جگہ دی تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ میرے نزدیک وہ اسی طرح قبول کئے جانے کے قابل تھا کسی نہ کسی صورت میں آج بھی یہی ایک ایسا پیغام ہے' جسے ہر شخص کو قبول کرنا چاہیے اس سے انسان اس معبد عالم کی سر نشین بن جاتا ہے۔ خالق کے احکام کا ہم صفیر ہو جاتا ہے اور ان احکام کی احمقانہ مخالفت کے بجائے ان کے ساتھ اشتراک عمل کرنے لگتا ہے۔ تک مجھے فرض شناسی کی اس سے بہتر تعریف نہ معلوم ہو سکی مقصد کائنات کا ساتھ دینے میں تمام محاسن شامل ہیں اس انسان کو نیکی اور کامیابی حاصل ہوتی ہے کیونکہ مقصد کائنات کا کامیاب ہونا ضروری ہے اوہ وہ صراط مستقیم پر رہتا ہے۔

آنحضرت سے معجزات ظہور میں نہیں آئے اور آپ نے اکثر بلا تامل کہہ دیا "میں معجزے نہیں کر سکتا (حضور اکرم معجزنما تھے) میں ہادی خلق ہوں اور میرا کام ان عقائد کو تمام مخلوق تک پہنچانا ہے" اس کے باوجود ہم دیکھتے ہیں کہ ابتدا آپ کے نزدیک یہ کائنات ایک معجزہ عظیم رہی۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ "اس دنیا کو دیکھو! وہ دست قدرت کی عجیب غریب صنعت نہیں ہے؟ یہ ایک نشانی ہے' تمہارے لئے اگر تم دیدہ بینا رکھتے ہو' یہ زمین خدا نے تمہارے لئے پیدا کی اس پر راستے بنادئے تم اس پر رہ سکتے ہو اور چل پھر سکتے ہو" عرب جیسے گرم و خشک ملک میں بادلوں کا وجود آنحضرت کے حیرت انگیز تھا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ "بادلوں کے یہ پرے' جو سینہ فلک کی گہرائی سے نکلتے ہیں؟ آخر کہاں سے آتے ہیں؟ سیاہ ابر کے یہ دل کے دل آسمان پر جمع ہو جاتے ہیں اور برستے ہیں' جن سے مردہ زمین جی اٹھتی ہے' سبزہ لہلہاتا ہے اور کھجوروں سے لدے ہوئے بلند سایہ دار درخت پیدا ہوتے ہیں کیا یہ ایک معجزہ نہیں ہے؟ تمہارے مویشی بھی تعالیٰ نے پیدا کئے' جو تمہاری خدمت کرتے اور تمہارے لئے غذا اور لباس بہم پہنچاتے ہیں وہ شام کے وقت قطار در قطار گھروں کی طرف لوٹتے ہیں اور تمہارے لئے ایک نعمت ہیں" آپ نے اکثر جہازوں کا ذکر بھی ان لفظاظ میں کیا ہے" وہ بڑے متحرک پہاڑ اپنے کپڑوں کے پر پھیلا کر سرعت کے ساتھ پانی پر چلتے ہیں آسمانی ہوائیں انہیں چلاتی ہیں اور جب خدائے تعالیٰ ہوا بند کر دیتا ہے وہ رک جاتے ہیں اور حرکت نہیں کر سکتے" معجزات آپ فرماتے ہیں کہ تم لوگ کیا معجزہ دیکھنا چاہتے ہو؟ کیا تمہارا وجود ایک معجزہ نہیں ہے؟ خدا نے تمہیں تھوڑی سی مٹی سے پیدا کیا۔ اس سے پہلے تمہارا وجود بھی نہ تھا پھر جب تم پیدا ہوئے' تو بہت چھوٹے سے تھے۔ اس کے بعد تم میں حسن آیا' طاقت آئی اور غور و فکر کی صلاحیت پیدا ہوئی۔ مگر پھر ایک زمانہ ایسا آتا ہے کہ تم بوڑھے ہو جاتے ہو تمہارے بال سفید ہو جاتے ہیں تمہاری طاقت جواب

لگتی ہے اور آخر کار تم فنا ہو جاتے ہو۔ آپ کا یہ جملہ خصوصاً" مجھے بہت پسند ہے کہ "خدائے تعالیٰ نے تم میں ہمدردی کا مادہ پیدا کیا اگر یہ نہ پیدا کرتا تو تم لوگوں کا کیا حال ہوتا؟" یہ ایک نہایت اعلیٰ اور اچھوتا خیال ہے حقیقت اشیاء کی ایک نادر جھلک ہے

آپ کی طبیعت میں شاعرانہ کمال اور بہترین و صادق ترین خیالات کے آثار پائے جاتے ہیں آپ ایسی اعلیٰ ذہانت، بصیرت اور دل و دماغ کے مالک تھے کہ شاعر، بادشاہ، مذہبی پیشوا غرض جس قسم کے مشہور انسان بننا چاہتے بن سکتے تھے۔ آپ پر ہمیشہ یہ بات عیاں رہی کہ یہ کائنات سراپا ایک معجزہ ہے، جیسے کہ اس سے قبل بیان ہو چکا ہے اسکینڈری نیویا کے باشندوں اور دوسرے مفکرین کی طرح آپ کی بھی یہ رائے ہے کہ یہ عالم جو بظاہر بالکل حقیقی اور مادی دکھائی دیتا ہے، در اصل ذات باری تعالیٰ کے وجود اور قدرت کا صرف ایک مرئی اور محسوس مظہر ہے۔ فضا کے سینہ عریاں پر ذات الٰہی کا ایک پرتو ہے اور بس اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ یہ بڑے بڑے پہاڑ ایک دن بادلوں کی طرح پھٹ کر آسمان میں غائب ہو جائیں گے "سیل لکھتا ہے کہ "عربوں کے عقیدہ کے مطابق آپ نے زمین کو چوڑی چکلی ظاہر کیا جس کو مستحکم کرنے کے لئے پہاڑ قائم ہیں قیامت کے دن یہ پہاڑ بادلوں کی طرح اڑ جائیں گے اور زمین اس قدر گھومے گی کہ تباہ ہو کر گرد و غبار کی طرح خلاء میں غائب ہو جائے گی۔ خدائے تعالیٰ اس کی طرف سے اپنی توجہ ہٹالے گا اور وہ فنا ہو جائے گی۔

آنحضرت پر اللہ تعالیٰ کا عالمگیر اقتدار ہر وقت عیاں تھا۔ یعنی آپ یہ بخوبی سمجھتے تھے کہ دنیا کی تمام اشیاء کی اصلی طاقت، روح اور حقیقت کی حیثیت سے ہر جگہ ایک ایسی ناقابل بیان قوت، عظمت اور جبروت موجود ہے، جس کا کوئی نام نہیں رکھا جا سکتا۔ یہی چیز عہد حاضر میں قوانین قدرت اور نوامیس فطرت کے نام سے موسوم کی جاتی ہے اور کوئی آسمانی شے نہیں سمجھی جاتی۔ بلکہ سرے سے ایک شے ہی نہیں سمجھی جاتی بلکہ وہ اشیاء کا مجموعہ تصور کی جاتی ہے، جو صفات ایزدی سے معرا اور ہیچ کارہ ہو موجودہ علوم و فنون کے انہماک میں اس کا احتمال ہے کہ ہم خدا کو بھلا بیٹھیں، حالانکہ اس کو بھولنا نہ چاہیے کیونکہ اگر وہی بھلا دیا جائے تو میں نہیں سمجھتا کہ دنیا میں پھر کون سی چیز یاد رکھنے کے قابل رہے گی اس صورت میں تمام علوم بالکل مہمل، مردہ اور بے کار ہو جائیں گے۔ اعتقاد باری تعالیٰ کے بغیر بہترین علوم بھی چوب خشک ہوں گے نہ کہ درخت سبز، جس سے ہر دم نئی لکڑی حاصل ہو سکے انسان کسی نہ کسی طریقہ پر خدا کی پرستش کیے بغیر کچھ نہیں جان سکتا اگر یہ نہ ہو تو اس کا سارا علم و فضل ہیچ ہے

اسلام کوئی آسان مذہب نہیں اس میں روزہ داری، طہارت، سخت اور پیچیدہ مسائل، دن میں پانچ دفعہ نماز، شراب سے اجتناب، غرض ایسے احکام ہیں، جن پر نظر کرتے ہوئے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ آسان ہونے کی وجہ سے مقبول ہوا ہے اور ایک اسلام پر کیا منحصر، دنیا میں کوئی مذہب یا مذہبی عقیدہ محض سہل ہونے کی وجہ سے نہیں رائج ہو سکتا یہ کہنا کہ انسان تن آسانی، عیش پرستی، صلہ کی امید یا ئے وانگبین کی لالچ سے، خواہ وہ اس عالم میں ہو یا دوسرے عالم میں، اعمال نیک کی طرف مائل ہوتے ہیں، در اصل نسل آدم پر بہتان لگانا ہے ذلیل ترین انسان میں بھی شرافت کا کچھ نہ کچھ جوہر موجود ہوتا ہے ایک غریب سپاہی بھی جو صرف اپنی جان قربان کرنے کے لئے ملازم رکھا جاتا ہے ایک خاص عزت رکھتا ہے جو اس کی حقیر تنخواہ

اور فوجی قواعد و ضوابط سے مختلف ہوتی ہے۔ نسل آدم کا ادنیٰ ترین فرد بھی اپنے دل میں جس چیز کی موہوم سی تمنا رکھتا ہے، وہ مئے وانگبین کی لذت نہیں بلکہ اعمال صالح کا شوق اور خدا کے ایک نیک بندہ کی حیثیت سے جنت میں داخل ہونے کی آرزو ہے۔ آپ اسے وہاں تک پہنچنے کا راستہ دکھا دیجیے پھر دیکھئے کہ ایک ست ترین مزدور بھی آسمان شہرت پر چمک جاتا ہے۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ انسان کو تن آسانی کے ذریعہ نیک کاموں کی طرف راغب کیا جاسکتا ہے وہ بنی نوع انسان پر سخت ظلم کرتے ہیں۔ مصیبت، ایثار، شہادت اور موت ہی وہ موجبات ترغیب ہیں، جن سے قلب انسانی متاثر ہوتا ہے اگر یہ اندرونی شمع حیات روشن کردی جائے تو اس سے ایسا شعلہ پیدا ہو گا جو تمام آلائشوں کو جلادے گا ادنیٰ طبقہ میں بھی اس کا ثبوت ملتا ہے کہ مسرت و شادمانی ہی کارہائے نمایاں کی ترغیب دلانے کے لئے کافی نہیں بلکہ اس سے اعلیٰ تر ذرائع کی ضرورت ہے کسی مذہب کے پیروؤں کی تعداد میں اضافہ انسانوں کی شکم پروری سے نہیں ہوتا بلکہ ان اعلیٰ جذبات کے اکسانے سے جو ہر قلب انسانی میں خوابیدہ ہیں۔

کہنے کو خواہ کچھ ہی کہا جائے لیکن محمد کے دامن پر کبھی ہوس پرستی کا دھبہ نہیں لگ سکتا۔ یہ انتہائی غلطی ہو گی اگر ہم آپ کو نفس پرست سمجھیں اور یہ خیال کریں کہ آپ کسی طرح کے عیش و عشرت کے عادی تھے آپ کا اثاث البیت بہت ہی ادنیٰ قسم کا تھا۔ آپ کی معمولی غذا جو کی روٹی اور پانی تھی۔ بعض دفعہ مہینوں آپ کے گھر میں چولھا تک نہ سلگتا۔ عرب مورخین بجا فخر کے ساتھ لکھتے ہیں کہ "آپ اپنی نعلین خود درست کرتے اور اپنی عبا پر خود پیوند لگاتے" آپ ایک غریب، جفاکش اور تنگ دست انسان تھے جنہیں کسی طرح کی محنت و مشقت سے عار نہ تھا۔ غرض آپ میں کسی حیثیت سے کوئی کمی نہ تھی ۔۔۔ آپ میں تمام خواہشات جسمانی سے اعلیٰ تر ایک جذبہ کار فرما تھا، ورنہ وہ تند خو عرب جو تیس سال آپ کے زیر علم لڑتے رہے اور جنہیں ہروقت آپ کے ساتھ نشست و برخاست کا موقع ملا آپ کی اس قدر تعظیم نہ کرتے وہ آتش مزاج لوگ تھے جو خدا ذرا سی بات پر بھڑک اٹھتے اور ہر طرح کا فتنہ و فساد برپا کرنے کے لئے تیار ہو جاتے تھے ان پر بچی قابلیت اور جراءت کے بغیر کوئی شخص حکمرانی نہیں کر سکتا تھا یہ لوگ آپ کو پیغمبر کہتے تھے حالانکہ آپ ان کے روبرو بالکل صاف و سادہ حالت میں بغیر کسی نقاب و حجاب کے کھڑے تھے انہوں نے آپ کو عبا سیتے، نعلین درست کرتے، لڑتے، مشورہ کرتے، حکم دیتے، غرض ہر حالت میں دیکھا تھا انہیں اس کا اچھی طرح اندازہ ہوا ہو گا کہ آپ کس قسم کے آدمی تھے اس وقت ہم آپ کو جو چاہیں کہہ لیں لیکن آج تک کسی شہنشاہ نے تاج مرصع پہن کر اس طرح حکومت نہ کی ہو گی جس طرح اس خرقہ پوش انسان نے کی ہے میرے نزدیک اس کی ذات میں اصلی ہیرو کی وہ تمام صفات موجود تھیں، جو اسے تیس سال کی سخت اور حقیقی آزمائش میں کامیاب کرنے کے لئے ضروری ہیں آخری الفاظ، جو آنحضرت کی زبان سے نکلے، ایک دعا ہے، ایک قلب مضطر کے اپنے خالق کی بارگاہ میں چند ٹوٹے پھوٹے جملے ہیں یہ کہنا صحیح نہ ہو گا کہ مذہب اسلام کی اشاعت نے آپ کی طبیعت میں کوئی خرابی پیدا کر دی بلکہ اور اچھا اثر کیا آپ کے حالات میں بہت سی عمدہ باتیں لکھی ہیں مثلاً" جب آپ کی صاحبزادی کا انتقال ہوا تو آپ نے اپنے طرز میں جو کچھ فرمایا، وہ صداقت سے معمور ہونے کے ساتھ ساتھ عیسوی عقائد سے ملتا جلتا ہے یعنی انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہم خدا کی طرف سے آئے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ جانے والے ہیں۔ یہی آپ نے

اسی وقت بھی فرمایا' جب آپ نے آزاد کردہ غلام زید کی وفات کی خبر سنی - زید دوسرے مسلمان تھے - یہ غزوہ تبوک میں شہید ہوئے جو یونانیوں سے آنحضرت کی پہلی جنگ تھی - ان کی شہادت کا حال سن کر آپ نے فرمایا "اچھا ہوا کہ زید راہ خدا میں کام آئے وہ اب اپنے مالک سے جا ملے اور ان کا انجام بخیر ہوا" لیکن اس کے باوجود حضرت زید کی صاحبزادی نے آپ کو ان کی نعش پر روتے دیکھا اور عرض کیا "یا رسول اللہ یہ میں کیا دیکھ رہی ہوں؟"

آپ نے ارشاد فرمایا "ایک انسان کو اپنے دوست کی جدائی پر روتا دیکھ رہی ہو"

مجھے محمد کو تصنع اور ظاہرداری سے کوسوں دور رہنا بہت پسند ہے ملور صحرا کا یہ سادگی پسند فرزند اپنے بل بوتے پر کام کرتا ہے اور اپنی ذات کے متعلق کوئی غلط دعویٰ نہیں کرتا - اس میں نہ تو غرور و خود نمائی ہے' نہ خوشامد و عاجزی - وہ اپنی اصلی حالت میں پایا جاتا ہے ایک طرف تو وہ اپنی عبا پر خود پیوند لگاتا اور اپنی نعلین کی خود مرمت کرتا ہے' دوسری طرف نہایت بے تکلفی سے ایران کے بادشاہوں اور یونان کے شہنشاہوں کو ان کے فرائض پر توجہ دلاتا ہے - غرض وہ اپنے درجہ اور عزت کا پوری طرح علم رکھتا ہے بدوؤں کے ساتھ خونریز معرکہ آرائیوں میں ظلم و ستم کے بغیر گریز نہیں - لیکن اس کے ساتھ ہی ہمیں رحم و کرم کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں آنحضرت نہ تشدد پر اعتذار کرتے ہیں اور نہ رحم و کرم پر افتخار وہ دونوں آپ کے دل کی اصلی صدائیں تھیں جو ارتجالا" بلند ہو گئیں آپ نے ہمیشہ شیریں زبانی ہی سے کام نہیں لیا بلکہ وقت ضرورت زور اور سختی بھی کی ہے آپ میں کچی لپی رکھنے کی عادت نہ تھی - غزوہ تبوک کا آپ بار بار ذکر کرتے تھے اس موقعہ پر آپ کے ساتھیوں میں سے بعض نے گرمی کی شدت اور فصل کے خراب ہو جانے کا عذر کیا تھا آپ اس واقعہ کو کبھی نہیں بھول سکے - چنانچہ فرماتے ہیں "تمہاری کھیتیاں کتنے دن کام آئیں گی؟ ابد تک ان کا کیا حشر ہو گا؟"

محمد کے اخلاقی اصولوں کا میلان ہمیشہ کی طرف ہوتا ہے وہ ایک ایسے قلب کے سچے احساسات ہیں' جس کا مطمع نظر صداقت و عدالت رہتا ہے گو اسلام میں مسیحیت کا یہ اصول عفو نہیں پایا جاتا کہ اگر کوئی شخص ایک طمانچہ مارے تو دوسرا گال بھی اس کے آگے کر دیا جائے بلکہ اسلام میں بدلہ لینے کا حکم ہے لیکن ساتھ ہی یہ شرط ہے کہ حد انصاف سے نہ بڑھنا چاہیے اسی طرح اسلام کامل مساوات کا علمبردار ہے جیسا کہ ایک اعلیٰ مذہب اور جامع فطرت انسانی کو ہونا چاہیے اس میں ایک مسلمان کی جان دنیا کے تمام تاج و تخت پر بھاری ہے نیز اس کی رو سے سب بنی آدم یکساں ہیں خیرات دینا اسلام میں صرف جائز ہی نہیں بلکہ لازم ہے اس میں زکوٰۃ کا نصاب بھی مقرر کر دیا گیا ہے اور اگر کوئی شخص نہ ادا کرے تو وہ اس کا جواب دہ ہو گا ہر شخص کی سالانہ آمدنی کا دسواں حصہ (خواہ وہ کتنا ہی ہو) غریبوں' معذوروں اور محتاجوں کا حق ہے یہ تمام اصول نہایت عمدہ ہیں یہ رحم و انصاف اور محبت و انسانیت کے وہ مطالبات ہیں جن کی صدائے بازگشت ملور فطرت کے اس امی فرزند سے بلند ہوئی -

عربوں کے حق میں اسلام گویا ظلمت میں نور کا ظہور تھا جس کے اثر سے ملک عرب پہلے پہل بیدار ہوا - ایک غریب گلہ بان قوم' جو ابتدائے آفرینش سے ریگ زاروں میں گمنام پڑی رہتی تھی اس کی ہدایت کے لئے ایک ہیرو پیغمبر کے لباس میں ایسا پیغام دے کر بھیجا' جس پر وہ ایمان لا سکی -

دیکھو! اب وہ گمنام چرواہے ونام' مشہور ہو جاتے ہیں اور وہ حقیر شتربان سارے عالم پر چھا جاتے ہیں - ایک صدی کے اندر

عرب کا سکہ دہلی سے غرناطہ تک جاری ہو گیا اور اس کی شجاعت کا آفتاب مدت تک ایک عالم پر ضوفشانی کرتا رہا۔ ایمان ایک بڑی اور جاں بخش نعمت ہے۔ جہاں کوئی قوم ایمان لائی، تاریخ اس کی عظمت و رفعت کی داستانوں سے معمور ہوئی عربوں کی قوم آنحضرت کی ذات اور ایک صدی کی مدت۔ بس یہ معلوم ہوتا ہے گویا ایک چھوٹی سی چنگاری ایسے تودہ عظیم پر گری، جو بظاہر محض انبار خاکستر تھا۔ مگر وہ انبار آتش مادہ ثابت ہوا، جس کے شعلے دہلی سے غرناطہ تک بلند ہوئے اور آسمان سے باتیں کرنے لگے بڑا انسان ایک برق آسمانی ہوتا ہے اور باقی سب لوگ تو رہ ہیزم کی طرح اس کے منتظر رہتے ہیں جنہیں وہ آن واحد میں شعلہ روشن بنا دیتا ہے۔ (۸)

سیرت نبوی اور علمائے فرنگ

انیسویں صدی عیسوی کے وسط میں 'جارج فنلے' برطانیہ میں ایک ممتاز مورخ گزرا ہے۔ جرمنی کی گوٹنگن یونیورسٹی میں تعلیم پائی۔ ایم۔ اے اور ال ال ڈی کی ڈگریاں حاصل کیں فن مخصوص 'تاریخ یونان' تھا۔ یونان اور یونانیات کے محقق نے ۱۸۴۶ء سے لے کر ۱۸۶۴ء تک تاریخ یونان 'سیاسیات یونان وغیرہ پر انگریزی اور یونانی میں تصانیف و رسائل کا انبار لگا دیا ۱۸۴۴ء میں ایک کتاب یونان "رومیوں کے عہد حکومت میں" Gresce under the ramans کے عنوان سے شائع کی جو مدتوں اپنے موضوع پر مستند سمجھی گئی ظہور اسلام تاریخ کے اسی عہد میں ہوا ہے۔ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی ہے روما کی حکومت یونان تک وسیع تھی اور یونان اس کے ایک صوبہ کی حیثیت رکھتا تھا چنانچہ عہد صحابہ میں مسلمانوں اور رومیوں میں جو آویزشیں ہوئیں یونان ہی کے واسطہ سے ہوئیں۔ اس لئے اس تصنیف میں اسلام و شارح اسلام کا تذکرہ آ جانا لازمی تھا۔

مصنف کو اسلام سے کوئی خاص عداوت یا تعصب نہیں اور نہ کتاب اسلام کے رد میں لکھی گئی ہے لیکن بہرحال ہے ایک فرنگی کی تصنیف۔ صفحات ذیل سے اندازہ ہو گا کہ جن علماء فرنگ کو کوئی خاص عناد اسلام سے نہیں ہے۔ وہ بھی کس کس طرح واقعات کو مسخ کر کے پیش کرتے ہیں اور خواہ ضمناً ہی سہی 'سیرت نبوی کی کیسی کیسی تلبیسات و تحریفات کا ہدف بنائے رہتے ہیں۔ چند افراد کی ہدایت کے لئے بے تابی۔ عرب میں آفتاب رسالت کے طلوع سے قبل جو دھندلی روشنی کہیں ایک دو افراد کو نظر آئی تھی 'اس کا نقشہ یہ مورخ اپنے قلم سے یوں کھینچتا ہے کہ گویا عرب میں خودی اصلاح کی تشنگی اور انقلاب کی تڑپ پیدا ہو چکی تھی۔

یہ امر قابل لحاظ ہے کہ اہل عرب 'چھٹی صدی عیسوی بھر 'اپنے اخلاقی و سیاسی تمدن میں تدریجاً "ترقی ہی کرتے رہے اور ان کے مذہبی خیالات میں بہت زائد تغیرات ہو گئے تھے ان کی تجارت کی 'جو خود انہیں کے ہاتھ میں تھی اہمیت مضبوط ہمسایوں کے کمزور پڑ جانے سے 'بڑھ گئی تھی اور اس کی ترقی سے وہ خود اپنی نظر میں بہت اہم ہو گئے تھے اور اتحاد قومی کے وہ خیالات ان میں موجزن رہنے لگے تھے 'جو اس کے قبل نہیں ہوئے تھے ہرقل کی تخت نشینی سے قبل والی صدی میں 'یہ اسباب ساری عرب آبادی پر زبردست اثر ڈال چکے تھے۔ اور یہ نہ نظرانداز ہونا چاہیے کہ محمد کی ولادت جسٹس دوم کے زمانہ میں 'اور نزیت اسی قومی جوش کے درمیان ہوئی" (باب ۴ 'فصل ۵ 'ص ۳۲۲ 'مطبوعہ ڈنٹ اینڈ سنز 'لنڈن)

انتشار حواس کا اس سے بہتر نمونہ ملنا دشوار ہے مصنف کے سامنے شارع اسلام کی معجزانہ کامیابی بہ طور واقعہ موجود ہے اور وہ بے چارہ مبہوت ہے "کہ اس کی اہمیت کو کیوں کر گھٹائے اس کی سمجھ میں نہیں آتا "کہ وہ بعثت رسول کو مذہبی جامہ میں پیش کرے یا محض سیاسی رنگ میں! خلط مبحث کر کے وہ مجبوراً "ایسے الفاظ لکھ جاتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ گویا حضور کا اصلی مشن سیاسی تھا 'یعنی قبائل عرب کو متحد کرنا 'اور ملک میں ایک قومی اتحاد قائم کرنا! اگر یہی مراد ہے 'تو اس سخن فہمی کے قربان جائیے

توحید پر اس قدر زور دینے کی ضرورت

مقصد اگر سیاسی تھا تو توحید خالص پر اس قدر زور دینے 'بت پرستی کے مٹانے اس کی خاطر جلو کرنے 'ایک مخصوص نظام عقائد اور متعین ضابطہ عبادات پیش کرنے کی غدا معلوم کیا ضرورت تھی اور پھر فیلے چشم بددور مورخ ہیں 'اگر اتحاد اور سیاسی و قومی کی تحریک عرب میں 'ظہور اسلام سے قبل پہلے شروع ہو گئی تھی 'تو کاش اس تحریک کے دو ہی چار علمبرداروں کے نام گنا دیئے ہوتے!

پھر اگر مورخ موصوف کی یہ مراد ہے کہ تحریک تھی تو مذہبی ہی اصلاح کی 'لیکن اس حیثیت سے بھی 'تحریک کی بنیاد قبل سے ہو چکی تھی 'تو کاش ایسے ہی مصلحین دین کے کارناموں کی ذرا تصریح کر دی گئی ہوتی 'جس سے معلوم ہو جاتا کہ فلاں فلاں حدود تک کام قبل سے ہو چکا تھا اور اس کے بعد اسلام نے اضافہ کیا ابن ہشام وغیرہ میں لے دے کے 'چار ایسے شخصوں کے نام لئے ہیں جو شرک و بت پرستی کے آبائی مذہب سے بیزار ہو کر دین ابراہیمی کی تلاش میں دربدر ملک ملک پھرنے کو نکلے تھے ان میں سے دو عیسائی ہو گئے ایک آخر تک بھٹکتا 'اور رنگ بدلتا رہا اور صرف چوتھے کی قسمت میں مسلک توحید پر قائم رہنا آیا۔

کیا اسی کا نام 'زمین کی تیاری ہے؟ ایسے انے گنے 'چند افراد 'کس قوم میں 'اور کس زمانہ میں ہدایت یافتہ نہیں نکلتے رہے؟ دیکھنے کی بات صرف یہ ہے 'کہ آیا ان چند افراد کا 'یا مسیحت کا 'یا یہودیت کا 'یا کسی مذہب کا کوئی اصلاحی اثر عرب نے قبول کیا تھا؟ اس کا جواب نفی میں 'صرف مسلمان مورخ ہی نہیں 'بلکہ میور صاحب بھی دے چکے ہیں۔ لکھتے ہیں:۔

محمد کی نوعمری کے زمانہ میں عرب کی حالت نہایت جمود کی تھی۔ اصلاح کی طرف سے اتنی مایوس کن حالت شائد پیشتر کبھی بھی نہ رہی ہو بعض اوقات ایک واقعہ کے ہو چکنے کے بعد اس کے عجیب عجیب اسباب گڑھ لئے جاتے ہیں۔

"محمد کے پیدا ہونے کے ساتھ ہی سارے عرب میں ایک نئی اور ایمانی روح دوڑ گئی اس سے نتیجہ یہ نکالا جاتا ہے 'کہ عرب اس وقت تبدیلی کے لئے جوش میں تھا 'اور اس کے قبول کرنے کو بالکل آمادہ تھا۔ یہ قیاس 'تاریخ قبل اسلام کے واقعات کے بالکل منافی ہے" (مقدمہ سیرۃ محمدی باب ۲ ص ۹۶۔۹۷ 'مطبوعہ جان گرانٹ 'ایڈیٹر!)

بے سروسامان اسلامی لشکر اور روم کی شکست

اسلامی لشکر کے ہاتھ سے ہرقل 'رومی شہنشاہ کی شکست 'تاریخ کا ایک عجیب ترین واقعہ ہے ایک طرف ہر طرح کا ساز و سامان پشتہاپشت کا جنگی تجربہ 'دولت و علم 'کثرت افواج و اسلحہ اور دوسری طرف تعداد بھی قلیل 'اور سامان جنگ بھی کچھ یوں ہی سا۔ علوم و فنون سے بیگانگی 'اور ساز و سامان کی ناداری 'کامیابی اور نمایاں کامیابی 'اس آخری فریق نصیب ہوتی ہے 'اس واقعہ کی تصویر اس مرقع میں

"جہاں ایک طرف ہرقل کی کوشش یہ رہی کہ مشرقی سلطنت کی کھوئی ہوئی عظمت واپس آجائے 'اور اس اتحاد مذہبی کے

فلاقی دھن سوار رہی' جو ذہن بشری کے لئے ہمیشہ ایک عظیم ترین مغالطہ رہا ہے' وہاں دوسری طرف محمد نے نوع انسان کے جذبہ توحید کا صحیح تر اندازہ کر کے ملک عرب کو ایک حکومت قرار دینے اور سب سے ایک مذہب اختیار کرالینے میں کامیابی حاصل کرلی" (ف ۳۴۱ '۳۴۲)

سبحان اللہ و بحمدہ' ہرقل ایک عظیم الشان سلطنت کا تاجدار ہے' حکومت مدتوں سے اس کے خاندان میں چلی آرہی ہے زرو جواہر کا خزانہ رکھتا ہے' اہل علم واہل خرد اردگرد موجیں ہیں' اس کی ساری مساعی اتحاد ناکام رہیں' اور اس ناکامی کی بنا پر نفس یہ کوشش ہی ذہن بشری کا ایک عظیم ترین مغالطہ " قرار پا جائے لیکن جب بادیہ عرب کا ایک امی' تہذیب و شائستگی کی اقلیموں سے دور' تہذیب وفاقہ کش " چند سال کے اندر دیکھتے دیکھتے' ملک کے ملک کی کایا پلٹ کردے' اور سب کے دلوں کے عقائد ہی نہیں' زندگیوں کے اعمال بھی بدل دے تو ان کے غیب میں نہ کسی نصرت غیبی کا اعتراف کیا جائے اور نہ قدرت کی امداد تسلیم کی جائے بلکہ محض یہ کہہ کر دل کو سمجھالیا جائے' کہ آپ کو فطرت بشری کا صحیح تر اندازہ تھا!" یہ مورخانہ واقعہ نگاری ہے! اس کا نام محققانہ روشن خیالی ہے!

کمال تلبیس

یورپ کو اسلام و شارع اسلام کے معاملہ میں جو کمال تلبیس حاصل ہے اس کا دلچسپ نمونہ ہی اقتباسات بالا ہیں لکھنے والا کوئی پادری نہیں' مسیحی مناظر نہیں ایک مورخ ہے' صاحب علم اہل قلم ہے موضوع تصنیف تردید عقائد اسلامی نہیں' تاریخ یونان ہے' اسلام و شارع اسلام کا تذکرہ محض ضمناً آجاتا ہے پڑھنے والا بیچارہ بالکل خالی الذہن ہو کر پڑھ رہا ہے' پڑھتے پڑھتے یک بہ یک رسول اسلام کا نام آتا ہے کسی ظاہری' ہجو تنقیص اور لفظی توہین کے ساتھ نہیں' بلکہ اعتراف عظمت کے ساتھ' لیکن حیثیت جو ظاہر کی جاتی ہے' وہ برحق کی نہیں' صاحب وحی کی نہیں کسی مقدس و برگزیدہ ولی کی بھی نہیں' بلکہ محض ایک باتدبیر و کامیاب لیڈر کی اور پیمبرانہ کارناموں کی داد یہ کہہ کر ختم کردی جاتی ہے" کہ آپ نے نظر بشری کا خوب اندازہ کرلیا تھا! اب سادہ دل مسلمان طالب علم' جو مصنف کی بے تعصبی' رواداری' اور قوت تحقیق کا کلمہ پہلے سے پڑھ رہا ہے' جب اچانک ایسے موقع پر پہنچتا ہے تو عموماً" غلوئے ذہن کے ساتھ وہ اس باب میں بھی' مصنف کے بیان سے اسی طرح متاثر ہو جاتا ہے' جس طرح مصنف اس پر اثر ڈالنا چاہتا ہے' اور بے اختیار' وہ نبی کو محض ایک کامیاب قائد' ایک اولوالعزم فاتح ایک نامور مدبر کی حیثیت میں دیکھنے سمجھنے اور ماننے پر قانع ہو جاتا ہے! مسیحی مشنری اور پادری کے حملے کو کم از کم سامنے کے تو ہوتے ہیں " فرنگی محقق " کے وار ہمیشہ یونہی پشت کی طرف سے' بے خبری کے عالم میں' اچانک ہوتے رہتے ہیں!

غزوات کی فتح مندیاں مستقل معجزات

غزوات میں فتحمندیاں' حضور کا ایک مستقل معجزہ ہیں' اور منکروں پر ایک مخصوص حجت کافروں کی طرف سے باربار مطالبہ یہ ہوتا تھا کہ کوئی فرقان' مبین' کیوں نہیں نازل ہو جاتا' یہ فرقان' مادی آنکھوں سے نظر آجانے کے قابل' معجزانہ

فتحمندیوں کی شکل میں ظاہر ہو کر رہا' ان آنکھوں کی خیرہ کر دینے والی کامیابیوں اور کامرانیوں سے انکار کسی بڑے سے بڑے منکر کے لئے بھی ممکن نہیں۔

البتہ آج کا پڑھا لکھا منکر کرتا یہ ہے کہ واقعات کو مان کر انکی توجیہ و تاویل کے لئے بہانے ڈھونڈنے لگتا ہے' پرانے لوگ معجزات کی تاویل 'سحر' سے کیا کرتے تھے' جدید منکرین کو روشن خیالی کی چند اصطلاحیں ہاتھ آگئی ہیں' وہ ان سے اپنے دل کو تسکین دے لیا کرتے ہیں۔ فتوحات اسلامی کی تمہید میں ڈاکٹر فلپے فرماتے ہیں:۔

"خسرو ہرقل کے ماتحت' ایران و روم کی سلطنتوں میں جو حیرت انگیز انقلابات ہوئے وہ سب کے سب اس عظیم الشان اثر کے آگے ماند ہو جاتے ہیں جو ان کے معاصر محمدؐ' پیغمبر عرب نے ان ممالک کی سیاسی' معاشرتی' اور مذہبی زندگیوں پر ڈالنا شروع کر دیا' جن پر تسلط جمانے کی ان سلاطین کو اس قدر آرزو رہا کرتی تھی" (باب ۵' فصل ۲' ص ۳۵۴)

گویا حضورؐ کی معجزانہ طاقت کا اعتراف ہے اس کا اقرار ہے کہ جو انقلاب اس ذات مبارک نے دیکھتے دیکھتے پیدا کر دیا اس کی نظیر پیش کرنے سے رومہ و ایران کی پر قوت سلطنتیں مع اپنے تمام وسائل و خزائن کے عاجز ہیں لیکن اور یہیں سے گمراہی کی بنیاد پڑتی ہے۔۔۔۔ اس کی وجہ یہ نہیں نبی بھی اپنے دعوئی نبوت میں سچا تھا' بلکہ صرف یہ کہ وہ بڑا عقلمند اور بڑا نکتہ رس تھا! فرماتے ہیں:۔

محمدؐ کی کامیابی بحیثیت شارع کے' ایشیاء کی قدیم ترین اقوام میں' اور ان کے قائم کئے ہوئے اداروں کی پائداری نسلہا نسل تک اور ہر طبقہ معاشرت میں' ثابت کرتی ہے کہ یہ غیر معمولی انسان طائی کرگس اور اسکندر دونوں کا ایک نادر مجموعہ تھا

جامعیت کا کمال۔

دوسرے لفظوں میں' یہ تسلیم ہے کہ حضورؐ کی شخصیت عام انسانوں سے مافوق تھی' یہ بھی تسلیم ہے کہ حضورؐ کے اعلیٰ کارنامے حیرت انگیز ہیں' لیکن یہ ماننے کا امکان ہی نہیں کہ ایسا شخص اپنے دعووں میں سچا تھا بلکہ ان معجزانہ کامیابیوں کا راز صرف یہ تھا کہ آپ کی ذات میں بڑے سے بڑے فاتح' اور بڑے سے بڑے مدبر و مقنن کے "اوصاف نادرہ" جمع ہو گئے تھے! ۔۔۔۔ روایات میں آتا ہے کہ ابوجہل' جب معجزات و مادی آیات سے عاجز ہو جاتا ہے' تو آخر میں یہی کہہ کر اپنی کھسیاہٹ مٹا لیا کرتا تھا کہ (نعوذ باللہ) یہ شخص بڑے غضب کا ساحر ہے۔ آج کے روشن خیال کا انکار نبوت کیا ابوجہل کی ذہنیت سے کچھ بہت مختلف ہے؟

اس کی نظیر کہاں

دنیا میں کس سکندر' کس نپولین کس چنگیز نے اتنی بے سروسامانی کے ساتھ ایسے عظیم الشان فتوحات حاصل کئے ہیں؟ کس فوجی جنرل کی سپاہ نے اپنے اخلاق حسنہ کا اتنا زبردست نمونہ پیش کیا ہے؟ کس فاتح کشور کشا لشکر کے پیادے ایسے حق پرست ایسے متدین' ایسے نیک گزرے ہیں؟ کس فوج کے سپاہیوں نے دن بھر روزے رکھ کر اور راتوں کو تہجد میں گزار گزار

ر، محض جنت کی خاطر اللہ کے ہاں پروانہ مغفرت حاصل کرنے کے لئے اپنے سے کئی کئی گنے لشکروں کا مقابلہ کیا ہے؟ کس مقنن نے فطرت بشری کو اس درجہ ملحوظ رکھ کر، دنیا کے ہر گوشہ کے لئے بنی آدم کی ہر نسل کے لئے معاشرت و تمدن کے ہر طبقہ کے لئے عالمگیر قوانین وضع کئے ہیں؟ کس قانون سازوں نے حق و انصاف، امانت و دیانت، عفت و شرافت، اصلاح نفس و تزکیہ، باطن کو تمام وقتی مصالح و ہنگامی خواہشوں پر مقدم رکھا ہے؟ وہ پاک و پاکیزہ ملکوتی شخصیت جو ایسی پاک و پاکیزہ ملکوتی تعلیم کی سرچشمہ ہو اسے دنیا کے ملک فاتحوں اور قانون سازوں کی قطار میں شمار کرتے مصنف کو کچھ بھی عبرت نہ آئی؟ اگر یہی نمونہ علم، تحقیق ہے تو خدا معلوم جہل کسے قرار دیا جائے گا؟

آگے چل کر حضور کی شخصیت اور کارناموں کا پھر اعتراف ہے، لیکن جیسے لکھتے لکھتے کوئی چونک پڑتا ہے، کہ وہ کہیں اس لئے تصدیق نبوت نہ ہونے لگے۔ یہ بھی ارشاد ہو جاتا ہے "محمد کی پیدائش ایسے وقت میں ہوئی جب دنیائے متمدن کے طبقہ حکمران و طبقہ امراء میں نمایاں عقلی انحطاط تھا۔ اس وقت عموماً" دنیا جس سطح معاشرت پر تھی اس سے بہتر کی طلب پیدا ہو چکی تھی، اور حالات عصریہ سے بے اطمینانی تقریباً ہر ملک میں پھیل چکی تھی۔ عرب میں مذہب شرک و بت پرستی سے کسی بہتر مذہب کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی، اور ایران، شام و مصر کے لوگ بھی، مزدکیہ، یہود اور مسیحوں کے نزاعات سے تنگ آکر ایک بہتر دین کی جستجو میں تھے" (ملخصاً" ص ۳۵۳)

کیا طلب کا یہی ثبوت ہے۔

گویا "بہتر دین" کی طلب و تلاش تو سب کو تھی لیکن جب وہ "بہتر دین" پیش کیا گیا تو سارا عرب، مقابلہ و مقاتلہ کو تیار ہو گیا اور ملک کا بچہ بچہ تک، اس بہتر دین کے لانے والے کے خون کا پیاسا ہو گیا

کیا طلب و تلاش کا یہی ثبوت تھا؟

کیا یہ طلب و تلاش، اسی سے ثابت ہوتی ہے، کہ سالہا سال تک اس دین کے لانے والے کے خلاف، سخت سے سخت خونریز لڑائیاں جاری رہیں، اور مقاطعہ کر کے اس دین برحق کے داعی پر، زندگی تنگ کر دی گئی؟

عرب و مضافات عرب اگر ایسے ہی، ایک نئے دین کے لئے بے قرار تھے، تو کیوں نہ اس پیغمبر کو ہاتھوں ہاتھ لیا، اور سب کے سب نہ سہی، تو آخر کیوں نہ ایک بڑی جماعت معاً اس دعوت پر لبیک کہنے کو اٹھ کھڑی ہوئی؟

اس سے بھی قطع نظر کر کے، اگر نفس دعوت جدید ہی کامیابی کی ضامن ہو سکتی تھی، تو عین اس زمانہ میں مسیلمہ اور اسود عنسی بھی تو وحی و نبوت ہی کے دعوے لے کر اٹھے پھر آخر کیوں نہ کامیاب ہوئے؟ انھیں کیوں نہ سربزی نصیب ہوئی؟

ڈاکٹر فنلے صاحب اس کھلے ہوئے اعتراض سے غافل نہیں ہو سکتے تھے، ضمیر نے خود خلش محسوس کی، لیکن جو جواب سوچا، وہ اس قابل ہے کہ یا تو اس پر خوب ہنسا جائے اور یا محض رویا جائے۔ کہتے ہیں:۔

"عرب کے ذہن عامہ کے جس جوش نے محمد کو پیدا کیا اسی نے بت سے اور پیمبر بھی انھیں کے زمانہ میں اٹھا کھڑے کئے۔

لیکن محمد کی اعلیٰ قابلیت اور انصاف کے صحیح تر اندازہ' بلکہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ سچائی نے ان لوگوں کے سارے منصوبوں کو برباد کر دیا' (ص ۳۵۳)

گویا' اور ہر شے کا اعتراف ہو گا رسول کی قابلیت فہم و ذکا کا' نکتہ رسی و دور اندیشی' ذاتی صداقت و امانت سب کا سب اقرار ہو گا لیکن جس شے کے تسلیم کرنے سے درجہ بہ درجہ احتمل میں بھی گریز ہو گا' وہ صرف یہ ہے کہ یہ سچا اور قائل محض اپنے دعوئے نبوت میں بھی سچا تھا! اور ہر کوشش اسی کی جاری رہے گی کہ پڑھنے والا کسی ہیر پھیر سے' گھوم گھما کر بھی اس عقیدہ کے قریب نہ آنے پائے!

کارلائل کی سیرت نگاری

ٹامس کارلائل مورخ نہ تھے' ادیب تھے ان کا شمار انیسویں صدی کے مشہور ترین اہل قلم اور ادیبوں میں ہوتا ہے۔ انیسویں صدی کے وسط میں اپنی کتاب ہیرو اینڈ ہیروشپ (بطل اور بطل پرستی) پر شائع کی۔ مختلف ابواب میں مختلف مشاہیر تاریخ کو لے کر انھیں کسی نہ کسی حیثیت سے بطل (ہیرو) قرار دیا ہے' مثلاً" شاعروں میں شکسپیر اور دانتے' فرمانرواؤں میں کرامول وقس علی ہذا' اور ان سب کی زندگیوں پر تبصرہ کیا ہے اسی سلسلہ میں ایک باب حضور سے متعلق بھی ہے حضور کو پیمبروں میں ہیرو مانا ہے اور اسی حیثیت سے حضور کی زندگی اور اسلام پر تبصرہ کیا ہے۔

انصاف پسندی کی نوعیت اور حد

پادریوں نے تو حضور کی ذات مبارک سے ایسی کھلی ہوئی گندہ دہنی کی ہے کہ خود یورپ میں بھی اب ان کی تحریروں کا کوئی اثرباقی نہیں ہے کم از کم' کوئی مسلمان تو شائد ہی ان کی کسی تحریر سے متاثر ہو سکے اس طبقہ سے قطع نظر کر کے نام مصنفین' ارباب قلم کا جو گروہ ہے' اس کی بھی دو قسمیں ہیں کچھ تو وہ ہیں' جو حضور کو کھلے الفاظ میں نعوذ باللہ) "پیمبر دغا" کہتے ہیں اور سیرت مبارک پر طرح طرح کے الزامات لگاتے ہیں اور دوسرا گروہ ان لوگوں کا ہے جو اپنے کو انصاف' رواداری اور بے تعصبی کا مجسمہ ظاہر کرتے ہیں' اور گویا پہلے گروہ کے جواب میں' سیرت انور کے روشن پہلوؤں کو نمایاں کرتے ہیں کارلائل کا شمار اسی آخری گروہ میں ہے اس گروہ کا انداز بیان یہ ہوتا ہے کہ "لوگوں نے تاریخ کی اتنی ممتاز شخصیت کو بدنام کر رکھا ہے' وقت آگیا ہے کہ اس بدنامی کو دور ہونا چاہیے خود اپنی ناانصافیوں کی تلافی کرنی چاہیے۔ محمد عرب کے مصلح' مشرق کے ایک بطل اعظم' ہرگز ان الزامات کے مورد نہیں جو ان پر لگائے گئے ہیں وہ نہ چور تھے نہ دھوکے باز نہ نفس پرست" اپنے وقت کے بہت بڑے اور کامیاب مصلح تھے' ملک عرب کی انہوں نے کایا پلٹ دی وہ بڑے مخلص نیک نیت تھے انہوں نے وحشیوں کو انسانیت سکھا دی کروڑوں آدمی ان کے تقدس کے قائل ہیں' ہمیں بھی ان کا نام عزت و تکریم سے لینا چاہیے" غریب اور بے خبر" کتاب کا پڑھنے والا نوجوان اور کمزور عقیدہ کا مسلمان' سب سے زیادہ اسی فریب کاری' اسی اندا ز و جل کا شکار ہو جاتا ہے وہ مصنف کی نیک نیتی' انصاف پسندی پر اعتماد کر کے اپنی رائے اسی کے بیان کے مطابق ڈھالنا شروع

کرتا ہے اور جب کتاب ختم کرتا ہے' تو اکثر صورتوں میں اس کے ذہن کے سامنے' حضور انور کی تصویر' بجائے اللہ کے ایک سچے اور برگزیدہ نبی کے' بجائے تمام عالم کے لئے مشعل راہ ہونے کے لئے' محض ایک مخلص و نیک نیت مصلح وقت کی رہ جاتی ہے کارلائل کا مقالہ انہیں خصوصیات کا آئینہ دار ہے' راقم مضمون کے اوپر' کالج کی طالب علمی کے زمانہ میں خود یہ کیفیت گزر چکی ہے حضور انور کی ذات مبارک سے اسے جو بد عقیدگی پیدا ہوئی' وہ کسی کھلے ہوئے دشمن اسلام کی تحریر کے اثر سے نہیں' بلکہ اسی قسم کے دوست نما فرنگی دشمنوں کی تحریروں سے پیمبر کو اس رنگ میں دیکھنا' ایسی ہی بات ہے' جیسے صوبہ کے گورنر سے کہا جائے کہ حضور والا ان کے اختیارات کا کیا کہنا آپ پٹواریوں سے بڑھ کر اختیار رکھتے ہیں' اور چپراسیوں سے بڑے حاکم ہیں" یہ گورنر کی مدح ہوئی' یا اس کی توہین اس کے ساتھ مقالہ کے خاتمہ پر کارلائل صاحب جوش و خروش سے لکھتے ہیں:۔

"یہ محمد کا مذہب"

عرب قوم کے حق میں گویا تاریکی سے روشنی کی طرف آنا تھا عرب پہلے پہل اسی مذہب سے زندہ ہوا گلہ چرانے والی ایک غریب قوم' جو آفرینش عالم سے اب تک دنیا کی نظروں سے مخفی' جنگلوں میں پھر رہی تھی' ایک پیمبر اعظم ان کی طرف بھیجا گیا ایسے پیام کے ساتھ جس پر وہ ایمان لا سکتے تھے' اور دیکھو' جو قوم گمنام تھی' وہ مشہور آفاق ہو گئی جو حقیر تھے' وہ دنیا بھر میں مشہور ہو گئے ایک صدی کے اندر اندر عرب ایک طرف غرناطہ تک پھیل گیا اور دوسری طرف دہلی تک"

صرف کامیابیوں پر نظر ہے

عرب کے اہل جاہلیت قائل صرف مادی معجزات کے تھے بار بار مطالبہ حسی معجزات کا کرتے تھے ٹھیک یہی ذہنیت فرنگستان کی ہے اس کے بھی بڑے سے بڑے عقلاء و علماء کے ذہن کی رسائی بس یہیں تک ہے "کہ ایک امی نے سارے' ملک کو متحد کر دیا اور اس کے ہاتھوں دنیا کی بڑی بڑی قوموں کو شکست ولا دی ہے اور جس کے ہاتھوں یہ حسی و مادی معجزات ظہور پذیر ہوئے۔ اگر اسے بہت بڑے مصلح' بڑا مدبر تسلیم نہ کیا جائے تو اور کیا کہا جائے کارلائل کے اقتباس بالا کا ماحصل یہی ہے کہ حضور نے عرب میں ایک نہایت زبردست' انقلاب پیدا کر دیا۔ بے خبر اور بھولا کارلائل کے نام سے مرعوب' مسلمان نوجوان جب یہ پیراگراف پڑھتا ہے' تو ایک طرف کارلائل کی وسیع الخیالی اور منصف مزاجی کی داد دے اٹھتا ہے' لیکن ساتھ ہی دوسری طرف حضور کی عظمت کی بھی کل اتنی ہی کائنات سمجھنے لگتا ہے "کہ آپ نے قوم عرب کو مادی پستیوں سے نکال کر' دنیوی عروج و ترقی کے مرتبہ کمال پر پہنچا دیا! اسلام "محمد کا مذہب" مقالہ میں شروع سے آخر تک ہے گویا اس کو وحی ربانی سے کوئی تعلق ہی نہ تھا حضور کا سوچا اور قائم کیا ہوا ایک نظام تھا۔

اخلاص رسول کا ذکر' چند نمونے۔

حضور کی حمایت میں جو کچھ کہا اس کے چند نمونے ملاحظہ ہوں۔

"کسی بڑی شخصیت سے متعلق میں کبھی یقین ہی نہ کروں گا کہ وہ سچا نہیں تھا صداقت تو اس کے وجود کی بنیاد ہے میرابیو، نپولین، برنس، کرامول (مدبرین اور فاتحوں کے نام ہیں) غرض جس کسی نے بھی کوئی بڑا کارنامہ انجام دیا ہے سب کے سب مخلص ہوئے ہیں۔ اخلاص، عمیق، عظیم اخلاص، تمام بڑے آدمیوں کے وجود کی پہلی شرط ہے"

رسول کی سچائی کی حقیقت آپ نے دیکھ لی؟ یہ نہیں کہ اپنے دعویٰ نبوت میں سچے تھے، بلکہ جس طرح نپولین، کرامول وغیرہ مکر و زور، تکلف و تصنع سے الگ ہو کر، دل لگا کر اخلاص کے ساتھ، اپنے کام پر اعتقاد رکھتے تھے، حضور کی بھی نیت کی مکر و فریب کی نہ تھی آپ سادگی کے ساتھ وہی کہتے تھے جو آپ کی زبان آپ کے دل سے مختلف نہ تھی!

"غرض اس محمد کو ہم کسی طرح بے مایہ، یا سازباز کرنے والا تسلیم نہیں کر سکتے تصنع تو اس میں چھو نہیں گیا تھا دیدہ دانستہ کوئی اسکیم تیار کرنا اس کے دائرہ عمل سے باہر تھا۔ اپنا تیز و تند پیام جو انہوں نے پہنچایا، وہ وہی تھا، جو حقیقتاً "انہیں محسوس ہوا تھا، واقعتاً" ان کے عمق قلب سے اٹھا تھا جو خامیاں، نقائص، عیوب، ان کی جانب منسوب کئے گئے ہیں اگر وہ ثابت بھی ہو جائیں جب بھی ان کی اخلاص مندی مسلم رہتی ہے"

کارلائل کے اقتسابات

اردو میں بارہا، بہ طور ایک حامی اسلام کے پیش کئے گئے ہیں یہاں تک کہ مسلمان نے کارلائل کے اس مقالے کا پورا ترجمہ بھی اپنے نزدیک خدمت اسلام سمجھ کر شائع کر دیا ہے۔ اب تو آپ پر کارلائل کی اسلام دوستی کی حقیقت واضح ہو کر رہی؟ یہ پھر غنیمت تھا۔ جو کچھ اس نے زہر اگلا ہے، اس کے اصلی نمونے اب آنے کو ہیں۔ یہ مقصود نہیں کہ اس کی نیت بھی مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی تھی، اسے تو اس کا خیال بھی نہ ہو گا، کہ اس کی کتاب ترجمہ ہو کر کبھی مسلمانوں کی نظر سے گزرے گی سوال اس کی نیت کا نہیں اس کی تحریروں کے اثر کا ہے، نیت اس کی کچھ بھی ہو، حضور کی ذات سے رفع ملامت ہی اس کی نیت سہی، بہر حال و بہر صورت اثر اس کی تحریروں کے مطالعہ کا پڑتا ہے کہ عظمت نبوت دل سے مٹتی جاتی ہے، اور انسان اقرار رسالت سے دور ہی پڑتا جاتا ہے، آج دنیا میں جو صدہا ہزارہا نوجوان مسلمان، لامذہب ہو گئے ہیں ان کی ابتدائی بنیاد اسی قبیل کے مصنفین کی تحریروں سے پڑی ہے۔

قرآن پاک کے باب میں جہل۔

اپنی اسلام دوستی کا اعتماد دلوں میں ہی پیدا کر کے، اور اپنی اسلام نوازیوں کے مظاہرہ کے بعد یہ بزرگوار سرچشمہ نور وہدایت قران پاک سے متعلق یوں گہرافشانی فرماتے ہیں "متفرق اور منتشر جملے، ایک دوسرے سے غت بیت، ایک ہی بات کی بار بار تکرار پیچ در پیچ الجھی ہوئی تقریر، مجمل اور مبہم غرض بالکل مہمل کوئی یورپین، سوا اس صورت کے کہ اسے فرض ادا کرنا ہو، سارے قرآن کو پڑھنے کا تحمل ہی نہیں کر سکتا"

ماشاء اللہ! یہ ہے فرنگی داناؤں کے ایک دانا کی رائے آپ کی اس کتاب سے متعلق، جس کا ہمسر و نظیر معنوی ولفظی، ادبی و

اخلاقی' ہر حیثیت سے 'آج تک نہ دنیا کا کوئی صحیفہ ہو سکا' نہ آئندہ ہو گا! اور ظالم نے یہ رائے قائم کیوں کر کی؟ قرآن کو پڑھ کر نہیں' قرآن کے انگریزی ترجمہ کو پڑھ کر' جو کسی مسلمان کا نہیں' ایک پادری کا کیا ہوا تھا! اور پھر ترجمہ بھی براہ راست عربی سے نہیں بلکہ لیٹن ترجمہ کا انگریزی ترجمہ! اور خدا معلوم 'لیٹن کا ترجمہ بھی براہ راست تھا' یا وہ بھی بالواسطہ تھا! یہ ہے دانایان فرنگ کی دانائی اور احساس ذمہ داری کہ واسطہ در واسطہ کا ترجمہ اور وہ بھی دشمن کے قلم سے' دیکھ کر اس جزم و تیقن کے ساتھ رائے قائم کر لیتے ہیں اور اسے اس دریدہ دہنی کے ساتھ بک ڈالتے ہیں! - - - - چاہئے یہ تھا کہ اس مضحک و مجنونانہ رائے کے علم ہو جانے کے بعد خود کارلائل کے عقل و فہم' مذاق سلیم اور توازن دماغی پر فاتحہ پڑھ دیا جاتا' لیکن مرعوب اور غلامانہ ذہنیت کا نوجوان مسلمان' ان چیزوں کو پڑھ کر خود یہ سوچنے لگ جاتا ہے کہ جب ایسے بڑے شخص' اور اتنے بڑے محقق عالی دماغ نے یہ رائے ظاہر کی ہے' تو کچھ نہ کچھ اصلیت تو اس کی ضرور ہو گی! اور یہی وہ فتنہ ہے' جو ساری انگریزی تعلیم' انگریزی تمدن' انگریزی حکومت کے عقب میں مخفی ہے۔

"تاریکی کو اجالے سے بدلنے کے لئے جتنی روشنی مل سکتی تھی' بادیہ عرب کی اس روح مضطر کو مل گئی تھی اس تاریکی میں جو موت کے حکم میں داخل تھی وہ روشنی داخل ہوئی' جو گو منتشر تھی' لیکن اس میں زندگی کی' اور آسمانی جگمگاہٹ اور خیرگی شامل تھی' محمد نے اسے وحی قرار دیا' اور فرشتہ کا نام جبرئیل رکھا' ہم آج بھی اس کا صحیح نام اور کیا رکھیں؟" گویا ایک مصلح کے قلب پر ایک نورانی کیفیت طاری ہوئی اس کا نام اس مصلح نے اپنی سمجھ کے موافق "وحی" رکھ دیا اور وحی لانے والے کا نام جبرئیل گڑھ لیا کھلے لفظوں میں حضور پر کذب و بددیانتی کا الزام کہیں نہیں' اور ہر جگہ خلوص و حسن نیت کا اعتراف لیکن اندر ہی اندر زہر پھیلتا چلا جا رہا ہے اور حضور کے دعوٰی کی تردید قدم قدم پر جاری ہے'

قرآن پاک سے متعلق جو مزید گستاخیاں اور گندہ دہنیاں ہیں ان کے نقل کرنے کی نہ چنداں حاجت ہے' اور نہ آگے ہمت ہی پڑتی ہے' نمونہ دکھا دینے کے لئے جو کچھ گزر چکا' بالکل کافی ہے۔ یہ ہمارے نوجوان جب کارلائل کے قلم سے یہ داد تحقیق دیکھتے ہیں' تو چونکہ قلب کارلائل کی عظمت کو ایک مسلمہ و غیر مشتبہ حقیقت سمجھ رہا ہے اس کے نام سے مرعوب ہے' ادھر ذہن جاتا ہی نہیں' کہ خود کارلائل نے سخت ٹھوکر کھائی ہے' بلکہ دماغ میں سلسلہ خیالات یوں قائم ہوتا ہے' کہ جب ایسے محقق' آزاد خیال و منصف مزاج حکماء قرآن سے متعلق' باوجود تائید و ہمدردی' ایسے ایسے خیالات کے اظہار پر اپنے کو مجبور پاتے ہیں تو ہو نہ ہو ضرور کہیں پانی مرتا ہے اب تک ہم نے خاندان میں اور گرد و پیش جو روایتیں سنی تھیں' وہی معلوم ہوتا ہے' کہ غلط ہیں۔ آخر کچھ تو ایسی شدید و واضح کمزوریاں قرآن میں ہیں کہ ایسا عالی دماغ شخص بھی ان کی تاویل نہ کر سکا' اور اسے اعتراف حقیت پر مجبور ہونا پڑا"

زیادہ خطرناک کون ہیں

یہیں سے یہ ہے کہ کارلائل' گبن وغیرہ کے طرز کے مغربی مصنفین' کھلے ہوئے گندہ دہن راجپال وغیرہ سے کہیں زیادہ خطرناک ہیں' راجپال وغیرہ کی بیہودگی دیکھ کر ایک برائے نام مسلمان کی بھی غیرت و حمیت ضرور ابھر آتی ہے' اور وہ جواب و

دفاع پر آمادہ ہو جاتا ہے کارلائل وغیرہ کو دوست سمجھ کر مطالعہ کرتا ہے، اور طبیعت کسی دفاع کرنے کے لئے آمادہ نہیں ہوتی؛ کہ یک بہ یک اور اچانک، بے خبری میں، عقائد پر حملہ ہو جاتا ہے اور ایمان کی جڑیں ہل کر رہ جاتی ہیں قاتل اگر ننگی تلوار نکال کر جھپٹے، تو پھر سے کام بہ آسانی لیا جاسکتا ہے، لیکن اگر کوئی "دوست" شربت کا گلاس پیش کرے اور اس کی تہہ میں زہر ہلاہل کے ذرات جمے ہوئے ہوں، تو کون اس سے بچ سکے گا چھری کاٹنے اور ہلاک کرنے میں، بہر حال چھری ہی ہوتی ہے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شادیاں

بعض نقاد کہتے ہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے اپنی ذات کے لئے بار بار شادیوں کی ایسی مراعات حاصل کر رکھی تھیں جنہیں قانون اجازت نہیں دیتا۔ اور انہوں نے اپنی اس روش سے اپنے چال چلن میں ایک ایسی خامی کا مظاہرہ کیا جو پیغمبری کے لئے شایان شان نہیں۔ تاریخ کا صحیح علم اور حقیقت ایماندارانہ موازنہ بجائے اس کوشش کے کہ ان کو ایک آزادانہ نامناسب طور پر اپنی خواہشات کو تسکین دینے والا ثابت کیا جائے ضرور پوری طرح سے ثابت کر دے گا کہ ایک شخص غریب اور بغیر کسی آمدنی کے جب اس نے بوڑھی عورتوں کو سہارا دینے کے بوجھ کا ذمہ لیا جن کو اس نے آباؤ اجداد کے پرانے ارادے کے اصولوں کے مطابق سختی سے عمل کرتے ہوئے اپنی زوجیت میں لیا تو وہ خود اپنی قربانی جو ایک چھوٹی سی معمولی نہیں پیش کر رہے تھے۔

خدیجہؓ

ہمیں یقین ہے کہ انسانیت کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے ان نظریات کی اگر ہم اچھی طرح سے چھان بین کریں تو اس جھوٹ اور سفاکانہ حملوں کا جو اس عظیم عربی شخصیت کے خلاف کئے گئے ہیں 'انکشاف ہو جائے گا جب محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) صرف پچیس سال کے تھے جو زندگی کا بہترین زمانہ ہوتا ہے' تو انہوں نے خدیجہ کے ساتھ شادی کی جو عمر میں ان سے بہت بڑی تھیں۔ پچیس سال کا وہ زمانہ جو انہوں نے اس کے ساتھ گزارا وہ زندگی کا بہترین اور پر سکون زمانہ تھا جو وفاداری اور خوشی کے ساتھ گزرتا رہا۔ ہر اس سخت روش اور غصے کے دوران جو بت پرستوں نے ظاہر کیے اور ہر ظلم و تعدی کے دوران خدیجہؓ نے ان کا پورا پورا ساتھ دیا اور مدد کرتی رہیں خدیجہؓ کی وفات کے وقت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی عمر اکاون سال کی تھی اس کے دشمن انکار نہیں کر سکتے' بلکہ ان کو تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ اس کی زندگی کے تمام لمبے عرصے کے دوران انہیں ان کے اخلاقیات میں کوئی خامی نہیں ملی۔ خدیجہؓ کی زندگی میں آپ نے کسی سے کوئی شادی نہیں کی تھی باوجود اس امر کے کہ اگر وہ کسی کا انتخاب کر بھی لیں تو پبلک میں سے کوئی اعتراض نہیں کرے گا بلکہ وہ تائید کریں گے۔

سودہ

خدیجہؓ کی وفات کے کئی مہینوں بعد جب وہ طائف سے بے چارگی اور مظالم سے بے بسی کی حالت میں واپس آئے تو انہوں نے سودہ سے شادی کی' جو سکران نامی ایک شخص کی بیوہ تھیں سکران نے اسلام قبول کر لیا ہوا تھا۔ اور وہ کفار کے ظلم و ستم سے بچنے کے لے ابی سینیا بھاگ جانے پر مجبور ہو گیا۔ سکران جلاوطنی ہی میں مر چکا تھا اور اس کی بیوی بے حد خستہ حالت میں رہ گئی تھی۔ ملک کے دستور کے مطابق صرف شادی ہی ایک ایسا ذریعہ تھا جس سے کہ استاد اپنے وفادار شاگرد کی بیوہ کی حفاظت اور مدد کر سکتا تھا۔ فیاضی اور انسانیت کا ہر دستور محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کو اس کے لئے اپنا ہاتھ بڑھانے کے

لئے اکسا رہا تھا۔ اس کا خاوند اس نئے مذہب کی خاطر اپنی جان دے چکا تھا۔ اس نے اپنے مذہب کی خاطر اپنے گھر اور وطن چھوڑا۔ اس کی بیوی نے بھی اپنے خاوند کے ہمراہ جلاوطنی اختیار کی تھی۔ اب بے چاری بڑی ابتر حالت میں واپس مکہ میں آ گئی تھی اس غریب عورت کی مدد کا صرف یہی ایک ذریعہ ہو سکتا تھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) جو روز مرہ کا گزارہ چلانے میں بھی پریشان تھا سودہ سے شادی کرلے۔

عائشہ

حضرت ابوبکر کی ایک چھوٹی سی لڑکی عائشہ نامی تھی زندگی میں ان کی یہ خواہش تھی کہ وہ تعلق جو وہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) سے وابستہ رکھتے ہیں' انہیں مزید مضبوط کیا جائے اس پیغمبر سے جس نے ان کو توہمات اور کفر کے اندھیرے سے باہر نکال کر رہنمائی کی ان کی اپنی بیٹی سے شادی کی جائے بچی کی عمر صرف سات سال تھی۔ لیکن چونکہ ملک کے دستور تعلقات کو تسلیم کرتے تھے اس لئے اپنے شاگرد کی پر خلوص درخواست پر وہ چھوٹی سی کنواری لڑکی پیغمبر کی بیوی بن گئی۔
جب مدینہ میں مہاجر لوگ پہنچے تو کچھ عرصہ بعد ایک واقعہ پیش آیا جس سے اس زمانے کی عربوں کی زندگی کے حالات پر کافی روشنی پڑتی ہے وہ لوگ جو عربوں کے معاشرے کی خاص خاص باتوں سے واقف ہیں مثلاً "غرور' لڑائی جھگڑے کے لئے جلد آمادہ ہو جانا' عزت و آبرو کے لئے خاص نظریہ' زبردست طاقت اور صبر کا دعویٰ کرنا وہ اس کہانی کے مکمل جواز کو سمجھنے کے قابل ہیں۔

یعنی وہ کہانی کی تہ تک پہنچ سکتے ہیں اب بھی بقول مسٹر برٹن بدوؤں کے مابین اکثر سہوا" الفاظ نکل جاتے ہیں جو خونریزی کا باعث بن جاتے ہیں۔ عمر بن الخطاب حفصہ نامی بیٹی رکھتے تھے یہ اچھی عورت جنگ بدر میں اپنے خاوند کو کھو بیٹھی تھی۔ چونکہ وہ اپنے باپ کی طرح گرم مزاج رکھتی تھی اس لئے وہ عرصہ سے بغیر کسی خاوند کے گھر بیٹھی ہوئی تھی۔ اچھے لوگ اس سے شادی کرنے سے گھبراتے تھے ان باتوں کا اس کے باپ پر بھی برا اثر پڑ رہا تھا۔ اور عمرؓ اس چکر سے نجات حاصل کرنے کے لئے ابوبکر کو اپنی بیٹی دینے پر آمادہ ہوئے اور اس کا ذکر ان سے کر دیا جب انہوں نے انکار کیا تو عثمانؓ کے پاس آئے انہوں نے بھی انکار کر دیا یہ انکار براہ راست بے عزتی سے تھوڑا ہی کم تھا۔ عمرؓ بڑے طیش میں محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی طرف چل پڑے تاکہ وہ پیغمبر کے سامنے فریاد کریں جس طرح بھی ہو سکے عزت کا سوال ان کی حمایت میں حل ہونا ضروری تھا۔ لیکن نہ ہی ابوبکرؓ اور نہ ہی عثمانؓ حفصہ کے مزاج کا بوجھ اٹھانے کو تیار ہوئے۔ حقیقت میں ہمارے خیال میں یہ ایک پریشان کن جھگڑا تھا مگر اس وقت مسلمانوں کے ایک چھوٹے سے گروہ کے لئے بہت ہی سنجیدہ مسئلہ بن گیا تھا اس حد کی کشیدگی کے دوران مسلمانوں کے سردار نے اس لڑکی سے شادی کر کے اس کے باپ کے غصے کو ختم کر دیا پبلک نے نہ صرف اس کی تائید کی بلکہ اس کی خوشیاں بھی منائیں۔

ہند ام سلمہ، ام حبیبہ اور زینب

ام المساکین بھی حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی بیویاں تھیں جو وہ بھی بیوہ ہی تھیں جن کو بت پرستوں کی دشمنی نے ان کے قدرتی محافظ سے محروم کر دیا تھا اور جنہیں ان کے رشتہ دار یا تو وہ اس قابل ہی نہ تھے کہ ان کی مدد کر سکیں یا یہ کہ وہ ان کی امداد کے لئے تیار نہ تھے۔

محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) اپنے دلی دوست اور آزاد شدہ زید کی شادی ایک اونچے گھرانے کی خاتون زینب نامی سے کی۔ وہ عرب کے اونچے اونچے گھرانوں میں سے دو خاندان کی اولاد میں سے تھی اسے اپنے حسب و نسب پر فخر تھا اور غالباً "اپنی خوبصورتی پر ناز تھا۔ مگر ایک آزاد غلام کے ساتھ اس کی شادی کا ہونا اس کے دل میں کانٹے کی مانند تھا۔ آخر کار باہمی انحراف ان کی رنجش کا باعث بنی غالباً" خاوند کی جانب سے اس کی دل برداشتگی کا موجب وہ چند الفاظ تھے جنہیں وہ بار بار دہرایا کرتی تھی۔

اور عورتیں ہی بہتر جانتی ہیں کہ انہیں کیسے استعمال کیا جائے جو اچانک محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے منہ سے نکل گئے تھے۔ (حضور اکرمؐ اللہ کے نبی تھے وحی کے بغیر کلام نہیں کرتے تھے لہذا ان کے لئے ایسا کہنا جہالت کی دلیل ہے) جب ایک مرتبہ آپ نے زینب کو دیکھ پایا تھا ایک دفعہ آپ کو زید کے گھر جانے کا موقع ملا تھا۔ اور آپ نے زینب کو جبکہ اس نے پردے سے چہرہ ڈھانپا ہوا نہیں تھا دیکھ کر کہا اسی انداز سے جیسے آج کوئی مسلمان کسی خوب صورت تصویر یا بت کی تعریف کرتا ہوا پکار اٹھے۔

اس خدا کی تعریف کی جائے جو دلوں پر حکومت کرتا ہے۔ وہ الفاظ جو قدرت کی تعریف کے لئے کہے گئے تھے زینب اکثر خاوند کے سامنے دہرایا کرتی تھی۔ محض یہ جتلانے کے لیے کہ پیغمبر بھی اس کی خوبصورتی کی تعریف کرتے تھے۔ قدرتی بات ہے کہ وہ سن کر اور بھی خفا ہو جاتا تھا۔ اس نے فیصلہ کیا کہ وہ زینب کے ساتھ نہ رہے گا۔ اس ارادے کو لے کر وہ پیغمبر (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے پاس پہنچا۔ اور اس نے خواہش ظاہر کی کہ وہ اسے طلاق دے دے۔ (محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے پوچھا کیوں؟ کیا تو نے اس میں کوئی غلطی پائی ہے؟ زید نے نفی میں جواب دیا۔ اور کہا "لیکن میں اس کے ساتھ آئندہ نہیں رہ سکتا" پھر پیغمبر (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے حکم کی تعمیل کرنے پر زور دیا۔ اور کہا کہ جاؤ اور اپنی بیوی کی حفاظت کرو۔ اور خدا سے ڈرو کیونکہ خدا نے کہا ہے "اپنی بیویوں کی خبر گیری کرو اور خدا سے ڈرو" لیکن زید اپنے مقصد پر تلا رہا اور پیغمبر کے حکم کے باوجود اس نے زینب کو طلاق دے دی۔ (محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کو زید کے اس کردار پر صدمہ ہوا۔ خاص کر اس امر کے لئے کہ ان ہر دو کی جن کی طبیعتیں یا مزاج ایک دوسرے سے مختلف ہیں شادی کرانے میں ان کا اپنا ہاتھ تھا۔ جب زینب زید سے طلاق حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئی۔ تو اس نے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) سے شادی کرانے کی کوشش شروع کر دی۔ اور اسے اس وقت تک تسلی نہ ہوئی۔ جب تک کہ اس نے اپنے لئے حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی بیویوں میں سے ایک ہونے کا اعزاز نہ حاصل کر لیا (اس روایت۔ کے چند مندرجات سے ہمیں اختلاف ہے اس کی

مکمل تحقیق ہماری دوسری کتاب میں آرہی ہے)
اس شادی سے کفار کے اندر سنسنی پھیل گئی۔ جو اپنی ساسوں اور سوتیلی ماؤں سے شادیاں کرلیا کرتے تھے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ اپنے متبنی بیٹے جیسے کہ (محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) زید کو کہا کرتے تھے۔ کی طلاق شدہ بیوی کے ساتھ انہوں نے شادی کرلی ہے۔ لوگوں کے اس نظریئے کو کہ کسی کو متبنی بنانے سے وہ حقیقی بیٹے کے درجہ تک پہنچ سکتا ہے توڑنے کے لئے قرآن شریف کے باب ۳۳ کی چند آیات بھیجی گئیں۔ جس کی رو سے کفار کی ان رسومات کو باطل کردیا گیا جن کے باعث اگر کسی بیوی یا خاوند یا اس سے آئندہ ہونے والی بیوی یا خاوند کو ماں بہن باپ یا بھائی کہہ کر پکار آگیا ہو تو وہ اس کے لئے ناجائز (حرام) ہوجاتی ہے۔ اور اسے تقدس حاصل ہوجاتا ہے لیکن جہاں تک اس عورت یا عورت کا متبنیؐ بیٹے کا مسئلہ ہے۔ یعنی اگر کسی متبنیؐ لڑکی کو بیٹی کہہ کر پکارا جائے یا لڑکے کو بیٹا کہہ کر پکارا جائے تو ان کا جائز ہوجانے سے دور کا تعلق بھی نہیں ہوسکتا یا انہیں ایسے الفاظ سے پکار دینے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ پیغمبر (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی خلوص نیت کا ثبوت یہ ہے کہ زید اپنے آقا کی وفاداری اور خدمت گزاری سے کبھی منحرف نہیں ہوا۔

جویریہ

حضرت (محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی ایک اور بیوی جویریہ" کے نام سے موسوم ہے۔ وہ حارث کی بیٹی تھی جو بنی مستعلیق قبیلہ کا سردار تھا ان کی بغاوت فرو کرنے کے لئے ایک مہم کا آغاز کیا گیا۔ اس لڑائی میں جویریہ ایک مسلمان کے ہاتھوں گرفتار ہوکر لائی گئی تھی۔ اس نے گرفتار کرنے والے کے ساتھ وعدہ کیا تھا کہ وہ ایک معقول رقم دے کر اپنی آزادی حاصل کرلے گی۔ اس نے (محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) سے درخواست کی کہ وہ رقم اسے دے دیں۔ انھوں نے فوراً وہ رقم اس لڑکی کے حوالے کردی جس سے اسے آزاد کردیا گیا۔ اس فیاضی کو پاکر اور اپنی آزادی حاصل کرکے وہ اس قدر ممنون احسان ہوئی کہ اس نے آپ سے شادی کی درخواست کردی۔ اس طرح یہ شادی ہوئی جونہی مسلمانوں نے اس تعلق کی وابستگی کا واقعہ سنا وہ آپس میں باتیں کرنے لگے کہ بنی مستعلیق اب ہمارے رشتے دار ہوگئے ہیں اب ہمیں ان سے اچھے سلوک سے پیش آنا چاہیے۔ ایسے حالات میں ہر ایک فاتح اپنے اپنے قیدیوں کو جو اس مہم میں ان کے ہاتھ لگ گئے تھے جلدی جلدی آزاد کرنے لگے۔ اس طرح ایک سو خاندان کے قیدیوں نے آزادی حاصل کرلی۔ اور جویریہ کی (محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) سے شادی ہونے پر دعائیں دینے لگے۔ جنگ خیبر میں ایک یہودی عورت صفیہ بھی کسی مسلمان کے ہاتھوں قید ہوکر لائی گئی تھی۔ اسے بھی (محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے بڑی فراخدلی سے آزاد کردیا تھا مگر بعد ازاں ان کی درخواست پر اسے بھی حرم میں داخل کرلیا تھا۔

مانما

مانما جس کے ساتھ مکہ میں شادی ہوئی تھی اس کی عمر اس وقت پچاس سال تک پہنچ چکی تھی۔ (محمد صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم

) کے ساتھ یہ شادی غریب رشتہ دار کے لئے امداد کا باعث بنی۔ اس کے علاوہ اسلام کو یہ فائدہ ہوا کہ دو مشہور شخصیتیں حلقہ بگوش اسلام ہو گئیں۔ وہ ابن عباس اور خالد بن ولید تھے۔ خالد بن ولید خطرناک جنگ احد میں قریش کے رسالہ کا لیڈر تھا۔ جس نے بعد ازاں یونان کو فتح کیا تھا (خالد بن ولید نے مالک بن نویرہ کو شہید کر کے اسی رات اس کی بیوی سے شادی کرلی تھی جس پر حضرت عمر نے ناراضگی کا اظہار فرمایا۔ اور اپنے دورے حکومت میں اسے معزول کردیا)

جب ہم حقیقت کی طرف نگاہ اٹھاتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ان کی شادیوں کا مقصد لڑنے والے قبائل کو اپنے ساتھ صلح و آشتی سے ملانا مقصود تھا تاکہ سکون کی فضا پیدا ہوسکے پس اس مقصد میں انہیں بڑی کامیابی حاصل ہوئی۔ کفار عربوں میں تھار (خون بہانے کا انتقام لینا) کی رسم پھیلی ہوئی تھی۔ خونی جنگوں میں کئی قبائل تباہ و برباد ہو چکے تھے۔ کوئی قبیلہ خونی جنگوں کے بغیر نہیں تھا۔ ان میں مردوں کا عام استہلاک و قتل ہوتا تھا اور عورتوں اور بچوں کو غلام بنایا جاتا تھا۔ موسیٰ نے تھار کی رسم کو اپنے پیروکاروں میں دیکھا جس طرح کہ ترقی پسند و پسماندہ اقوام میں اس کا رواج اب بھی جاری ہے لیکن حضرت موسیٰ جب اس کی بیخ کنی نہ کر سکے تو اسے عبادت گاہوں کے اوارے سے قانوناً جائز قرار دے دیا گیا۔ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جو اس قسم کی چیزوں کے علاج کے لئے گہری سوچ بچار رکھتے تھے مختلف حریف کنبوں اور طاقتور قبائل کو باہم ملا دیا۔ اور خود کو شادیوں کے بندھن سے وابستہ کر کے اس مقصد کو پورا کیا۔ اپنے مشن کے آخری ایام میں انہوں نے عرفات کی پہاڑی پر کھڑے ہو کر اعلان کردیا کہ اس وقت سے آئندہ کے لیے تمام خونی انتقامی جنگیں بند کردی جائیں۔

تنگ خیال اور بے انصافی کرنے والے دشمنوں کے حسد نے ان قوانین کو جن کو پرانے زمانے کے بڑے بڑے لوگوں نے متفقہ رائے سے منظور کر رکھا تھا۔ توڑ پھوڑ دیا۔ یہی پرانی رسومات تھیں۔ جن کے تحت (محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے ایک سے زیادہ شادیاں کیں۔ اور بے کس اور بیوہ عورتوں کو ان کے گزارہ کے لئے امداد پیش کی۔ وہ آمدنی کا کوئی ذریعہ نہ رکھتی تھیں۔ ان کو اپنے حرم میں شامل کر کے ان کی عمر اور حالات کے مطابق جیسا بھی ہو سکا ان کی امداد کی۔

اہل مغرب اپنے حسب عادت پولی گیمی یقینی طور پر خرابی کا باعث بتلاتے ہیں۔ اور اس رواج کو نہ صرف قانون کے خلاف ہی سمجھتے ہیں بلکہ اسے عام آزادی اور بد اخلاقی کا نتیجہ بتلاتے ہیں۔ ان کو یہ معلوم نہیں کہ اس قسم کے اداروں کا وجود زمانے کے حالات اور ضروریات پر استوار یعنی مبنی ہوتا ہے۔ وہ اس مقولہ کو بھول جاتے ہیں کہ ضرورت ایجاد کی ماں ہے۔ ان کو معلوم نہیں کہ پہلی جنگ کے دوران اور اس کے بعد فرانس میں کیا حالات ہو گئے تھے جبکہ بمشکل کوئی مرد نظر آرہا تھا۔ عورتیں اپنے خاوندوں اور دوستوں کی تلاش میں تھیں۔ حکومت فرانس کو ملکی حالات نے مجبور کردیا تھا کہ انڈیا اور دیگر غیر ممالک سے مردوں کو تنخواہ پر لا کر اپنے ملک میں بسائیں تاکہ وہ ان کی دیکھ بھال کریں اور ملک کی خاطر وہاں کی نسل کو بڑھائیں وہ اس حقیقت کو بھی بھولے ہوئے ہیں کہ عبرانی قوم کے بڑے بڑے سردار جنہیں تمام سامی فرقے اعلیٰ اخلاقیات کا بحر سمجھتے تھے۔ وہ اس کثرت سے پولی گیمی کو عملی جامہ پہنایا کرتے تھے جسے آج ہم موجودہ خیالات کے مطابق باضابطہ بد اخلاقی کا مظہر یا نمونہ سمجھتے ہیں۔

شاید ہم ان کے اس رویئے اور کردار کے باوجود اس امر کے کہ اس وقت کی روایات کے مطابق انہیں منظوری دے دی گئی

تھی بغیر کسی چھان بین کے تائید نہیں کریں گے لیکن پیغمبر عرب کے بارے میں یہ ضروری ہے کہ ہم ان کے کردار کی
تاریخی اہمیت اور قدر کو مد نظر رکھیں۔

ابتدائی عیسائیت کی تاریخ میں بڑی بڑی اہم باتوں میں سے ایک یہ بھی تھی کہ شادی کو بہت کم اہمیت دی جاتی تھی۔ شادی کی رسم کو ایک گھٹیا سی رسم سمجھا جاتا تھا اور بچوں کا پیدا ہونا برائی خیال کیا جاتا تھا۔ راہبانہ زندگی بسر کرنے کے رجحانات نے بڑے بڑے مستعد لوگوں کو دنیا داری سے منحرف کر دیا تھا۔ عام پادریوں کو شادی کرانے کی اجازت نہ تھی۔ اگر اجازت مل سکتی تھی تو زندگی میں صرف ایک بار ایسا کر سکتے تھے۔ اس غیر صحت مندانہ احساس کی وجہ کچھ تو وہ مثال تھی جو ان کے آقا (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) نے پیش کی تھی۔ اور کچھ ان طرح طرح کے حالات کا نتیجہ تھا۔ جنہوں نے ابتدائی عیسائی ڈھانچہ کو گھیر کر رکھا تھا۔

آؤ اب ہم کچھ دیر کے لئے قطع نظر کسی خیال کے ان کی شادیوں کے متعلق غور کریں۔ موسیٰ (علیہ السلام) نے ایک سے زیادہ شادیاں کیوں کیں؟ ایسا کرنے سے کیا وہ اعلیٰ اخلاقیات کا حامل تھا یا جذبات کا بندہ تھا۔ داؤد (علیہ السلام) جو خدا کی مرضی کے مطابق اپنا کردار رکھتے تھے کیونکر متعدد بیویاں کرتے رہے؟ جواب بالکل صاف اور عام فہم ہے۔ ہر زمانہ اپنا علیحدہ علیحدہ درجہ رکھتا ہے۔ جو چیز ایک وقت میں موزوں تصور ہوتی ہے وہی دوسرے زمانے میں غیر موزوں سمجھی جاتی ہے۔ ہمیں پرانے زمانے کی باتوں کو دور حاضرہ کے معیار پر پرکھنا نہیں چاہیے۔

کیا ہم (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کو غیر معقول، بڑی بڑی تمنائیں رکھنے والا اور ناقابل عمل چیزوں کے خواب دیکھنے والا کہنے میں حق بجانب ہیں یا موسیٰ اور داؤد کو خون بہانے والا جذباتی انسان کہا جا سکتا ہے۔ محض اس بناء پر کہ ایک کا دل بے بنیاد حکومت بادشاہت کے خیالات کا حامل تھا اور دوسروں کی زندگیاں انیسویں صدی کے نظریات کے مطابق بہت قابل اعتراض تھیں۔ ہر دو حالتوں میں ہم صریحاً غلطی پر ہوں گے جہاں تک (محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی ذات کا تعلق ہے وہ انسانیت کی پرورش اور نشوونما کو پیش کرتے ہیں۔

یہ جو کہا جاتا ہے کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے اپنے لئے جو مراعات حاصل کر رکھی تھیں وہ ان کے پیروکاروں کو دی نہیں جاتی تھیں اس کے لئے صرف یہ بتلا دینا کافی ہے کہ یہ تاثرات محض لاعلمی کی وجہ سے مغالطہ پر مبنی ہیں۔ ہجرت سے چند سال بعد مدینہ میں پولی گیمی پر پابندیاں لگوائی گئیں اور وہ حصہ جو محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ذات سے متعلق تھا کسی رعایت کی بجائے جو کوئی آزاد منش رکھتا ہے اس کی ضمیر پر جو بذات خود کامل احساس رکھنے والا اور اپنے کردار کا جائزہ لینے والا ہے پابندیوں کا بوجھ ڈال دیا گیا۔

ان کی تمام شادیاں پولی گیمی پر پابندیاں عائد ہونے سے پیشتر ہو چکی تھیں۔ اس الہام کے بعد ہی ایک ایسا انکشاف ہوا جس کی رو سے ان کے لئے تمام پابندیاں واپس لے لی گئیں۔ جب کہ اس کی پیروی کرنے والے چار شادیاں کر سکتے ہیں بشرطیکہ وہ تمام شرائط جو قانون نے لگا رکھی ہیں ان کی پابندی کی جائے۔ طلاق دینے کے بعد (جس کی کہ آپ نے بہت مذمت کی ہے) دوسری شادی کرائی جا سکتی ہے۔ لیکن محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کسی منکوحہ بیوی کو علیحدہ نہیں کر سکتا جن کے گزارہ کا

وعدہ کر چکا ہے۔ اور نہ ہی انھیں کوئی دوسری شادی کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔

مذکورہ بالا مضمون کی مزید وضاحت

منہاج نبوت اور تعدد زوجات

اب اس مسئلہ کو منہاج نبوت پر دیکھ لینا چاہیے۔
عیسائی حضرات حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عظمت کے قائل ہیں اور ان کو خلیل الرحمٰن تسلیم کرتے ہیں۔
حضرت یعقوب علیہ السلام کو خدا کا اسرائیل اور نہایت برگزیدہ تسلیم کرتے ہیں
حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بابت اعتقاد رکھتے ہیں کہ اب تک بنی اسرائیل میں موسیٰ علیہ السلام کی مانند کوئی نہیں اٹھا جس سے خدا آمنے سامنے آشنائی کرتا۔
ہم حضرت داؤد علیہ السلام کی بابت بائبل میں یہ فقرہ پڑھا کرتے ہیں خدا نے اس سے کہا کہ تو میرا بیٹا ہے میں آج کے دن سے تیرا باپ ہوں۔
حضرت سلیمانؑ کی بابت عیسائی مانتے ہیں کہ خدا نے اسے فرمایا تھا "میں نے ایک عاقل اور سمجھ دار دل تجھ کو بخشا۔ ایسا کہ تیری مانند تجھ سے آگے نہ ہوا نہ اور تیرے بعد تجھ سا برپا ہوگا تسلیم کرتے ہیں کہ خدا نے حضرت سلیمانؑ کی بابت یہ بھی کہا تھا" کہ وہ میرا بیٹا ہوگا۔ اور میں اس کا باپ ہوں گا"
حوالہ جات بالا کے بعد ہم باوثوق اپنی رائے قائم کرسکتے ہیں کہ انبیائے صدر کے افعال منہاج نبوت کے ثابت کرنے میں محکم ترین دلائل اور بہترین نظائر ہیں۔

اب انبیاء صدر کے متعلق ملاحظہ ہو

سیدنا ابراہیم الصلوٰۃ والسلام کی تین بیویاں
۱۔ سیدہ ہاجرہ کتاب پیدائش ۳ر ۱۶ والدہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام۔
۲۔ سیدہ سارہؑ۔ کتاب پیدائش ۱۵ر ۱۸ والدہ اسحٰق علیہ السلام
۳۔ قتورہ خاتون کتاب پیدائش ار ۲۵ والدہ زمران۔ یقسان۔ مدیان۔ اسباق۔ سوخ۔
حضرت یعقوب اسرائیل کی چار بیویاں
۱۔ لیاہ کتاب پیدائش ۲۳ر ۲۹ والدہ روبن۔ لاوی۔ یہودہ آشکار۔ زبلون۔
۲۔ زلفہ۔ کتاب پیدائش ۲۳ر ۲۹ والدہ جد۔ آشر۔
راحیل۔ کتاب پیدائش ۲۸ر ۲۹ والدہ یوسف علیہ السلام و بنیامین

۳۔ بلہہ کتاب پیدائش ۲۹، ۲۹ والدہ دان و نفتالی

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی چار بیویاں

۱۔ صفورہ خاتون کتاب خروج ۲۱، ۲ والدہ جیر سوم۔ الیسرؔ۔

۲۔ جشہ

۳۔ ایک اور بیوی جس کے والد کا نام قینی تھا' قاضیون ۱۹ر ۱

۴۔ ایک اور بیوی جس کے باپ کا نام حباب تھا۔ قاضیون ۱۹، ۴

حضرت موسیٰ پر بے تعدد بیویوں کا جواز

۱۔ جب تو لڑائی کے لئے اپنے دشمنوں پر خروج کرے اور خداوند تیرا خدا ان کو تیرے ہاتھوں سے گرفتار کرے اور تو انہیں اسیر کرلائے۔ اور ان اسیروں میں خوب صورت عورت دیکھے اور تیرا جی اسے چاہے کہ تو اسے اپنی جورو بنائے۔ تو تو اسے اپنے گھر میں لا اس کا سر منڈوا اور ناخن کٹوا۔ تو وہ اپنا اسیری کا لباس اتارے اور تیرے گھر میں رہے اور ایک مہینہ بھر اپنے باپ اور ماں کے سوگ میں بیٹھے۔ بعد اس کے تو اس کے ساتھ خلوت کر اور اس کا خصم بن کر اور وہ تیری جورو بنے کتاب استثنا ۲۱، ۲۱

حضرت داؤد کی (الف) ۹ بیویاں اور (ب) دس حرموں (ج) اور حرموں اور (د) جوروؤں کا ذکر بائبل سے حسب مراحت سے ملتا ہے۔

نام زوجہ	حوالہ	کیفیت اور ان کے بطن سے پیدا ہوا
۱۔ اخزعم	سموئیل ۲۳، ۲۶	امنون پہلوٹھا اس سے پیدا ہوا
۲۔ ابی جیل	ایضاً	کلیاب اس سے پیدا ہوا
۳۔ میکل بنت ساؤل بادشاہ اسرائیل	۱۔ سموئیل ۲۷، ۱۸	بے اولاد
۴۔ معکہ بنت تلمی بادشاہ جسور	۲۔ سموئیل ۳ باب	البلوم اس سے پیدا ہوا۔
۵۔ حجیت	ایضاً	ابی سلوم۔ و۔ اودنیاہ پیدا ہوئے
۶۔ ابطال	ایضاً	سفطیہ پیدا ہوا
۷۔ عجلاہ	ایضاً	تیرعام اس کے بطن سے پیدا ہوا۔

داؤد کے مندرجہ بالا فرزندوں بمقام جردن پیدا ہوئے تھے۔

۸۔ بحت سبع دختر ابی عام	۲۔ سموئیل ۳۔ ۲۶۔ ر ۱۱	حضرت سلیمان اس سے پیدا ہوئے۔
۹۔ ابی شاگ	۲۔ سموئیل	
۱۰۔ دس حرمیں داؤد کی	۲۔ سموئیل ۳۰، ۲۰	

دیگر داؤد نے جبرون سے آکر یروشلم میں اور حرمیں۔۔۔۔۔۔۔۔ اور جوروئیں کیں۔ ۲ سموئیل ۱۳، ۵

حضرت سلیمان کی ایک ہزار عورتیں

اس کی سات سو جوروئیں بیگمات اور ۳۰۰ حرمین تھیں۔ سلاطین ۳ر ۱۱ان حوالہ جات سے ظاہر ہے کہ خدا کے برگزیدہ نبیوں اور رسولوں کے گھروں میں ایک سے زیادہ بیویاں ہوتی تھیں۔ اور ان کی کثرت زوجات کی بنیاد پر عیسائیوں نے ان انبیاء کی تقدیس میں کبھی کوئی اعتراض نہیں کیا۔

ہم ابھی اور مثالیں پیش کریں گے۔ حزقیل نبی کی کتاب کا ۲۳ باب نکالو اور ایک تا چار درس پڑھ جاؤ۔ ار ۲۳ خداوند کریم کا کلام مجھے پہنچا اور اس نے کہا۔ ۲ر ۲۳ آدم زاد' دو عورتیں تھیں جو ایک ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئیں۔ ۴ر ۲۳ ان میں بڑی کا نام اہولہ اور اس کی بہن کا نام اہولیہ اور وہ میری جوروئیں بنیں۔ اور بیٹے بیٹیاں جنیں۔ اس کلام میں خدا نے ایک سے زیادہ عورتوں کو جوروئیں بنانے کا ذکر کیا ہے۔

عیسائی کہیں گے کہ یہ کلام تمثیل ہے۔ لیکن پھر بھی یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ اگر ایک سے زیادہ عورتوں کا جورو بنانا خدا کے نزدیک پسند نہ ہوتا تو وہ تمثیلاً" بھی اس فعل کو اپنی جانب منسوب نہ کرتا

اس کے بعد انجیل متی کا ۲۵ باب پڑھو۔ حضرت مسیح نے اپنی آمد کی خبر میں دس کنواریوں کا ذکر کیا ہے کہ پانچ نے دولہا کے ساتھ شادی کی۔ گھر میں گئیں اور پانچ جو پیچھے رہ گئی تھیں ان کے لئے دروازہ نہ کھولا گیا۔

یہ ظاہر ہے کہ حضرت مسیح کبھی تمثیلی بیان کو زبان پر نہ لاتے۔ اگر ان کے نزدیک ایک سے زیادہ بیوی کا ہونا پسندیدہ نہ ہوتا۔

انگلستان کا مشہور شاعر ملٹن تو اسی تمثیل سے ایک سے زیادہ بیوی کے جواز کا قائل تھا۔

ان تمام حوالہ جات سے ثابت ہوتا ہے کہ جو منہاج نبوت ہزاروں سال سے سینکڑوں انبیاء نے اپنے پاک اور محکم چال چلن سے قائم کیا تھا وہ یہ تھا کہ نبی کے گھر میں ایک سے زیادہ بیویاں ہوتی ہیں۔

اگر کوئی شخص اب بھی ہمارے سامنے نتیجہ بالا میں متفق نہیں ہے تو اسے عبرانیوں ۴ر ۱۳ پڑھنا چاہیے۔

بیاہ کرنا سب میں بھلا ہے اور بستر ناپاک نہیں یہ خدا حرام کاروں اور زانیوں کی عدالت کرے گا۔

یہ درس صرف دو ہی صورتوں کا ذکر کرتا ہے (۱) بیاہ (۲) زنا۔ اب اگر کوئی شخص کہتا ہے کہ ایک سے زیادہ بیویاں کرنا ناپاک بستر ہے تو کیا وہ یہ بھی اقرار کرنے کو آمادہ ہے۔ کہ وہ سب مقدس لوگ جن کی نبوت پر اسے ایمان ہے عبرانیوں کے فقرہ ۴ر ۱۳ کے مصداق تھے۔ ہم جانتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ کوئی بھی ایماندار عیسائی ایسا نہیں پایا جائے گا۔ اس لئے ہم ہر ایک عیسائی کے ایمان ہی سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ جناب ختمت مآب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک میں بھی گستاخانہ لفظ کہنے سے اسی طرح رک جائے جس طرح وہ حضرت ابراہیم و یعقوب اور موسیٰ و داؤد کے سامنے مہر بہ لب ہو گیا ہے۔

نبی اور کثرت زوجات

نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی مبارک زندگی پر نظر ڈالو کہ ۶۳ سال میں سے ابتدائی ۲۵ سال حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کے تجرد سے گزرتے ہیں جس بزرگ نے ۲۵ سال تک عنفوان شباب اور جوش جوانی کا زمانہ کمال تقویٰ اور نہایت عصمت کے
ساتھ پورا کیا ہو اور جس کے حسن مردانہ کے کمال نے اعلیٰ سے اعلیٰ خواتین کو اس سے تزویج کا آرزومند کر دیا ہو پھر بھی
صدی تک اس کے تجرد و تفرد پر کوئی شے غالب نہ آئی ہو کیا ایسے شخص کی نسبت اعلیٰ رائے قائم نہیں ہوتی جس
ہستی نے ۲۵ سے ۵۰ سال تک کی عمر کا زمانہ ایک ایسی خاتون کے ساتھ بسر کیا جو عمر میں ان سے ۱۵ سال بڑی اور معمر
اس ربع صدی کے زمانہ میں حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی دلی وابستگی و محبت میں ذرا کمی نہ آئی ہو۔ بلکہ اس کے
کے بعد بھی ہمیشہ اس کی یاد کو تازہ رکھا ہو۔ کیا ان کی نسبت کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ اس تزویج کی وجہ وہی تھی جو
پر ہر پرستان حسن کی شادیوں میں پائی جایا کرتی ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی (۵۵ء سے لے کر ۵۹ء تک کی
مدت) کا پانچ سالہ زمانہ ایسا ہے جب ازواج مطہرات سے حجرات آباد ہوئے تھے اس لئے ہر ایک شخص کو غور کرنا چاہئے
زندگی مبارک کے ۵۵ سالہ رویہ سے بڑھ کر جو عمل ہوا اس کے خاص خاص اسباب کیا تھے؟ خصوصاً جب نبی صلی اللہ
و آلہ وسلم کی یہ حدیث بھی موجود ہے 'مالی فی النساء من حاجتہ' غور کرنے سے معلوم ہو جائے گا کہ نبی صلی اللہ علیہ و
جس قدر نکاح کیے ان کی بنیاد فوائد کثیرہ دین اور مصالح جمیلہ 'ملک اور مقاصد حسنہ قوم پر قائم تھی اور ان فوائد و مصالح
مقاصد کا اس قدیم ترین زمانہ اور عرب جیسے جمود پسند ملک میں حاصل ہونا تزویج کے بغیر ممکن ہی نہ تھا۔

مثلاً "ام المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا کے نکاح پر غور کرو کہ اس سے پیشتر جس قدر لڑائیاں مسلمانوں نے کفار کے
کیں ان میں سے ہر ایک میں یہود کا تعلق سرا "یا علانیتہ" ضرور ہوتا تھا مگر تزویج صفیہ کے بعد یہود مسلمانوں کے خلاف
کسی جنگ میں شامل نہ ہوئے۔ دیکھو یہ نکاح کس قدر ضروری تھا۔

مثلاً "ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح پر غور کرو ان کا باپ ابو سفیان عمائد قریش میں سے تھا اور قوم کا نشان جنگ
کے گھر میں رکھا رہتا تھا جب یہ نشان باہر کھڑا کیا جاتا تو تمام فرقوں پر آبائی ہدایات اور قومی روایات کے اتباع میں لازم ہو جاتا
کہ سب کے سب اس جھنڈے کے نیچے فوراً جمع ہو جائیں احد اور حمراء الاسد بدر الاخریٰ 'احزاب وغیرہ لڑائیوں
ابو سفیان ہی اس نشان کو لئے ہوئے عمائد قریش نظر آتا ہے۔ اس تزویج کے بعد دیکھو کہ وہ کسی جنگ میں مسلمانوں کے
خلاف فوج کشی کرتا نظر نہیں آتا بلکہ تھوڑے ہی عرصے کے بعد وہ خود بھی اسلام کے جھنڈے کے نیچے آکر پناہ لیتا ہے
اب بھی کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ یہ نکاح نہایت ضروری نہ تھا۔

نکاح ام المومنین جویریہ اور امن عام

مثلاً "ام المومنین جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح پر غور کرو ان کا باپ مشہور راہزن ڈکیتی پیشہ تھا۔ اور مسلمانوں سے
خاص دلی عداوت رکھتا تھا۔ بنو مصطلق کا مشہور طاقت ور اور جنگ جو قبیلہ جو چند در چند شعوب پر محتوی تھا۔ اس کے
اشارہ پر کام کرتا تھا اور یہی وجہ ہے کہ اس تزویج سے پیشتر ہر ایک جنگ میں جو مسلمانوں کے خلاف ہوئی۔ اس قبیلے کی
شرکت ضرور پائی جاتی ہے لیکن اس نکاح کے بعد یہ مخاصمت [illegible] ہو جاتی ہے۔ تمام قبیلہ قزاقی چھوڑ کر متمدن زندگی

کر لیتا ہے اور پھر مسلمانوں کے خلاف کسی جنگ میں شامل نہیں ہوتا انصاف سے کہو کہ یہ نکاح کس قدر ضروری تھا۔

ام المومنین میمونہ کے نکاح کے فوائد

علی ہذا ام المومنین میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح پر غور کرو ان کی ایک بہن سردار نجد کے گھر میں تھی اس نکاح نے ملک نجد میں صلح اور امن اور اسلام کے پھیلانے میں بہترین نتائج پیدا کئے حالانکہ قبل ازیں اہل نجد وہ تھے جنہوں نے ستر واعظان دین کو اپنے ملک میں لے جا کر نلدر سے قتل کیا تھا۔ اہل نجد وہ تھے جن سے چند بار نقض امن اور فساد انگیزی کے واقعات ظہور میں آچکے تھے۔ ہر ایک شخص کو جو امن عامہ اور اصلاح ملک کے فوائد کا منکر نہیں۔ تسلیم کرنا پڑے گا کہ یہ نکاح کس قدر بابرکت تھا۔

نکاح ام المومنین زینب "بنت جحش اور عائشہ" اور حفصہ" کے نکاح خالص اسلامی اغراض اور مصالح دینی پر مبنی تھے بنت جحش کے نکاح نے تبنیت کے بت کو توڑا اور تثلیث کے درخت کو کھوکھلا کر دیا اور یہ اتنی بڑی اصلاح ہے کہ مشرکین و اہل کتاب کی درستی اس کے بغیر ممکن نہ تھی۔

ام المومنین عائشہ وحفصہ کے نکاح اور ترویج دین کے فوائد۔

عائشہ و حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نکاح نے اتفاق قرآن و حفاظت کتاب اللہ و نشر احادیث و تعلیم نساء کے بارہ میں فوق العادت کام کئے اور پھر صدیق و فاروق کی خلافتوں کو زیادہ بابرکت اور پر منفعت بنانے میں بہت بڑا کام کیا اور یہ ایسے فوائد ہیں جن کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عمدہ تعبیر کو ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے۔ ہم نے جن فوائد کا ذکر کیا ہے یہ نمونے ہیں ان اغراض و مقاصد دینیہ کے جو نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو ہر ایک نکاح سے مد نظر ہوئے تھے۔ اور جن کا احصاء کرنا ہمارے لئے قریبا ناممکن ہے لیکن جب اس مختصر بحث سے یہ واضح ہو گیا کہ تعداد ازواج سے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا مدعائے اعلیٰ انبیاء سابقین کی سنت پر عمل کرنے کے علاوہ اور ضروریات ملکی اور مصالح دینی پر بھی مشتمل تھا تو ہر ایک شخص کو جو سر میں دماغ اور دماغ میں فہم صحیح کا اعادہ رکھتا ہے اقرار کرنا پڑے گا کہ نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے لئے ایسا ہی کرنا شایان و ضروری تھا اور اگر ایسا نہ کرتے تو بہت سی مصلحتوں سے ملک اور نوع اور قوم اور اسلام کو محروم ہونا پڑتا اور ایسا کرنا اس مصلح اعظم کی شان کے منافی تھا جسے خدا نے (رحمتہ العالمین) بنایا ہے

باب دوم

عظمت قرآن مغربی مفکرین کی نظر میں

ڈاکٹر مورلیس

مقاصد کی خوبی اور مطالب کی خوش اسلوبی کے اعتبار سے یہ کتاب (قرآن) تمام کتابوں پر فائق ہے اس کی فصاحت و بلاغت کے آگے سارے جہان کے بڑے بڑے انشاء پرداز شاعر سر جھکاتے ہیں۔ روم کے عیسائیوں جو کہ ضلالت کی خندق میں گرے پڑے تھے کوئی چیز نہیں نکال سکتی تھی بجز اس آواز کے جو غار حرا سے نکلی۔

پروفیسر اڈوائر مونتے

محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کا مذہب تمام کا مذہب ایسے اصولوں کا مجموعہ ہے جو معقولیت کے امور مسلمہ پر مبنی ہے اور یہ وہ کتاب ہے جس میں مسئلہ توحید ایسی پاکیزگی اور جلال و جبروت اور کمال تیقن کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ اسلام کے سوا اور کسی مذہب میں اس کی مثال مشکل سے ملے گی۔ اشاعت مذہب عیسوی اور اس کی مخالف مسلمان ص ۱۷۔ ۱۸ مطبوعہ پیرس ۱۸۹۰ء۔

ریورنڈ آر بکسو ئل کنگ

اسلام کی آسمانی کتاب قرآن ہے اس میں نہ صرف مذہب اسلام کے اصول و قوانین درج ہیں بلکہ اخلاق کی تعلیم روزمرہ کے متعلق ہدایات اور قانون ہے اکثر کہا جاتا ہے کہ قرآن محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی تصنیف ہے اور سب تورات اور انجیل سے لیا گیا ہے۔ مگر میرا ایمان ہے کہ اگر الہامی دنیا میں الہام کی کوئی شے ہے اور الہام کا وجود ممکن ہے تو قرآن شریف ضرور الہامی کتاب ہے بلحاظ اصول اسلام مسلمانوں کو عیسائیوں پر فوقیت ہے۔

موسیو لوجین کلاقل

قرآن مذہبی عقائد ہی کا مجموعہ نہیں بلکہ وہ ایک عظیم الشان ملکی اور تمدنی نظام پیش کرتا ہے۔

کونٹ ہنری دی کاسٹری

مجھ کو بالکل حیرت زدہ ہے کہ اس قسم کا کلام اس شخص کی زبان سے کیونکر ادا ہوا۔ جو بالکل امی ہے۔ تمام مشرق نے اقرار کیا

ہے کہ وہ ایسا کلام ہے کہ نوعِ انسانی لفظاً "معناً" ہر لحاظ سے اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قرآن کو اپنی رسالت کی دلیل کے طور پر لائے جو تا حال ایک ایسا مستحکم بالشان راز چلا آتا ہے کہ اس طلسم کو توڑنا انسانی طاقت سے باہر ہے۔

ڈاکٹر گبن

قرآن کی نسبت بحر اٹلانٹک سے لے کر دریائے گنگا تک نے مان لیا ہے کہ وہ شریعت ہے اور ایسے دانش مندانہ اصول اور عظیم الشان قانونی انداز پر مرتب ہوئی کہ سارے جہان میں اس کی اس نظیر نہیں مل سکتی۔ (انحطاط و زوال سلطنت روما جلد ۵ باب ۵۰)

سنز ہار ماڈیوک پکھتال

"قوانین جو قرآن میں درج ہیں اور جو پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے سکھائے وہ اخلاقی قوانین کا کام دے سکتے ہیں اور اس کتب کی سی کوئی کتاب صفحہ عالم پر موجود نہیں ہے۔

الکس لوازون

محمد صلی اللہ و آلہ وسلم نے جو فصیح و بلیغ شریعت کا دستور العمل دنیا کے سامنے پیش کیا یہ وہ مقدس کتاب ہے جو اس وقت تمام دنیا کے دراحصہ میں معتبر اور مسلم سمجھی جاتی ہے جدید علمی انکشافات ہیں۔ جن کو ہم نے بزورِ علم حل کیا ہے یا ہنوز وہ زیر تحقیق ہیں وہ تمام علوم اسلام و قرآن میں سب کچھ پہلے ہی سے پوری طرح موجود ہیں

موسیو سیدیو

اسلام بے شمار خوبیوں کا مجموعہ ہے اسلام کو جو لوگ وحشیانہ مذہب کہتے ہیں وہ غلطی پر ہیں ہم بزور دعویٰ کہتے ہیں کہ قرآن میں تمام آداب و اصول حکمت و فلسفہ موجود ہیں۔ (خلاصہ ء تاریخ عرب صفحہ ۵۹ ـ ۶۳ ـ ۶۴)

موسیو گاسٹن

ہمارے مؤرخ مشرق کے مضمون کا ترجمہ اسی زمانہ کے مشہور اخبار "البلاغ" ۱۳ صفر ۱۳۳۰ھ نے شائع کیا ہے لکھتے ہیں: اسلام حقیقت میں ایک طرح کا اجتماعی مذہب ہے جس کو دنیا کی ۳/۲ حصہ آبادی نے حق تسلیم کر لیا ہے اس عاقلانہ مذہب کے قانون (قرآن) میں وہ تمام فوائد و مصالح موجود ہیں جن سے زمانہ حال کا تمدن بنا ہے اسلام ہی دنیا کی عمرانی ترقی کے لئے قسم کے ذرائع یورپ کو بہم پہنچائے اگرچہ کوئی ہم میں سے اعتراف نہ کرے مگر امر واقعہ یہی ہے اور خود ہی سوال کرتا ہے کہ "

روئے زمین سے اگر اسلام مٹ گیا ہے مسلمان نیست ونابود ہو گئے قرآن کی حکومت جاتی رہی تو کیا دنیا میں امن قائم رہ سکے گا۔

نامور جرمن فاضل

مشہور مستشرق جوانکمووی یوسف جرمنی کے رسالہ "دی ہاف" بابت ۱۹۲۳ء میں اسلام اور حفظ صحت پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ قرآن کریم کو حفظ صحت کے اعتبار سے ساری دنیا کی آسمانی کتابوں میں خاص امتیاز حاصل ہے اسلام نے متعلق طہارت اور پاکبازی کے صاف و صریح ہدایات نافذ کرکے جراثیم ہلاکت کو مہلک صدمہ پہنچایا ہے۔

محقق عمانوین ڈی اش (اسرائیلی)

کوارٹلی کی ریویو جلد ۷، ۱۲ نمبر ۲۵۳ میں زیر عنوان "اسلام" تحریر فرماتے ہیں "یہی عرب لوگ (قرآن کی مدد سے) یورپ کو انسانیت کی روشنی دکھانے آئے جنہوں نے یونان کی مردہ عقل اور علم کو زندہ کیا اور مغرب و مشرق کو فلسفہ 'طب 'ہیت 'اور دلچسپ فن سکھانے کے لئے آئے اور علوم جدید کے بانی ہوئے

پروفیسر ٹی۔ ڈبلیو۔ آرنلڈ

اپنی کتاب "پریچنگ آف اسلام" صفحہ ۳۷۹ و ۳۸۱ میں لکھتے ہیں۔ مدارس میں قرآن کی تعلیم دینی تو کچھ کم ترقی کا ذریعہ نہیں ہو سکا افریقہ کو ایک یہ بھی فائدہ ہوا کہ بجائے اپنی رائے سے حکومت کرنے کے انتظام سلطنت کے لئے ایک ضابطہ اور دستور العمل مل گیا۔ مسلمانوں کو تاثیر اور طرز اسلام سے افریقہ کے ملک میں اتنے بڑے بڑے شہر قائم ہو گئے کہ یورپ کو اولاً "ان باتوں کا یقین نہ آیا۔

مسٹر ایچ۔ ایس لیڈر

بلٹزان "عربوں کا احسان تمدن پر" اور ہنٹیل سرکل لندن میں فرماتے ہیں۔ کہ قرآن و حدیث کی تعلیم دینی و دنیوی ترقیوں کا سرچشمہ ہے۔ عرب بحیثیت فاتح قوم امن و ترقی بخشی قوم کی شان اختیار کرنے لگے تو اس کے لئے قرآن و حدیث کی جانب رجوع کرنا ہو گا۔

مسٹر اے۔ ڈی ماریل

نے ۱۹۱۲ء میں رائل سوکا آف آٹس میں ایک لیکچر "شمالی نائیجیریا" پر دیتے ہوئے فرمایا کہ قرآن نے نظام تہذیب و تمدن پیدا کیا۔ شائستگی کی روح پھونکی۔ سول گورنمنٹ کا نظام اور حدود عدالت کے قیام میں (اسلام) بڑا معاون ثابت ہوا ہے جہاں

ابھی تک اسلام کی روشنی نہیں پہنچی ہوگی لوگوں کے فائدے کے لئے یہ بہت ضروری ہے کہ حکومت برطانیہ اس (اسلام) کو قائم رکھ کر اس کو مضبوط اور طاقت ور بنانے کی کوشش کرے۔

جان جاک ولیک

مشہور جرمن فلاسفر جس نے مقامات حریری، تاریخ ابوالفداء اور سبعہ معلقہ عربی تصانیف کا لاطینی میں ترجمہ کیا ہے اور ان پر حواشی لکھے ہیں۔ لکھتا ہے کہ "تھوڑی عربی جاننے والے قرآن کا تمسخر اڑاتے ہیں اگر وہ خوش نصیبی سے کبھی آنحضرت (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی معجز نما قوت بیان سے تشریح سنتے تو یقیناً" یہ اشخاص بے ساختہ سجدہ میں گر پڑتے۔ اور سب سے پہلی آواز ان کے منہ سے یہ نکلتی۔ کہ پیارے نبی، پیارے رسول خدا ہمارا ہاتھ پکڑ لیجئے اور ہمیں اپنے پیروؤں میں شامل کرکے عزت اور شرف دینے میں دریغ نہ فرمایئے۔

لندن کا مشہور ہفتہ وار "نیرایسٹ" ۱۳ اپریل ۱۹۲۲ء کی اشاعت میں لکھتا ہے:

قرآن کی حسن و خوبی سے جن کو انکار ہے وہ عقل و دانش سے بے گانہ ہے۔

ایک عیسائی فاضل

داؤد آفندی محاعص نے بیروت کے مسیحی اخبار "الوطن" ۱۹۱۱ء میں "دنیا کا سب سے بڑا ہیرو کون ہے" پر بحث کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

جب کوئی مسلمان قرآن و حدیث کا یکسوئی سے مطالعہ کرتا ہے یا اس پر تدبر کی نظر ڈالے تو ان میں دین و دنیا کے فلاح و بہبودی کے تمام اسباب پائے گا۔

مشہور مسیحی پادری

این دمسٹلی مشرقی کلیساء کے صفحہ ۲۷۹ پر لکھتا ہے قرآن کا قانون بے شبہ بائبل کے قانون سے زیادہ موثر ثابت ہوا ہے

مسٹر رچرڈسن

نے قانون ازالہ غلامی انڈیا کونسل میں پیش کرتے وقت ۱۸۱۰ء میں فرمایا غلامی کی مکروہ رسم کے اٹھانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہندو شاستر کو قرآن سے بدل دیا جائے۔

کرنل انگرسال

امریکہ کے ایک مشہور دہریہ ہیں جن کو اسلام اور عیسائیت کو کجا دنیا کے کسی مذہب سے بھی کوئی تعلق نہیں اس لئے

اس فہرست میں ان کو خاص طور پر شریک کیا جاتا ہے وہ فرماتے ہیں۔
"ہندسے کا رواج 'الجبرا' علم المثلثات کے گر ' علم پیمائش ' ستاروں کے نقشے ' زمین کا حجم ' ابوجاج طریق شمس ' سال کی صحیح مدت ' آلات ہیئت وغیرہ ' مختلف قسم کے کلاک ' علم الکیمیا ' علم المالقات ' علم المناظرہ وغیرہ جنہوں نے اس قدر ایجادات اور اختراعات کیں اور علوم و فنون کو اس قدر نشوونما دی وہ عیسائی نہ تھے ہم کو خوب یاد رکھنا چاہیے کہ موجودہ سائنس کا سنگ بنیاد پیروان اسلام ہی کو رکھنے کا فخر حاصل ہے جو کسی مفید کام کے لئے عیسائیت یا کلیسا کے منت پذیر نہیں ہیں۔

ہسٹری آف دی مورش ایمپائر ان یورپ

کے مصنف اور مشہور مستشرق جناب ایس پی اسکاٹ لکھتے ہیں۔ "ہم اس غیر معمولی مذہب (اسلام) کی سرعت اور ترقی اور اس کے دوامی اثرات کی قدر کریں کہ جو ہر جگہ امن و امان ' دولت و حشمت ' فرح و سرور اپنے ساتھ لے گیا۔

مشہور فرانسیسی مورخ والٹر

تہذیب اسلام پر بحث کرتے ہوئے لکھتا ہے
"پادریو! راہبو! اور مجاورو! اگر تم کو ماہ جولائی میں (جبکہ رمضان المبارک کا مہینہ اس مہینہ میں آئے) ——— وقت مقررہ تک آپ پر کھانے پینے کی ممانعت کا قانون عائد کردیا جائے۔ کسی قسم کی جوابازی ہو سب سے منع کردیا جائے شراب حرام کر دی جائے تپتے ہوئے صحراؤں سے گزر کر حج کا جانے کے لئے کہا جائے اپنی آمدنی کا آڑھائی فی صد محتاجوں میں تقسیم کردیا جائے اگر آپ اٹھارہ عورتوں کی رفاقت کا لطف اٹھاتے ہوں اور ان میں سے ۱۴ یک لخت ختم کردیں تو کیا آپ ایمانداری سے یہ کہنے کی جراءت کرسکتے ہیں کہ ایسا مذہب عیش پرست ہے میں پھر کہتا ہوں کہ وہ لوگ جاہل اور بے عقل ہوں گے جو مذہب اسلام پر اتہامات و الزام عائد کرتے ہیں۔

بلبل ہند مسز وجنی نائیڈو

ان سے کون ناواقف ہے مسجد ووکنگ میں جماعت مسلمین کے روبرو ۲۸ دسمبر ۱۹۱۹ء میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔
" قرآن کریم غیر مسلموں سے رواداری کا برتاؤ سکھاتا ہے دنیا کے تمام بڑے بڑے مذاہب کم و بیش ایثار علی النفس کی تعلیم دیتے ہیں مگر اسلام اس باب میں سب سے آگے ہے بنی نوع انسان کی خدمت تعلیم اسلام کا سرمایہ ناز ہے اسی لیے اسلام نے تمام عالمگیر اخوت کا اصول دنیا کے روبرو پیش کیا ہے دنیا اس اصول کی پیروی کرنے سے خوشحال ہو سکتی ہے " از اسلامک ریویو جنوری ۱۹۳۰ء

ڈاکٹر و کٹر عمانویل ڈبوس

اس کتاب (قرآن) کی مدد سے عربوں نے سکندر اعظم کی اور رومیوں کی سلطنتوں سے بھی بڑی بڑی سلطنتیں فتح کرلیں

فتوحات کا جو کام رومیوں سے سینکڑوں برس میں ہوا تھا عربوں نے اسے دسواں حصہ وقت میں انجام پر پہنچایا اسی قرآن کی مدد سے شاہی اقوام میں صرف عرب ہی شاہانہ حیثیت سے داخل ہوئے جہاں اہل فینشا بطور تاجروں کی اور یہودی لوگ پناہ گزینوں اور اسیروں کی حالت میں پہنچے تھے ان عربوں نے بنی نوع انسان کو روشنی دکھلائی جب کہ چاروں طرف تاریکی چھائی ہوئی تھی ان عربوں نے یونان کی عقل و دانش کو زندہ کیا اور مشرق و مغرب کو فلسفہ طب اور علم ہیئت کی تعلیم دی اور موجودہ سائنس کے جنم لینے میں انہوں نے حصہ لیا" (پیشوا جنوری ۱۹۳۲ء)

ڈاکٹر راڈویل

"قرآن نے اول تو جزیرہ نمائے عرب کے مختلف صحرائی قبیلوں کو ایک مشاہیر کی قوم میں تبدیل کیا۔ اس کی بعد اس نے اسلامی دنیا کی وہ عظیم الشان سیاسی و مذہبی جماعتیں قائم کیں جو آج یورپ اور مشرق کے لئے ایک بڑی طاقت کا درجہ رکھتی ہے قرآن کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ اس جدید علمی تحریک کا آغاز کرنے والا ہے جس نے ازمنہ وسطی میں بہترین دل و دماغ رکھنے والے یہودی اور عیسائیوں پر گہرا اثر ڈالا ہے۔ تحقیقات سے یہ ظاہر ہو گیا ہے کہ یورپ میں علم کے دور جدید سے کئی صدیوں پیشتر یورپ کے علماء فلسفہ ہندسہ ہیئت اور دیگر علوم کے متعلق جو کچھ جانتے تھے وہ تقریباً سب کا سب اصلی عربی کتابوں کے لاطینی ترجموں کے ذریعہ انہیں حاصل ہوا تھا۔ قرآن ہی نے شروع میں کتابتا" ان علوم کے حاصل کرنے کا ذوق و شوق عربوں اور ان کے دوستوں میں پیدا کیا تھا۔

یہ ضرور تسلیم کرنا پڑے گا کہ اللہ تعالی کا جو تخیل بلحاظ صفات قدرت علم عام ربوبیت اور وحدانیت کے قرآن میں موجود ہے اس جیسا کہیں نہیں اس بناء پر قرآن بہترین تعریف و توصیف کا مستحق ہے قرآن نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ اس کتاب کی تعلیم میں ایسے عناصر موجود ہیں جن کے ذریعہ سے زبردست اقوام اور فتوحات کرنے والی سلطنتیں بن سکتی ہیں اس کی تعلیم میں وہ اصول موجود ہیں جو علمی قوتوں کا سرچشمہ ہیں ۔ یہ قرآن تحریف سے پاک ہے (دیباچہ قرآن)

جان ڈیون پورٹ

قرآن ایک عام مذہبی تمدنی ملکی تجارتی دیوانی فوجداری وغیرہ کا ضابطہ ہے اور ہر ایک امر پر حاوی ہے مذہبی عبادت سے لے کر جسمانی صحت جماعت کے حقوق سے لے کر حقوق افراد اخلاق جرائم دنیوی و دینی سزا و جزا وغیرہ تک کے عام احکام قرآن میں موجود ہیں اس میں اصول بھی ہیں جن کی بنا پر حکومت کی بنیاد پڑی ہے اور اسی سے ملکی قوانین اخذ کیے جاتے ہیں اور روز مرہ کے مقدمات جانی و مالی کا فیصلہ کیا جاتا ہے قرآن ایک بے نظیر قانون ہدایت ہے اس کی تعلیمات فطرت انسانی کے مطابق ہیں۔

ہسٹری آف دی ورلڈ

"منجملہ اور بہت سی خوبیوں کے جن پر قرآن فخر کر سکتا ہے وہ نہایت ہی عیاں ہیں ایک تو وہ مودبانہ انداز اور عظمت جس کو

قرآن خدا کا ذکر یا اشارہ کرتے ہوئے ہمیشہ مدنظر رکھتا ہے کہ وہ خدا سے خواہشات رذیلہ اور انسانی جذبات کو منسوب نہیں کرتا اور دوسری خوبی یہ ہے کہ وہ تمام نامہذب اور ناشائستہ احکامات اور بیانات سے بالکل انکار عیوب سے بالکل منزہ ہے، جو بد قسمتی سے یہودیوں کے صحائف میں عام ہیں قرآن تمام قابل انکار عیوب سے بالکل مبرا ہے اس پر خفیف سے خفیف حرف گیری بھی نہیں ہو سکتی اس کو شروع سے اخیر تک پڑھ جاؤ مگر تہذیب کے رخساروں پر ذرا بھی جھینپ کے آثار نہیں پائے جائیں گے۔ حضرت مسیح کے بعد دنیا کی اخلاقی حالت تباہ ہو گئی تھی ہر طرف جہالت کی گھٹائیں چھائی تھیں۔ ہر سمت بے چینی اور بد امنی کے شرارے بلند تھے پتھروں کو قابل پرستش سمجھا جاتا تھا اور فحش باتوں سے بالکل پرہیز نہیں کیا جاتا تھا ان حالات میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پیدا ہوئے اور ۶۱۱ء میں انہوں نے قرآن کی اشاعت کی یہ ایک آسان اور عام فہم مذہبی قانون ہے۔ جس میں انسانی زندگی کی اصلاح کے لئے سب کچھ موجود ہے اس کی ایک امتیازی شان یہ ہے کہ اس کی تعلیمات فطرت انسانی کے مطابق ہیں اس مذہبی قانون نے ایک طرف روح کی اصلاح کے لئے ہدایت کی ہے اور دوسری طرف دنیوی ترقی کے بیش بہا اصول تعلیم مقرر کئے ہیں (دی گریٹ ٹیچر)

جرمن فلاسفر و شاعر گوئٹے

" قرآن کی یہ حالت ہے کہ اس کی دلفریبی بتدریج فریفتہ کرتی ہے پھر متعجب کرتی ہے اور آخرش ایک رقت آمیز تحیر میں ڈال دیتی ہے اسی طرح یہ کتاب تمام زبانوں میں اثر کرتی رہے گی۔

ڈاکٹر لڈولف کریبل

" قرآن میں عقائد و اخلاق اور ان کی بنا پر قانون کا مکمل مجموعہ موجود ہے "

ڈاکٹر ہٹلر

" اسلام کی بنیاد قرآن پر ہے جو تمدن کا جھنڈا اڑاتا ہے جو تعلیم دیتا ہے کہ انسان جو نہ جانتا ہو اس کو سیکھے جو حکم دیتا ہے کہ استقلال، استقامت، عزت نفس نہایت لازمی ہیں اس کی خصوصیات شائستگی اور تمدن کی سب سے بڑی بنیاد ہیں " (ادب العرب)

موسیو سیدیو

" وہ ادب و اصول، جو فلسفہ و حکمت پر قائم ہیں جن کی بنیاد عدل و انصاف پر ہے جو دنیا کو بھلائی اور اسلام کی تعلیم دیتے ہیں ان میں سے ایک جز بھی ایسا نہیں جو قرآن میں نہ ہو۔ وہ اعتدال اور میانہ روی کا راستہ سکھاتا ہے، گمراہی سے بچاتا ہے اخلاقی کمزوریوں سے نکال کر فضائل کی روشنی میں لاتا ہے اور انسانی زندگی کے نقائص کو کمال سے بدل دیتا ہے (ادب العرب)

برٹش انسائیکلوپیڈیا

"قرآن کے احکام کے مطابق عقل و حکمت واقع ہوئے ہیں کہ اگر انسان انہیں چشم بصیرت سے دیکھے تو وہ ایک پاکیزہ زندگی بسر کرنے کے لیے کفیل ہو سکتے ہیں"

مسٹر کارلائل

"میرے نزدیک قرآن کے تمام معانی میں سچائی کا جوہر موجود ہے یہ کتاب سب سے اول اور سب سے آخر جو خوبیاں ہو سکتی ہیں اپنے میں رکھتی ہے بلکہ در اصل ہر قسم کی توصیف صرف اسی سے ہو سکتی ہے۔

سر ولیم میور

"ہم نہایت قوی قیاس سے کہتے ہیں کہ قرآن کی ہر ایک آیت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے غیر محرف اور صحیح الفاظ ہیں (لائف آف محمد)

"یہ تو ضرور ماننا پڑے گا کہ قرآن جیسا محمدؐ نے بیان کیا ہے وہی کا وہی ہے اور اسی میں توریت و انجیل کی طرح تحریف نہیں ہوئی" (دیباچہ قرآن اگر یندر)

"کوئی کتاب بارہ سو برس سے ایسی نہیں کہ اس کی عبادت اتنی مدت مدید تک خالص رہی ہو" (لائف آف محمد)

مسٹر اسٹین لی لین پول

"قرآن کو حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے ایسے نازک وقت میں دنیا کے سامنے پیش کیا، جبکہ ہر طرف تاریکی اور جہالت کی حکمرانی تھی اخلاق انسانی کا جنازہ نکل چکا تھا۔ بت پرستی کا ہر طرف زور تھا قرآن نے تمام گمراہیوں کو مٹایا جن کو دنیا پر چھائے ہوئے مسلسل چھ صدیاں گزر چکی تھیں قرآن نے دنیا کو اعلی اخلاق کی تعلیم دی علوم حقائق سکھائے ظالموں کو رحمدل اور وحشیوں کو پرہیزگار بنا دیا اگر یہ کتاب شائع نہ ہوتی تو انسانی اخلاق تباہ ہو جاتے اور دنیا کے باشندے برائے نام انسان رہ جاتے۔ گائی ڈنس آف ہولی قرآن

کاؤنٹ ٹالسٹائی

"یہ کتاب (قرآن) عالم انسانی کے لئے ایک بہترین راہبر ہے اس میں تہذیب ہے شائستگی ہے، تمدن ہے معاشرت ہے اور اخلاق کی اصلاح کے لئے ہدایت ہے اگر صرف یہ کتاب دنیا کے سامنے ہوتی اور کوئی ریفارمر پیدا نہ ہوتا، تو یہ عالم انسانی کی راہنمائی کے لئے کافی تھی ان فائدوں کے ساتھ ہی جب ہم اس بات پر غور کرتے ہیں کہ یہ کتاب ایسے وقت میں دنیا کے

سامنے پیش کی گئی تھی جبکہ ہر طرف آتش فساد کے شرارے بلند تھے' خوانخواری اور ڈاکہ زنی کی تحریک جاری تھی اور ٹو باتوں سے بالکل پرہیز نہیں کیا جاتا تھا اس کتاب نے ان تمام گمراہیوں کا خاتمہ کیا ہے" (دی لائف ریلیجن)

مسٹر طامس کارلائل

" قرآن ایک آسان اور عام فہم مذہبی کتاب ہے یہ کتاب ایسے وقت میں دنیا کے سامنے پیش کی گئی جب کہ طرح طرح کی گمراہیاں مغرب سے مشرق اور شمال سے جنوب تک پھیلی ہوئی تھیں انسانیت' شرافت تہذیب و تمدن کا نام مٹ چکا تھا ہر طرف بے چینی اور بدامنی نظر آتی تھی۔ اور نفس پروری کا ظلمتوں کا طوفان امنڈ آیا تھا قرآن نے اپنی تعلیمات سے امن سکون کے جذبات پیدا کئے بے حیائی کی ظلمتیں کافور ہو گئیں اور ظلم کا بازار سرد پڑ گیا ہزاروں گمراہ راہ راست پر آ گئے اور بے شمار وحشی شائستہ بن گئے اس کتاب نے دنیا کا کایا پلٹ دی اس نے جاہلوں کو عالم' ظالموں کو رحم دل اور عیش پرستوں کو پرہیز گار بنا دیا" (دی پاپولر آف دی ورلڈ)

پروفیسر ہربرٹ وائل

" قرآن جو اخلاقی ہدایتوں اور دانائی کی باتوں سے بھرا ہوا ہے ایسے وقت میں دنیا کے سامنے پیش ہوا جب کہ ہر طرف جہالت کی تاریکی چھائی ہوئی تھی' زمین پر کوئی جگہ ایسی نہ تھی جہاں نیکیوں کا رواج ہو اور کوئی جماعت ایسی نہ تھی جو سیدھے راستے پر چلتی ہو قرآن نے عالم انسانیت کی زبردست اصلاح کی اور وحشیوں کو انسان کامل بنا دیا جن اشخاص کے مضامین پر غور کیا ہے وہ اس بات کو سمجھ سکتے ہیں کہ وہ ایک مکمل قانون ہدایت ہے انسانی زندگی کی کوئی سی شاخ لے لیجئے' ناممکن ہے کہ اس شعبہ میں اس کی تعلیمات راہنمائی نہ کرتی ہوں۔

میرا خیال ہے کہ اگر ان تعلیمات پر عمل کیا جائے تو ایک سمجھدار آدمی بیک وقت دنیاوی اور روحانی ترقی حاصل کر سکتا ہے اگر ان اخلاق کو لیجئے' جو شرف انسانیت ہیں۔ مثلاً" راست بازی' پرہیزگاری' رحم و کرم' عفت و عصمت تو قرآن میں یہ سب ہدایتیں موجود ہیں اور پھر ان اخلاق کو لیجئے جن کا تعلق دنیاوی ترقی سے ہے مثلاً" محبت و شفقت' عزم و استقلال' جراءت و شجاعت' تو ان ہدایتوں سے بھی قرآن معمور ہے بہر کیف وہ ایک حیرت انگیز قانونی ہدایت ہے" (لچر ان اسلام)

ڈاکٹر فرک مورخ جرمنی

" قرآن کی عبارت کسی فصیح و بلیغ اور مضامین کیسے عالی و لطیف ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک ناصح امین نصیحت کر رہا ہے اور ایک حکیم فلسفی حکمت الٰہی بیان کر رہا ہے"

ڈاکٹر سیل

" قرآن انتہائی لطیف و پاکیزہ زبان میں ہے اس کتاب سے ثابت ہوتا ہے کہ کوئی انسان اس کی مثل نہیں لا سکتا یہ لازوال معجزہ ہے جو مردہ زندہ کرنے سے بہتر ہے۔ "

ڈاکٹر موریس فرانسس

" یہ کتاب (قرآن) تمام آسمانی کتابوں پر فائق ہے بلکہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ قدرت کی ازلی عنایت نے انسان کے لئے جو کتابیں تیار کی ہیں ان سب میں بہترین کتاب ہے اس کے نغمے انسان کی خیر و فلاح کے متعلق فلاسفر یونان کے نغموں سے کہیں اچھے ہیں خدا کی عظمت سے اس کا حرف حرف لبریز ہے قرآن علماء کے لئے ایک علمی کتاب، شائقین علم لغت کے لئے ذخیرہ لغات، شعراء کے لیے عروض کا مجموعہ اور شرائع و قوانین کا ایک عام انسائیکلو پیڈیا ہے ان کو یہ کتاب ہوتے ہوئے کسی دوسری کتاب کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کی فصاحت و بلاغت انہیں سارے جہاں سے بے نیاز کئے ہوئے ہے یہ بات واقعی ہے اور اس کی واقعیت کی بڑی دلیل یہ ہے کہ بڑے بڑے انشاء پردازوں اور شاعروں کے سر اس کتاب کے آگے جھک جاتے ہیں اس کے عجائبات روز بروز نکلتے رہتے ہیں۔ اور اس کے اسرار کبھی ختم نہیں ہوتے " (لاء یارول)

نیر ایسٹ لندن

" قرآن ایک محیر العقول معجز نما صحیفہ ہے " (اپریل ۱۹۲۲ء)

ایک مسیحی نامہ نگار

" مسلمان جب قرآن و حدیث پر غور کرے گا تو اپنی ہر دینی و دنیوی ضرورت کا علاج اس میں پائے گا " (معجزات اسلام ص ۳۵ بحوالہ مصری اخبار وطن)

ڈاکٹر سموئیل جانسن

" قرآن کے مطالب ایسے ہمہ گیر اور ہر زمانے کے لئے اس قدر موزوں ہیں کہ زمانہ کی تمام صداقتیں خواہ مخواہ اس کو قبول کر لیتی ہیں اور وہ محلوں ریگستانوں اور شہر اور سلطنتوں میں گونجتا پھرتا ہے "

ڈاکٹر آرنلڈ

" اخلاقی احکام جو قرآن میں ہیں اپنی جگہ پر کامل ہیں " (پریچنگ آف اسلام)

ڈاکٹر گاڈفری ہنگسن

"قرآن کی فصاحت و بلاغت روز نئے نئے مسلمان پیدا کر لیتی تھی" (تمدن عرب)

پروفیسر لیڈورڈ مونٹے

"قرآن وہ کتاب ہے جس میں مسئلہ توحید کو ایسی پاکیزگی اور نفاست و جدت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ اسلام کے سوا کسی مذہب میں نہیں" (باطل شکن ص ۳۱)

پروفیسر ڈیپوزٹ

"ہم پر واجب ہے کہ ہم اس امر کا اعتراف کریں کہ علوم طبیہ 'فلکیہ فلسفہ' ریاضت وغیرہ' جو قرون یورپ تک پہنچے وہ قرآن سے مقتبس ہیں اور اسلام کی بدولت ہیں" (صورت الحجازی قعدہ ۱۳۵۳ھ)

"آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم باوجودیکہ امی تھے انہوں نے ایک ہی وقت میں تین عظیم مقاصد یعنی قومیت' دیانت' شہنشاہیت کی بنیاد ڈالی اس کے علاوہ ایک ایسی کتاب دنیا کی سامنے پیش کی جو بلاغت کا ایک زبردست نشان ' شریعت کا ایک واجب العمل دستور اور دین و عبادات کا قابل اذعان فرمان ہے یہ وہ مقدس کتاب ہے جو اس وقت دنیا کے ۱/۶ حصہ میں معتبر اور مسلم سمجھی جاتی ہے اور اس کی انشاء و حکمت کو معجز نما مانا جاتا ہے" (قرآن ایک معجز نما کتاب ہے حصہ اول بحوالہ لائف محمد الکس لوازن)

ڈاکٹر جے' جی پول

"تمام اہل علم اس بات پر متفق ہیں کہ قرآن کریم اپنی خوبیوں کے لحاظ سے ایک حیرت کتاب ہے اور گزشتہ سالوں میں میں نے غور سے اس کا مطالعہ کیا ہے تو اس کی بلاغت ' الفاظ کی شان و شوکت اور روانی سے حیران رہ گیا" (حوالہ مذکور ص ۳۵)

"قرآن کی زبان بلحاظ لغت عرب نہایت فصیح ہے اس کی انشائی خوبیوں نے اس کو اب تک بے مثل و بے نظیر ثابت کیا ہے اس کے احکام اس قدر مطابق عقل و حکمت ہیں کہ اگر انسان انہیں چشم بصیرت سے دیکھے تو وہ ایک پاکیزہ زندگی بسر کرنے کے لئے کفیل ہو سکتا ہے" (پاپولر انسائیکلوپیڈیا)

پادری دال رمیس ڈیڈی

"قرآن کا مذہب امن و سلامتی کا مذہب ہے" (باطل شکن ص ۳۶)

ریورینڈ آر میکنویل کنگ

"دنیائے الہام میں الہام اگر کوئی شے ہے اور اپنے مکمل وجود میں موجود ہے ' قرآن ضرور الہامی کتاب ہے" (باطل شکن ص

۲۷)

ریورینڈ بوسٹھ اسمقد

"ہادی عرب کو ایک ساتھ تین چیزوں کے قائم کرنے کا مبارک موقع ملا' وطنیت' اصلاح' اعمال' مذہب۔ تاریخی دنیا میں اس قسم کی دوسری کوئی مثال نہیں دکھائی جا سکتی ") محمد اور محمدن ازم)

ریورینڈ جارج

"حضرت اسمٰعیل کی نسل سے حضرت محمد پیدا ہوئے آپ کی شان میں بڑی بات بائبل مقدس میں لکھی ہوئی ہے کہ اس قوم کی بزرگی ہے جس میں حضرت محمد پیدا ہوں گے حضرت اسحق کی نسل سی یسوع مسیح پیدا ہوں گے" (پیشوا ربیع اللاول ۱۳۵۲ھ)

ف۔ف اربوتنٹ رقم طراز ہیں

ادبی نقطہ نظر سے قرآن مجید نظم و نثر کے درمیان مسجع اور مقفع قلوار الکلام عبارت کا بہترین نمونے کے طور
تسلیم کیا جاتا ہے حیران کن بات یہ ہے کہ زبان اور گرائمر کی ساخت کے اعتبار سے قرآن مجید "عربی" ہے مگر خود عرب اپنا
تر زور صرف کرنے کے باوجود اس معیار کی کوئی عبارت تخلیق نہیں کر سکے مذکورہ بالا نکتے کے علاوہ قرآن مجید کا مکمل نسخہ
سرکار دو جہاں ؐ کے وصال سے تقریبا" بیس سال بعد مدون ہوا ابھی تک من و عن ویسا ہی ہے اور اس میں سر مو تبدیلی
نہیں کی گئی۔ قرآن مجید کے علاوہ کسی دوسری آسمانی کتاب کے بارے میں ایسا دعویٰ کیا ہی نہیں جا سکتا۔(تھیان لبھاد قرآن
لندن ۱۸۸۵ ص ۵)

مسٹر اے۔ج اربری A.J ARBERRY

میں خود قرآن کریم پر رائے دینے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ البتہ اس کے غیر معیاری اور ناقص تراجم جو کیے
جاتے ہیں ان کے بارے میں عرض ہے۔ ناقص ترجمہ کسی طرح بھی قرآن مجید کے مفہوم کو پیش کر سکتا ہے البتہ اگر
مسٹر جس نے اچھا ترجمہ کیا ہے مسٹر سل اور مسٹر پائمر جیسے ماہر زبان دان اس میدان میں اترے ہیں۔۔۔۔۔۔ مجموعی طور
عام قاری بلکہ بعض خاص قاری بھی قرآن مجید کو سمجھنے سے قاصر ہیں سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ اگر ایک عرب قرآن
مجید کو پڑھنا شروع کرتا ہے اسے یہ خیال ذہن سے نکال دینا چاہیئے کہ قرآن مجید تورات کی طرح کوئی کتب ہے جب
قاری قرآن مجید کو کھولتا ہے تو اس کی آدم' ابراہیم' موسیٰ' داؤد' سلیمان' یوسف اور یعقوب علیہم السلام جیسے اسماء گرامی پر
پڑتی ہے۔ فطری طور پر قرآن مجید کو صحیح طریقے سے نہیں سمجھا جا سکتا قاری کی غلط فہمی کی بنیاد مندرجہ ذیل نکات ہیں

۱۔ تقریبا" ہر قاری کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ فورا" ہی ڈھیر سارے قرآنی مفاہیم سمجھ لے حالانکہ یہ بہت بڑی غلطی ہے
۲۔ قاری کا جہاں سے دل چاہتا ہے کھول کر پڑھنا شروع کر دیتا ہے۔
۳۔ پہلی سورت کو سمجھے بغیر دوسری سورت پر جا پہنچتا ہے۔
۴۔ سورتوں اور آیتوں کی ترتیب و نظم کو سمجھے بغیر وہ پڑھے چلا جاتا ہے۔ جلد ہی موضوعات کی تبدیلی سے پریشان ہو جاتا
۵۔ بعض اوقات تکرار موضوعات کو غیر ضروری کہنے لگتا ہے۔
۶۔ ایک طرف وہ قدیم بادشاہوں اور گذشتہ سلاطین کے قصے اور کہانیاں چھوڑتا ہے اور دوسری طرف قرآن مجید کو سمجھ
نہیں پاتا لہذا گمراہ ہو جاتا ہے۔
۷۔ جس طرح اس کو بچپن میں قرآن پڑھایا گیا ہوتا ہے اسی طرح وہ بیزار ہو کر اس کو بھی پڑھتا جاتا ہے۔
۸۔ اس کی دلی تمنا یہ ہوتی ہے کہ وہ بھی قرآن مجید کے بارے میں کارل لائل کے نظریات کا ہم خیال ہے۔

قرآن مجید جو ایک طرح سے منظوم تحریر کے قریب ہے مختصر نویسی کا بہترین نمونہ ہے مگر یہ مختصر کلام ہمیں دعوت

فکر دیتا ہے۔ یہ کہ ہم قرآن مجید کے اس دعویٰ کو (کہ قرآن مجید اپنے سے پہلے آسمانی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے) سمجھ سکیں قاری دیکھتا ہے کہ قرآن مجید میں پہلی آسمانی کتاب کے مضامین کے علاوہ بھی کچھ اور ہے " آہستہ آہستہ قاری آسمانی کتابوں کو سمجھنا شروع کر دیتا ہے اور ایک منزل پر قرآن مجید کے قانونی نکات کو سمجھنے لگتا ہے۔

اب جب کہ وہ ایک صاحب نظر قاری بن جاتا ہے قرآن مجید کو زیادہ تیقن کے ساتھ جیسا ہے ویسا ہی سمجھتا ہے اور ایک محض عقیدت مند قاری کی طرح نہیں سمجھ سکتا

پھر قرآن کی زبان عربی ہے جو وحی بن کر انسانیت کی ترقی اور فلاح کے لئے اتری ہے اس لئے ترجمہ کتنا ہی خوبصورت کیوں نہ ہو قرآن کے فکر انگیز اور انقلابی پہلوؤں کو کماحقہ بیان نہیں کر سکتا۔

جب ہم قرآن مجید کے حقیقی مفاہیم کو صحیح معنوں میں پہچان لیں تو اس وقت ہمارے لئے مطالب کا تکرار اور مشکل عبارت آسان تر ہو جاتی ہے۔ پھر حقیقت مطالب کے بار بار آنے کی وجہ سے ضائع نہیں ہوتی (کیونکہ) ہر لفظ موقعہ و مناسبت کے عنوان سے حقیقت بن کر آتا ہے۔ اس تمہید کے بعد ہم اس قابل ہو گئے ہیں کہ پورے وثوق اور اعتماد سے کہہ سکیں کہ قرآن کے مطالب اور مفاہیم حکمت اور مصلحت کے مطابق ہیں اور اس کی عبارت کو دقیق اور گہرے مطالعہ سے سمجھا جا سکتا ہے۔

(قرآن مجید مقدمہ و منتخبات لندن ۱۹۵۳ص ۱۷ص ۲۵ص ۳۷)

مسٹر پسانتا کو مرلوس لکھتے ہیں

قرآن مجید صداقتوں اور حقیقتوں کی زندہ مثال ہے جیسے تھی ویسی ہے مسلمان اور قارئین قرآن، اس میں کسی قسم کی اضافی عبارت نہ لکھ سکے اور نہ ہی اس میں کمی و بیشی کا شائبہ کیا جا سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن تمام پرانی اور قدیم تاریخی کتابوں سے ممتاز حیثیت رکھتا ہے۔ حیران کن یہ بات ہے کہ ایک شخص پڑھا لکھا نہ ہو اور عربی زبان میں بہترین کتاب لکھ سکے۔ (آئین محمدی کلکتہ ۱۹۳۱ص ۴) (حضور اکرمؐ پڑھے لکھے تھے)

پول کازانووا لکھتے ہیں

جب ہی پیغمبر اسلام سے کفار معجزہ طلب کرتے اور آپ کے دعویٰ کی صداقت اور حقانیت کی دلیل مانگتے تھے۔ تو آپ قرآن مجید کا ایک سورہ یا ایک آیت پیش کرتے اس کی بے نظیر عظمت و رفعت اس بات کی گواہ تھی کہ اس اعجاز آمیز کتاب کی بنیادیں اور اس کا مقصد الٰہی اور ملکوتی ہے کیونکہ قرآن مجید کا لب و لہجہ اور طرز بیان تمام کتابوں سے امتیازی حیثیت رکھتا ہے اس کے مضامین فصاحت و بلاغت کا دلکش مرقع تھے اور اس میں سلاست بیان کا پرکشش پہلو اور اس کی دلنواز صدا عربوں کے کانوں سے ٹکرائی۔۔۔۔ تو ان کو داد تحسین دینے پر مجبور کر دیا۔

مفاہیم اور اوزان کی ہمہ گیریت اور جامعیت اور الفاظ کی ادبی اثر آفرینی نے بہت سے مخالفین اور مشرکین کو ورطۂ

حیرت میں ڈال دیا اور ان کے افکار کو منقلب کر دیا

جان ویلیم ڈریپر G - W - DRAPER لکھتے ہیں۔

قرآن حقائق و معارف اور اخلاقی تعلیمات کا بہترین خزانہ ہے اس کی زبان نہایت شستہ، نہایت شیریں، نہایت پر اثر ہے۔ ہم جب ہی اس کا کوئی صفحہ کھول کر پڑھتے ہیں تو اس کا ہر ہر لفظ اپنے اندر ایک منفرد نوعیت کی تاثیر اور جاذبیت رکھتا ہے آیات قرآنی چھوٹے چھوٹے جملوں پر مشتمل ہیں اس کے قوانین اور ضوابط اور اس کی عالمگیر دعوت ہمیں یہ اذن دیتی ہے کہ یہ ایک مکمل اور جامع کتاب ہے اور پوری دنیا مختلف حالات اور متعدد مقامات پر قرآن سے استفادہ کر سکتی ہے (اور یہ ایک ایسی دعوت، ایسی پکار ہے جو کبھی کہنہ اور فرسودہ نہیں ہوئی) (تاریخ ترقی فکر و پالندن ۱۸۷۵ ص ۲۲۳، ۲۲۵)

ھاری گا سے لوڈڈرھن لکھتے ہیں۔

قرآن لفظوں کی صورت میں پروردگار کی وحی اور اس کا پیغام ہے جو جبرائیل کے توسط سے حضرت محمدؐ پر نازل ہوا اور ہمیشہ کے لئے معجزہ ہے اس کی عالمگیر صداقت کا گواہ ایک تو خود ہے اور دوسرے گواہ حضرت محمدؐ ہیں اس کا معجزہ اس کی سلیس اور پرکشش عبارت ہے اور ایسی کامل و جامع کتاب ہے جنوں اور انسانوں میں سے آج تک کوئی بھی اس جیسی ایک آیت نہ لاسکا اور نہ ہی قرآنی تعلیمات سے دیگر علوم کا قیاس کیا جاسکتا ہے اور قرآن مجید کی پیشگوئیاں اپنے مقام پر مسلم و ثابت ہیں۔ مخلوقات کی معلومات کا دائرہ قرآن کے سامنے بے وقعت نظر آتا ہے اور نہ ہی دنیا نے حضرت محمدؐ جیسا استاد دیکھا نہ ہی ان جیسا کلام القاء کیا جاسکتا ہے (جیسی کتاب بے نظیر و بے مثال ہے ایسا صاحب کتاب عظیم اور لاثانی ہے) (اسبوئی شناسائی ارواح نیویارک ۱۹۴۸ء ص ۳)

ایچ۔اے آر گبب H - A - R. GIBB قمطراز ہیں

اگر قرآن مجید حضرت محمدؐ کی اپنی تخلیق کردہ کتاب ہوتی تو لوگ حد در قابت کر سکتے تھے پوری دنیا کو دعوت عام ہے کہ دس آیات کی مانند فصیح و بلیغ عبارت بنا کر لائیں۔ اگر وہ نہیں لا سکتے تو اس کو معجزہ اور ایک استدلالی اور روشن کتاب کے عنوان سے تسلیم کیا کریں۔ (آئین محمدی لندن ۱۹۵۳ء ص ۳۳)

ہر تو یگ ہیر چغلد کہتے ہیں

جب ہم قرآن مجید کو تمام علوم کا سرچشمہ قرار دیتے ہیں تو ہمیں تعجب نہیں کرنا چاہیئے کہ قرآن مجید کے تمام موضوعات (جو آسمان و زمین انسانی زندگی، تجارت اور دیگر امور سے متعلق ہیں) اعلیٰ سطح اور مہارت تامہ پر مبنی ہیں۔ اس لئے قرآن تمام علمی اور اعتقادی مباحث کی دعوت عام دیتا ہے اسلامی تعلیمات کی حیرت انگیز وسعت اور ان

لاقوامی سطح پر اس کی نشرو اشاعت اور تمام علمی شعبوں میں اسلام کی کامل دسترس قرآن مجید ہی کی وجہ سے ہے اس نے نہ فقط عربوں کو ترقی و پیشرفت کی تشویق دلائی ہے بلکہ دنیا کے فلاسفر اور دانشوروں کو اس بات کی تلقین کی ہے کہ وہ مذہبی اور ' ماوراء الطبیعی امور ' وسائل میں عربوں کے طریقہ کار کو اپنائیں لیکن ہوا یوں " تکنیکی و صنعتی اور سائنس کے میدان میں عیسائیوں نے اسلامی اصولوں اور قرآنی ضوابط پر عمل کر کے غیر معمولی پیشرفت کی " جن کی اختراعات و ایجادات پورے عالم کو ورطہ بخود کر دیتی ہیں۔

علمی و فکری کارناموں کا آغاز مسلمانوں سے ہوا انہوں نے نہ فقط الٰہیات اور مذہبی مسائل پر کام کیا بلکہ فلسفہ ' ریاضی ' نجوم علم ' طب اور دیگر جدید علوم پر ریسرچ کر کے ضخیم کتابیں تحریر کی ہیں۔

قرآنی تعلیمات انسانوں کی فلاح و بہبود کے لئے بیان کی گئی ہیں۔ حضرت محمد ناز یبا لوگوں کو فکر انگیز تحریکات کی طرف دعوت دیتے رہے جیسا کہ کچھ آیتیں معاشرتی وفلاحی ترقی اور خدمت خلق سے مربوط ہیں البتہ عوام کی خدمت ایسی نہ ہو جو انسانوں کو انسان کی بندگی اور عبادت کی حدود میں لے جائے۔

مسلمانوں نے تحقیق و ریسرچ کے لحاظ سے نمایاں کامیابی حاصل کی علم نجوم میں مہارت تام رکھتے تھے اور صدیوں تک اس علم پر ان کی دسترس رہی حتیٰ کہ موجودہ دور میں بھی ستاروں کے نام اور اصطلاحات عربی میں ہیں۔ قرون وسطیٰ میں یورپ کے اکثر دانشور عربوں سے علم حاصل کرتے تھے۔ اس طرح قرآن مجید نے طبیعی اصولوں کو کھول کر بیان کیا اور عالم طبیعت میں غور و فکر کرنے کا حکم دیا ہے (تحقیقات جدید دربار انشاء و تفسیر قرآن لندن ۱۹۰۲ ص ۹)

روج مارگولوت لکھتے ہیں

قرآن مجید مسلمہ طور پر تمام آسمانی کتب پر ممتاز مقام رکھتا ہے۔ تاریخ بتاتی ہے کہ جتنی جدید ترین تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں یہ سب کچھ قرآنی تعلیمات کو پڑھ کر ہوئی ہیں۔ اس لئے آج انسانی تخلیقات و ایجادات پوری دنیا کو حیران کر دیتی ہیں قرآن مجید انسانی فکر کو سلیس انداز اور نئے اخلاق کو اپنانے کی تلقین کرتا ہے۔ (معرض قرآن لندن ۱۹۱۸ء)

سر ویلیم مویر لکھتے ہیں

قرآن اسلام کا عظیم شاہکار ہے اس کے مطالب اور مفاہیم کی ہمہ گیریت پوری مذہبی دنیا میں پھیلی ہوئی ہے علم و اخلاق اور مذہبی تعلیمات کے لحاظ سے اس میں روشن پہلو ہیں اور اس میں دقیق اور پیچیدہ مسائل موجود ہیں ان کے سامنے اعتراض و تنقید نہیں کی جا سکتی۔ (غرضیکہ قرآنی اصول واضح و روشن ہیں اور ایک کامل ترین صحیفہ ہیں (زندگی محمد لندن ۱۹۰۳ فصل قرآن ص ۷)

ادورڈ منشت کہتے ہیں

جو لوگ عربی زبان کو جانتے ہیں وہ اس مذہبی کتاب کی لطافتوں اور ادبی رنگینیوں پر اتفاق رکھتے ہیں۔ قرآن کا زور بیان اس قدر بلند ہے کہ کوئی ترجمہ خواہ یورپی زبان میں ہو یا کسی اور زبان میں اس کے ترجمے کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔ (ترجمہ فرانسہ قرآن پیرس ۱۹۲۹ ص ۵۳)

جمیزا۔ میجر رقمطراز ہیں

قرآن واحد ایسی کتاب ہے جو دنیا میں تمام کتابوں سے زیادہ پڑھی جاتی ہے اور تمام کتابوں سے زیادہ حفظ کی جاتی ہے اور روز مرہ کی زندگی میں تمام کتابوں سے زیادہ تاثیر رکھتی ہے۔ قرآن انجیل کے مانند نہیں ہے بلکہ سادگی الفاظ میں کامل ستائش تحریر ہے۔ نہ شعر ہے اور نہ معمولی نثر۔ اس کی اثر آفرینی ہمیشہ کے لئے ہے جسے سامعین سن کر اپنے ایمان و بہار کو مزید محکم کرتے ہیں۔

قرآن ۶۱۵ اور ۶۳۲ء کے درمیان مدینہ و مکہ میں وحی کے ذریعہ حضرت محمدؐ پر نازل ہوا مخلص اور فدا کار کاتب درختوں کے پتوں کھجورات اور سفید ہڈیوں پر لکھتے رہے۔ سب سے پہلے لوگوں کے افکار کو توحید کی طرف متوجہ کیا کہ ایک خدا ہے وہ خدا رحیم اور مہربان ہے۔۔۔۔ وہ۔۔۔۔ معبود حقیقی اور خالق، صانع مصور ہے جو کچھ زمین و آسمان میں ہے سب کچھ اسی کے جلال و کمال کا مظہر ہے وہ توانا اور دانا ہے۔

اس زلزلہ فگن پیغام انقلاب کو سن کر تمام مصنوعی بت زمین پر گر پڑے۔۔۔۔ اور لوگوں کو یہ درس دیا کہ اپنی اور دیگر اقوام کی زندگی کو انقلابی بنائیں (بت پرستی، اقتدار پرستی سرمایہ پرستی غرضیکہ غیراللہ کی ہر طرح کی پرستش نہ کریں بلکہ آزادانہ زندگی بسر کریں) جب پرچم اسلام پورے عرب پر لہرانے لگا تو اس وقت طاقت کی شدید ضرورت محسوس ہوئی تو اجتماعی تمدنی اور دیگر ضروری قوانین فوراً بھیجے گئے۔۔۔۔ اور وہ یہی قرآن ہی تھا (جو ایک مکمل ضابطہ حیات ہے) قرآن زندگی کے بارے میں بہترین بحث کرتا ہے اور مفاہیم و مطالب کو واضح اور سادہ الفاظ میں بیان کرتا ہے (اس کا انداز بیان نہایت شستہ اور روشن ہے) (اسلام مذہب بیہ کہ درست شناختہ نشدہ نقل از ریواز ڈائجسٹ ۱۹۵۵ء)

ڈاکٹر سموئیل جانسن

قرآن کے مطالب ایسے ہمہ گیر اور ہر زمانے کے لئے اس قدر موزوں ہیں کہ زمانہ کی تمام صداقتیں خواہ مخواہ اس کو قبول کر لیتی ہیں اور وہ محلوں، ریگستانوں، شہر اور سلطنتوں میں گونجتا پھرتا ہے۔

پادری دال رمیس ڈیڈی

قرآن کا مذہب امن و سلامتی کا مذہب ہے۔

پروفیسر ایڈورڈ مونٹے

" قرآن وہ کتاب ہے جس میں مسئلہ توحید کو ایسی پاکیزگی اور نفاست اور جلال و عظمت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ اسلام کے

سوا کسی مذہب میں نہیں"

ڈاکٹر لیبان

قرآن کی فصاحت و بلاغت روز نئے نئے مسلمان پیدا کر لیتی ہے۔

رابندر ناتھ ٹیگور

وقت دور نہیں جب کہ قرآن اپنی مسلمہ صداقتوں اور روحانی کرشموں سے سب کو اپنے اندر جذب کر لے گا وہ دن دور نہیں جب کہ اسلام ہندو مذہب پر غالب آجائے گا اور ہندوستان میں ایک ہی مذہب ہو گا۔

ڈاکٹر گاڈ فری ہنگسن

قرآن میں یہ عجیب خوبی ہے کہ وہ غریبوں کا غمخوار ہے"

گوئٹے

قرآن کی یہ حالت ہے کہ اس کی دلفریبی بتدریج فریفتہ کرتی ہے پھر حیران کرتی ہے اور آخر کار وجد کی سی کیفیت طاری کر دیتی ہے اسی طرح یہ کتاب تمام زبانوں میں اثر کرتی رہے گی۔

برٹش انسائیکلوپیڈیا

قرآن کے احکام عقل و حکمت کے مطابق واقع ہوتے ہیں کہ اگر انسان انہیں چشم بصیرت سے دیکھے تو وہ ایک پاکیزہ زندگی بسر کرنے کے کفیل ہو سکتے ہیں۔

ڈاکٹر لڈولف کوھیل

قرآن میں عقائد و اخلاق اور ان کی بنا پر قانون کا مکمل مجموعہ ہے۔

ڈاکٹر غرینہ کی ہر دلعزیزی

ڈاکٹر کا نام غرینہ تھا۔ یہ فرانسیسی پارلیمنٹ کا ممبر بھی تھا یہ بھی اس کی ہر دلعزیزی کا دوسرا ثبوت ہے اس لئے کہ آزاد ممالک میں پارلیمنٹ کی ممبری اور قوم کی ترجمانی ایک ایسا اعزاز ہے جو وہاں ممتاز اور منتخب اشخاص ہی کو حاصل ہو سکتا ہے لیکن اس کے متعلق لوگوں نے بیان کیا کہ ڈاکٹر کی نیک دلی اور صاف باطنی اس اعزاز سے اس قدر زیادہ بلند ہے جس قدر زمین سے آسمان۔ وہ حمایت حق اور خدمت خلق کے خیال سے پارلیمنٹ میں داخل ہوا تھا لیکن اس نے وہاں دیکھا کہ وہاں تمام لوگ عدل و انصاف کی بے حرمتی کر رہے ہیں حق و صدق ذبح کیا جا رہا ہے۔

غریب کا گوشت بک رہا ہے مظلوموں کا خون ارزاں ہے۔ امن و آزادی کے نام سے غلامی اور فساد کی کیفیت بوئے جا رہے ہیں انسانیت پارلیمنٹ ہال میں حق و عدل کی موت پر ماتم کر رہی ہے لیکن کوئی نہیں جو اس کی فریاد و زاری پر رحم کھائے نیک دل ڈاکٹر یہ بات دیکھ کر مبہوت رہ گیا وہ پارلیمنٹ کو ترقی عقل اور آزادی فکر کی بہشت سمجھ کر داخل ہوا تھا لیکن یہ دیکھ کر کہ یہاں خوشگوار اور دلفریب تقریروں کے پردوں میں جنگ و جدل، نفرت و فساد اور حرص و ہوا کے جہنم بھڑک رہے ہیں۔ وہ نہایت ہی بے صبری کے ساتھ اپنی کرسی سے اٹھا اس نے پارلیمنٹ کی عظمت کی پروا نہ کی اس نے ان تمام چیزوں کو اور ساتھ ہی اپنے چال کی عزت کو اور مستقبل کی شہرت کو بے پرواہی سے الگ پھینک دیا۔ اور پارلیمنٹ سے کنارہ کش ہو گیا۔ صرف پارلیمنٹ سے نہیں بلکہ پیرس سے بھی کنارہ کش ہو گیا اور رونق و عزت کے اس جہنم سے قطع تعلق کر کے فرانس کے ایک چھوٹے سے پر سکون گاؤں میں اقامت اختیار کر لی اور خلق خدا کی خدمت میں مصروف ہو گیا۔

محمود بے مصری نے فرمایا

جب مجھے ان حالات کا علم ہوا اور ساتھ ہی یہ معلوم ہوا کہ فرانس کا یہ عظیم الشان انسان اسلام قبول کر چکا ہے تو میں نے آرزو کی کہ اس یگانہ روز ڈاکٹر سے ضرور ملنا چاہئے اور کم سے کم قبول اسلام کا سبب دریافت کرنا چاہئے۔

جوش ملاقات نے میرے قدموں کو حرکت دی میں پیرس سے نکلا اور اس بستی کا رخ کیا جہاں یہ ممتاز ترین انسان عزت گزیں تھا میں بستی میں داخل ہوا اور ڈاکٹر غرینہ کے متعلق لوگوں سے دریافت کرنے لگا میں جس شخص سے ڈاکٹر کے متعلق پوچھتا وہ نہایت ہی پر مسرت اور گرم جوشی سے میرے سوالات کا جواب دیتا۔ شہر کے تمام باشندے ڈاکٹر کے مداح تھے مجھے معلوم ہوا کہ شہر کی تمام آبادی کو ڈاکٹر کی احسان مندیوں نے جھکا دیا ہے شہر میں کوئی شخص ایسا نہ تھا جس سے ڈاکٹر نے عزت، شرافت اور مروت کا سلوک نہ کیا ہو۔ وہ بچوں کے لئے سر بسر محبت و شفقت، فقیروں اور غریبوں کے لئے عزت و مسرت کا پیغام تھا یتیم بچوں اور بیوہ عورتوں کے لئے حفاظت کا سرمایہ تھا اگرچہ شہر کی دیواروں پر اس کے نام کے اشتہار چسپاں نہ تھے لیکن میں نے دیکھا کہ ہر پیشانی پر اس کی عزت کا سائن بورڈ آویزاں ہے اور خلق خدا کے قلوب کو اس کے خلوص و احسان کی گراں باریوں نے کمان کی طرح جھکا رکھا ہے۔

میں بہت جلد ڈاکٹر کے پاس پہنچا اس کی پیشانی پر محبت اور خوش اخلاقی کے معصوم ستارے چمک رہے تھے وہ مجھے بڑی گرم جوشی سے ملا۔ ایسی گرم جوشی سے جس سے اخوت اسلامیہ کا نام زندہ ہے وہ اپنے کام سے فارغ ہو چکا تو میں نے پوچھا۔

ڈاکٹر صاحب آپ کے مشرف بہ اسلام ہونے کے اسباب کیا ہیں؟

ڈاکٹر غرینیہ نے جواب دیا "قرآن پاک کی صرف ایک آیت" یہ کہا اور خاموش ہو گیا۔

کیا آپ نے کسی مسلمان عالم سے قرآن پڑھا اور اس کی ایک آیت نے آپ پر اثر کیا؟ میں نے پوچھا۔

نہیں! میں نے کسی مسلمان سے اب تک ملاقات نہیں کی۔ ڈاکٹر نے جواب دیا۔

پھر قرآن کی کوئی تفسیر پڑھی میں نے سوال کیا۔

تفسیر بھی نہیں پڑھی۔ ڈاکٹر نے جواب دیا۔

تو پھر یہ واقعہ کیونکر گزرا۔

ڈاکٹر نے جواب دیا "میری جوانی سمندروں میں گزری ہے مجھے سمندر کے نظاروں اور بحری سفروں کا اس قدر شوق دامنگیر تھا کہ گویا میں ایک آبی مخلوق ہوں۔ میں اپنے رات اور دن پانی اور آسمان کے درمیان بسر کرتا تھا۔ اور اس قدر مسرور تھا کہ میری زندگی کا مقصد یہی ہے۔ انہی ایام میں قرآن کے فرانسیسی ترجمہ کا ایک نسخہ جو موسیو ساقاری کے قلم سے تھا مجھے دستیاب ہوا میں نے اسے کھولا تو سورہ نور کی ایک آیت میرے سامنے تھی جس میں ایک سمندری نظارے کی کیفیت بیان کی گئی تھی میں نے اسی آیت کو نہایت ہی دلچسپی سے پڑھا اس آیت میں کسی گمراہ شخص کی حالت کے متعلق ایک نہایت ہی عجیب تمثیل بیان کی گئی تھی۔ آیت میں لکھا تھا کہ گمراہ شخص حالت انکار میں اس طرح دیوانہ وار ہاتھ پاؤں مارتا ہے جیسے ایک شخص اندھیری رات میں جبکہ بادل بھی چھائے ہوئے ہوں سمندر کی لہروں کے نیچے ہاتھ پاؤں مارتا ہو۔

ڈاکٹر غرینیہ نے اس واقعہ کو اس طرح بیان کیا کہ اس کا دل تمثیل کی عزت سے لبریز تھا اور اس کے انداز بیان سے ظاہر ہوتا تھا کہ اس کے نزدیک اس تمثیل کی عمدگی اور دل نشینی صداقت اسلام کی ایک بہت ہی کافی دلیل ہے۔ لیکن ڈاکٹر کے بیان سے میرا دل مطمئن نہ تھا میں نے پوچھا "ڈاکٹر صاحب اس کے بعد کیا واقعہ پیش آیا۔ ڈاکٹر نے جواب دیا آیت یہ تھی" ان کی مثال بڑے گہرے سمندر کے اندرونی اندھیروں کی سی ہے اس طرح کہ سمندر کو لہر نے ڈھانپا ہے۔ لہر کے اوپر لہر ہے اس کے اوپر بادل ہے یعنی اندھیرے پر اندھیرا اس حال میں ایک شخص تہہ دریا میں اپنا ہاتھ نکالے تو توقع نہیں کہ اس کو دیکھ سکے جس کو خدا نور نہ دے اس کے لئے کوئی روشنی نہیں۔

جب میں نے یہ آیت پڑھی تو میرا دل تمثیل کی عمدگی اور انداز بیان کی واقعیت سے بے حد متاثر ہوا اور میں نے خیال کیا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم ضرور ایسے شخص ہوں گے جن کی رات اور دن میری طرح سمندر میں گزرے ہوں گے لیکن اس خیال کے باوجود بھی مجھے حیرت تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے اس کمال کا اعتراف تھا کہ انہوں نے گمراہوں کی آوارگی اور ان کی جدوجہد کی بے حاصلی کو کیسے مختصر الفاظ میں بیان کیا ہے گویا کہ وہ خود

رات کی سیاہی بادلوں کی تاریکی اور موجوں کے طوفان میں ایک جہاز پر کھڑے ہیں۔ اور ایک ڈوبتے ہوئے شخص کی بے حواسی کو دیکھ رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ سمندری خطرات کا کوئی بڑے سے بڑا ماہر بھی اس طرح گنتی کے لفظوں میں ایسی جامعیت کے ساتھ دریا کی صحیح کیفیت بیان نہیں کر سکتا۔

لیکن اس کے تھوڑے ہی عرصہ بعد مجھے معلوم ہوا کہ محمد عربی (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) محض امی تھے۔ انھوں نے زندگی بھر بھی سمندر کا سفر نہیں کیا اس انکشاف کے بعد میرا دل روشن ہو گیا میں نے سمجھا کہ یہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی آواز نہیں بلکہ اس خدا کی آواز ہے جو رات کی تاریکی میں ہر ڈوبنے والے کی بے حاصلی کو دیکھ رہا ہوتا ہے۔ میں نے قرآن کو ایک ہاتھ میں لیا' اور ان آیتوں پر بڑی احتیاط سے غور کرنے لگا اور چند دنوں میں مسلمان ہو گیا۔

قرآن ایک الہامی کتاب ہے

عنقریب ہم آفاق و انفس میں اپنی نشانیاں دکھائیں گے یہاں تک کہ ظاہر ہو جائے گا کہ یہ حق ہے۔ (القرآن)

یہاں میں ایک واقعہ نقل کروں گا جس کے راوی علامہ عنایت اللہ مشرقی ہیں اور اس کا تعلق انگلستان سے ہے۔

"۱۹۰۹ء کا ذکر ہے اتوار کا دن تھا اور زور کی بارش ہو رہی تھی میں کسی کام سے باہر نکلا تو جامعہ کیمبرج کے مشہور ماہر فلکیات سر جیمز جینس (SIR JAMES GAANS) پر نظر پڑی جو بغل میں انجیل دبائے چرچ کی طرف جا رہے تھے میں نے قریب ہو کر سلام کیا انھوں نے کوئی جواب نہ دیا دوبارہ سلام کیا تو وہ متوجہ ہوئے اور کہنے لگے تم کیا چاہتے ہو میں نے کہا دو باتیں اول یہ کہ زور سے بارش ہو رہی ہے اور آپ نے چھاتا بغل میں داب رکھا ہے سر جیمز اپنی بدحواسی پر مسکرائے اور چھاتا تان لیا۔ دوم یہ کہ آپ جیسا شہرہ آفاق آدمی گرجا میں عبادت کے لئے جا رہا ہے یہ کیا؟ میرے اس سوال پر پروفیسر سر جیمز لمحہ بھر کے لئے رک گئے۔ اور پھر میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا "آج شام کو چائے میرے ساتھ پیو" چنانچہ شام کو میں ان کی رہائش گاہ پہنچا ٹھیک چار بجے لیڈی جیمز باہر آ کر کہنے لگیں "سر جیمز تمہارے منتظر ہیں" اندر گیا تو ایک چھوٹی سی میز پر چائے لگی ہوئی تھی پروفیسر صاحب تصورات میں کھوئے ہوئے تھے کہنے لگے "تمہارا سوال کیا تھا" اور میرے جواب کا انتظار کئے بغیر اجرام آسمانی کی تخلیق' ان کے حیرت انگیز نظام' بے انتہا پہنائیوں' اور فاصلوں' ان کی پیچیدہ راہوں اور مداروں نیز باہمی کشش اور طوفان ہائے نور پر وہ ایمان افروز تفصیلات پیش کیں۔ کہ میرا دل اللہ کی اس داستان کبریا و جبروت پر دہلنے لگا اور ان کی اپنی کیفیت یہ تھی کہ سر کے بال سیدھے اٹھے ہوئے تھے۔ آنکھوں سے حیرت و خشیت کی دو گونہ کیفیتیں عیاں تھیں اللہ کی حکمت و دانش کی ہیبت سے ان کے ہاتھ قدرے کانپ رہے تھے۔ اور آواز لرز رہی تھی فرمانے لگے "عنایت اللہ خاں! جب میں خدا کے تخلیقی کارناموں پر نظر ڈالتا ہوں تو میری تمام ہستی اللہ کے جلال سے لرزنے لگتی ہے اور جب کلیسا میں خدا کے سامنے سرنگوں ہو کر کہتا ہوں "تو بہت بڑا ہے" تو میری ہستی کا ہر ذرہ میرا ہم نوا بن جاتا ہے۔ مجھے بے حد سکون اور خوش نصیبی ہوتی ہے مجھے دوسروں کی نسبت عبادت میں ہزار گنا زیادہ کیف ملتا ہے۔ کہو عنایت اللہ خاں! تمہاری سمجھ میں آیا کہ میں گرجے میں کیوں جاتا ہوں۔"

علامہ مشرقی فرماتے ہیں کہ پروفیسر جیمز کی اس تقریر نے میرے دماغ میں عجیب کہرام پیدا کر دیا ہے میں نے کہا جناب والا! آپ کی روح افروز تفصیلات سے بے حد متاثر ہوا ہوں۔ اس سلسلے میں قرآن پاک کی ایک آیت یاد آگئی ہے اگر اجازت ہو تو پیش کروں فرمایا ضرور چنانچہ میں نے حسب ذیل یہ آیت پڑھی۔

ومن الجبال جدد بیض و حمر مختلف الوانها و غرابیب سود ومن الناس والدواب والانعام مختلف الوانه کذالک انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء (فاطر)

ترجمہ:۔ پہاڑوں میں خطے ہیں سفید اور سرخ اور طرح طرح کے رنگ کے اور کالے اور آدمیوں میں اور کیڑوں اور چوپایوں میں اسی طرح مختلف رنگ ہیں۔ اللہ سے ڈرتے وہی ہیں اس کے بندوں میں سے جو علم رکھتے ہیں۔

سنتے ہی پروفیسر جیمز بولے

"کیا کہا اللہ سے صرف اہل علم ڈرتے ہیں حیرت انگیز بہت عجیب' یہ بات جو مجھے پچاس برس کے مسلسل مطالعہ و مشاہدہ کے بعد معلوم ہوئی محمدؐ کو کس نے بتائی۔ کیا قرآن میں واقعی یہ آیت موجود ہے اگر ہے تو میری شہادت لکھ لو کہ" قرآن ایک الہامی ہے "محمدؐ ان پڑھ تھے (حضور اکرم ان پڑھ نہیں بلکہ علم لدنی کے مالک تھے)۔ ان میں عظیم حقیقت خود بخود معلوم نہیں ہو سکتی انہیں یقیناً" اللہ نے بتائی تھی بہت خوب' بہت عجیب۔۔۔۔" (علم جدید کا چیلنج صفحہ ۲۳۸ بحوالہ نقوش شخصیات نمبر)

تحریف سے پاک

کوئی جزو' کوئی فقرہ' کوئی لفظ (قرآن مجید میں) ایسا نہیں جسے جمع کرنے والوں نے چھوڑ دیا ہو اور کوئی لفظ ایسا نہیں سنا گیا جو اس مسلم مجموعہ میں داخل کر دیا گیا ہو جہاں تک ہماری معلومات ہیں دنیا بھر میں ایک بھی ایسی کتاب نہیں جو قرآن کی طرح بارہ صدیوں تک ہر قسم کی تحریف سے پاک ہو۔ (ولیم میور)

قرآن ایک معجزہ ہے

(جناب) محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا دعویٰ ہے کہ قرآن مستقل اور دائمی معجزہ ہے اور میں مانتا ہوں یہ ایک معجزہ ہے (سٹریو سورتھ اسمتھ)

وحدانیت کا گواہ

قرآن وحدانیت کا بڑا گواہ ہے ایک موحد فلسفی اگر کوئی مذہب قبول کر سکتا ہے وہ اسلام ہی ہے۔ غرض سارے جہاں میں قرآن کی نظیر نہیں مل سکتی۔

(ڈاکٹر گبن)

قرآنی قانون

قرآنی قانون ایک تاجدار سے لے کر ادنیٰ ترین افراد رعایا تک کو حاوی ہے۔ یہ ایک ایسا قانون ہے جو ایک معقول ترین علم فقہ پر مشتمل ہے جس کی نظیر اس سے پیشتر دنیا پیش نہیں کر سکتی۔
(بابو بپن چندر پال)

سب سے اعلیٰ ہستی

قرآن نے فطرت اور کائنات کی دلیلوں سے خدا کو سب سے اعلیٰ ہستی ثابت کیا اور انسانوں کو خدا کی اطاعت اور شکر گزاری پر جھکایا (سر ولیم میور)

پر زور ایمانی جوش

قرآن دلوں میں ایسا زندہ اور پر زور ایمانی جوش پیدا کرتا ہے کہ پھر کسی شک کی گنجائش باقی نہیں رہتی (ذکری مصری صفحہ ۴۷) (ڈاکٹر گستاولی بان فرانسیسی)

دختر کشی کا خاتمہ

قرآن کے اثرات سے عربی زبان تمام اسلامی دنیا کی متبرک زبان بن گئی اور قرآن نے دختر کشی کا خاتمہ کر دیا۔ (پروفیسر انیلڈ اے نکلسن)

مفہوم و معانی قرآن

جوں جوں قرآن پر غور کرتا ہوں اور اس کے مفہوم و معانی کو سمجھنے کی کوشش کرتا ہوں میرے دل میں اس کی قدر و منزلت زیادہ ہوتی جاتی ہے (پروفیسر اڈورڈ جی براؤن ایم۔ اے)

قرآن کی تعلیم

مدارس میں قرآن کی تعلیم دی جائے تو کچھ کم ترقی کا ذریعہ نہیں ہو سکتا افریقہ کو ایک یہ بھی فائدہ ہوا کہ بجائے اپنی رائے سے حکومت کرنے کے انتظام سلطنت کے لئے ایک ضابطہ اور دستور العمل مل گیا۔
مسلمانوں کی تاثیر اور طرز اسلام سے افریقہ کے ملک میں اتنے بڑے بڑے شہر قائم ہو گئے کہ یورپ کو اول "ان باتوں کا یقین نہ آیا۔ (پریچنگ آف اسلام صفحہ ۳۷۹۔۳۸۱) (پروفیسر ٹی۔ ڈبلیو آرنلڈ)

ہمارا ہی قصور ہے

قرآن کے مطالب ایسے مناسب وقت اور عام فہم ہیں کہ دنیا ان کو آسانی سے قبول کر سکتی ہے پر افسوس! ہمارا ہی قصور ہے کہ ہم کو دیکھ کر دنیا اس سے نفرت کرتی ہے (ڈاکٹر جانسن)

فلسفہ و حکمت

تعلیم قرآن سے فلسفہ و حکمت کا ظہور ہوا اور ایسی ترقی کی کہ اپنے عہد کی بڑی بڑی یورپین سلطنت کی تعلیم حکمت سے بڑھ گیا (مسٹر ایس لیڈر)

غریب آدمی کا دوست

قرآن غریب آدمی کا دوست اور غم خوار ہے بڑے آدمیوں کی ناانصافی کی ہر جگہ مذمت کرتا ہے (گاڈفری ہیگنس)

قرآن کی تعلیم

قرآن کی تعلیم بہترین اور انسانی دماغوں پر نقش ہو جاتی ہے (میجر لیونارڈ)

قرآن کا طرز تحریر

قرآن کا طرز تحریر دل آویز ہے، رواں ہے اور مختصر اور جامع ہے خدا کا ذکر شاندار طریقہ سے کرتا ہے (ڈاکٹر چارٹن)

مواخات (بھائی چارہ)

قرآن نے مسلمانوں کو ایسی مواخات کے بندھن میں باندھ رکھا ہے جو نسل اور زبانوں کے فرق کے پابند نہیں ہے۔ (ایچ جی ویلز)

نمایاں اثر

قرآن نے بے حد و شمار انسانوں کے اعتقاد اور چال چلن پر نمایاں اثر ڈالا ہے (اور سائنس کی دنیا نے قرآن کی ضرورت کو اور واضح کر دیا) (مسٹر جے ٹی پنالی)

امن اور سلامتی کا مذہب

قرآن کا مذہب امن اور سلامتی کا مذہب ہے (پادری والرشن ڈی۔ ڈی)

خلوص اور سچائی کا وصف

میرے نزدیک قرآن میں خلوص اور سچائی کا وصف ہر پہلو سے موجود ہے اور سچ تو یہ ہے کہ اگر کوئی خوبی پیدا ہو سکتی ہے تو اس سے پیدا ہو سکتی ہے (پروفیسر کارلائل)

مسلمانوں کا مشترکہ قانون

قرآن مسلمانوں کا مشترکہ قانون ہے معاشرتی، ملکی، تجارتی، فوجی، عدالتی، تعزیری سب ہی معاملات اس میں ہیں باوجود اس کے یہ ایک مذہبی کتاب ہے اس نے ہر چیز کو باقاعدہ بنا دیا (ڈیون چارٹ)

عقائد اور مسئلہ توحید

حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا مذہب تمام کا تمام ایسے اصولوں کا مجموعہ ہے جو معقولیت کے امور مسلمہ پر مبنی ہے اور یہ وہ کتاب ہے جس میں مسئلہ توحید ایسی پاکیزگی اور جلال و جبروت کمل تیقن کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ اسلام کے سوا کسی مذہب میں اس کی مثال مشکل سے ملے گی۔ (اشاعت مذہب عیسوی اور اس کے مخالف مسلمان ۱۷۔۱۸ مطبوعہ ۱۸۹۰) (پروفیسر اڈوائز مونتے)

عقائد و اخلاق کا مکمل ضابطہ

قرآن میں عقائد و اخلاق کا مکمل ضابطہ و قانون موجود ہے وسیع جمہوریت، رشد و ہدایت، انصاف و عدالت، فوجی تنظیم و تربیت، مالیات اور غرباء کا حمایت و ترقی کے اعلیٰ آئین موجود ہیں اور ان سب باتوں کی بنیاد ذات باری کے اعتقاد پر رکھی گئی ہے۔ (مسٹر لڈف کریل)

قرآن، رسالت کی دلیل

عقل بالکل حیرت زدہ ہے کہ اس قسم کا کلام اس شخص کی زبان سے کیونکر رواں ہوا جو بالکل امی تھے؟ انگریز منکرین نے مختلف مقامات پر حضور اکرمؐ کے امی ہونے سے مراد ان پڑھ لیا ہے حالانکہ حضور اکرم کو ام البلد "مکے" میں پیدا ہونے کی وجہ سے امی کہا گیا ہے ورنہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مہد میں عالم ہو سکتے ہیں تو نعوذ باللہ حضور اکرمؐ چالیس برس تک جاہل کیسے رہ سکتے ہیں؟ تمام شرق نے اقرار کیا کہ یہ وہ کلام ہے کہ نوع انسانی لفظاً "ومعناً" ہر لحاظ سے نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اپنی رسالت کی دلیل کے طور پر لائے جو تا حال ایک ایسا معتمم بالشان راز چلا آتا ہے کہ اس علم

وزنا انسانی طاقت سے باہر ہے (کتاب اسلام) مترجم احمد بخش زاگول مطبوعہ ۱۸۹۸ء) (کونٹ ہنری دی کاسٹری)

قرآن ایک مقدس کتاب

محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جو فصاحت و بلاغت، شریعت کا دستور العمل دنیا کے سامنے پیش کیا یہ وہ مقدس کتاب قرآن ہے جو اس وقت تمام دنیا کے ۲/۶ حصہ میں معتبر اور مسلم سمجھی جاتی ہے جدید علمی انکشافات میں جن کو ہم نے بزور علم حل کیا یا ہنوز وہ زیر تحقیق ہیں وہ تمام علوم اسلام و قرآن میں سب کچھ پہلے ہی سے پوری طرح موجود ہیں۔
(کتاب لائف آف محمد از الکسن لوازون)

زبردست اثر والی کتاب

جس قدر ہم اس کتاب کے قریب پہنچتے ہیں یعنی اس پر زیادہ غور کرتے ہیں وہ اس قدر دور کھنچی جاتی ہے یعنی زیادہ اعلےٰ معلوم ہوتی ہے وہ بتدریج فریفتہ کرتی ہے پھر متعجب کرتی ہے فرحت آمیز تحیر میں ڈال دیتی ہے اور آخر کار اپنا احترام کرا کے چھوڑتی ہے اس طرح یہ کتاب تمام نظروں میں ہمیشہ زبردست اثر ڈالتی ہے۔ (گوئٹے)

زود اثر والی کتاب

جتنا بھی ہم اس کتاب (قرآن) کو الٹ پلٹ کر کے دیکھیں اسی قدر پہلے مطالعہ میں اس کی نامرغوبی نئے نئے پہلوؤں سے اپنا رنگ جماتی ہے لیکن فوراً ہی ہمیں مسخر کر لیتی ہے۔ متحی و بنا دیتی ہے اور آخر میں ہم سے تعظیم کرا کے چھوڑتی ہے اس کا طرز بیان باعتبار، اس کے مضامین و اغراض کے عفیف، عالی شان اور تہدید آمیز کتاب ہے یہ کتاب ہر زمانہ میں اپنا زود اثر دکھاتی رہے گی۔ (مسٹر روڈول)

حفظان صحت کی تعلیم دینے والی کتاب

قرآن نے صفائی، طہارت، حفظان صحت کی ایسی تعلیم دی کہ اگر ان پر عمل کیا جائے تو بیماریوں کے کیڑے سب کے سب ہلاک ہو جائیں۔ (ایم ڈی بولف۔ جرمنی) (رسالہ دی بائف ۱۹۱۳ء جرمن)

قرآن کا قانون

قرآن کا قانون بلاشبہ بائبل کے قانون سے زیادہ مونثر ثابت ہوا ہے (مشرقی کلیسا صفحہ ۲۷۹) (ڈین سٹینلی عیسائی)

قرآن اور ہندو شاستر

غلامی کی مکروہ رسم کے اٹھانے کے لئے ضروری ہے کہ ہندو شاستر قرآن سے بدل دیا جائے (مسٹر رچرڈسن)

قرآن اور یورپ

قرآن شریف اس بات کا مستحق ہے کہ یورپ کے گوشہ گوشہ میں پڑھا جاوے ۔ (سر لاؤ ورڈ ویسی سن راس سی آئی اے)

قوانین قرآن

وہ قوانین جو قرآن میں درج ہیں اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سکھائے وہی اخلاق قوانین کا کام دے سکتے ہیں اور اس کتاب کی سی کوئی اور کتاب صفحہ عالم پر موجود نہیں ہے ۔ (مسٹر مار ماڈیوک پکتھال) (اسلام اینڈ ماڈرن ازم)

قرآن کی روشنی

قرآن کی روشنی اس وقت یورپ میں نمودار ہوئی جب تاریکی محیط ہو رہی تھی اور اس سے یونان کی مردہ عقل اور علم کو زندگی مل گئی (محقق عمانوئیل ڈی اش) (کواٹری ریویوج ص ۷، ۱۲ ۔ ۲۵۴ عنوان اسلام)

قرآن اور اجتماعی زندگی

قرآن مذہبی قواعد اور احکام ہی کا مجموعہ نہیں ہے بلکہ اس میں اجتماعی (شوشل) احکام بھی ہیں جو انسان کی زندگی کے لئے ہر حالت میں مفید ہیں ۔ (مولوجین ۔ کلافل فرانسیسی) (ایک مضمون ۱۹۰۱ء)

قرآن ایک معجزہ

قرآن کریم بے شک عربی کی سب سے بہتر اور سب سے مستند کتاب ہے کسی انسان کا قلم ایسی معجزانہ کتاب نہیں لکھ سکتا اور یہ مردوں کو زندہ کرنے سے بڑھا ہوا معجزہ ہے ۔ (جارج سیل)

قرآن اور اصول فطرت

قرآن نے مسلمانوں کو جنگ آرائی بھی سکھائی اور ہمدردی و خیرات و فیاضی بھی قرآن نے وہ اصول پیش کئے کہ سائنس کی بڑھتی ہوئی ترقیاں اس کو شکست نہیں دے سکتیں ۔ (مسٹر ارنلڈ وہایٹ)

قرآن کی تعلیم

قرآن کی تعلیم نے بت پرستی مٹائی ۔ جنات اور ملائکہ کا شرک مٹایا اللہ کی عبادت قائم کی ۔ بچوں کے قتل کی رسم نیست و

بجور کردی (ریورنڈ جی ایم راڈویل)

قرآن کی سب سے بڑی تعریف

قرآن کی سب سے بڑی تعریف اس کی فصاحت و بلاغت ہے مقاصد کی خوبی اور مطالب کی خوش اسلوبی کے اعتبار سے یہ کتاب تمام آسمانی کتابوں پر فائق ہے اس کی فصاحت اور بلاغت کے آگے سارے جہان کے بڑے بڑے انشاء پرداز و شاعر سر جھکا دیتے ہیں روم کے عیسائیوں کو جو کہ ضلالت کی خندق میں گرے پڑے تھے کوئی چیز نہیں نکال سکتی تھی بجز اس آواز کے جو غار حرا سے نکلی۔ (ڈاکٹر مورلیس فرانسیسی)

قرآن کی عظمت

اگر ہم قرآن کی عظمت اور فضیلت اور حسن و خوبی سے انکار کریں تو ہم عقل و دانش سے بیگانہ ہوں گے (نیرایسٹ ہفت روزہ لندن ۱۳ اپریل ۱۹۳۲ء)

قرآن کی سب سے بڑی خوبی

قرآن نے ظلم، جھوٹ، غرور، انتقام، غیبت، طمع، فضول خرچی، حرام کاری، خیانت اور بد گمانی کی بہت سخت برائی کی ہے اور یہ اس کی بڑی خوبی ہے۔

قرآن مطابق حکمت و فطرت

قرآن کے احکام اس قدر مطابق عقل و حکمت فطرت ہیں کہ اگر انسان انھیں چشم بصیرت سے دیکھے تو وہ ایک پاکیزہ زندگی بسر کرنے پر مجبور ہو جائے گا (پاپولر انسائیکلو پیڈیا)

قرآنی قانون

اسلامی (قرآنی) قانون ایک تاجدار سے لے کر ادنیٰ ترین افراد رعایا تک کو حاوی ہے یہ ایک ایسا قانون ہے جو کہ معقول ترین علم فقہ پر مشتمل ہے جس کی نظیر اس سے پیشتر دنیا پیش نہیں کر سکتی (راڈمنڈ برک ہندو فاضل)

قرآن اندھیرے میں روشنی

عرب قوم کے لئے یہ اندھیرے سے روشنی میں جنم لینے کا موجب بنی۔ اس کے وسیلہ سے ملک عرب پہلی بار زندہ ہو گیا ایک غریب گڈریا قوم کے لئے جو دنیا کی پیدائش کے وقت سے لے کر تا ہنوز اپنے صحراؤں میں بغیر کسی شخص کے توجہ کے گھومتی پھرتی تھی۔ ایک بہادر پیغمبر بھیجا گیا۔ ایک ایسے لفظ (پیغام کے ساتھ جو قابل تسلیم تھا۔ دیکھیے۔ وہ جسے کوئی دیکھتا بھی نہ تھا اب تمام دنیا میں قابل توجہ ہو گیا ایک چھوٹی سی ہستی دنیا بھر میں عظیم ہو گئی ایک صدی گزرنے کے بعد وہ خطہ گنڈولہ بن گیا جس کے ایک طرف عرب تھا اور دوسری طرف دہلی تھا (کارلائل)

قرآن، سائنس اور سیاسی دستاویزات کی کتاب

قرآن کی کتاب محض مذہب کا دل اور خدائی حکومت کا راستہ دکھانے والی کتاب ہی نہیں بلکہ یہ سائنس اور سیاسی دستاویزات کا کتابچہ ہے جس میں زمین پر خدائی حکومت کے لئے قوانین درج ہیں (پروفیسر پی کے ہٹی)

قرآن اور پند و نصائح

قرآن میں اخلاق کے متعلق بہترین پند و نصائح دی گئی ہیں اس کے مضامین اس قدر بکھرے ہوئے ہیں کہ کوئی محض اس کے کسی صفحے کو ایسے اصولوں سے خالی نہیں پاتا جو تمام لوگوں کے نزدیک مستحسن ہیں (مسٹر جے۔ ولیم ڈریپر)

قرآن، قابل احترام کتاب

اس میں (قرآن شریف میں) بہت سے مضامین قابل احترام اور گہری اخلاقی سنجیدگی کے حامل پائے جاتے ہیں جن میں کثیر المعانی اور پر مغز الہامی دانائی پائی جاتی ہے اس نے ثابت کر رکھا ہے کہ اس میں ایسے ایسے مواد (مضامین) پائے جاتے ہیں جن کے بل بوتے پر مضبوط اور فاتح حکومتیں بنائی جا سکتی ہیں (مسٹر ریونیو نجے۔ ایم روڈویل)

قرآن، ایک اخلاقی و قانونی ضابطہ

جیسی کہ حقیقت ہے یسوع کا کلام نامکمل حالت میں چھوڑا گیا تھا انجیل کا نزول کسی اور استاد کے لئے ہوا جو اس کے اخلاقی قوانین کو ترتیب دے قرآن شریف روحانی مشتوں اور اعمال کی کتاب ہونے کے علاوہ اخلاقی اور قانونی ضابطہ کا ایک بہت بڑا مجموعہ ہے (پروفیسر بش سمتھ)

قرآن کا منصفانہ قانون

یاد رکھئے۔ اسلام کا قانون (جیسا کہ قرآن میں لکھا گیا ہے) موجودہ زمانہ تک جب کہ اس کے اجزاء پر انگلینڈ میں بھی عملدر آمد شروع ہو گیا ہے اسے سب سے زیادہ منصفانہ قانون جہاں تک عورت کا تعلق ہے دنیا میں تسلیم کیا جا چکا ہے اس قانون میں جہاں تک جائداد کا تعلق ہے یا طلاق کے معاملات کا حل کرنا ہے یہ مغربی قانون سے بہت سبقت لے چکا ہے یہاں تک کہ عورت کے حقوق کا خیال رکھا گیا ہے (اینی بیسنٹ)

اسلامی قانون

اسلامی قانون کے تحت عورتوں کے عام حقوق کو وسیع تر کر دیا گیا ہے بہ نسبت ان قوانین کے جنہیں آج ہم قانون خیال کرتے ہیں۔ (لادی جوری ڈکی)

قرآن، ایک قابل مطالعہ کتاب

گزشتہ تیرہ سو سال سے قرآن شریف ترکوں اور ایرانیوں کی مقدس کتاب کہی جا رہی ہے یقیناً" ایسی کتاب جو مغربی

ملکوں میں تمام پڑھی جانے کے قابل ہے خاص طور پر آج کل جب کہ وقت اور فاصلہ کا تصور، دور حاضرہ کے موجودہ کی تحقیقات سے درہم برہم ہو چکا ہے نیز جب کہ عوام کا مفاد تمام دنیا سے وابستہ ہو چکا ہے (مسٹر اے - ڈینی سن)

قرآن مقدس

یہ وقت ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی طرف اپنا رخ کریں اور اللہ کی دنیا میں پناہ لینے کے لئے قرآن مقدس کے پیغام کی طرف جو ڈنکے کی چوٹ سے دیا جاتا ہے توجہ کریں۔

مسٹر کارلائل صاحب مرحوم فرماتے ہیں کہ۔

پس ہم محمدؐ کو ہرگز یہ خیال نہیں کر سکتے کہ وہ صرف ایک شعبدہ باز اور تہی باطن شخص تھا اور نہ ہم اس کو ایک حقیر جاہ طلب اور دیدہ و دانستہ منصوبے گانٹھنے والا کہہ سکتے ہیں جو سخت و کرخت پیغام اس نے دنیا کو دیا بہر حال وہ ایک سچا اور حقیقی پیغام تھا اور اگرچہ ایک غیر مرتب کلام تھا اس کا مخرج وہی ہستی تھی جن کی تھاہ کسی نے بھی نہیں پائی اس شخص کے نہ اقوال ہی جھوٹے تھے نہ اعمال ہی اور نہ خالی از صداقت یا کسی کی نقل و تقلید تھے حیات ابدی کا ایک نورانی وجود تھا جو قدرت کے وسیع سینہ میں سے دنیا۔ منور کرنے کو نکلا تھا۔ اور بے شبہ اس کے لئے امر ربانی یوں ہی تھا۔" (ہیروز اور ہیروز شپ لیکچر دوم ص ۴۳)

جارج سیل صاحب اپنے تر: قرآن کے دیباچہ میں لکھتے ہیں کہ:۔

"یہ بات علی العموم مسلم ہے قرآن قریش کی زبان میں جو جملہ اقوام عرب میں شریف ترین و مہذب ترین قوم ہے انتہا کی لطیف اور پاکیزہ زبان میں لکھ ہے۔ لیکن اور زبانوں کی بھی کسی قدر آمیزش ہے گو وہ آمیزش بہت ہی قلیل ہے وہ لا کلام عربی زبان کا نمونہ ہے اور زیا: بے عقیدہ کے لوگوں کا یہ قول ہے اور نیز اس کتاب سے بھی ثابت ہے کہ کوئی انسان اس کا مثل نہیں لکھ سکتا۔ (گو بعض رقوں کی مختلف رائے ہے) اور اسی واسطے اسے لازوال معجزہ قرار دیا ہے جو مردہ کے زندہ کرنے سے بڑھ کر ہے اور تمام دنیا کو اپنے ربانی الاصل ہونے کا ثبوت دینے کے لئے اکیلا کافی ہے اور خود محمد نے بھی اپنی رسالت کے ثبوت دینے کے لئے اسی معجزہ کی طرف رجوع کیا تھا اور بڑے بڑے فصحائے عرب کو (جہاں کہ اس زمانہ میں اس قسم کے ہزارہا آدمی موجود تھے جن کا محض یہ شغل اور حوصلہ تھ۔ طرز تحریر اور عبادت آرائی کی لطافت میں (لائق و فائق ہو جائیں) اعلانیہ کہلا بھیجا تھا کہ اس کے مقابلہ کی ایک سورہ بنا دو۔

مسٹر طامس کارلائل لکھتے ہیں

"میرے نزدیک قرآن میں سچائی کا جوہر اس کے :: معنی میں موجود ہے۔ جس نے اس کو وحشی عربوں کی نظر میں بیش بہا کر دیا تھا سب سے اخیر یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ کتاب نی قرآن سب سے اول اور سب سے اخیر جو عمدگیاں ہیں وہ اپنے میں رکھتا ہے اور ہر قسم کے اوصاف کا بانی ہے بلکہ دراصل ہر قسم کے وصف کی بنا صرف اسی سے ہو سکتی ہے"

مسٹر گاڈفرے ہگنس جو یقیناً" علم و فضل اور بے تعصبی و انصاف پسندی میں بڑے عالی رتبہ شخص ہیں لکھتے ہیں کہ۔

"مسیح کی انجیل کی طرح قرآن غریب آدمی کا دوست و غم خوار ہے بڑے آدمیوں کی ناانصافی کی ہر جگہ مذمت کرتا ہے وہ آدمیوں کے باعتبار مدارج کے توقیر نہیں کرتا۔ یہ امر اس کے مصنف کی (خواہ وہ عرب کے نامی پیغمبر محمد ہوں خواہ ان کے خلیفہ عثمان) لازوال نیک نامی کا باعث ہے کہ اس میں ایسا ایک بھی حکم نہیں بتلایا جا سکتا کہ جس میں پولیٹکل خوشامد رواداری کی طرف ذرا سا بھی میل ہو جیسا کہ ویسٹ منسٹر ریویو میں منصفانہ رائے دی گئی ہے کہ "اگر خود مختار و جابر ایشیائی فرماں رواؤں کو ان کے ارادہ سے کوئی چیز بھی روک سکتی ہو تو وہ غالباً" قرآن کی ایک بے تکلف آیت کسی ذی جراءت واعظ کی زبانی ہو گی۔

مسٹر جان ڈیون پورٹ جو یہ بھی ایک بڑے عالم اور غیر متعصب شخص ہیں فرماتے ہیں کہ " منجملہ ان بہت سی اعلیٰ درجہ کی خوبیوں کے جو قرآن کے لئے واجب طور پر باعث فخر و ناز ہو سکتی ہیں وہ خوبیاں نہایت بین ہیں۔ یعنی اول تو اس کا مؤدبانہ اور ہیبت و رعب سے بھرا ہو طرز بیان جو ہر ایک مقام پر جہاں خدا تعالیٰ کا ذکر یا اس کی ذات کی طرف اشارہ اختیار کیا گیا ہے اور جس میں خداوند عالم کو ان جذبوں اور اخلاقی نقصوں سے منسوب نہیں کیا جو انسان میں پائے جاتے ہیں دوسرے اس کا ان تمام خیالات و الفاظ اور قصوں سے مبرا ہونا جو فحش اور خلاف اخلاق اور نامہذب ہوں حالانکہ نہایت افسوس کی بات ہے کہ یہ عیوب توریت وغیرہ کتب مقدسہ یہود میں بکثرت پائے جاتے ہیں فی الحقیقت قرآن ان سخت عیب سے مبرا ہے کہ اس میں خفیف سی خفیف ترمیم کی بھی ضرورت نہیں اور اول سے آخر تک پڑھ جاؤ تو اس میں کوئی بھی ایسا لفظ نہ پاؤ گے۔ جو پڑھنے والے کے چہرہ پر شرم و حیا کے آثار پیدا کرے۔ قرآن میں ذات باری کی تعریف نہایت مشرح اور صاف ہے اور جو مذہب اس نے ان خوبیوں کے ساتھ قائم کیا ہے وہ وحدانیت الٰہی کا نہایت پختہ اور شدید یقین ہے اور بجائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ کو فلسفیانہ طور پر صرف ایسا مسبب الاسباب مان لیا جائے جو اس عالم کو مقررہ قوانین پر چلا کر خود ایسی شان و عظمت کے ساتھ الگ ہے کہ اس تک کوئی شئے نہیں پہنچ سکتی۔ قرآن کی رو سے وہ ہر وقت حاضر و ناظر ہے اور اس کی قدرت کاملہ ہر چیز اس عالم میں عامل اور متصرف ہے علاوہ ازیں اسلام ایسا مذہب ہے جس کے اصول میں کوئی امر متنازع فیہ نہیں اور چونکہ اس میں کوئی ایسا معمہ نہیں ہے جو سمجھ میں نہ آئے اور زبردستی قبول کرنا پڑے اس لیئے وہ لوگوں کے خیالات کو ایک سیدھی سادی اور ایسی پرستش پر قائم رکھتا ہے جو تغیر پذیر نہیں ہے حالانکہ تیز و تند اور اندھا دھند جوش مذہبی پیروان نے اسلام کو اکثر اوقات آپے سے باہر کر دیا ہے اور سب سے اخیر بات یہ ہے کہ مذہب اسلام ایسا مذہب ہے کہ جس سے ولیوں، شہیدوں اور تبرکات اور تصویروں کی پرستش اور ناقابل فہم باتیں اور حکیمانہ باریکیاں اور راہبوں کی تجرید و تہذیب نفس بالکل خارج کر دی گئی ہے چنانچہ اسلام میں ایسے ثبوت موجود ہیں جن پر خیال کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے بانی نے ماہیت اشیاء اور اس زمانہ کی قوموں کی حالت اور نیز اس امر پر کہ مسائل مذہبی عقل سے کیونکر مطابق ہو سکتے ہیں۔ ایک دیرینہ اور عمیق غور کے بعد اپنے مذہب کی بنا ڈالی ہے اور اس وجہ سے یہ کچھ محل تعجب نہیں ہے کہ اسلامی طور کی پرستش اہل کعبہ کی بت بندگی اور صائبین کی پرستش اجرام فلکی اور زردشتیوں کی آتش پرستی پر غالب آ گئی۔

قرآن مجید کے تبدیل مضامین و تفنن بیان کی نسبت کو جو سر ولیم میور کی مخالفانہ و متعصبانہ نگاہیں کو نجنے والی اور سامعہ خراش، ابتر، خام، بے سری تکرار بیانی، طول کلام، الجھاوٹ، نہایت خام و مہمل "معلوم ہوتی ہے۔ مسٹر دوش لکھتے ہیں کہ "ان تبدیلات مضامین میں جو مثل برق کے تیز و طرار ہیں اس کتاب کی ایک نہایت بڑی خوبصورتی پائی جاتی ہے اور گوئٹے (ایک مشہور ترین جرمن فاضل ہے) کا یہ قول بجا ہے کہ جس قدر ہم اس کے قریب پہنچتے ہیں یعنی اس پر زیادہ غور کرتے ہیں وہ ہمیشہ دور کھچتی جاتی ہے یعنی زیادہ اعلیٰ معلوم ہوتی ہے وہ بتدریج فریفتہ کرتی ہے پھر متعجب کرتی ہے اور آخر کار فرحت آمیز تحیر میں ڈال دیتی ہے"

پس دیکھو کہ ایک ہی شے مختلف آنکھوں کو کیسی مختلف نظر آتی ہے سعدی علیہ الرحمہ نے سچ لکھا ہے۔

چشم بد اندیش کہ برکندہ باد　　عیب نماید ہنرش در نظر

اور یہی مورخ اپنے آرٹیکل کے ایک اور مقام پر لکھتا ہے کہ:۔

"ہم دفعتہ "از راہ ترجیح اس عجیب کتاب کی ماہیت کی طرف متوجہ ہوتے ہیں جس کی اعانت سے عربوں نے سکندر اعظم کے جہان سے بڑا جہان اور روحتہ الکبریٰ کی سلطنت سے وسیع تر سلطنت فتح کر لی اور جس قدر زمانہ کو سلطنت روم کو اپنی فتوحات کے حاصل کرنے میں درکار ہوا تھا۔ اس کا دسواں حصہ بھی ان کو نہ لگا ایسی کتاب جس کی اعانت سے جملہ بنی سام میں یہی لوگ بحیثیت سلاطین یورپ میں آئے تھے جہاں کہ اہل فینشیا (شام و فلسطین) تاجروں کی حیثیت سے اور یہود پناہ گیروں یا قیدیوں کی طرح پر آئے تھے یہی لوگ مع ان پناہ گیروں کے یورپ کو انسانیت کی روشنی دکھانے کے لئے آئے تھے یہی لوگ جب کہ تاریکی چھارہی تھی یونان کی مردہ عقل اور علم کو زندہ کرنے اور اہل مغرب اور اہل مشرق کو طب ہیت اور تم کھنے کا خوشنما اور دلچسپ فن سکھانے اور علوم جدیدہ کی بنا ڈالنے اور ہم لوگوں کو غرناطہ (گرینڈا) کی تباہی کے دن پر ہمیشہ کے لئے رلانے کو آئے تھے"

ریورینڈ راڈویل صاحب اگرچہ قرآن مجید کی نسبت چند بے اصل اور غلط الزمات قائم کرتے ہیں مگر اس پر بھی خلاف توقع ان کے قلم سے کچھ ایسا نکل گیا ہے جس کو آنحضرتؐ اور قرآن کا گویا معجزہ کہنا چاہئے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ:۔

"محمدؐ کی زندگانی کا مدعا توحید الٰہی کا اعلان کرنا تھا اور وہ بے شک اس میں کامیاب ہو گیا جس قدر کہ نہایت صحیح تاریخی واقعات پر نظر کرنے سے ہم کو محمدؐ کی سیرت سے اصلی واقفیت حاصل ہوتی ہے اسی قدر مراکشی، پریڈو اور دیگر مصنفین کی سخت کلامی اور بد زبانی ہم پر غلط ثابت ہوتی ہے۔ (4)

باب سوم

اسلام مغربی مفکرین کی نظر میں

اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے

جارج برنارڈ شاہ کا شمار دنیا کے عظیم ڈرامہ نگاروں' مفکروں اور فلسفیوں میں ہوتا ہے جنہوں نے اپنے دماغ کے ... سے انسانی فہم و ادراک کی قندیلوں کو روشن کیا' جنہوں نے وقت کے ریگ زاروں میں ایسے نقوش چھوڑے جو آج ... انسان کی راہنمائی کے لئے صبح کے تارے کی طرح روشن و تابناک ہیں۔ انہوں نے ایک مرتبہ اسلام اور ہادی اکبر صلی ... علیہ و آلہ وسلم کے بارہ میں اپنے خیالات کا اظہار کیا تھا۔

"اگر آئندہ سو سال کے اندر کسی مذہب کے انگلستان ہی میں نہیں بلکہ یورپ میں عوام کے ذہن و فکر پر چھا جانے ... امکان ہے تو وہ صرف اسلام ہی ہو سکتا ہے دین محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی میری نگاہ میں بے حد قدر و منزلت ہے ... اس کا باعث اس مذہب کی توانائی ہے مجھے تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس کے پیغام میں ... جاذبیت اور عہد گیریت ہے کہ وہ زندگی کے بدل رہے ادوار کے تمام تقاضوں کو بطریق احسن پورا کر سکتا ہے اور ہر دور ... انسان کو اپنی طرف کھینچ سکتا ہے میرا راسخ عقیدہ ہے کہ اگر حضرت محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) ایسا انسان اس عالم نو میں ... اختیارات حاصل کرلے تو وہ بنی نوع انسان کے تمام وسائل کو ایسے انداز میں حل کر سکتا ہے جس سے امن و آشتی ... حالی اور فارغ البالی کی منزل تک انسان کی رسائی ہو سکتی ہے جس کی تلاش میں بنی نوع انسان صدیوں سے دربدر اور خاک ... ہے"

اسلام کی کامیابی کا راز

امریکہ کے مشہور جریدہ "لائف" کے ایڈیٹر نے اسلام کی خوبیوں پر جو مضمون لکھا تھا اس کے چند اقتباسات ... میں درج کئے جاتے ہیں۔

"عرب میں آنحضرت (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے جس توحیدی دین کی بنیاد ڈالی تھی آگے چل کر اس نے ساری دنیا ... اپنے سایۂ عاطفت میں لے لیا۔ اسلام تمام مذاہب عالم میں آسان اور واضح ترین مذہب ہے۔ اس کی تعلیمات میں ... پیچیدگی نہیں ہے۔ کوئی عقیدہ خلاف عقل نہیں ہے"

"پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے کبھی خدائی کا دعویٰ نہیں کیا۔ انہوں نے صاف لفظوں میں کہا کہ میں تمہاری ... طرح ایک بندہ بشر ہوں۔ مجھے اللہ نے اپنا دین تم تک پہنچانے کے لئے منتخب فرمالیا ہے پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ و آلہ ...

) ایک تاریخی شخصیت ہیں جن کی سیرت اور سوانح عمری ہمیں یقین کے ساتھ معلوم ہے۔ دوسرے مذاہب کے برعکس اسلام کا آغاز تاریخ کی روشنی میں ہوا"

"اکثر مغربی مورخین یہ سمجھتے ہیں کہ مسلمانوں کی فتوحات کا سبب یہ تھا کہ عرب کے ہمسایہ ملکوں میں بدنظمی پھیلی ہوئی تھی اور مسلمان اعلیٰ درجے کی عسکری قوت کے مالک تھے لیکن یہ مفروضہ بالکل غلط ہے ان کی فتوحات کا اصل سبب یہ ہے کہ اسلام نے ان کے اندر اللہ کی راہ میں جہاد کرنے اور شہادت حاصل کرنے کا بے پناہ جذبہ بیدار کردیا تھا"

"اسلام کا معنی ہے مطیع ہو جانا یعنی اللہ کے سامنے سر تسلیم خم کردینا۔ اس لئے ہر سچا مسلمان رضاء الہیٰ حاصل کرنے کے لئے تیار رہتا ہے نیز وہ اپنے خدا کو ہر جگہ حاضر و ناظر کرتا ہے جس کی رفاقت کا احساس اسے بے خوف بنا دیتا ہے"

"مسلمانوں کی نگاہ میں اسلام کو سیاست سے جدا نہیں کیا جاسکتا کیونکہ اسلام ایک ہمہ گیر نظام حیات ہے جو انسانی افکار اور اعمال کی ایسی راہنمائی کرتا ہے جس کی نظیر اہل مغرب کے یہاں ناپید ہے"

کامیاب مذہب

اسلام فخر کے ساتھ کہہ سکتا ہے کہ ترک میکشی کرانے میں جیسا وہ کامیاب ہوا ہے کوئی اور مذہب نہیں ہوا ہے۔ (سر ولیم میور لائف آف محمد (صفحہ ۵۲۱)

پادری اسحٰق ٹیلر نے کہا

دنیا میں انسداد مے نوشی کی سب سے بڑی انجمن خود اسلام ہے برخلاف اس کے ہماری یورپین تجارت کے قدم جہاں جہاں پہنچے ہیں مے نوشی و بدکاری اور لوگوں کی اخلاقی پستی بڑھتی ہی جاتی ہے۔

ہم نے اسلام قبول کیوں کیا؟

ایک انگریز تاجر کی ووکنگ مسجد میں آمد و رفت تھی۔ وہ بھی مسجد میں آتا بڑے شوق سے وضو کرتا نہایت ہی انکسار سے نماز پڑھتا کئی کئی منٹ سجدہ میں گرا رہتا اور ایسی محویت کے ساتھ دعا کرتا کہ پاس بیٹھے ہوئے لوگ بھی اس کے سوز و گداز کو محسوس کرتے۔

آپ کے قبول اسلام کا سبب کیا ہے؟ ایک دن امام مسجد نے پوچھا "نہیں نہیں میری نماز پہلے تھی اور قبول اسلام بعد میں ہوا "امام نے پوچھا" نماز کا جادو "انگریز نے جواب دیا۔

"مگر نماز تو آپ نے قبول اسلام کے بعد پڑھی ہوگی "امام نے پوچھا" نہیں نہیں میری نماز پہلے تھی اور قبول اسلام بعد میں ہوا" انگریز نے جواب دیا۔

"یہ بڑی عجیب بات ہے میں سمجھ نہیں سکا ذرا کھول کر ارشاد فرمایئے کہ اسلام سے پہلے نماز تک آپ کی رسائی کیونکر ہو گئی"

امام نے پوچھا۔

"امام صاحب! میرے قبول اسلام کا واقعہ بڑا عجیب ہے"

انگریز تاجر نے بیان کرنا شروع کیا۔ ۱۹۲۲ء سے مشرقی افریقہ کے برطانوی علاقہ کینیا میں آباد ہوں اور میری بہت بڑی تجارت ہے۔ مذہبی اعتبار سے میں پروٹسٹنٹ عیسائی تھا۔ اور اپنے عقیدہ میں بہت سخت تھا میری روح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیغام پر حد درجہ مطمئن تھی۔ اگرچہ کاروبار کے سلسلہ میں میرے وقت کا بڑا حصہ زراعتی ممالک کے سفر میں گزرتا تھا لیکن کاروبار کی سخت مشغولیت بھی مجھے انجیل کی تلاوت اور مذہبی جلسوں کی شرکت سے باز نہ رکھتی تھی۔ انجیل کا ایک نسخہ ہر وقت میرے ساتھ رہتا تھا۔ اور میرا اعتقاد تھا کہ میری روح کا زیور یہی ہے۔

امام صاحب مجھے ایک دفعہ مصر جانے کا اتفاق ہوا اور وہاں پہلی مرتبہ میں نے اسلام کی تاریخی شوکتوں کی سیاحت کی میں نے دریائے نیل کی مدد سے فرعون کی پوزیشن سمجھی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وعظ سنے میں نے وہاں مشہور تاریخی اور دینی ادارے جامعہ ازہر کی زیارت کی۔ مسجد محمد علی کبیر، مسجد محمد حسین اور مسجد سیدہ کو دیکھا ان زیارتوں کا میرے دل پر خاص اثر ہوا اس کے بعد میں کثرت کے ساتھ مصر جانے لگا آہستہ آہستہ میری یہ حالت ہو گئی کہ میں جب بھی کاروبار سے فارغ ہوتا ایک اندرونی جذبہ میرے دل کو پکڑ لیتا اور کشاں کشاں مجھے اسلامی مسجدوں میں لے جاتا۔ میں خدا کی پرستش کی ایسی دل نواز کیفیت دیکھتا تھا کہ جن سے دل کبھی سیر نہ ہوتا تھا وہاں ایک شخص ایک اونچے مینار پر کھڑا ہو جاتا اور نہایت دلکشی کے ساتھ ایک ایسا روحانی گیت گاتا (یعنی اذان) جس سے مسجد کی فضائیں جھومنے لگتیں۔ اس کے بعد امیر اور غریب گورے اور کالے چھوٹے اور بڑے جوق در جوق مسلمان مسجد میں داخل ہوتے اور عمامے اور عبائیں اتار کر ننگے پاؤں پانی کے حوض کے گرد بیٹھ جاتے پھر یہ لوگ اپنا ہاتھ منہ دھوتے دانت صاف کرتے میں دیکھتا کہ ہر مسلمان جسم کے ان تمام حصوں کو جہاں گرد پڑ سکتی ہے یا جس سے کاروبار کے وقت کام کرنا پڑتا ہے بڑی احتیاط سے کئی مرتبہ دھو کر صاف اور اجلا کرتا ہے اس کے بعد سب لوگ حوض سے اٹھتے کپڑے پہنتے اور قطاریں بنا کر مسجد کے دالان میں بیٹھ جاتے اس کے بعد پھر دوسرا گیت (یعنی اقامت) گایا جاتا اور تمام حاضرین نہایت ہی ادب اور عزت کے ساتھ صفیں باندھ لیتے یہ منظر دیکھ کر مجھے میدان جنگ کی منظم اور مرتب صفیں یاد آ جاتیں اب نماز شروع ہوتی اور تمام مسجد میں ہیبت و جلال اور سکون و سکوت کی کیفیت چھا جاتیں پھر تمام رکوع و سجود کی کیفیتں نظر آتیں یہ مناظر ایسے موثر ہوتے تھے کہ جس شخص میں ذرا بھی عقل و احساس موجود ہو وہ ان سے کبھی غیر متاثر نہیں رہ سکتا۔ ان چیزوں کا لازمی طور سے دل پر اثر پڑتا تھا اور دیکھنے والے کو اللہ کی شان نظر آ جاتی تھی اور انسان محسوس کرتا تھا کہ گویا میں اس دنیا سے بلند ہو کر کسی دوسرے عالم میں کھینچا جا رہا ہوں۔

نماز کا جادو

میرے دل کا حال بالکل یہی تھا نماز کی خوشیوں نے میرے دل کو جیت لیا۔ زمین بوس ہونے نے میری فطرت کو زیر کر لیا۔ جب وہ حوض کے کنارے بیٹھتے تو مجھے حسرت ہوتی کاش میں ان کے ساتھ شامل ہو سکتا۔ جب وہ قطاریں باندھ

میں خیال کرنے لگتا اے کاش میں بھی دوڑ کر ان کے ساتھ مل جاؤں جب وہ سجدے میں گرتے تھے تو میرا دل بیٹھ جاتا تھا کہ میں ان کے ساتھ کیوں شامل نہیں ؟ میں مسجد میں خوشی کے ساتھ داخل ہوتا لیکن جب نماز کے بعد واپس لوٹتا تھا تو محسوس کرتا تھا گویا دوسروں کے دامن مراد کے پھولوں سے بھرے ہیں اور میرا دامن خالی ہے اسلام نے نماز کی خوشنمائی کی راہ سے مجھ پر حملہ کیا اور مجھ پر اسلام کا عمل تسخیر شروع ہو گیا نماز کے دل گداز نظارے اور اسلامی عبادات کی روح پرور کیفیتیں مجھے اسلام کی طرف کشش کرنے لگیں اور میرے آبائی عقائد میں ضعف شروع ہو گیا میں اکثر دل کے چمن کو شکوک کے کانٹوں سے پاک کرنے کی کوشش کرتا تھا لیکن میری یہ تمام کوشش بے کار تھی مجھ پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دینی علم کی خواہش غالب آگئی اور اب میں مطالعہ اسلام کے لئے بالکل مجبور ہو گیا۔

میں اسلامی تعلیمات کا بڑے غور سے مطالعہ کرنے لگا جس قدر میرا مطالعہ بڑھا اسی قدر میرے شوق کا دامن پھیلتا چلا گیا آخر میں نے فیصلہ کیا کہ مجھے عربی زبان ضرور سیکھنی چاہیئے - اسی دھن میں کئی سال گزر گئے۔

جس قدر اسلام کے متعلق میری بحث و تحقیق کا مسئلہ بڑھتا چلا گیا۔ اسی قدر زیادہ میری روحانی پیاس بڑھ رہی تھی آخر کار میں پوری طرح اسلام کی طرف مائل ہو گیا ایک دن میں نے "اذان" سنی ناگہاں کسی چیز نے میرے دل کو پکڑ لیا اور میں نمازیوں کی صف میں شامل ہو گیا۔

ایک سجدہ وفا میں ہوا فرض عشق ادا میں مقتدی تھا اور میرا دل امام تھا

الحمدللہ کہ اب میں پورا اور پکا مسلمان ہوں اور میری رائے ہے کہ انسانیت کا کوئی دین اور مذہب اسلام کے فضائل کا مقابلہ نہیں کر سکتا ایک نماز ہی کو لیجئے صرف اسی ایک چیز میں ایسے لطیف عجیب اور عظیم الشان سبق موجود ہیں جو ساری دنیا کی ثبات اور راہنمائی کے لئے کافی ہیں اس میں لطافت اور پاکیزگی ہے اس میں غسل و وضو کے اسرار ہیں اس میں عجیب قسم کی ورزش ہے اس میں اتحاد و اجتماع ہے اس میں مساوات و ہمدردی ہے ان خوبیوں کے بعد یہ بہترین عبادت ہے اس کے علاوہ نماز میں امام کی اطاعت اور اسلامی جماعت کے اجتماعی نظام کا راز پوشیدہ ہے۔ باقی رہے بندے کے خدا سے راز و نیاز تو یہ ایک ایسا کرشمہ ہے جسے ہم محسوس کرتے ہیں مگر بیان نہیں کر سکتے۔

مولانا عبید اللہ سندھی کا قبول اسلام

اسلام تمام رشتوں سے بڑا رشتہ

میں مسلمانوں کو کام کی اور ضرورت کی باتیں کہتا ہوں۔ لیکن وہ نہیں سنتے بلکہ الٹا مجھے مطعون کرتے ہیں مجھے دیکھو میں سولہ برس کا تھا کہ گھر بار چھوڑ کر نکل آیا تھا۔ مانا کہ میرا خاندان بہت بڑا نہ تھا اور نہ ہمارے ہاں دولت کی فراوانی تھی لیکن آخر میری ماں تھی بہنیں تھیں اور ان کی محبت میرے دل میں جاگزیں تھی لیکن اسلام سے مجھے اتنی محبت تھی کہ میں کسی محبت کو بھی خاطر میں نہ لایا خدا ہی جانتا ہے کہ ماں کو چھوڑنے سے مجھے کس قدر ذہنی کوفت ہوئی (یہ کہتے ہوئے مولانا آبدیدہ

ہو گئے) اسلام سے میری شیفتگی کا نتیجہ تھا جو بھی مجھے اسلام کی بات سمجھاتا وہ میرے دل میں بیٹھ جاتی تو میں اس کا دل و جان سے گرویدہ ہو جاتا۔

میں اسلام کی حقانیت سے متاثر ہوا ہوں

اسلام میں انسان کی عقل و تدبر کی اہمیت مسلمہ ہے

مسعود سیٹشمین

مجھے اسلام کے سوا کوئی بھی مذہب اتنا آسان اچھا اور قابل فہم معلوم نہیں ہوا۔ ذہنی سکون اور اطمینان قلب کا سامان اسلام میں موجود ہے کسی اور مذہب میں نہیں ہے علاوہ ازیں حیات بعد الموت کا جو یقین و تصور اسلام دیتا ہے وہ اور مذہب نہیں دیتا۔

انسان "کل" کا ایک مجموعہ ہے انسان وسیع تر اور عظیم تخلیق کا ایک حصہ ہے چنانچہ وہ اپنی تخلیق کا مقصد اسی طرح پا سکتا ہے کہ وہ کل کے ساتھ اپنی تعلق کی نسبت سے اپنا فرض ادا کرے کل اور اس کے اجزا کا خوش گوار اور مناسب تعلق زندگی کو بامقصد بناتا ہے اسے تکمیل کے قریب لاتا ہے اور انسان کو اطمینان وحدت اور قناعت کے حصول میں مدد دیتا ہے خالق اور تخلیق کے "تعلق" میں مذہب کو کیا مقام حاصل ہے؟ کچھ لوگوں نے مذہب کے متعلق مندرجہ ذیل آرا ظاہر کی ہیں۔

کارلائل نے لکھا ہے "انسان کا مذہب ہی اس کے متعلق بنیادی حقیقت کا درجہ رکھتا ہے یہی وہ چیز ہے جو انسان عملی طور پر صمیم قلب سے مانتا ہے۔

جی کے چیسٹرٹن نے لکھا ہے "انسان اپنے وجود یا کسی اور وجود میں جو مفہوم پاتا ہے مذہب اس کی ابدی حقیقت کا شعور ہے"

امبر زربٹو سن کا کہنا ہے کہ مذہب امید و بیم کی دختر ہے جو جہالت کو ناقابل فہم کی نوعیت سمجھاتی ہے۔

لیڈ منڈ برک نے انقلاب فرانس کے متعلق اپنے تاثرات ظاہر کرتے ہوئے لکھا ہے۔

"ہر اچھے مذہب کی تعلیم خالق کائنات کی اطاعت اور اس کی تکمیل کی تحقیق تخلیق کا درس دیتی ہے"

سویڈنبورگ رقمطراز ہے

"مذہب کا تعلق زندگی سے ہے اور مذہب کی زندگی نیکی ہے"

جیمز ہنٹنگٹن کا کہنا ہے۔

"ہر شخص امید و بیم کی بناء پر مذہب کا کچھ نہ کچھ شعور رکھتا ہے ہر انسان کسی نہ کسی وقت اپنے وجود کی مقصدیت کا احساس کرتا ہے اگر وہ اپنے آپ سے سوال کرے تو وہ یقین اور اعتماد سے بہرہ ور ہو جاتا ہے"

میں اسلام کو مکمل ترین مذہب کیوں سمجھتا ہوں؟

اس لئے کہ یہ سب سے پہلے ہمیں "کل" یعنی خالق کے ساتھ روشناس کراتا ہے اس کی وحدانیت اس کی قدرت کاملہ اور اس کی ہمہ گیریت کے متعلق بتاتا ہے قرآن مجید ہمیں بار بار بتاتا ہے کہ خدائے رحیم و برتر علیم و بصیر مالک کل رحیم اور رحمن ہے چنانچہ کل حقیقت بن جاتا ہے ہمیں بار بار کہا جاتا ہے کہ ہم اپنے اور اس کے درمیان تسلی بخش رابطہ قائم کریں جان لو کہ خدا تعالیٰ زمین کو موت کے بعد زندگی دیتا ہے ہم نے نشانات واضح کر دیئے ہیں تاکہ تم سمجھ لو۔
یہ سوال کیا جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ پر یقین رکھنا اور اسے پہچاننا اور معاشرے میں خوش و خرم رہنے کے لئے خدا تعالیٰ کے ارشادات (پیغامات) پر یقین رکھنا ضروری ہے۔ کیا ایک باپ اپنے بچوں کی راہنمائی نہیں کرتا؟ کیا وہ یہ کوشش نہیں کرتا کہ اس کا کنبہ مل جل کر مطمئن زندگی بسر کرے۔

واحد صداقت

اسلام وہ سچا مذہب ہے جو اپنے پیش رووں کی سچائی کا اعلان کرتا ہے اسلام کا دعویٰ یہ ہے کہ قرآن حکیم کی ہدایت واضح قابل فہم اور مدلل و موزوں ہیں اسلام ہمیں خالق اور بندے کے درمیان بہتر تعلقات کے قیام میں راہنمائی دیتا ہے روحانی اور طبعی قوتوں کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرتا ہے اور قیام امن و سکون کے لئے اندرونی و بیرونی قوتوں میں ہم آہنگی پیدا کرتا ہے اور تکمیل کی طرف راہنمائی کرتا ہے عیسائیت زندگی کے روحانی پہلو پر زور دیتی ہے یہ ایسی محبت کا درس دیتی ہے جو ہر عیسائی پر ذمہ داریوں کا عظیم بوجھ لادو دیتی ہے مکمل محبت کی تکمیل اگر انسانی بساط میں نہ ہو تو وہ ناکام ہو جاتی ہے جس شخص کو انسانی تضادات تفرقات کا پورا پورا شعور ہو اور وہ اس شعور میں ہمدردی، تفہیم اور احساس ذمہ داری کو شامل کرے وہ عیسائی عقیدہ کے مطابق تکمیل کے قریب آ سکتا ہے اس کے باوجود اسے محبت کے سامنے دلیل کو ختم کرنا پڑے گا۔ اسلام ہمیں یہ تعلیم دیتا ہے کہ ہم خدا تعالیٰ کا احترام کریں اس کے قوانین کی اطاعت کریں اور محبت کے ساتھ ساتھ اپنی عقل و فہم سے کام لیں تاکہ ہم پر سکون زندگی گزار سکیں۔

اسلام انسانیت کے لئے حیات بخش پیغام

"بلاشبہ اسلام ہی آخری مکمل اور سچا دین ہے یہ درست ہے کہ اہل اسلام آج اپنی کوتاہیوں، اسلامی اصولوں سے انحراف اور دنیوی لہو و لعب میں آلودہ زندگی بسر کرنے کے سبب عالمی برادری میں اپنا امتیازی مقام کھو چکے ہیں لیکن یہ بات کسی شخص یا اشخاص کے ذاتی انفرادی یا اجتماعی اعمال کی ہے اس کا اسلام کے بنیادی ٹھوس اور غیر متزلزل اصولوں سے کیا واسطہ؟ یہ تھے وہ پر جوش الفاظ جو جناب عامر علی داؤد نے ایک خصوصی ملاقات میں ارشاد فرمائے۔ موصوف ابھی گزشتہ جمعہ (۲۰ جون ۱۹۶۹ء میں مطابق ۴ ربیع الثانی ۱۳۸۹ھ) کعبتہ اللہ کی بیٹی شاہی مسجد لاہور میں حضرت مولانا عبدالرحمن جامی خطیب

مسجد ہذا کے روبرو عیسائیت سے تائب ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئے ہیں۔
جناب داؤد جو پہلے پیٹرک ڈیوڈ کے نام سے پکارے جاتے تھے ۱۹۵۷ء سے لاہور کے برطانوی دفتر (برٹش قونصل) سے
منسلک ہیں۔ آجکل آپ کا عہدہ ایجوکیشن سیکرٹری کا ہے۔ ۳۲ سالہ وجیہ شکل و خوبصورت سراپا داؤد کی بیوی لعنہ ان
صاحبزادہ سہیل رضی اور ان کی صاحبزادی صبرینہ عالیہ بھی آپ کے ہمراہ حلقہ بگوش اسلام ہوئے ہیں۔ محترمہ لعنہ ریڈیو اور
ٹیلی ویژن میں ڈرامے لکھتی ہیں لڑکا سہیل رضی (عمر ۱۰ سال) اور لڑکی صبرینہ عالیہ (عمر نو سال) زیر تعلیم ہیں۔ حرارت ایک
سے مزین لاہور کا یہ معزز خاندان ریڈیو پاکستان لاہور کے بالمقابل راستے کی ایک کوٹھی میں رہائش پذیر ہے

کل اور آج

لاہور کے معزز خاندان کے حلقہ بگوش اسلام ہونے کی خبر پڑھ کر دل نور و جذبات سے بھر گیا یہ باور کرنا مشکل تھا
اس گئے گزرے دور میں جب مسلمان من حیث القوم مفلوج و معتوب ہیں کوئی پڑھا لکھا معزز و خوش حال عیسائی خاندان
مشرف بہ اسلام بھی ہو سکتا ہے؟ لیکن اللہ تعالیٰ کی شان نرالی ہے وہ چاہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے قتل کا
ارادہ کرنے والے عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو قرآن کریم کے اثر انگیز الفاظ کی تلاوت سے بہرہ ور کر کے اسے رسول صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم کی رسالت پر ایمان لانے کی توفیق عطا فرمائے اور کبھی بظاہر ایمان کی دولت پالینے کے باوجود عبداللہ بن ابی ایسے
شخص کو منافقت کی لعنت کا طوق گلے میں پہنا دے۔ قرون اولیٰ کے قصوں پر آج کوئی ایمان لائے؟ آج کے مادہ پرست
معاشرہ میں کتابی حکایتوں پر کون یقین کرے اور آج کے سائنسی دور میں محض عقیدہ کی بنیاد کون تسلیم کرے۔ لیکن جو
اللہ تعالیٰ پسند فرمائے تو آج بھی کفر و الحاد کے ریگ زاروں میں دین حق کے پھول کھل سکتے ہیں۔ آج بھی بنجر زمینیں اپنے
سینہ سے سونا اگل سکتی ہیں جدید تعلیم یافتہ طبقہ اسلام کی حقانیت اس کی صداقت اس کی جامعیت اس کی ہمہ گیریت اور اس
کی وسعت کے سامنے سر تسلیم خم کرنے پر مجبور ہو سکتا ہے۔ ممکن ہے کہ جناب علی عامر داؤد کا مسلمان ہونا اس اعتبار سے
حادثہ ہو سکتا کہ آج کے مادہ پرست دور میں ایک پڑھا لکھا عیسائی نوجوان جو خوش حال زندگی بسر کر رہا ہو اسلام پر ایمان لے
آئے لیکن یہ حادثہ خیز خبر پڑھنے یا سننے والے کے لئے ممکن ہو تو ہو جناب داؤد کے لئے نہیں بلکہ اس معاشرے سے فخر
ہے کہ اگر لوگ آج بھی ان کے قبول اسلام کو کسی خارجی اثر کا نتیجہ قرار دے رہے ہیں حالانکہ ان کا ایمان کی صداقت پر
ایمان لانا ان کے ضمیر کی اس بات پر لبیک کہنا ہے اور کچھ نہیں کیونکہ عرصہ دراز سے ان کے دل میں ایک خواہش ایک کسک
اور ایک خلش کار فرما تھی۔ ابتدا میں یہ ایک غیر محسوس جذبہ تھا لیکن وقت کے ساتھ ساتھ یہ جذبہ بھی بیدار ہوتا گیا اور
ایک وقت ایسا بھی آیا کہ یہی جذبہ دل کی پکار بن کر ابھرا۔ اور گونج بن کر ان کے دل و دماغ پر چھا گیا حق کی تلاش میں ان کی روح
بھٹکتی رہی جناب عامر علی داؤد اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے جذباتی ہو گئے۔ ان کی آنکھوں میں ایمان کی نورانی اور جادو
نور کی قندیلیں روشن ہو گئیں۔ وہ بولتے ہی جا رہے تھے کہ ایک سیلاب بے کراں تھا کہ ہر چیز کو اپنے جلو میں بہائے لئے
جا رہا تھا۔

تضادات کی بھرمار

میں آپ ہی کی طرح انسان ہوں آپ نے ٹھیک اندازہ لگایا ہے مجھے بچپن ہی میں مذہب سے لگاؤ تھا میں علم حاصل کرتا رہا۔ میں نور بصیرت کا متلاشی تھا میرے والد عیسائی تھے لہٰذا میں بھی عیسائی تھا لیکن میرے دادا عیسائی نہ تھے۔ وہ ہندوؤں کی اونچی ذات میں سے یعنی برہمن تھے جب انگریزوں نے برصغیر پر قبضہ کر لیا تو میرے دادا بھی حالات کے دھارے میں بہہ گئے۔ انھوں نے اپنا دین چھوڑ کر عیسائیت قبول کر لی میرے دادا بھی عیسائی ہو گئے۔ میں مذہب کے بارے میں سوچتا ہی رہتا تھا میں بھی تھا نہیں رہا کیونکہ تنہائی میں کتاب میری رفاقت کرتی ہے۔ مجھے مطالعہ کا بے حد شوق تھا میں عیسائی تھا مجھے عیسائیت کے بارہ میں معلومات فراہم کرنے کا بہت ہی خیال رہتا کبھی کبھار کوئی ذہنی چرکہ بھی لگتا لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے جانچنے پرکھنے اور چھپے کا تجسس دیا تھا میں ایک ہی بات پر مختلف بلکہ متضاد آراء پڑھ کر بے چین ہو جاتا میں پوری دیانت سے کوشش کرتا کہ میں تین یا تین میں ایک کا فلسفہ سمجھ سکوں میں نے بہت کچھ پڑھا عیسائیت پر عالمی شہرت کے نامور مقرروں کے لیکچر سنے میں لفظ محبت سن سن کر پاگل ہو جاتا۔ محبت کیا ہے؟ محبت کا فلسفہ کیا ہے؟ اس کی عملی صورت کیا ہے؟ نامور ادیبوں پادریوں اور رہنماؤں کی تصانیف کا بڑی کاوش سے مطالعہ کرتا لیکن میں اعتراف کرتا ہوں کہ میری محنت و دریافت بار آور نہ ہوئی میں جتنا انجیل کا مطالعہ کرتا اتنا ہی عیسائیت سے برگشتہ ہو جاتا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ایک خاص احسان ہے کہ میں دہریہ نہیں ہوا۔ لیکن یہ واقعہ ہے کہ اگر حقیقی لگن کے ساتھ بائبل کا مطالعہ کرے تو اس کی ناپختہ ذہنی اسے دہریت کی طرف مائل کر سکتی ہے

اللہ کی وحدانیت

اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں رہنے والوں کی رہنمائی کے لئے اپنے پیغمبر بھیجے ہم ان کی تعداد کا صحیح اندازہ نہیں کر سکتے ہر قوم میں، ہر نسل میں اور ہر خطہ زمین پر اللہ تعالیٰ کے نبی مبعوث ہوئے ان سب کا مشن اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اعلان تھا وہ بعض مخصوص عقدوں کو ناخن تدبیر سے حل کرتے اور لوگوں کی رہنمائی کرتے۔ لیکن میرے لئے عیسائیت کا فلسفہ الجھن بن گیا کہ یہ تین میں ایک یا ایک میں تین (تثلیث) کا مسئلہ ہے کیا؟ سچی بات یہ ہے کہ میں نے اس فلسفہ کو جس قدر پانے کی سعی کی میں اس سے اسی قدر دور ہوتا گیا۔

خود شناسی

میں بائبل کا مطالعہ کرتا تو عجیب و غریب وسوسے میرے ذہن و خیال کی رعنائیوں کو گھیر لیتے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ایک شخص نے پوچھا اللہ کی بادشاہت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا پہلے تم اپنے بارے میں سوچو۔ تم کیا ہو؟ پھر اللہ کی بادشاہت کی طرف لپکنا۔ میں سوچتا ہی رہتا کہ کتنا سیدھا یہ فلسفہ ہے انسان کو پہلے خود شناس ہونا چاہیے جب وہ خود شناس ہی

نہیں ہے تو وہ خداشناس کیونکر ہو سکتا ہے؟

انسانی تخلیق کا مقصد

نومسلم وجیہہ وجواں سال عامر علی داؤد میرے مختلف سوالات کو سنتے ان کو سمجھتے نہایت اطمینان کے ساتھ ان کا جواب دیتے۔ اپنے ماضی کو کریدتے ہوئے انہوں نے بتایا کہ ایک ہی سوال نے انہیں ہمیشہ بے چین رکھا۔ اور وہ یہ کہ انسان کی تخلیق کا مقصد کیا ہے؟ اس سوال کا جواب پانے کے لئے میں نے ہزاروں صفحات کی ورق گردانی کی۔ سینکڑوں لیکچر سنے اور ہزاروں راتیں تباہ کیں لیکن مجھے عیسائیت اس سوال کا جواب نہ دے سکی۔ میں کبھی کبھار کسی سے کچھ معلوم کرنے کی کوشش کرتا تو میرے سوالات کا جواب دینے کی بجائے الٹا مجھے ڈانٹ پلا دی جاتی۔ بعض اوقات مجھے کافر تک کہہ دیا جاتا میں سچائی کا متلاشی تھا اور مجھ ہی کو کفر کے فتوے کا پتھر کھانا پڑا۔ یہ بات میرے لئے بڑی سوہان روح تھی لیکن میں کبھی دل شکستہ نہ ہوا۔ میں نے تاریخ انسانی کے بڑے بڑے باکمال لوگوں کی سیرتوں کا مطالعہ کیا ہے مجھے ان سے یہی سبق ملا کہ حالات نامساعد ہوں تب بھی انسان کو دل برداشتہ نہ ہونا چاہئے۔ انسان دراصل شکست اس وقت کھاتا ہے جب اس کا ذہن منطق اور عزم و استقلال کے جذبہ سے مبرا ہو جاتا ہے۔ میری عمر اس وقت ۳۴ سال ہے یہ کچھ کم عمر نہیں خاص طور پر اس لئے کہ اوائل عمری سے حقیقت حال سے بے خبر ہونے کا جذبہ میرے قلب کی گہرائیوں میں کروٹ لیتا رہا ہے اور جب مجھے میرے اس سوال کا جواب نہ ملتا کہ انسانی تخلیق کا مقصد کیا ہے تو میں بے چین ہو جاتا مجھے کہا جاتا کہ انسانی تخلیق محبت کا رد عمل ہے لیکن یہ تو تخلیق کا باعث ہوا۔ مگر خلق کے خلق کی غائت کیا ہے اور انسان کو کیا کرنا ہے؟ اس کا دور دور تک مجھے اتا پتا نہ ملتا۔ آخر میرے وجدان نے میری راہنمائی کی

اللہ سجدہ پسند کرتا ہے

داؤد صاحب جب اپنے وجدان کی بات کر رہے تھے تو ان کی پیشانی پر ایک عجیب کیفیت آنکھوں میں نیا نور اور چہرے پر نئی شگفتگی پیدا ہو گئی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے چلچلاتی دھوپ میں سفر کرنے والے راہی کو کوئی گھنا سایہ میسر آ گیا ہے فرمانے لگے میں انسانی زندگی کا مقصد سوچ رہا تھا کہ مجھے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کا وقت یاد آ گیا۔ جب ان کے پتلے میں روح پھونکی گئی تو اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے یہ کام کیا کہ اپنے تمام فرشتوں کو حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کا حکم دیا سوائے ابلیس کے سبھی نے سجدہ کیا اس سے یہ بات کھل کر سامنے آ گئی کہ اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب و مرغوب سجدہ ہے جب اس نے اپنی نورانی تخلیق کو سجدہ ریز ہونے کا حکم دیا تو اس کا منطقی اور واحد نتیجہ اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ اب انسان بارگاہ ایزدی میں سربسجود ہو جائے

انجیل نے اسلام کی راہ دکھائی

اس موقع پر میں نے داؤد صاحب کو ایک صفحہ پر لکھی ہوئی اردو عبارت دکھانا چاہی انہوں نے کہا "معاف فرمایئے میں

اردو نہیں جانتا" ان کے اس جواب نے مجھے چونکا دیا اور میں یہ معلوم کیئے بغیر نہ رہ سکا کہ جب آپ اردو سے نا آشنا ہیں تو آپ نے مذاہب کے بارے میں تمام تحقیق کس زبان کی کتب کے مطالعہ سے کی "صرف اور صرف انگریزی" یہ ایک واضح اور مبہم جواب تھا اگرچہ ان کا انگریزی زبان کا لب ولہجہ بہت ہی شستہ اور شگفتہ تھا لیکن میں یہ اندازہ ہرگز نہ کر سکا تھا کہ وہ اردو زبان سے ہی بلد ہیں۔ داؤد صاحب نے انگریزی زبان کا بہترین لٹریچر اپنے زیر مطالعہ رکھا دینیات پر انگریزی زبان میں جو کچھ میسر آسکا وہ ان کے نگار خانہ خیال کی زینت بنتا رہا فرمانے لگے میں جوں جوں بائیبل کا مطالعہ کرتا میرے ذہن میں ایک عجیب خلا پیدا ہونے لگتا۔ میں اس خلا کو پر کرنے کی کوشش کرتا تو یہ خلا اور بھی بڑھ جاتا میں کسی ماہر سے رجوع کرتا تو بعض اوقات سرزنش کے الفاظ آویزہ گوش بنتے اور بسا اوقات ان کی علمی بے بصیرتی روحانی کرب میں اضافہ کر دیتی۔ میں پورے یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ یہ صرف اور صرف بائیبل ہی کا مطالعہ ہے کہ میرا ذہن اسلام کی طرف منتقل ہوا اور میں نے محسوس کیا کہ یہی وہ دین ہے جو دکھی انسانیت کا سہارا ہے یہی وہ دین ہے جو کامل و اکمل ہے اور یہی وہ دین ہے جو کسی خاص زمانہ خاص قوم کسی خاص خطہ ارض کے لئے نہیں بلکہ آنے والے تمام زمانوں ' دنیا کی تمام قوموں اور دنیا کے تمام خطہ ہائے ارضی کے لئے موزوں ترین ہے

اتباع حضرت عیسیٰ علیہ السلام

میں سوچتا رہتا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ازدواجی زندگی ہی بسر نہیں کی۔ پھر ان کو ماننے والے ازدواجی زندگی بسر کیوں کرتے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر آٹھ سال تھی جب آپ کے ختنے ہوئے آخر عیسائی لوگ ختنہ کیوں نہیں کرواتے؟ قول و فعل میں یہ تضاد کیوں ہے؟ دراصل اس قسم کے تضادات ہی تھے جنہوں نے مجھے تلاش حق پر مجبور کیا اور میں خدائے عزوجل کا لاکھ لاکھ مرتبہ شکر ادا کروں تب بھی حق ادا نہ ہو گا اس نے مجھے بصیرت دی اور اپنے آخری و صحیح دین میں شامل ہونے کی استطاعت عطا فرمائی

نیا راستہ

اس مرحلہ پر میں نے داؤد صاحب کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھ دیا ذہنی کرب کے آثار ان کے چہرے پر نمایاں تھے ان سے بات کچھ معلوم کرتا تھا بعض باتیں بالکل سیدھے طریقہ پر معلوم نہیں ہوتیں۔ ان کے لئے مثبت کی بجائے منفی انداز اختیار کرنا پڑتا ہے میں نے بھی کہا "ایسا ہی کیا۔ میرا سوال ایسا ہی تھا داؤد صاحب! الحمد للہ آپ حلقہ بگوش اسلام ہوئے زیادہ مسرت کی بات یہ ہے کہ آپ مختلف مذاہب کا مطالعہ کرنے کے بعد ایمان لائے لیکن ایک بات ابھی تک مبہم ہے اور وہ یہ ہے کہ آپ کا تمامتر طریق منفی رہا ہے آپ عیسائی تھے آپ عیسائیت ہی میں تلاش حق کرتے رہے لیکن آپ کو جگہ جگہ تضادات کے شعلہ کار ملے۔ آپ کا ذہن برگشتہ ہو گیا آپ کا خیال ویران ہو گیا لیکن یہ تو بتائیں؟ آپ سینٹر کیمبرج ہیں آپ کا مطالعہ بڑے بوڑھوں سے بھی سبقت لے گیا ہے کیا یہ حقیقت نہیں کہ آپ تضادات کا شکار ہو کر پکے ہوئے پھل کی

طرح اسلام کی جھولی میں آگرے ہیں۔ آخر آپ نے یہ کیونکر یقین کر لیا کہ آپ جس دین کو اختیار کر رہے ہیں وہ واقعی احسن و اکمل ہے، تمام زمانوں کے لئے ہے۔ تمام زمینوں کے لئے ہے تمام قوموں کے لئے ہے آپ کے اس مفروضہ کی بنیاد کیا ہے؟

مطالعہ ء قرآن نے تبدیلی پیدا کر دی

میں اپنے سوال کو شب ہجر کی طرح طویل کرتا جا رہا تھا اور داؤد صاحب کے سوال کے ایک ایک جزو کا جواب دینے کے لئے ماہی بے آب کی طرح بے تاب تھے فرمانے لگے "اتنا تلخ سچ" اچھا کیا آپ نے یہ سوال بھی کر دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ مجھے برگشتگی تضادات سے ہوئی اور ان تضادات نے میرے سینے میں یہ نئی تڑپ پیدا کر دی کہ آخر سچائی کیا ہے تو میں نے سچائی کی تلاش شروع کر دی۔ میں نے اسلام کا مطالعہ شروع کر دیا قرآن مجید کا انگریزی مطالعہ میرا محبوب مطالعہ تھا۔ میں حیران تھا کہ میں قرآن مجید کا جوں جوں ترجمہ پڑھتا ہوں توں توں میرے خیالات میں ایک غیر محسوس سی تبدیلی پیدا ہوئے لگی۔ یہ بات میرے تحت الشعور میں رچ بس گئی۔ کہ اسلام کی حقیقت بھی معلوم کرنی چاہیئے میں نے اس کی نظریاتی بنیاد (تھیوری) کو جانچا میں نے محسوس کیا قرآن کا پیغام آفاقی ہے اس کا خطاب عوام الناس سے ہے ان کی رسائی ہر حصہ سے ہے میرا مطالعہ بڑھتا گیا اور یہ بات حق الیقین کی حد تک پختہ ہو گئی کہ نظریاتی اعتبار سے اسلام دنیا کے ہر مذہب سے بہتر مذہب ہے

میں نے زبور، تورات اور انجیل کے مطالعہ سے محمد مصطفیٰ ؐ کی نبوت کا علم حاصل کیا۔

آپ نے شاید یہ سمجھا کہ میں عیسائیت کی تعلیم میں تضادات کا شکار ہو کر اس دین سے برگشتہ ہو گیا ہوں آپ نے یقیناً "درست اندازہ کیا لیکن میرے بھائی میں نے اسلام کو خوب سوچ سمجھ کر قبول کیا آپ ہی بتایئے کیا زبور، تورات اور انجیل اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتابیں نہیں ہیں؟ آپ یقیناً" اس کا جواب اثبات میں دیں گے۔ لیکن کیا آپ یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ یہ تینوں کتابیں اپنی اصلی حالت میں ہیں۔ جس حالت میں اللہ تعالیٰ نے انھیں حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمایا۔ اس کا جواب آپ ہی نہیں بلکہ ان کتابوں کے ماننے والے بھی صرف اور صرف نفی میں دیں گے۔ ان کتابوں کا کوئی بڑے سے بڑا عالم بھی یہ بات نہیں کہہ سکتا کہ ان کتابوں میں تحریف نہیں ہوئی، ان میں یقیناً" تبدیلیاں ہوئی ہیں امتداد زمانہ کے ہاتھوں ان کتابوں کی اصل ہی غائب ہو چکی ہے۔ اب تو جو کچھ ہے وہ تو محض پھوگ ہے لیکن میں نے ان کا جب بغور مطالعہ کیا تو ان کتابوں ہی سے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی آمد کا حال جانا۔ میں بڑے بڑے پادریوں کے پاس گیا انھیں ٹوکا انھیں یاد دلایا اور انھیں بالاصرار کہا تم لوگوں کو دھوکا کیوں دے رہے ہو تم لوگوں کو کیوں نہیں بتاتے کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں تم انھیں اپنے مکر و فریب کے دام تزویر میں کب تک پھنسائے رکھو گے۔ لیکن میری کسی نے نہ سنی۔ نقار خانہ میں طوطی کی آواز کون سنتا ہے میں ذہنی پراگندگی

کی حالت میں قرآن مجید کی طرف رجوع کرتا مجھے ایک عجیب لذت محسوس ہوتی میں عربی نہیں جانتا۔ میں اس نعمت سے محروم ہوں لیکن یقین کیجئے کہ قرآن مجید کے انگریزی ترجمہ ہی سے مجھے عجیب حظ ملتا۔ اور میں سوچتا ہی رہتا کہ زبور۔ توراۃ اور انجیل کے بارہ میں جس قدر یقین کے ساتھ یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ ایک دور گزر جانے کے بعد دوسرے دور میں ان میں تبدیلیاں کی گئیں بالکل اتنے ہی یقین کے ساتھ یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ جب سے قرآن مجید محمد عربی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر نازل ہوا۔ اس وقت سے اب تک اس میں ایک لفظ ' ایک حرف ایک شوشہ اور ایک زیر زبر تک کی بھی کمی نہیں آئی۔ اللہ اللہ قرآن مجید کے سچا ہونے کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہو سکتی ہے اور جب یہ بات اس حد تک پکی ہے کہ انسان جھوٹ کا تصور نہ کر سکے تو پھر اس پر ایمان ہی کیوں نہ لایا جائے

اسلام اس دنیا کا آخری ' احسن ' اکمل مذہب ہے یہ ایک ٹھوس صداقت ہے آج دوسرے مذاہب کے لوگ اسے تسلیم نہیں کرتے تو اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا حقیقت یہ ہے کہ وہ لوگ یا تو دنیوی جاہ و جلال کا شکار ہیں یا حرص و طمع کا۔ بات کچھ بھی ہو سچائی کا اس سے کچھ بھی تعلق نہیں ہے میں نے تمام مذاہب کا تقابلی مطالعہ کیا ہے اور یہ مطالعہ برس ہا برس پر محیط ہے لیکن اس طویل مطالعہ کے باوجود میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اسلام ہی دنیا کا واحد سچا اور اکمل دین ہے تمام نبی برحق ہیں لیکن ہر نبی ایک خاص وقت میں ' ایک خاص دور میں اور ایک خاص قوم کے لئے مبعوث ہوا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی ایک خاص وقت ایک خاص قوم ایک خاص علاقہ کے لئے مبعوث ہوئے لیکن جب اللہ کے آخری رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تشریف لائے تو پچھلی تمام شریعتیں منسوخ ہو گئیں اور ان کی جگہ شریعت محمدیہ کا نفاذ ہوا جو قیامت تک جاری و ساری رہے گا۔ میں ابھی اپنے تقابلی مطالعہ کی کئی باتیں منظر عام پر لانا نہیں چاہتا لیکن جس طرح وقت نے مہلت دی یا تقاضا کیا اسی طرح ہر گرہ خود بخود کھلتی جائے گی اور میں اپنے مطالعہ کا حق ادا کروں گا

آپ نے مجھ سے یہ معلوم کرنے کی کوشش کی ہے کہ میں نے اسلام قبول کرنے سے پہلے کس کس عالم دین سے رجوع کیا میرا جواب واضح ہے اور وہ یہ کہ میں نے کسی سے بھی رجوع نہیں کیا میں نے براہ راست قرآن مجید سے نور بصیرت حاصل کیا میں نے اپنے ذہن و خیال کی ہر کجی یا کمی کو اکابر دین کے اسوہ مبارک سے پورا کیا بلاشبہ میں بہت سے اہل بصیرت سے ملا ہوں۔ میں نے ان سے دین اسلام کے بارے میں بہت کچھ پوچھا ہے لیکن ان ملاقاتوں کا قبول اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے تو کیا آپ نے صرف تھیوری (نظریہ) کی حد تک تسلیم کرنے کے بعد ہی اپنانے کا فیصلہ کیا ہے ؟ نہیں میرے بھائی ! میں نے اپنے ذہن کی ساخت کے اعتبار سے تھیوری کے ساتھ ساتھ پریکٹس (عمل) میں دیکھا تب بھی اسے دنیا کا بہترین مذہب پایا میرے سامنے ہادی اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ ہے وہ زندگی بسر کرنے کا بہترین نمونہ چھوڑ گئے ہیں انہوں نے شادیاں کیں انہوں نے دکھ جھیلے مصائب برداشت کئے آلام سے بیماریوں کا شکار ہوئے مختلف مہمات سر کیں ان کی زندگی کا ایک ایک حصہ ہم لوگوں کے لئے بہترین درس کی حیثیت رکھتا ہے آپ کی زندگی کی دو راہیں نہیں ہو سکتیں ظاہر ہے جب ہادی اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ازدواجی ' معاشرتی اور مجلسی زندگی اتنی حکیم و جلیل ہے تو پھر تھیوری کے بعد اسلام کی پریکٹس پر بھی ایمان لانا پڑتا ہے

اب اہل اسلام جس زبوں حالی کا شکار ہیں اس کا تعلق اسلام سے ہرگز نہیں ہے بلکہ یہ سب کچھ اہل اسلام کی اسلام سے برگشتگی، اسلامی اصولوں سے انحراف اور ذاتی و اجتماعی زندگی میں دنیوی لہو و لعب کا نتیجہ ہے ظاہر ہے کہ میں کسی فرد یا افراد کے اعمال کو اسلام تسلیم نہیں کرتا میں تو اسلام کو براہ راست قرآن مجید سے سمجھتا اور اس کی عملی تفسیر دین کی اکابر کی زندگی میں تلاش کرتا ہوں میں نے دیکھا کہ ایک ٹرین میں اگر مسلمان، عیسائی اور ہندو یا پارسی وغیرہ سفر کر رہے ہوں تو مسلمان وہ واحد شخص ہے جو کسی مذہبی مناقشہ کا شکار نہیں ہوتا اسے اپنے بے عملی کے باوجود اپنے خدا سے ایک حقیقی تعلق ہے اور جب نماز کا وقت آتا ہے تو وہ اس بات کی پروا کئے بغیر کہ وہ کسی ماحول میں ہے کہاں ہے اپنے اللہ کی بارگاہ میں سربسجود ہو جاتا ہے جب کہ یہ لذت کسی بھی دوسرے مذہب میں نہیں ان کی عبادت ان کے عبادت خانوں تک محدود ہے لیکن اسلام ایک ایسا ہمہ گیر مذہب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ماننے والوں کے لئے اس تمام زمین کو اس کے لئے عبادت کی جگہ بنا دیا اسلام کی ہمہ گیری کا اس سے بڑھ کر ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے کہ یہ جگہ کی حدود کا بھی قائل نہیں یہ رنگ، نسل کو بھی قبول نہیں کرتا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جتنے بھی نبی آئے ہیں ان سب کو سچا اور اللہ کا بھیجا ہوا نبی تسلیم کرتا ہے میں نے اسلام کا مطالعہ کیا۔ میں نے ہادی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا مطالعہ کیا میں نے اکابر اسلام کی زندگیوں کو کھنگالا مجھے ہر جگہ سچائی ہی سچائی نظر آئی۔ اور جب میں خود اسی مقام پر پہنچا کہ سجدہ بہترین عبادت ہے اور اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب و مرغوب ہے تو میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جھک گیا۔ میں نے نماز پڑھی یقین کیجئے کہ جب میں سجدہ میں تھا تو میں نے ایسا محسوس کیا کہ اب میرے اور میرے خالق کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ سے یہ قرب اور اس سے براہ راست تعلق صرف اسلام ہی مہیا کرتا ہے اور جو مجھ جیسے متلاشی حق کی روحانی تسکین کا سبب بن سکتا ہے اس لئے خاطر جمع رکھئے۔ میں نے اسلام کو سمجھا دیکھا اور پرکھا ہے اسے بہترین مذہب پایا تب اسے قبول کیا۔

مجھے فخر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بہت اچھے بچے عطا کئے ہیں ایک بیٹا ایک بیٹی میری ابھی چار سال کی تھی کہ میں نے اسے ایک عیسائی اسکول میں داخل کرا دیا وہاں کچھ مسلمان بچیاں بھی تعلیم حاصل کرتی تھیں استانی نے کہا اب دینی تعلیم کا وقت ہے جو بچیاں عیسائی ہیں وہ گرجے میں چلیں۔ میری بیٹی صبرینہ عالیہ اپنی نشست پر بیٹھی رہی واپسی پر استانی نے پوچھا تم کیوں نہیں گئیں تو اس نے تن کر جواب دیا ہم مسلمان ہیں وہ یہ جواب سن کر وہ استانی تصویر حیرت بن گئی۔ ہیڈ مسٹریس نے ہمیں واقعہ کی اطلاع کی میں خود حیران رہ گیا۔ میری چار سالہ بچی ہے جو عیسائی باپ اور عیسائی ماں کے بطن سے ہے اس نے خود کو مسلمان کیونکر کہا بہر حال میں نے اسکول والوں سے کہا۔ یہ میری بیٹی کا معاملہ ہے میں اس کے بارے میں کچھ مداخلت نہیں کر سکتا لیکن یہ بات جو آج سے پانچ سال پہلے کی میرے دل و دماغ کو آج بھی ایک عجیب استفہام کا شکار بنا رہی ہے آخر چار سالہ معصوم بچی نے ایسا ٹھوس جواب کیسے دیا۔ یہی حال میرے لڑکے کا ہے جو مذہبی طور پر مسلمان ہے مجھے میرے اکثر دوست مسلمان کے طور پر ہی جانتے تھے رہا میری بیوی کا مسئلہ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے وہ اپنے اصلی دین کی طرف خود برضاء و رغبت واپس لوٹ آئی ہے اس کے والد مسلمان تھے لیکن انگریزوں کے دور میں عیسائی ہو گئے تھے وہ عیسائی باپ کی بیٹی ہونے کے باوجود خیالات کے اعتبار سے بھی عیسائی نہ تھی۔

الحمدللہ! اب میں مسلمان ہوں گذشتہ جمعہ جب میں نے شاہی مسجد لاہور کے خطیب حضرت مولانا عبدالرحمن جامی کی موجودگی میں اسلام قبول کیا تو میں اس پرندہ کی طرح ہوں جو قفس سے آزاد کر دیا گیا ہو اب میں ایک وسیع تر برادری کا رکن بن گیا ہوں۔

اسلام قبول کرنے کے بعد مجھے جو سب سے بڑی دولت ملی ہے وہ قرب الٰہی ہے اب میرا رشتہ اللہ تعالیٰ سے براہ راست ہے میں جب نماز پڑھتا ہوں تو ایسا محسوس کرتا ہوں کہ اپنے رب سے ہمکلام ہوں ظاہر ہے جس شخص کا رشتہ براہ راست اس دنیا کے خالق و مالک سے مل جائے وہ پھر کسی معاشرہ یا گروہ کے طعن و تشنیع کو کیوں کر خاطر میں لا سکتا ہے

میں مدت سے ایک ایسے آئینہ کی تلاش میں تھا جس میں میرا چہرہ فٹ نظر آئے۔ الحمدللہ! اسلام کی شکل میں میرے اللہ نے مجھے وہ آئینہ عطا کر دیا ہے اب میری خواہش صرف یہ ہے کہ بچوں کو دینی تعلیم دلانے کا خاص اہتمام کیا جائے میرے بچے تو دینی تعلیم حاصل کر رہے ہیں میں اپنے تمام مسلمانوں کے بچوں کی بات کر رہا ہوں کیونکہ دینی تعلیم ہی ہمیں صحیح مسلمان بنا سکتی ہے اور صحیح مسلمان ہی معاشرہ میں اپنا صحیح مقام پہچان سکتا ہے اور صرف اسی طرح ہم عالمی برادری میں اپنا کھویا ہوا مقام پا سکتے ہیں۔ میں یہ بات بھی پورے اعتماد کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ ہمارا دین اسلام ایک جامع دین ہے جو ہماری زندگی کے ہر گوشہ پر محیط ہے۔ یہ بات غلط ہے کہ دین اور سیاست دو جدا جدا چیزیں ہیں بلکہ میں اپنے وسیع تر مطالعے کی بنیاد پر کہہ سکتا ہوں کہ اسلام ہی وہ صحیح و اکمل دین ہے جس میں معاشرت اور سیاست ترازو کے دو پلڑے ہیں کسی کو کسی سے جدا نہیں کیا جا سکتا۔ ہمارا دین ریاکاری نہیں بلکہ راست گوئی سکھاتا ہے اس لئے یہ دین سیاست سے جدا نہیں بلکہ سیاست اس کا ایک حصہ ہے

میں نے اسلام کیوں قبول کیا؟

نماز کے منظر نے میری کایا پلٹ دی: اسلام مساوات کی عملی مثال قائم کرتا ہے

امریکی سیاہ فاموں نے "سیاہ قوت" کے نام پر امریکہ میں جو معاشرتی اکھاڑ پچھاڑ کی ہے اس سے بیشتر لوگ آگاہ ہیں سیاہ فام امریکی تین سو سال تک سفید فاموں کے ظلم و ستم سہتے رہے علیحدگی کی زندگی گزارتے رہے پھر انہوں نے ڈاکٹر مارٹن لوتھر کنگ کی معتدلانہ قیادت اور باتوں سے ہٹ کر بڑی تیزی سے جنگجویانہ رویہ اختیار کیا۔ سفید فاموں کے استبداد کا جواب دہشت گردی سے دیا جانے لگا۔ امریکہ میں ۱۹۶۵ء سے لے کر ۱۹۶۸ء تک خوف ناک نسلی فسادات ہوتے رہے۔ یہاں تک کہ امریکی دارالحکومت کے بعض حصے بھی آگ کی نظر ہو گئے۔

اگرچہ "سیاہ قوت" کی اس تحریک نے کچھ تعمیری نتائج بھی پیدا کئے ہیں لیکن اس کی بنیاد اصل میں "مایوسی اور احساس شکست" پر ہے اب تحریک گروہ بندیوں اور اختلافات کا شکار ہو چکی ہے تاہم مجھے پہلی بار جس چیز نے اسلام سے متعارف کرایا وہ سیاہ فاموں کے ساتھ سفید فاموں کا ذلت آمیز اور ناقابل برداشت سلوک تھا ملک الشہباز (میلکم ایکس) نے اسلام قبول کرنے کے بعد اسلام کی تبلیغ اور اسلامی تعلیمات کا پرچار شروع کیا تو میری توجہ اسلام پر مرکوز ہو گئی اور میں یہ

سوچنے لگا کہ امریکی سیاہ فاموں اور امریکی معاشرہ کے مسائل کا حل سوشلزم، سرمایہ داری یا اشتراکیت میں مضمر نہیں ہے بلکہ اسلام ہی یہ مسائل حل کر سکتا ہے۔

میں نے اپنی ذہنی تبدیلی کے باوجود میلکم کی تحریک میں شرکت نہ کی کیونکہ اس وقت میں عیسائی فرقہ "جیہوواز وِٹنسز" کا نوجوان پادری تھا میں عیسائیت کو ترک کر کے اسلام قبول کرنے سے ہچکچا رہا تھا تاہم میں اسلام کے پیغام پر غور خوض کرتا رہا۔ بعد ازاں مجھے اپنے فرقہ کے بعض عقائد سے سخت اختلافات ہو گئے اور میں نے یہ فرقہ چھوڑ دیا اس فرقہ کی طرف سے کئی بار مسیح علیہ السلام کی دوبارہ آمد کی تاریخیں مقرر کی گئیں لیکن ہر بار تاریخ غلط ثابت ہوئی علاوہ ازیں اس فرقہ کی اخلاقیات کا حال بھی پتلا تھا۔ اس فرقہ سے علیحدگی کے بعد میرا رجحان کچھ کچھ یہودیت کی طرف ہو گیا اور میں نے عبرانی زبان بھی سیکھنی شروع کر دی لیکن یہودیوں میں رہ کر مجھے سکون اور اطمینان نہ ملا ہر موقع پر اور ہر بار ان کے نسلی اختلافات سامنے آ جاتے اور میں یقین کرنے پر مجبور ہو گیا کہ نسلی برتری کا احساس رکھنے والے روشن خیال امریکی یہودی مجھ ایسے سیاہ فام کو اپنی برادری میں بھائی کے طور پر کبھی جگہ نہیں دیں گے اس کے بعد میں نے مذہب کی طرف توجہ نہ دی۔ اور امریکی شہروں کی تاریک وادیوں میں مفلوک الحال اور ستم رسیدہ لوگوں کی امداد کرنے لگا۔ میں ۱۹۶۷ء میں کولمبیا کے جیل خانہ میں سماجی کارکن کے طور پر کام کر رہا تھا کہ مجھے پھر اسلام کی آواز سنائی دی۔ جیل میں بہت سے ایسے قیدی تھے جو ایک فرقہ "سیاہ فام مسلمان" سے تعلق رکھتے تھے۔ اگرچہ اس فرقہ کا اسلام مکمل اور صحیح اسلام نہیں تھا تاہم ان کا اسلام بھی اپنے پیروکاروں کو بہتر انسان بننے کی تعلیم دیتا تھا اور عیسائیوں کے مختلف فرقے اس قسم کی تعلیم نہیں دیتے تھے۔ میں نے محسوس کیا کہ سیاہ فام مسلمان قیدیوں کا طرز عمل بہت اچھا ہے اور وہ معاشرے میں اپنی بحالی کے دل سے خواہاں ہیں۔ میں نے ان مسلمان قیدیوں میں دلچسپی لینی شروع کر دی ایک دن حسن اتفاق سے مجھے اپنا ایک پرانا دوست ملا۔ کسی زمانہ میں وہ بھی میری طرح پادری تھا۔ اب اس میں ایک مکمل تبدیلی آ چکی تھی زندگی کے متعلق اس کا نظریہ صحت مند اور پر اعتماد ہو چکا تھا اور وہ خوش و خرم نظر آ رہا تھا۔ فطری طور پر میں نے اس سے اس تبدیلی کا سبب پوچھا۔ ایک سیاہ امریکی معاشرے میں اس طرح خوش و خرم کس طرح نظر آ سکتا تھا؟

میرے دوست کا جواب سیدھا سادہ تھا اس نے کہا اس تبدیلی کا راز اور میری خوشی کا سبب صرف اور صرف "اسلام" ہے اس نے کہا کہ اسلام پر عمل کرنے سے اور خدا تعالیٰ کے حضور جھکنے سے وہ تمام مسائل حل ہو جاتے ہیں جو "سیاہ قوت" کبھی حل نہیں کر سکتی اس نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ کی محبت اور رہنمائی ہر طرح کی نفرت حقارت اور استبداد پر حاوی اور غالب ہے۔ اس نے مجھے واشنگٹن کے اسلامی مرکز میں مدعو کیا اور میں نے اس کی دعوت قبول کر لی۔

مجھے اس مرکز میں پہلی بار جا کر لذت اور فرحت نصیب ہوئی اسے الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا اس کی وجہ یہ نہیں تھی کہ میں اس مرکز کی پر شکوہ عمارت سے متاثر ہوا تھا یا قرآن خوانی نے مجھ پر اثر کیا تھا۔ مجھے جس چیز نے سب سے زیادہ متاثر کیا وہ نماز تھی۔ سب مسلمان امیر و غریب ایک ہی صف میں کھڑے ہو کر ایک ہی خدا کے حضور جھکے ہوئے تھے اس منظر نے میری کایا پلٹ دی اور مجھے یوں محسوس ہوا جیسے مجھے صبر و سکون کا خزانہ مل گیا ہے۔ اس سے پہلے میں امریکی معاشرہ

میں اپنے تجربات کے پیش نظر یہ ماننے کو تیار نہیں تھا کہ کسی معاشرہ کی بنیاد اخوت و مساوات ہو سکتی ہے۔ لیکن یہاں سب لوگ اخوت و مساوات کے رشتہ میں منسلک تھے۔ ان میں سفید فام، سیاہ فام، امریکی، چینی، عرب، افریقی کا کوئی امتیاز نہیں تھا۔

میں نے اس تبدیلی کے بعد یہ محسوس کیا اور دیکھا ہے کہ اسلام میں مساوات اور اخوت کا تصور محض تصور نہیں ہے بلکہ اسلام کے دائرہ کار میں آنے والے واقعی ایک ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ جب میں تیسری بار مرکز میں گیا تو میں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کا اقرار کر لیا اور مسلمان ہو گیا۔

خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ میری زندگی نسلی امتیاز کی نذر ہونے سے بچ گئی اب میری دعا ہے کہ خدا تعالیٰ میری باقی زندگی اسلام کی خدمت اور گمراہوں کی رہنمائی کے لئے وقف فرما دے۔ امریکی معاشرے کے ہر طبقہ میں ایسے بہت سے لوگ موجود ہیں جو اسلام کے متعلق جاننا چاہتے ہیں۔ اب تک اسلام کو مغرب میں غلط رنگ میں پیش کیا جاتا رہا ہے اب لوگ فوج در فوج اسلام میں داخل ہو رہے ہیں اور دوسرے عقائد سے بیزار ہو رہے ہیں

رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انسانی ہمدردی کو مسلمانوں کے لئے اہم معاشرتی اصول ٹھہرایا ہے۔

یورپ کے اہل بصیرت جو اسلام کی صداقتوں سے آشنا ہو کر دین خداوندی پر ایمان لے آتے ہیں اور اس پر پوری استقامت سے قائم رہتے ہیں ان کی ہمت اور جذبے کی جتنی بھی قدر کی جائے کم ہے وہ صحیح معنوں میں ایک مجاہدانہ زندگی بسر کرتے ہیں۔ حلقہ بگوش اسلام ہونے کے بعد ان کے لئے اپنے معاشرے میں دشواریوں کا ایسا سلسلہ لامتناہی شروع ہو جاتا ہے جو انہیں قدم قدم پر اپنے عقیدے سے انحراف پر مجبور کرتا ہے۔ انہیں خدائی احکام پر عمل پیرا ہونے اور اپنے لذت پرست ماحول میں ارکین اسلام کی پابندی میں اتنی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے کہ اسلامی ممالک میں رہنے والے خوش نصیب مسلم اس کا اندازہ بھی نہیں کر سکتے۔

زیٹھ سالہ جرمن مسلمان مسٹر بشیر البرشٹ جنہوں نے محض اپنی روح کی پکار اور ذہن کی مکمل آمادگی کی بنا پر اسلام قبول کیا تھا ہمیں اپنے تجربات کی روداد سناتے ہوئے کہتے ہیں کہ یورپ میں صراط مستقیم پر چلنا اور خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی پابندی کرنا اتنا جان جوکھوں کا کام ہے کہ انسان اپنی حتی المقدور کوشش اور مساعی کے باوجود ہر موقع پر مومن بننے میں کامیاب نہیں ہو پاتا اور جیسا کہ بعض دفعہ خود بھی انسان کا جی چاہتا ہے کہ وہ کامل مسلمان بن کر اپنی روح کے تقاضوں پر پورا اترے۔

مسٹر بشیر تقریباً" چالیس برس پہلے دائرہ اسلام میں داخل ہوئے تھے اس وقت دوسری جنگ عظیم تھی اور وہ نازی فوج کے ایک اہم سپاہی تھے تب ان کی ملاقات چند عرب سپہ سالاروں سے ہوئی مسٹر بشیر ان کو پابندی سے نماز ادا کرتے اور قرآن

کریم کا با قرات مطالعہ کرتے دیکھتے تو یہ سب کچھ ان کے دل میں گھر کر جاتا۔ چند دنوں بعد مسٹر بشیر نے ان سے درخواست کی کہ وہ انہیں نماز کا ترجمہ کر کے بتائیں نیز اسلام کے بارے میں مزید معلومات بھی بہم پہنچائیں چنانچہ ان کی خواہش پر انہیں نماز اور قرآن کے کچھ حصوں کے تراجم سمجھائے گئے اور اسلام پر مبنی انگریزی کی کتب بھی پیش کی گئیں دو ماہ بعد جب یہ جرمن سپاہی ملک واپس لوٹا تو وہ ایک پکا اور باعقیدہ مسلمان تھا اور اسلام اس کی رگ و پے میں سرایت کر چکا تھا

بشیر البرشٹ سے ایک حالیہ ملاقات میں ہم نے انہیں بحیثیت ایک باعمل مسلمان کے اپنے روزمرہ تجربات اور اپنے معاشرے اور عزیز و اقارب میں شب و روز گزاری کے معمولات بیان کرنے کو کہا جسے انہوں نے فوری طور پر قبول کر لیا۔ ذیل میں ہم ان کی احساسات اور تجربات کو انہی کے الفاظ میں بیان کرتے ہیں وہ گویا ہوئے۔

"یورپ میں اسلام قبول کرنا سہل اور اس پر عمل پیرا ہونا بڑا دشوار ہے اس کے لئے اپنی مثال دیتا ہوں اپنی انتہائی محنت اور کوشش کے باوجود میں ایسا مسلمان بننے میں کامیاب نہیں ہو سکا جیسا کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بندے سے تقاضا کیا ہے۔ دراصل اسلام ایک ایسا مذہب نہیں ہے کہ ہفتے میں صرف چند منٹ اس کے لئے وقف کر دیں۔ اسلام فرد سے چوبیس گھنٹے کا نظم و ضبط و قاعدے اور قرینے کا تقاضا کرتا ہے۔ ہماری زندگی کا کوئی پہلو ایسا نہیں جو اسلام کی حلقہ بندی سے باہر رہ گیا ہو جہاں تک اس لطیف مگر مستحکم ترین لائحہ عمل کا نتیجہ ہے جسے اسلامی ضابطہ حیات کہتے ہیں اس پر راست بازی سے عمل کرنا یورپ کے معاشرے میں اتنا مشکل بنا دیا گیا ہے کہ انسان اپنی روح کو محبوس کرنے لگتا ہے قدم قدم پر رکاوٹیں پریشان کر دیتی ہیں کہ وہ سوچتا ہے کہ کاش وہ کسی اسلامی ملک میں پیدا ہوا ہوتا کسی مسلم گھرانے میں جنم لیا جاتا کہ کم از کم اس کا گھر تو ایک عافیت کدہ ثابت ہو سکتا مگر یہاں ایسا نہیں ہے اگر ایک فرد اپنی روح کی پکار پر لبیک کہتے ہوئے خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کا پابند بنتا ہے تو اسے معاشرے کے تضادات کے درمیان اپنے مذہبی واجبات کی ادائیگی میں پوری قوت صرف کرنی پڑتی ہے"۔

عقیدہ انسان کے لئے بنیادی اہمیت کا حامل ہے انسان کافر ہو سکتا ہے مگر یہ ناممکن کہ وہ کچھ بھی نہ ہو۔ تاہم ان امور کے باوجود میرا خیال ہے کہ اگر کوئی فرد اپنے عام مشغولات کو دیانتداری سے انجام دیتا ہے اس کے دل میں دوسرے انسانوں کے لئے ہمدردی اور اخوت کا مادہ موجود ہے اس کے اصولوں میں راست بازی اور اس کے قول و اقرار میں پختگی ہے تو وہ اگر مسلمان نہ بھی ہو تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ شخص ہو گا کیونکہ وہ بغیر یہ جانتے ہوئے کہ یہی اصول و قواعد اور معاشرتی حدود و قیود اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ ہیں ان پر عمل پیرا ہوتا ہے اسے بے علم تو کہا جا سکتا ہے بے عمل قرار نہیں دیا جا سکتا جب کہ اسلام نے بھی باعمل ہونے پر زیادہ زور دیا ہے آخر اسلام بھی تو بندے کو یہی درس دیتا ہے کہ اخلاقی اور ذہنی پاکیزگی و طہارت کی راہ اختیار کرو۔

رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انسانی ہمدردی و بھائی چارہ کو مسلمانوں کے لئے اہم معاشرتی اصول ٹھہرایا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ سے توقع رکھتا ہے کہ آپ اس کے بنائے ہوئے انسانوں کے حقوق بطریق احسن پورے کریں۔ آپ کے ہاتھ پاؤں یا زبان سے کسی فرد کو کوئی گزند نہ پہنچے گویا اسلام کے زرین قواعد کی پابندی اور احترام اسلام کا مفہوم نہ جانے

ہوئے بھی قابل تحریم ہے۔ ہو سکتا ہے میرے ان خیالات سے میرے بہت سے مسلم بھائیوں کو اختلاف ہو مگر میرا ذاتی نظریہ یہی ہے کہ خدا کے نزدیک وہ شخص زیادہ غیر پسندیدہ ہے جو خود کو مسلمان بتاتا ہے مگر اسلام کے احکام کی بجا آوری میں کوتاہی برتتا ہے مگر ایسا کرنا نہ صرف اسلام سے انحراف کے مترادف ہے بلکہ اسے شرک اور منافقت بھی قرار دیا جا سکتا ہے۔

نماز اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ایک ہے اس کی اہمیت واضح اور مقدم ہے لیکن یہ سمجھنا غلط ہے کہ نماز پڑھ کے انسان خدا کے لئے ایک کوئی منافع بخش کام کر رہا ہے۔ خدا کو بندوں کی نمازوں کی ضرورت نہیں نماز کی حقیقت یہ ہے کہ اس کی وساطت سے فرد اپنے رب سے براہ راست رابطہ کر لیتا ہے وہ اس بالمشافہ ملاقات میں اس کا شکر ادا کر سکتا ہے اس کی حمد و ثنا کر سکتا ہے۔ اپنی حاجتوں کی تکمیل کے لئے تقاضا کر سکتا ہے ایک پشیمان ضمیر خدا کے آگے سجدہ ریز ہو کر سکون اور راحت کی وہ دولت سمیٹ سکتا ہے جس کا کوئی متبادل وسیلہ اللہ تعالیٰ نے پیدا نہیں کیا۔ غرضیکہ نماز خدا اور بندے کی راز دارانہ ملاقات کا ایک وسیلہ ہے اس عمل میں بس خدا ہوتا ہے اور اس کا بندہ دونوں میں جو باتیں اور جو عہد و پیماں ہوتے ہیں وہ کسی تیسرے فرد کی مداخلت سے عاری ہوتے ہیں۔

میں ذاتی طور پر نماز کے بغیر نہیں رہ سکتا کیونکہ اپنے خالق سے قریبی رابطہ میری روح کی ایک اشد ضرورت ہے۔ نماز کی ادائیگی مجھے قوت اور بصیرت بخشتی ہے۔ اس توانائی کے اصراف میں میں دنیا کے تمام امور بخوبی سرانجام دیتا ہوں۔ نماز مجھے برے کاموں سے روکتی ہے کیونکہ مجھے ایکا ایکی یہ خیال گزرتا ہے کہ میں شرمندہ اور پشیمان ذہن لے کر اپنے رب کے حضور کس طرح حاضر ہو سکوں گا چنانچہ میرے ہاتھ کسی غلط کام سے خود بخود کھنچنے لگتے ہیں۔

میں خدا کے پاس اتنا شفاف اور منعکس ضمیر لے کر پیش ہونا چاہتا ہوں جس میں میں اس کی پرچھائیں واضح طور پر دیکھ سکوں۔ میرا خیال ہے مذہبی پابندیاں اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر خاص نعمت اور نوازش ہیں۔ ان کو قبول کر کے دل کو خوشی اور راحت نصیب ہوتی ہے۔ میرا خیال ہے کہ ان پابندیوں کو من و عن قبول کرنا چاہئے کیونکہ ان کی باقاعدگی انسان کو اتنا خود کارانہ طور پر نیک بنا دیتی ہے کہ اس کے قدم صراط مستقیم پر کسی طبعی معاونت کے بغیر رواں رہتے ہیں اور اگر کسی موقع پر قدم بھٹکنے لگیں تو ضمیر کی خلش فوراً "الارم" بن کر راہنمائی کر دیتی ہے۔

یہ مسرت اور شکر کا مقام ہے کہ اب اسلام کی نور پاشی صرف ایشیا، افریقہ اور عرب دنیا کا حصہ نہیں رہی بلکہ یورپ بھی اس سعادت سے باریاب ہو رہا ہے۔ خدا اپنے خاص فضل و کرم سے جرمن بلکہ تمام یورپی لوگوں کے اذہان پر پڑے ہوئے پردوں کو دور کر رہا ہے۔ اسلام کے مطالعہ میں لوگوں کی دلچسپی اور رغبت بڑھتی جا رہی ہے اور یہ اسی ذوق و شوق کا نتیجہ ہے کہ جرمنی میں بھی اسلام کی مقبولیت میں اضافہ ہو رہا ہے اور لوگ اسلام قبول کر رہے ہیں۔

مگر یہاں میں ان لوگوں کا ذکر کرنا ضروری سمجھوں گا جنہوں نے آغاز تو بہت جوش و خروش سے کیا مگر راہ کی مشکلات دیکھ کر ان کے حوصلے سرد پڑ گئے کچھ لوگ یہاں ایسے بھی ہیں جو محض نام کے مسلمان ہیں۔ انہوں نے اپنے عملی حلقوں میں مسلمانوں سے متاثر ہو کر اسلام کے دائرے میں قدم رکھ لیا مگر اسلام کی طرف سے عائد کردہ پابندیوں کو اپنی ذات پر ایک بوجھ سمجھ کے بس ابتدائی نقطے پر ہی رہ گئے۔ انہوں نے نہ اسلام کا وسیع مطالعہ کیا نہ اس کی باریکیوں کو جانا اور نہ اس پر سختی

سے عمل پیرا ہونے میں سنجیدہ ہوئے۔ ان لوگوں کا نام تو ابھی تک اسلامی ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ انہیں مسلمان کہتے ہوئے ہر مسلمان کا دل دکھتا ہے۔

یہاں جرمن مسلمانوں کا وہ کاروباری فرقہ بھی زیر تذکرہ آنا چاہئے جس نے محض مادی فوائد حاصل کرنے کے لئے اسلام قبول کر لیا ہے میں ایک ایسے جرمن تاجر کو جانتا ہوں جو پاکستان اور ایران سے قالین درآمد کرتا ہے اس نے محض اپنے مسلمان تجارتی رفقاء کو مرعوب کرنے اور ان سے مراعات لینے کی غرض سے اسلام قبول کیا ہے اور اپنا اسلامی نام رکھا ہے۔ اس کا یہ طریقہ کارگر ثابت ہوا ہے اور وہ اب زیادہ منافع بخش بنیادوں پر درآمد کر رہا ہے۔

ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے اپنی اور اپنے ہم مذہبوں کی خامیاں بیان کرنے میں بھی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کروں گا۔ ہم مسلمان لوگ بنیادی طور پر ایک ہیں ہمارے اصول و ضوابط میں کوئی اختلاف نہیں۔ پھر بھی جانے کیوں ہم فرقہ بندی میں مبتلا ہیں ہم نے محض فروعی معاملات کی بنا پر اپنی وحدت کو توڑ ڈالا ہے جسے کسی طور پر قابل تعریف نہیں کہا جا سکتا۔ ہیمبرگ مذہب کے تمام اراکین محض اسلام کی سربلندی کے لئے کوشاں ہیں ہمارے پاس ایک دفعہ ایک نوجوان جرمن آیا جو دائرہ اسلام میں داخل ہونا چاہتا تھا اور اس کے بعد ایک مصری نژاد سے شادی کرنا چاہتا تھا ہم نے اسے قواعد کے مطابق حلقہ بگوش اسلام کر کے مسلمان ہونے کا سرٹیفکیٹ دے دیا اور مسجد کے ایک بزرگ رکن نے ان کا نکاح پڑھ دیا۔ جب یہ لوگ مصر میں اپنے والدین یعنی لڑکے کے سسرال گئے تو انہوں نے فرمائش کی کہ ایک دفعہ مصری طرز پر دوبارہ رسم نکاح ادا کی جائے چنانچہ عین موقع پر جب نکاح پڑھا جا رہا تھا تو ملا کی نظر اس سطر پر پڑی جہاں ہیمبرگ مسجد کی مسلم ایسوسی ایشن کا پتہ درج تھا اور اسے ایک اسلامی فرقے کے رجحان کی حامل تنظیم قرار دیا گیا تھا۔ نکاح کی رسم یک لخت ہنگامہ میں بدل گئی اور تمام شرکاء نے یک زبان ہو کر کہا کہ یہ تو فلاں فرقے کا شخص ہے ہم اسے مسلمان تسلیم نہیں کرتے۔ چنانچہ دولہا کو وہاں سے نکال دیا گیا۔ اور ایک مختلف فرقے کے مسلمان ہونے کا سرٹیفکیٹ لانے کو کہا گیا۔

عیسائیوں سے درخواست

اسلام کے خلاف جو عیسائیوں کا رویہ چلا آ رہا ہے اسے کم کر دیا جائے وہ مغربی ممالک کے عیسائیوں سے درخواست کرتے ہیں کہ اسلام کو سمجھتے وقت وہ اپنے آپ سے تمام حسد کو برطرف کر دیا کریں۔ (میجر آرتھر کلائن لیونارڈ)

اسلام کا روحانی و اخلاقی کرشمہ

یہ محض اسلام کی اصلیت کا روحانی و اخلاقی کرشمہ ہی ہے کہ جس کی وجہ سے میں وضاحت کرنے لگا ہوں یہ اعلان کرتے وقت کہ اسلام ایک روح رکھتا ہے وہ اپنے بیان کو جاری رکھتے ہوئے کہتے ہیں کیونکہ اسلام پر یقین رکھنے ایک مخلص اور سنجیدہ روح رکھتا ہے۔ ایک عظیم اور فاضل روح جسے سمجھنا چاہئے اپنے اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے وہ کہتے ہیں کہ میں نے محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) یا اسلام کے متعلق کسی خاص کتاب کا مطالعہ نہیں کیا ہے لیکن اس سرچشمے کے

منبع کی طرف یعنی خاص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کی طرف براہ راست چلا ہوں اس نے دعویٰ کیا ہے کہ اگر اسلام کی سچی روح کو پانا چاہو تو وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اور خاص ان کے افعال میں ملتی ہے (میجر آرتھر کلائن لیونارڈ)

اسلام خوبیوں کا مجموعہ

اسلام بے شمار خوبیوں کا مجموعہ ہے۔ قرآن میں تمام آداب و اصول حکمت اور فلسفہ موجود ہیں (موسیو سیدیو)

اسلام کو عیسائیت پر فوقیت ہے

قرآن الہامات (وحی) کا مجموعہ ہے اس میں اسلام کے اصول و قوانین اور اخلاق کی تعلیم اور روزمرہ کے کاروبار کی نسبت ہدایات موجود ہیں۔ اس لحاظ سے اسلام کو عیسائیت پر فوقیت ہے کہ اس کے مذہبی تعلیم اور قانون علیحدہ چیزیں نہیں ہیں اقتباس از تقریر دین اسلام ۱۷ جنوری ۱۹۱۵ء (آریورنڈ مسمکوئل کنگ)

اسلام 'ایک اجتماعی مذہب

اسلام حقیقت میں اجتماعی مذہب ہے جس کو دنیا میں ۳ ر ۲ حصہ آبادی نے حق تسلیم کرلیا ہے اسلام ہی نے دنیا کی عمرانی ترقی کے لئے ہر قسم کے ذرائع یورپ کو بہم پہنچائے ہیں۔ روئے زمین سے اگر اسلام مٹ گیا مسلمان نیست و نابود ہو گئے قرآن کی حکومت جاتی رہی تو کیا دنیا میں امن قائم رہے گا۔ ہرگز نہیں۔ (موسیو گاسٹن کار) (۴)

اسلامی علوم و ایجادات

الجبرا

عیسائی مورخ جرجی زیدان لکھتا ہے کہ ابتدائے اسلام میں عرب حساب سیکھنے سے نفرت رکھتے تھے مسلمانوں نے جبر و مقابلہ کے اصول بنائے اس میں سب سے مشہور کتاب ابو جعفر خوارزمی کی الجبر و مقابلہ ہے اس کے علاوہ ابو کامل ابن اسلم ابو حنیفہ دینوری ابو العباس سرخسی وغیرہ نے بھی اس فن میں کتابیں لکھی ہیں اہل یورپ نے اپنی آخری اور موجودہ زبان میں جبر و مقابلہ بالکل عربی سے لیا ہے۔

(علوم عرب صفحہ ۷۷، ۲ مصنفہ جرجی زیدان علوم عرب مترجم اردو صفحہ ۲۲ تمدن عرب صفحہ ۴۳۰)

رقوم ہندسہ

(۱) نولدکی مشہور یوروپین لکھتا ہے کہ رقم ہندسہ عربوں نے اہل یورپ کو سکھلایا ہے۔

ہسٹورینس ہسٹری آف دی ورلڈ جلد ۸ صفحہ ۲۰۰

HISTORIOANS HISTORY OF THEWORLD VOL.B.P200

رقم عربی کی اصلی شکلیں وہ ہیں جو یوروپ میں رائج ہیں: 1 2 3 4 5 6 7 8 9 اور 0 اہل یورپ نے اندلس کے مسلمانوں سے یہ شکلیں حاصل کی ہیں اور وہ انہیں "ارقام عربیہ" کہتے ہیں مغرب کے عربوں میں اب بھی ان کا رواج باقی ہے اور ان کی قدیم کتابوں میں یہ شکلیں دیکھی جاتی ہیں۔

(تسہیل اللادب فی لسان العرب المعروف عربی کا معلم۔ جلد نمبر ۴ صفحہ ۹ مطبوعہ بمبئی)

بہی کھاتہ میں جو ارقام استعمال کی جاتی ہیں وہ بھی اہل عرب کی ایجاد ہیں۔

احد اثنان ثلاثہ اربعہ خمسہ ستہ سبعہ ثمانیہ تسعہ عشرہ

(۳) ارقام کی موجودہ شکلیں جو رائج ہیں انہیں ارقام ہندیہ کہتے ہیں:

۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۰ (تسہیل اللادب فی لسان العرب جلد ۴ صفحہ ۹ مطبوعہ بمبئی)

طریقہ استقراء

ڈاکٹر ربیو لکھتا ہے کہ امام غزالی نے اپنی منطقی تصنیفات میں استقراء کی بنیاد ڈالی۔ طریقہ استقراء کو بیکن سے منسوب کرنا تاریخ کو فراموش کرنا ہے

کانفلکٹ بٹیوین ریلیجن اینڈ سائنس صفحہ ۲۳۳

CONFLICT BETWEEN RELIGION AND SCIENCE

تمہید

عیسائی مورخ جرجی زیدان لکھتا ہے کہ اہل عرب اپنی شاعری، خطابت، بلاغت اور فصاحت پر فریفتہ تھے۔ جس وقت قرآن اترا تو اس کی فصاحت و بلاغت نے ان کو مبہوت کر دیا اس کا اسلوب بیان اور اس کی بلاغت ان کو بالکل اجنبی معلوم ہوئی کیونکہ یہ کاہنوں کی مسجع عبارت کی طرح نہیں تھا اور نہ شعر کی طرح مقفیٰ اور موزوں۔ بلکہ دونوں سے جداگانہ

جس کی کوئی نظیر ان کی زبان میں نہیں تھی اس کی خوبیاں دیکھ کر ان کو حیرت ہو گئی اور جادو کی طرح اس نے ان کے دلوں کو مسخر کر دیا جب اہل عرب اسلام لائے تو اس کی تلاوت میں محو ہو گئے اور چونکہ اس کے احکام دین کی اصل اور دنیا کی جڑ ہیں اور انہیں کی پابندی کی وجہ سے اسلامی دولت اور سلطنت کو ترقی ہوئی اس لئے وہ اس کے معانی میں بھی بہت غور کیا کرتے تھے۔ جب بعض مقامات پر ان کو دشواریاں پیش آتیں تو حدیث تلاش کرتے جس سے اس اشکال کی توضیح ہو جاتی اس لئے ان کو احادیث جمع کرنے اور اس کے مسلسل بالروایت کرنے کا شوق پیدا ہوا چونکہ بہت سی روایتوں میں تباین اور تفاخر معلوم ہوا اس لئے صحیح اور فاسد روایتوں میں تمیز کرنے کے لئے درس اسانید اور راویوں کے اخبار اور حالات دریافت کرنے کی طرف متوجہ ہوئے اور انہوں نے محدثین کے طبقات مقرر کئے اور ان کے حالات چھان مارے۔ (علوم عرب صفحہ ۳۹٬۴۰)

علم الانساب

عرب اپنے آباؤاجداد کے نام یاد رکھتے تھے وہاں ایک فرقہ ہی ایسا تھا جس کا صرف یہی کام تھا کہ وہ نسب نامے یاد رکھے ہر ایک شخص اپنے پورے نسب نامے کا حال ان سے دریافت کرتا تھا بعض بعض شہروں کا نام بھی وہ اپنے آباؤاجداد کے ناموں کی طرف منسوب کر دیتے تھے۔

مشہور نساب زغفل۔ عمیرہ۔ ابن لسان۔ زید بن الکس۔ نخار اور عبداللہ وغیرہ ہیں۔ (علوم عرب صفحہ ۳۸ مصنفہ جرجی زیدان)

تواریخ

اہل اسلام نے تاریخ میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں جو حد شمار سے باہر ہیں موجودہ زمانہ کے پہلے دنیا کی کسی قوم نے فن تاریخ میں وہ درجہ حاصل نہیں کیا جو مسلمانوں نے پایا۔ ان کی تاریخی تصنیفوں کے نام جس قدر کشف الظنون والے نے نقل کئے ہیں۔ وہی تیرہ سو سے زائد ہیں علاوہ خلاصوں اور شرح وحاشیات کے اس کے علاوہ بہت سی کتابیں ضائع ہو چکی ہیں۔ (علوم عرب صفحہ ۱۱)

تنقید التاریخ

عیسائی موءرخ مسٹر گبن اور ابوالفرح ملطی لکھتے ہیں کہ تنقید التاریخ جسے جرمن زبان میں تنقید اسناد کہتے ہیں در اصل ایک اسلامی ایجاد ہے۔ MOHAMMAD-NIZM PAGE 248 محمد نزم صفحہ ۲۴۸

جغرافیہ

عیسائی موءرخ و جغرافیہ دان مسٹر یکلطرون لکھتا ہے کہ مسلمان ہی وہ پہلی قوم تھی جنہوں نے بلاد بعیدہ کا سفر کیا تمام دنیا کے عجائبات دریافت کئے حدود زمین کی پیمائش کی۔ کولمبس سے پہلے عرب کی جماعتیں دریاؤں کا سفر کرتی تھیں اور عجیب و غریب مقامات اور زمینوں کی تلاش بحر اطلانطک میں کرتی پھرتی تھیں۔ (آئینہ عرب صفحہ ۶۱۰)

علوم و فنون کی اشاعت

جان کلارک رڈپاتھ لکھتا ہے کہ یورپ میں علوم و فنون صرف عربوں نے پھیلائے ہیں۔

انسائیکلوپیڈیا آف یونیورسل ہسٹری جلد نمبر ۲ صفحہ ۱۲۵
ENCYCLOPEDIA OF UNIVERSAL HISTORY VOL. 2 PAGE 125

فلسفہ ارسطو

عیسائی موورخ اے ڈبلیو بین لکھتا ہے کہ ارسطو کا فلسفہ سب سے پہلے مسلمانوں ہی نے یورپ کو سکھایا تھا۔ ہسٹری آف ماڈرن فلاسفی صفحہ ۲ HISTORY OF MODERN PHILOSOPHY

علم الآثار

پروفیسر مارگولیتھ لکھتا ہے کہ ساتویں اور آٹھویں صدی ہجری کے دو مشہور سیاحوں ابن جبیر اور ابن بطوطہ کے سفرنامے ہمارے پاس موجود ہیں ان میں سے ابن بطوطہ کا سفرنامہ علمان آثار قدیمہ (ارکیالوجی) کے لئے معلومات کی ایک کان ہے (الو زم صفحہ ۲۲۳)

علم ہیئت

ڈاکٹر ڈریپر لکھتا ہے کہ مسلمانوں نے ان تمام ستاروں کی فہرست مرتب کی جو انہیں نظر آئے اور بڑے ستاروں کے نام رکھے جو آج تک تبدیل نہیں ہوئے انہوں نے یہ اصول دریافت کیا کہ شعاع نور ہوا میں بہ شکل قوس گزرتی ہے۔ چاند اور سورج کے افق پر نظر آنے کی توجیہہ کرتے ہوئے بتلایا کہ اجرام قبل از طلوع اور بعد از غروب کیوں دکھلائی دیتے ہیں شفق کی اصلیت اور ستاروں کے جھلملانے کی صحیح وجہ دریافت کی۔

یورپ میں سب سے پہلی درسگاہ قائم ہوئی وہ مسلمانوں ہی کی بنائی ہوئی تھی۔ ان کی رائیں اور نتیجے اس قدر صحیح ہیں کہ زمانہ حال کے ماہران فن ریاضیات ان کی رصدی نتائج سے استناد کرتے ہیں۔

کانفلکٹ بیٹوین ریلیجن اینڈ سائنس صفحہ ۱۵۸، ۱۵۹
CONFLICT BETWEEN RELIGION AND SCIENCE PAGE 158 - 159

فن جراحی

مسٹر بالران لکھتا ہے کہ فن جراحی اور بہت سے آلات جراحی کا موجد البقائس عرف ابوالقاسم ابن عباس القرطبی الاندلسی الزہراوی (المتوفی ۱۰۷۰ء) ہے جن کی تصاویر اس کی کتابوں میں درج ہیں پتھری نکالنا در اصل اسی نامور جراح کی ایجاد ہے بعد کے تمام جراحوں کا یہی شخص استاد تھا اس کی تصانیف تمام یورپ میں موجود ہیں۔ (تمدن عرب صفحہ ۲۵۱) (فن جراحی مطبوعہ آکسفورڈ ۱۸۷۸ء دائرۃ المعارف جلد ۲ صفحہ ۳۱۴)

تمدن

ڈاکٹر گستاوی بان لکھتا ہے کہ عربوں کی بدولت یورپ نے تمدن حاصل کیا (تمدن عرب مترجمہ سید علی بلگرامی صفحہ ۵۱۳)

تیزاب

ڈاکٹر ڈریپر کی تحقیقات نے ثابت کیا کہ تیزاب عربوں نے ایجاد کئے ہیں' (انٹلکچوئل ڈویلپمنٹ آف یورپ۔ جلد نمبر ا

(صفحہ ۴۰۰)
INTELLECTUAL DEVELOPMENT OF EUROPE VOL 1 PAGE 400

الکیمیا
مورخ ایڈورڈ گبن لکھتا ہے کہ علم کیمیا اپنے ارتقاء اور اصلیت کے اعتبار سے اہل عرب کی ایجاد ہے انہوں نے سب سے پہلے قرع انبیق (عرق کھینچنے کا آلہ) ایجاد کیا تیزاب ایجاد کئے نائٹرک ایسڈ۔ نائٹرو ہیڈرو کلورک ایسڈ۔ پوٹاش۔ ایمونیا۔ نائٹریٹ آف سلور کلورائیڈ آف مرکیوری وغیرہ کیمیاوی مادے نکالے۔ سلفرک ایسڈ اور الکحل جیسی چیزیں اختراع کیں اور زہروں کو دواؤں میں تبدیل کر دیا۔
(دی ڈکلائن اینڈ فال آف دی رومن امپائر جلد ۵ صفحہ ۳۱۵۔ انٹلکچویل ڈویلپمنٹ آف یوروپ جلد ا صفحہ ۴۰۸)

روئی کا کاغذ
فرانسیسی مورخ موسیو سدیو لکھتا ہے کہ یوسف بن عمر نے ۷۰۲ء میں روئی کا کاغذ ایجاد کیا
HISTORIANS HISTORY OF THE WORLD VOL 8 PAGE 305
(ہسٹورینس ہسٹری آف دی ورلڈ جلد نمبر ۸ صفحہ ۳۰۵)

انجینری
فرانسیسی مورخ موسیو سدیو لکھتا ہے کہ مسلمانوں نے نویں صدی عیسوی سے پندرھویں صدی عیسوی تک بیش بہا ایجادات کی ہیں انجینری کے اہم انکشافات انہی کی ایجاد ہیں
HISTORIANS HISTORY OF THE WORLD VOL 8 . PAGE 275 ہسٹوریس ہسٹری آف دی ورلڈ۔ جلد نمبر ۸ صفحہ ۲۷۵

منجنیق
محمد بن قاسم کے پاس ایک بہت بڑی منجنیق تھی جسے پانچ سو آدمی کھینچتے تھے جس سے پتھر دور دور برسائے جاتے تھے اور اس سے قلعہ کی دیواروں میں شگاف کئے جاتے تھے۔ (نصاب تاریخ اردو صفحہ ۵۰)

بندوق
ایشیا نے سب سے پہلے شاہ بابر کے ہاتھ میں دیکھی یا تو خود اس کی ایجاد تھی یا کسی ترک کی۔

توپ
ایشیا میں سب سے پہلے بابر نے ہندوستان میں استعمال کی

بارود
عیسائی مورخ جرجی زیدان لکھتا ہے کہ بارود مسلمانوں کی ایجاد ہے مسلمانوں نے ایجاد کر کے یورپ کو سکھائی اور خوبی یہ ہے کہ بارود کے اجزاء آج بھی وہی اور اسی تناسب و مقدار سے ہیں جو عربوں نے ترتیب دئے تھے (تمدن عرب جلد ا صفحہ ۱۹۹)

گھڑی

عیسائی مورخ ڈاکٹر ڈریپر کہتے ہیں کہ گھڑی مسلمانوں کی ایجاد ہے خلیفہ ہارون رشید نے ۸۰۷ء میں فرانس کے بادشاہ شارلیمان کے دربار میں ایک گھڑی بھیجی تو درباریوں وغیرہ نے اسے جادو خیال کیا (زبدت الصحائف فی اصول المعارف صفحہ ۶۹)

قطب نما

عیسائی مورخین ڈاکٹر لیبان و موسیو سدیو کہتے ہیں کہ قطب نما جس کے بغیر سمندر کا راستہ طے ہونا ناممکن ہے مسلمانوں کی ایجاد ہے (تمدن عرب صفحہ ۴۰۴)

اخلاق

ڈاکٹر لیبان موسیو بارتھیملی ہینٹ ہلیو لکھتے ہیں کہ عربوں کی معاشرت اور تقلید نے یورپ کے امراء کی عادتوں کو درست کیا اور انہیں بہتر انسانی اخلاق و عادات سکھلائے (تمدن عرب صفحہ ۲۲۴)

تمام علوم یونانی

مسٹر ہالیڈ لکھتا ہے کہ تمام علوم یونانی کا بڑا حصہ جو اصلی ذریعہ سے ہم (یعنی یوروپین قوموں) تک پہنچا ہے وہ پہلے پہل ہم کو عربوں نے عنایت کیا تھا۔

ہسٹوریننس ہسٹری آف دی ورلڈ جلد نمبر ۸ صفحہ نمبر ۲۷۶

HISTORIANS HISTORY OF THE WORLD

یورپ کے استاد

پروفیسر رینالڈ نکلس لکھتا ہے کہ مسلمانوں نے مختلف شعبہ جات علوم میں قیمتی اضافے کئے لیکن ان کا سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ انہوں نے یورپ کو بڑی فیاضی سے اپنے علوم و فنون سکھائے۔

LITRARY HISTORY OF THE AZIZ لٹریری ہسٹری آف دی عزیز صفحہ نمبر ۳۵۹

تھے تو آباء وہ تمہارے ہی مگر تم کیا ہو؟ ہاتھ پر ہاتھ دھرے منتظر فردا ہو ! اقبال

(اسلامیہ تبلیغی انسائیکلوپیڈیا)

ارکمنٹ صاحب موٴرخ لکھتے ہیں کہ۔

"اصول شرع اسلام میں سے ہر ایک اصل کو دیکھئے تو فی نفسہ ایسی عمدہ اور موٴثر ہے کہ شارع اسلام کی شرف و فضیلت کو قیامت تک کافی ہے اور ان سب اصول کے مجموعہ سے ایک ایسا انتظام سیاست قائم ہو گیا ہے جس کی قوت و متانت کی سامنے اور سب انتظامات سیاست ہیچ ہیں۔ ایک شخص کی عین حیات اور وہ بھی ایسا شخص جو ایک جاہل ' وحشی مگر مایہ دکم ظرف قوم کے قابو میں تھا۔ وہ شرع ان ممالک میں شائع ہو گئی جو سلطنت قاہرہ روم کبیر سے کہیں عظیم و وسیع تھی۔ جب تک اس شرع میں اس کی اصل کیفیت باقی رہی اس وقت تک کوئی چیز اس کا مقابلہ نہ کر سکی"

وائف آف محمد میں ارقام فرماتے ہیں کہ

مذہب اسلام اس بات پر فخر کر سکتا ہے کہ اس میں پرہیز گاری کا ایک ایسا درجہ موجود ہے جو کسی اور مذہب میں نہیں پایا جاتا"

مسٹر گاڈ فرے ہیکنس

لکھتے ہیں کہ "موٴرخوں نے بیان کیا ہے کہ محمدؐ کے زمانہ کے پیشتر اہل عرب میخواری اور قمار بازی کے نہایت عادی تھے مگر ان کے دو حکموں کی وجہ سے شراب و قمار بازی کا رواج قطعاً" موقوف ہو گیا گو کہ ان کو ذریعہ شہوت رانی اپنے رفقاء کا الزام لگایا گیا ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا تقویٰ اور پرہیز گاری برائے نام ہی معلوم نہیں ہوتی بلکہ مے نوشی اور قمار بازی ایسے کبیرہ جرم قرار دئے گئے ہیں جو معافی کے لائق نہیں اور جن کی بیخ کنی ایک دم سے کر دی گئی ان کی پیروؤں کی کل شہوات نفسانی اور تعصب اور عادات کی بندش کر دی گئی ہے ضرور ہے کہ سب کو ترک کریں ورنہ ان کے تابع نہیں ہو سکتے

مسٹر چیمبر

انسائیکلوپیڈیا میں لکھتے ہیں۔

"مذہب اسلام کا وہ حصہ بھی جس سے اس کے بانی کی طبیعت صاف صاف معلوم ہوتی ہے۔ نہایت کامل اور غایت درجہ کا موٴثر ہے اس سے ہماری مراد اس کی اخلاقی نصیحتیں ہیں یہ **نصیحتیں** کسی ایک یا دو تین سورتوں میں مجتمع نہیں ہیں بلکہ اسلام کی عالی شان عمارت (قرآن مجید) میں سلسلۃ الذہب کی مانند ملی جلی ہیں۔ ناانصافی ' جھوٹ غرور انتقام غیبت استہزاء طمع فضول خرچی ' حرامکاری ' خیانت اور بد گمانی کی سخت مذمت کی گئی ہے اور ان کو قبیح اور بے دینی بتایا ہے۔ اور بمقابلہ ان کے خیر اندیشی ' فیض رسانی ' پاکدامنی ' حیا ' بردباری ' صبر ' تحمل ' کفایت شعاری ' سچائی راست بازی ' عالی ہمتی صلح پسندی ' حق دوستی اور سب پر بالا توکل بر خدا اور اتقیاد امرالٰہی کو سچی ایمانداری کی اصل بنیاد اور موٴمن صادق کا اصلی نشان قرار دیا ہے۔

ڈیون پوٹ

اس زمانہ یعنی زمانہ ظہور اسلام میں مذہب عیسائی سے زیادہ کوئی چیز بالتصریح خراب نہ تھی وہ دونوں شاخیں مذہب عیسائی کی جو ملک ایشیا و افریقہ میں پھیل گئی تھیں انہوں نے طرح طرح کی بدعتیں اور بد اعتقادیاں اختیار کر لی تھیں۔ اور ہمیشہ باہمی مباحثوں اور مناقشوں میں مصروف رہتی تھیں۔ اور ایرین ' انسٹورین ' **مبلین** ' اور یونٹو چین مذہب والوں کی

تکراروں سے نہایت دق تھیں = ان کے پادریوں کی بے اعتدالی اور عہدوں کی فروخت اور جہالت نے مذہب عیسائی کو بڑا دھبہ لگایا تھا اور عیسائی لوگوں کو نہایت بد رویہ کر دیا تھا عرب کے جنگلوں میں جاہل اور شوریدہ مغز راہب بکثرت تھے جو بیہودہ تخیلات میں دماغ سوزی کر کے اپنی اوقات خراب کیا کرتے تھے اور اکثر ان کے غول کے غول شہر میں آکر اہل شہر کو اپنے توہمات تلوار کے ذریعہ سے سکھلایا۔ اور منوایا کرتے تھے نہایت ذلیل بت پرستی نے اس سادی پرستش کی جگہ چھین لی تھی جس میں حضرت عیسیٰ نے خدائے حکیم علی الاطلاق اور قادر مطلق اور بے مثل و نفع رساں کی بندگی کا حکم دیا ہے انہوں نے اپنے خیال میں ایک نیا اولمپس قائم کر لیا تھا۔ اور اس میں اپنے مذہب کے ولیوں' شہیدوں اور فرشتوں کو آباد خیال کرتے تھے جیسا کہ بت پرست اپنے دیوتاؤں سے اولمپس کو آباد سمجھتے تھے اس زمانہ میں ایسے عیسائی بھی تھے یوسف کی زوجہ (مریم علیہا السلام) میں الوہیت کی صفات قائم کرتے تھے تبرکوں' تصویروں اور مورتوں کو نہایت خلوص کے ساتھ وہی لوگ پوجتے تھے۔ جن کو حضرت مسیح نے فرمایا تھا کہ تم اپنی دعا صرف زندہ خدا سے کیا کرو"

اسکندریہ حلب اور دمشق میں بھی مذہب عیسوی کا یہی حال ہو رہا تھا محمد کے ظہور کے زمانہ میں ان تمام لوگوں نے اپنے مذہبی اصول کو چھوڑ دیا تھا اور مسائل فروعی میں غیر متناہی جھگڑوں میں مصروف رہتے تھے' عرب کے اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کو معلوم ہو گیا تھا کہ ہم اپنے اپنے مذہبوں کی بڑی اصل یعنی خدا تعالیٰ کی خالص پرستش بھول گئے ہیں اور سو اعتقادی اور بدعتوں کے لحاظ سے اپنے بت پرست ہم عصروں کے مساوی ہیں۔

(لیالوجی فار محمد اینڈ والقران ص ۲۱۴)

اس غرض سے کہ یہ جو کچھ ہم نے بیان کیا ہے اس کو کوئی مبالغہ نہ سمجھے اس کے ثبوت میں ہم ایک ایسے عیسائی فاضل کا قول نقل کرتے ہیں جو اپنی اعلیٰ علمی لیاقتوں اور تحقیق حق کے لئے مشہور ہے یعنی مسٹر باسورتھ سمتھ صاحب ایم۔اے سلمہ اللہ تعالیٰ صاحب موصوف اپنی کتاب "محمد اینڈ محمدن ازم" میں لکھتے ہیں کہ۔

"محمدؐ کا بیان در باب وحدانیت خدا اور اس امر کے کہ وہ انسان کے ہر ایک چھوٹے بڑے فعل پر مختار ہے۔ صرف کسی پہلے مذہب سے چرایا ہوا نہ تھا یہودی علی العموم اپنے بہترین زمانہ میں بھی خدا کے سوا اور دیوتاؤں کی پرستش میں وحشت کے ساتھ مصروف ہو گئے تھے۔ اور آخر کار قید کالوبان کی روحوں میں داخل ہو گیا تھا انہوں نے اپنے مشرقی ملکوں کے قیام کے زمانہ میں بہت کچھ سیکھ لیا مگر اس سے زیادہ بھول گئے وہاں آکر وہ بت پرستی ہمیشہ کے لئے بھول گئے لیکن گو انہوں نے اس وقت کے بعد پھر دیوتاؤں کی پوجا نہیں کی مگر اپنے انبیاء کی اعلیٰ درجہ کی تعلیم سے وہ پھر بھی بہت غافل تھے اور جو وقت کہ ان کے انتہا درجہ کے عروج کا ہو تا وہ اس سے سب بڑے کشت و خون کے ساتھ ختم ہو گیا جو ان کے زوال سے تھوڑے ہی دنوں پہلے وقوع میں آیا تھا عصا سلطنت یہودا کے ہاتھ سے نکل گیا تھا لیکن جلاوطن شدہ یہودی اب تک ملک عرب میں نہایت سختی کے ساتھ اپنے مغرورانہ مذہبی حقوق کی خیالی صورت پر قائم تھے حالانکہ جس بات نے ان کو یہ استحقاق دیا تھا اب اس کا نام و نشان بھی نہ رہا تھا عیسائی بھی (میری مراد ایسے عیسائیوں سے ہے جن سے ملنے کا حضرت محمد کو اتفاق ہوا)

یہودیوں کا مذہب اور وہ اعلیٰ درجہ کے الہامات خدا جو حضرت عیسیٰ نے ان کو پہنچائے تھے اور جن کو یہودیوں نے قبول

نہ کیا تھا بھول چکے تھے ہو موشی نیس ' مانو تھی لائیس ' ماتونی سٹن ' جنکو منس فرقوں کے عیسائی نہایت سختی کے ساتھ ایسی باتوں میں مذہبی قاعدے بنا رہے تھے۔ جن میں ہمارے متبرک پیشواؤں نے کوئی بھی قاعدہ یا اصول نہیں بنایا وہ نہایت شدت کے ساتھ ایسے مباحثوں میں مصروف تھے مثلاً "یہ کہ جو بات علم ریاضی کی رو سے غلط ہے وہ علم مابعد الطبیعت کی رو سے صحیح ہو سکتی ہے اور عجیب طور سے ایسی باتوں میں سچ یا جھوٹ کا لگو نکالتے تھے جو ان کو اس غرض سے بتائی گئی تھیں کہ آپس کی پھوٹ کے متفرق کر دینے والی گہری جھیل ان میں نہ رہے جو جھوٹ کو حقیقت ' فصاحت و بلاغت کو منطق اور نظم کو نثر بناتے تھے۔ زبان سے تو خدا خدا نہایت چلا چلا کر کہتے تھے مگر دل میں واحدانیت خدا کو بھلا چکے تھے ' حضرت عیسیٰ کی نسبت وہ تمام معاملات میں سوائے کسی ایسی بات کے جو ان کی طرح کی زندگی بسر کرنے کی ہدایت کرے بحث کرتے تھے پس محمد اس لئے آئے کہ ان تمام باطل باتوں پر جھاڑو پھیر دیں۔ بت وہ کیا؟ زیتون کی لکڑی کے ٹکڑے جو خدا ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ فلسفیانہ خیالات اور مذہب لکڑی کاٹتا ہوا جالا ان سب کو دور کرو اللہ سب سے بڑا ہے اور اس کے سوا اور کوئی شے بڑی نہیں ہے مسلمانوں کا مذہب ہے اسلام۔ یعنی انسان کو چاہئے کہ خدا کی مرضی پر توکل کرے اور ایسا کرنے میں نہایت خوش ہو یہی مسلمانوں کا طرز زندگی ہے ایک معترض یہ سوال کر سکتا ہے کہ ان دونوں اصولوں میں جو اوپر بیان ہوئے ہیں کون سی بات ایسی ہے جس کو یہ کہا جائے کہ وہ نئی تھی یا محمد ہی کو سوجھی تھی بے شک کچھ نیا نہ تھا ' بلکہ یہ باتیں ایسی پرانی تھیں جیسا کہ موسیٰ کا زمانہ ' بلکہ فی الحقیقت ایسی پرانی جیسے کہ خود ابراہیم۔ بار بار محمد نے نہایت سنجیدگی سے جتلایا ہے کہ میں عربوں کے لئے کوئی نئی بات لے کر مبعوث نہیں ہوا بلکہ صرف شریعت ابراہیمی کو دوبارہ زندہ کرنے کے لئے آیا ہوں جو ہمیشہ یہاں موجود تھی مگر اس کو سب لوگ بھول گئے یا اس سے غافل ہو گئے ہیں" قوم سے علی حدہ اور غمگین و ناخوش یہودیوں اور آپس میں لڑنے والے تین! خدا کے قائل عیسائیوں اور ہر طرح کے مخلوق پرستوں میں ایک اونٹ ہانکنے والا آیا ' نہ اس لئے کہ ان کو کوئی نئی بات سکھائے بلکہ اس لئے کہ جو پرانی شے وہ بھول گئے تھے ان کو یاد دلائے عرب کی زمین پر دو ہزار برس پہلے ایک ایسے شخص (موسیٰ) کو جو جنگل میں اپنے باپ کی بکریاں چرا رہا تھا یہ سادہ مگر چونکا دینے والا پیغام آیا تھا میں وہ ہوں جو میں ہوں! سن اے اسرائیل ہمارا مالک خدا ایک خدا ہے پس جا اور میں تیری زبان کے ساتھ ہوں گا اور سکھاؤں گا تجھے جو تجھ کو کہنا چاہیے"

ان الفاظ کو سن کر یہ برگزیدہ قوم (بنی اسرئیل) افریقہ سے ایشیا میں چلی گئی غلام آزاد ہو گئے اور ایک خاندان ایک قوم بن گیا اسی عرب کی زمین پر اب پھر وہی آواز ایک دوسرے بکریاں چرانے والے کو آئی اور ایسے اثر کے ساتھ آئی جو پہلی آواز سے کچھ کم عجیب یا عام طور پر دنیا کو فائدہ پہنچانے میں اس سے ہرگز کچھ کم نہ تھی یعنی اللہ اکبر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور یہ رسالت قبول کی گئی اور خدا کے پیغام کا اعلان کیا گیا اور ایک ہی صدی کے اندر اس آواز کی گونج عدن سے انطاکیہ تک اور دہلی سے سمرقند تک پھیلا گئی اور اس تمام ملک نے اس کی حقیقت کو مان لیا"

اب ناظرین کو چاہئے کہ چند منٹ کے لئے یہاں ٹھہر جائیں اور سوچیں کہ وہ کلام پاک جس کی معجزانہ اور حیرت انگیز تاثیروں نے مردہ عرب کو اس طرح زندہ جاوید کر دیا اور وحشیوں کو مہذب اور جاہلوں کو عالم اور غافلوں کو عارف باللہ بنا دیا اگر وحی

والہام نہ تھا تو کیا تھا؟ اور کیا یہ ممکن تھا کہ بغیر تعلیم الٰہی وہدایت ربانی اور وحی والہام کے کوئی انسان خصوصاً "ایک ایسا شخص جو امی محض ہو ایسا معجزانہ کلام کر سکے؟ اور کیا یہ "عیاذاً" باللہ کسی تحریک نفسانی ووسوسہ شیطان اور مکروفریب اور دھوکے اور افترا کا نتیجہ تھا؟ جو ایسے شخص سے سرزد ہوا جو ڈاکٹر سپرنگر صاحب جیسے متعصب عیسائی فاضل کے نزدیک بھی ایسا تھا کہ جس کے خیال میں ہمیشہ خدا کا تصور رہتا تھا اور جس کو نکلتے ہوئے آفتاب اور برستے ہوئے پانی اور اگتی ہو روئیدگی میں خدا ہی کا ید قدرت نظر آتا ہے۔ اور عرش رعدو آواز آب اور طیور کے نغمہ مسور الٰہی میں خدا کی آواز سنائی دیتی تھی۔ اور سنسان جنگلوں اور پرانے کھنڈروں میں خدا ہی کے قہر کے آثار دکھائی دیتے تھے۔ اور جس کی سیرت مبارک بقول کششس معظم ریوینڈی "ایم راڈویل صاحب ایم۔ اے مترجم قرآن ایک عجیب وغریب نمونہ ہے اس قوت وحیات کا جو ایسے شخص میں ہوتی ہے جس کو خدا اور عاقبت پر شدت کے ساتھ یقین ہو جاتا ہے اور جو اپنی ذات کریم اور سیرت صداقت مشوں سے ہمیشہ ان لوگوں میں شمار کیا جائے گا جن کو اپنے بنی نوع کے ایمان واخلاق اور تمام حیات دنیوی پر ایسا اقتیار کامل حاصل ہوتا ہے۔ جو بجز حقیقت میں کسی نہایت اعلیٰ درجہ کے شخص کے کسی اور کو کبھی حاصل نہیں ہوا اور نہ ہو سکتا ہے۔

میں امید کرتا ہوں کہ جس کو خدا نے تھوڑی سی بھی سمجھ دی ہے اور اس کی قوائے عقلی تعصب اور طرف داری کے بوجھ میں دب نہیں گئے 'یقیناً" اس کا کانشنس گواہی دیگا کہ یہ عجیب وغریب تاثیریں بے شبہ منجانب اللہ اور وحی والہام کی برکت سے تھیں اور ان کا سرچشمہ وہی پاک اور قادر مطلق ہستی تھی جس نے اپنے کلام پاک اور اپنے سچے رسول کی نسبت یہ فرمایا ۔ ماینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی

"یعنی یہ نہ سمجھو کہ ہمارا پیغمبر اپنی طبیعت سے باتیں بنا کر کہہ دیتا ہے نہیں وہ اپنی خواہش نفسانی سے کچھ نہیں کہتا بلکہ وہی بات کہتا ہے جو وحی کے طور پر اس کے دل میں ڈالی جاتی ہے۔

مسٹر باسورتھ سمتھ صاحب کی مذکورہ بالا بے لوث شہادت کے بعد اگرچہ اب کسی اور شہادت کے پیش کرنے کی احتیاج باقی نہیں رہی مگر ناظرین کے مزید اطمینان کے لئے ہم دو شہادتیں اور پیش کرتے ہیں جو اپنی قدروقیمت میں اس سے کچھ کم نہیں ہیں۔ چنانچہ آزیبل سرولیم میور صاحب جو اپنے علم وفضل اور تائید مذہب عیسوی کے لئے مشہور ہیں اپنی کتب لائف آف محمد کی جلد دوئم کے صفحہ ۲۶۹۔ ۲۷۱ مطبوعہ ۱۸۶۱ء میں ارقام فرماتے ہیں کہ اگرچہ محمد کے اوامرواحکام اس وقت تک تھوڑے سے اور سادہ طور کے تھے جیسا کہ بیان بالا سے ظاہر ہوتا ہے مگر انہوں نے ایک تعجب انگیز اور عظیم الشان کام کیا ہے جب کہ دین مسیحی نے دنیا کو خواب غفلت سے بیدار کیا تھا اور شرک وبت پرستی سے جہاد عظیم کیا تھا اس وقت سے حیات روحانی کبھی ایسی برانگیختہ نہ ہوئی تھی اور نہ ایسا غلو کسی مذہب میں ہوا تھا جیسا کہ دین اسلام میں ہوا اس دین کے پیروان خوش اعتقاد نے کیسے کیسے نقصانات صرف اپنے ایمان کی خاطر اٹھائے اور ان نقصانات کی تلافی میں مال غنیمت کس خوشی سے لے لیا۔ ایک زمانہ نامعلوم سے مکہ اور تمام جزیرہ نمائے عرب کی روحانی حالت بالکل بے حس وحرکت ہو گئی تھی اور اگرچہ شریعت موسوی اور دین مسیحی اور فلسفہ یونان کا کچھ اثر عرب پر ہوا تھا مگر وہ ایسا ناپائیدار اور خفیف تھا جیسے کسی جھیل کے پانی کی سطح پر کبھی کبھی کوئی لہر آجاتی ہے۔ مگر پانی کے نیچے کہیں ذرا سی بھی حرکت نہیں معلوم ہوتی الغرض عرب کے

لوگ توہمات اور کفر و ضلالت اور بے رحمی و بد اعمالی کے دریا میں غرق تھے چنانچہ یہ عام رسم تھی کہ بڑا بیٹا اپنے باپ کی بیویوں کو جو اور جائیداد کی مانند میراث میں آتیں بیاہ لیتا تھا ان کے غرور اور افلاس سے دختر کشی کی رسم بھی ان میں اسی طرح جاری ہو گئی تھی جس طرح فی زمانہ ہندوؤں میں جاری ہے ان کا مذہب حد کے درجے کی بت پرستی تھا اور ان کا ایمان ایک مسبب الاسباب مالک علی الاطلاق پر نہ تھا بلکہ غیر مرئی ارواح کے توہم باطل کی ہیبت کا سا ان کا ایمان تھا انہیں کی رضامندی سناتے تھے۔ اور انہیں ان کی ناراضی سے احتراز کرتے تھے' قیامت اور جزا و سزا جو فعل یا ترک کا باعث ہو اس کی انہیں خبر ہی نہ تھی ہجرت سے تیرہ برس پہلے تو مکہ ایسی ذلیل حالت میں بے جان پڑا تھا مگر ان تیرہ برسوں نے کیا ہی اثر عظیم پیدا کیا کہ بیسیوں آدمیوں کی جماعت نے بت پرستی چھوڑ کر خدائے واحد کی پرستش اختیار کی اور اپنے اعتقاد کے موافق وحی الٰہی کی ہدایت کے مطیع و منقاد ہو گئے اسی قادر مطلق سے بکثرت و شدت دعا مانگتے اسی کی رحمت پر مغفرت کی امید رکھتے اور حسنات و خیرات اور پاک دامنی اور انصاف کرنے میں بڑی کوشش کرتے تھے اب انہیں شب و روز اسی قادر مطلق کی قدرت کا خیال تھا اور یہ کہ وہی رازق ہمارے ادنیٰ حوائج کا بھی خبر گیر ہے ہر ایک قدرتی اور طبعی علیہ میں ہر ایک امر متعلقہ زندگانی میں اور اپنے خلوت و جلوت کے ہر ایک حادثہ اور تغیر میں اسی کے ید قدرت کو دیکھتے تھے اور اس سے بڑھ کر اس نئی روحانی حالت کو جس میں خوشحال اور حمد کناں رہتے تھے خدا کے فضل خاص و رحمت باختصاص کی علامت سمجھتے تھے اور اپنے کور باطن اہل شہر کے کفر کو خدا کے تقدیر کیے ہوئے خذلان کی نشانی جانتے تھے محمد کو جو ان کی ساری امیدوں کے ماخذ تھے اپنے حیات تازہ بخشنے والا سمجھتے تھے اور ان کی ایسے کامل طور پر اطاعت کرتے تھے جو ان کے رتبہ عالی کے لائق تھی۔ ایسے تھوڑے ہی زمانہ میں مکہ اس عجیب تاثیر سے دو حصوں میں منقسم ہو گیا تھا جو بلا لحاظ قبیلہ و قوم ایک دوسرے کے درپے مخالفت و ہلاکت تھے' مسلمانوں نے مصیبتوں کو تحمل و شکیبائی سے برداشت کیا اور گو ایسا کرنا ان کی ایک مصلحت تھی مگر تو بھی ایسی عالی ہمت کی بردباری سے وہ تعریف کے مستحق ہیں ایک سو مرد اور عورتوں نے اپنا گھر بار چھوڑا لیکن ایمان عزیز سے منہ نہ موڑا اور جب تک کہ یہ طوفان مصیبت فرو ہوئے جیش کو ہجرت کر گئے پھر اس تعداد سے بھی زیادہ آدمی کہ ان میں نبی بھی شامل تھے اپنے عزیز شہر اور مقدس کعبہ کو جو ان کی نظر میں تمام روئے زمین پر سب سے زیادہ مقدس تھا چھوڑ کر مدینہ کو ہجرت کر آئے اور یہاں بھی اسی جادو بھری تاثیر نے دو یا تین برس کے عرصہ میں ان لوگوں کے واسطے ایک برادری جو نبی اور مسلمانوں کی حمایت میں جان دینے کو مستعد ہو گئے تیار کر دی"

دوسرے شاہد ریورینڈ جی ایم راڈویل صاحب ہیں جنہوں نے بڑی سرگرمی اور سعی موفور سے قرآن مجید کا ترجمہ بہ ترتیب نزول سورہ کیا ہے چنانچہ وہ اپنے ترجمہ کے دیباچہ میں قرآن مجید کی تعلیمات کی تاثیر کی نسبت جو قوم عرب پر ہوئی فرماتے ہیں کہ عرب کے سیدھے سادے خانہ بدوش بدو ایسے بدل گئے جیسے کسی نے سحر کر دیا ہو "پھر تھوڑا سا آگے چل کر فرماتے ہیں:۔ "بت پرستی کے مٹانے' جنات اور ملکیات کے شرک کے عوض اللہ کی عبادت قائم کرنے اطفال کشی کی رسم کو نیست و نابود کرنے' بہت سے توہمات کو دور کرنے اور ازواج کی تعداد گھٹا کر اس کی ایک حد معین کرنے میں قرآن بیشک عربوں کے لئے برکت اور قدوم حق تھا گو عیسائی مذاق پر وحی نہ ہو" (انتہیٰ قولہ)

مسٹر طامس کارلائل

مرحوم جو اس زمانہ کی دنیا میں ایک نہایت مشہور شخص تھے اپنی کتاب ہیروز اینڈ ہیروز شپ کے لیکچر دوئم میں لکھتے ہیں کہ

"اسلام کے میل ای الشہوات کی نسبت بہت کچھ تقریریں اور تحریریں ہوئی ہیں اور یہ اعتراضات انصاف کی حد سے بڑھ کر ہیں وہ اجازتیں جو ہم کو قبیح معلوم ہوتی ہیں اور جن کی پروانگی نبی عربی نے دی وہ خاص ان کی ایجاد نہ تھیں انہوں نے ان باتوں کو عرب میں قدیم سے مروج اور غیر معیوب پایا مگر انہوں نے جو کچھ کیا وہ یہ کیا کہ ان کو روک دیا نہ باسورتھ سمتھ صاحب ایم۔ اے سلمہ اللہ تعالیٰ اگرچہ بالطبع عیسائیت کو اسلام پر ترجیح دیتے ہیں مگر تاہم جو کچھ انہوں نے اسلام کی تائید میں لکھا ہے وہ ہماری نہایت شکرگزاری کا مستحق ہے وہ لکھتے ہیں کہ

"اسلام کی نسبت جو بات نہایت بار بار کہی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ اس کے اس قدر کامیاب ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ ایک حد تک شہوات نفسانی کے پورا کرنے کی اجازت دیتا ہے مگر اس سے زیادہ کوئی چھوٹی بات نہیں ہے۔ جس کے معنی گویا یہ ہیں کہ ایک مذہب اپنی بداخلاقیوں کی وجہ سے بھی دائمی کامیابی حاصل کر سکتا ہے میں یہ نہیں کہتا کہ اسلام اپنی اخلاقی حالت میں کامل عیسائیت کے برابر ہے کیونکہ محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے عربوں کے لئے نئے خصائل و عادات تجویز نہیں کئے اور یہ ان کی دانائی تھی کیونکہ عربوں کے خصائل و عادات کو یکایک بدل دینا یا محو کر ڈالنا ممکن نہ تھا سولن (ایک مشہور یونانی مقنن اور حکیم تھا) نے اپنے قوانین کی نسبت کہا ہے کہ "گو میرے قوانین ایسے نہیں ہیں جو بہترین کے جا سکیں البتہ وہ ایتھنز کے لوگوں کی حالت کے لحاظ سے ان کے لئے بہترین قوانین ہیں اور اس کا یہ جواب عموماً" صحیح تسلیم کیا جاتا ہے "موسیٰ نے عادات و رسوم ملکی مثل اختیارات سردار قوم قتل عام، خونی دشمنیاں، تعدد ازواج اور غلامی کو جیسا پایا ویسا ہی رکھا اور بجائے بالکل موقوف کرنے کے صرف ان کی نہایت شدید برائیوں کی اصلاح کر دی اور اس طرح پر بلا ارادہ کسی رسم کو پہلے سے زیادہ مستقبل اور کسی کو ایسا کر دیا، جو آخر کار مٹ جائے۔

اسی طرح مذہب عیسوی نے اپنے زمانہ کے کل قومی یا پولیٹکل رسوم و دستورات کو ملیامیٹ نہیں کیا۔ بلکہ صرف اس پر قناعت کی کہ اپنے پیروؤں کے دلوں میں نیک اصولوں کا بیج بو دے تاکہ جب وقت آئے وہ قبیح رسوم دستورات کو خود بخود مٹ جائیں اس نے یہ ارادہ کر کے کہ میں بیج بودوں اور لوگ اس کا پھل کھائیں اور میں محنت کروں اور لوگ اس سے فائدہ اٹھائیں۔ زمین میں رائی کا بیج ڈال دیا جو کسی دن ایسا عظیم الشان درخت ہو جائے جس کی شاخیں دنیا پر چھا جائیں اور پتے قوموں کے لئے برکت ہوں ایک نہایت عالی شان ضبط اور نفس کشی کے ساتھ یہ خیال کر کے کہ میرا مذہب آئندہ زمانہ میں نہایت ترقی پائے گا مسیح نے اس وقت خاص کا خیال چھوڑ دیا اور سلطنت روم کی سخت برائیوں مثل لوٹ مار غیر ظلم المعلی تھی ایذ اور غلامی کو جو اس کی روح پر صدمہ پہنچاتی ہوں گی۔ برا بھلا نہ کہا بلکہ ایسے الفاظ کے جن کے غلطی سے یہ لگائے گئے کہ ہر حالت میں دوسروں کی اطاعت واجب ہے اور یہ کہ لوگوں کو قوانین ملک سے اطاعت کی سوا اور کچھ سروکار نہ ہونا چاہیے محمد بانی مذہب ہونے کے علاوہ ایک مقنن اور مدبر بھی تھے پس کیا وجہ ہے کہ جو عذرات ہم سولن کے لئے جائز قرار دیتے ہیں اور جو تعریف کہ ہم شریعت موسوی کے محدود احکام کی کرتے ہیں اسلام کے لیے ان سے انکار

جانے ذاتوں کی تفریق کے بعد تعدد ازواج فی الواقع سب سے زیادہ خرابی پیدا کرنے والی رسم ہے جو ایک ایسی قوم میں جاری رہ
گئی ہے جو اپنی ترقی کی ابتدائی درجوں کو طے کر چکی ہو۔ اس سے محبت شہوات نفسانی کی ذلیل صفت میں منتقل ہو جاتی ہے
اور اس طرح سے مرد و عورت میں تمام روحانی تعلق منقطع ہو جاتا ہے۔ یہ سوسائٹی کی بنیاد کو خراب کر دیتی ہے کیونکہ
خاندان ہی تمام پولیٹکل اور سوشل نیکوئیوں کی اصل ہے اگر محمد اس بد رسم پر جھاڑو پھیر دیتے تو وہ اس بار احسان کو جو ان کی
طرف سے تمام ایشیائی دنیا پر ہے دوگنے سے بھی زیادہ کر دیتے لیکن میں نہیں خیال کر سکتا۔ کہ اگر بالفرض ان کو اس کی پوری
پوری برائیاں معلوم ہو بھی جاتیں تب بھی وہ ایسا کر سکتے تعدد ازواج ایک ایسی رسم ہے جو ایسے ایسے عمیق اسباب سے پیدا
ہوتی ہے کہ کوئی مصلح قوم خواہ کیسا ہی بڑا کیوں نہ ہو اس کو اپنی زبان کے الفاظ یا قلم کی حرکت سے دور نہیں کر سکتا۔ بت پرستی
کے دور کرنے میں جیسا کہ میں نے پچھلے لکچر میں کہا ہے محمد خاص عربستان میں ایک تاریخی نظیر وحدانیت الٰہی کے اعتقاد کی
رکھتے تھے اور ایک موجودہ مذہبی خیال بھی ان کی تائید کے لئے موجود تھا جس کی امداد سے فائدہ اٹھانے میں انہوں نے کوتاہی
نہیں کی لیکن رسم تعدد ازواج کے منع کرنے میں اس قسم کی کوئی بیرونی امداد وہ نہیں پا سکتے تھے کیونکہ عرب کے عالی خیال
لوگوں میں بھی مطلق کوئی خیال ایک عورت سے شادی کرنے کی تائید میں نہ تھا اور خود عورتیں اپنی اس حالت پر ایسی ہی
قانع تھیں جیسے کہ خداوند = پس مثل ایک ٹھیٹ عرب کے محمد نے تعدد ازواج کی رسم کو بطور ملک کی ایک موجودہ رسم کے
قائم رکھا مگر مصلح اور مقنن ہونے کی حیثیت سے بہت سے قاعدے اس کی برائیوں کے گھٹانے کے لئے بنا دیئے لیکن اس
بنا پر یہ کہنا کہ اسلام رسم تعدد ازواج کا جواب دہ ہے اسی قدر خلاف انصاف ہے جس قدر یہ کہنا کہ مذہب عیسوی غلامی کا
جواب دہ ہے انجیل میں بے شک کوئی صریح ممانعت غلامی کی نہیں ہے بلکہ اس کے برخلاف اس میں غلامی کو بطور ایک
موجودہ رسم کے قبول کیا گیا ہے پولوس نے مالکوں کے ساتھ نوکروں کے فرائض (جن کو اس نے غلاموں کے تحت نام سے
مخاطب کیا ہے) ایسی ہی صراحت سے بیان کیا ہے جیسا کہ مالکوں کے فرائض کو ان کے ساتھ مگر اس بنا پر کوئی عیسائی یہ قبول
نہیں کرے گا۔ کہ اس کے مذہب نے غلامی کو جائز رکھا ہے یا اس کے لئے ذمہ دار ہے کیونکہ اس کو یہ ثابت کرنا کچھ مشکل
نہ ہوگا کہ جس درجہ کی انسانیت کی تعلیم انجیل میں ہر مقام پر دی گئی ہے وہ غلامی کو ایک عرصہ دراز تک قائم رکھنے کے ساتھ
موافقت نہیں کھاتی اور بذاتہ اول تو فرداً "فرداً" عیسائیوں اور پھر عیسائی قوموں کی حالت کی اسے اس امر کے لئے کافی ہے کہ
غلامی کی موقوفی کو جیسا کہ آخر کار اس نے اب کیا ہے حاصل کرے پس غلامی عیسائیت کے صرف ساتھ ساتھ چلی آئی ہے
گر اس میں مل نہیں گئی۔ جیسے دریائے آزو کا گدلا پانی دریائے رہون کے صاف و شفاف پانی سے دونوں دریاؤں کے
باہم مل جانے کے بعد بھی دور تک چلا جاتا ہے شاید یہ بات تعجب انگیز معلوم ہوتی ہے کہ عیسائیت اور غلامی ایک روز کے
لئے بھی کس طرح اکھٹی رہیں لیکن ہم کو تو حقائق سے بحث ہے اور یہ امر محقق ہے کہ غلامی بے شک عیسائیت کے ساتھ
ساتھ رہی ہے بلکہ اس نے عیسائیت کی رو سے جائز ہونے کا دعویٰ اس انیسویں صدی تک بھی کیا ہے۔
بحیثیت ایک اخلاقی اور قانونی مجموعہ کے اسلام کا مقابلہ بہ نسبت عیسائیت کے جیسا میں نے اس وقت کیا ہے
بوضاحت کے ساتھ کیا جانا [illegible] قرین انصاف ہے کیونکہ تہذیب و شائستگی، خصائل و عادات اور قومیت کے لحاظ سے محمد

کے زمانہ کے عرب بہ نسبت ان قوموں کے جن پر عیسائیت اپنا اصل قبضہ کرنے والی تھی بنی اسرائیل سے زیادہ تر مشابہ تھے
چنانچہ شریعت موسوی نے تعدد ازواج کو روکنا تو کیا اس پر کوئی حد بھی نہیں لگائی ائمہ دین اور جج اور بادشاہ تمام اس رسم کے
پابند تھے اور جو لوگ ان میں زیادہ عالی رتبہ اور زیادہ تر روحانی خیالات رکھتے تھے۔ وہ بھی اس رسم کے باب میں ان لوگوں سے
کچھ کم نہ تھے وہ شخص جس کا خدا کا سا دل تھا (حضرت داؤد کی طرف اشارہ ہے) اور وہ بادشاہ جس کی دانائی اور شان و شکوہ کے
گیت اب تک بہت سے مشرقی ملکوں میں گائے جاتے ہیں (یعنی حضرت سلیمان) اس رسم کے ایسے پیرو تھے کہ ان سے وہ
مسلمان سردار بھی جنہوں نے قرآن کے قوانین کو توڑ ڈالا اور اپنی وحشیانہ خواہشیں پوری کرنے اور شان و شکوہ ظاہر کرنے
کی ہوس میں روایات کے معنوں میں یہاں تک تاویلیں اور کھینچ تان کی کہ وہ اپنی حد سے باہر ہو گئیں۔ بمشکل سبقت لے
جا سکتے ہیں محمد مشرقی سوسائٹی کی کل رسموں کو نہیں بدل سکتے تھے' البتہ جو کچھ ان سے ہو سکا وہ انہوں نے کیا کم سے کم انہوں
نے اتنا تو ضرور کیا کہ اس غیر محدود رسم کو محدود بنا دیا اور نیز طلاق کے باب میں جو سخت بے پروائی تھی اس کی بھی اصلاح کی"
انتہی قولہ

ایزک ٹیلر صاحب نے افریقہ میں مذہب اسلام کی نسبت بحث کرتے ہوئے قصبہ ہیپٹن کی چرچ کانگریس کے روبرو اپنی
رائے حسب ذیل بیان کی کہ۔

دو بڑی عملی شکلیں افریقہ کو اعتقاد پر آنے کے لئے ہیں یعنی تعدد ازواج اور خانگی غلامی۔ محمد نے ان کی ممانعت نہیں
کی۔ جیسا کہ موسیٰ نے بھی نہیں کی تھی یہ ناممکن ہوتا لیکن اس نے (محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی برائیوں کو ہلکا کر دینے
کی کوشش کی غلامی مذہب اسلام کا کوئی جز نہیں ہے وہ بطور ایک اضطراری برائی کے محمد نے جائز رکھی تھی۔ جیسا کہ موسیٰ
اور سینٹ پال نے کیا تھا' تعدد ازواج ایک بڑا دقیق مسئلہ ہے۔ موسیٰ نے اس کو نہیں روکا اور داؤد جس کا خدا کا دل تھا اس کو
عمل میں لایا اور انجیل میں صاف طور سے ممنوع نہیں ہے۔ اگرچہ اس کی اصلی منشا کے برخلاف ہے محمد نے تعدد ازواج کی
بے حد اجازت کو محدود کر دیا صرف ایک عورت سے شادی کرنا شاذ و نادر نہیں ہے۔ بلکہ سب سے زیادہ تہذیب یافتہ مسلمان
ملکوں میں یہ ایک عام قاعدہ ہے ہم کو یہ پیش نظر رکھنا چاہیے کہ رسم تعدد ازواج مع اپنی تمام برائیوں کے اسی کے ہم وزن
فوائد بھی رکھتی ہے اس نے دختر کشی کی رسم کو بالکل موقوف کر دیا ہے اور ہر ایک عورت کا ایک قانونی ولی اسی کے سبب سے
ہوتا ہے تعدد ازواج کے سبب مسلمانوں کے ملک پیشہ ور عورتوں سے جو کہ مذہب سے خارج کر دی گئی ہیں بالکل بری ہیں
اور یہ تمام عیسائی ملکوں کی زیادہ تر رسوائی کا باعث ہیں بہ نسبت تعدد ازواج کے جو کہ اسلام کے لئے ہے اور ٹھیک طور سے
باقاعدہ بنائی ہوئی رسم تعدد ازواج مسلمانوں کے ملکوں کی عورتوں کو بہت کم ذلیل کرنے والی اور مردوں کے لئے بہت کم
نقصان پہنچانے والی ہے۔ بہ نسبت اس ناجائز رسم تعدد شوہروں کے جو عیسائیوں کے تمام شہروں کا وبال ہے اور جو اسلام میں
بالکل نہیں پائی جاتی ہم کو خبردار ہونا چاہیے کہ شاید ایک برائی کو بے وقت دور کرنے میں ہم اس کی جگہ ایک اس سے زیادہ
بڑی برائی کا قائم کر دیں۔ انگریز جن کو ایک عورت کے لئے کئی خصم ہونے پسندیدہ معلوم ہوتے ہیں۔ مسلمانوں پر جو کہ
روؤں کے تعدد کو پسند کرتے ہیں طعن کرنے کے مجاز نہیں ہیں ہم کو قبل اس کے کہ کسی کی آنکھ کے تنکے کا خیال کریں اپنی

ہم کا شمشیر نکالنا چاہئے"
(ماخوذ از اخبار سینٹ جیمس گزٹ لندن مطبوعہ ۸ اکتوبر ۱۸۸۷ء)

کینن ٹیلر

نے لندن ٹائمس کے ایڈیٹر کو جو ایک چٹھی لکھی تھی اس میں یہ لکھا تھا کہ۔

"میرا وہ پہلا فقرہ جس پر بہت اعتراض ہوئے ہیں یہ ہے کہ ایشیا اور افریقہ میں مذہب اسلام بطور ایک واعظ مذہب کے بہ نسبت عیسائی مذہب کے زیادہ کامیاب ہے اور ہماری کوششیں مسلمانوں کو عیسائی بنانے میں بے سود ثابت ہوئی ہیں میں اولاً" اپنی بحث ہندوستان سے شروع کروں گا جہاں کے باشندوں کی نسبت تقریباً" صحیح اطلاع ہمارے سامنے موجود ہے اٹھارہ سو اکہتر و اکاسی کے درمیان یعنی دس برس میں ہندوستان کے مسلمانوں کی آبادی میں جو زیادتی ہوئی ہے وہ قریب بانوے لاکھ چالیس ہزار کے ہے۔ یعنی قریب ۲۵ پچیس فی صد کے حساب سے اس قدرتی زیادتی کو جو معمولاً" پیدائش کی زیادتی اور موت کی کمی سے ہوئی ہے۔

اگر ہم محسوب نہ کریں تو وہ نو مسلم جو ہندو اور عیسائی مذہب چھوڑ کر اسلام اختیار کرتے ہیں ان کی تعداد قریب چھ لاکھ سالانہ کے ہے۔ مسلمانوں کے ہاں تنخواہ دار واعظ نہیں ہیں اور نہ کوئی ان میں بڑی جماعت اس قسم کی ہے جو اپنے مذہب کے پھیلانے میں کمر بستہ ہو۔ پس یہ بڑی تعداد نو مسلموں کی کچھ تو پر جوش مسلمانوں کی بلا انفراد کوششوں اور کچھ مذہب اسلام کی حقیقی کوششوں کا نتیجہ ہے۔ بر خلاف اس کے عیسائیوں کو باوجود اس تمام رعب و داب کے جو ان کو ایک ہم مذہب گورنمنٹ کے ہونے سے حاصل ہے اور باوجود اس رقم کثیر اخراجات کے جو مشنری سوسائٹیوں پر صرف ہوتی ہے کل تعداد نئے عیسائیوں کی بڑی کھینچا تانی سے دسواں حصہ نو مسلموں کی تعداد کا ہے"

مسٹر جوزف طامسن

لکھتے ہیں "چونکہ میں نے مشرقی اور متوسط اور مغربی افریقہ میں مختلف طور کے حالات دیکھے بھالے ہیں جہاں کہ میں نے مذہب عیسوی اور مذہب اسلام کو حبشیوں کے ساتھ ملا ہوا دیکھا ہے اس لئے میں اپنے خیالات کے سنے جانے کا استحقاق رکھتا ہوں۔ آپ کے بعض کارسپانڈنٹوں نے یہ بیان کیا ہے کہ مشرقی افریقہ اور وادی نیل میں تم مذہب اسلام کو اس کی بچی رنگوں میں بردہ فروشی اور ذلت اور جبر کے تمام طریقوں کے ساتھ ملا ہوا دیکھتے ہو۔
اس سے زیادہ بے بنیاد بیان خیال میں نہیں آسکتا میں بلا تامل یہ بات کہتا ہوں (اور میں مشرقی اور وسط افریقہ کے حالات کے ایک زیادہ تر وسیع تجربہ کی رو سے بہ نسبت اس کے جیسا کہ آپ کے کسی کارسپانڈنٹ کو حاصل ہے گفتگو کرتا ہوں کہ اگر بردہ فروشی ترقی پر ہے تو اس کا سبب یہ ہے کہ مذہب اسلام کے شائع ہونے سے یہ مراد ہوتی کہ بردہ فروشی کا انسداد لازم آتا۔ حبشیوں کو مذہب اسلام کا وعظ اس وجہ سے نہیں کیا جاتا ہے کہ مسقط کے عرب اپنے غلاموں کے پکڑنے کے مقامات کو قائم رکھنا چاہتے ہیں اس کے بر خلاف عمل کرنے سے وہاں کے باشندوں کو مثل مسلمان بھائیوں کے سمجھنا پڑتا جہاں کہ ان کو غلاموں کے پکڑنے کی راہ [illegible] طریقہ میں آپ یقین کر لیں کہ ہمارے بہت سے عیسائی تاجر اپنی تجارت کے

مقفلات میں اپنے مذہب کے مشنریوں کے داخل ہونے کی نسبت نہایت سخت مزاحمت کرتے۔

اگر یہ بات ثابت نہ ہوتی کہ دیسی باشندوں میں مذہب عیسوی کا اعتقاد "جین" شراب کے صرف کثیر کے ساتھ کچھ تناقض نہیں رکھتا ہے لیکن بعض اوقات کسی قوم کے مذہب کی نسبت مغالطے کا ہونا جبکہ وہ بخوبی سمجھ میں نہ آئے آسان ہے علاوہ اس کے بڑے فخر کے ساتھ یہ اشارہ کیا گیا ہے کہ "محمد کا مذہب براعظم افریقہ کی مشرقی حصہ میں نہیں پھیلتا ہے" یہ بالکل صحیح ہے میں نے ابھی ایک قوی وجہ بیان کی ہے اور ایک دوسری اہم وجہ بھی موجود ہے اسلام مثل مذہب عیسوی کے ایک غیر قوم کے ذریعہ سے دیسی باشندوں میں پھیلایا جاتا ہے اور یہ ایک ایسی قوم ہے جو ہر طرح پر ان سے برتر ہے اور جو ان کو وحشی آدمی قرار دیتی ہے۔ مسقط کے عرب اور اور حبشی کے درمیان ایک وسیع کھاڑی ہے اور وہ اس کے عبور کرنے کے واسطے کوشش نہیں کرتا ہے۔ اور حبشی اس قوم سے اسی طرح پر علیحدہ ہونے کی وجہ سے اس کے مذہب یا اس کے طریقوں کے سیکھنے کے واسطے کوشش نہیں کرتا ہے لیکن جس حالت میں کہ میں بلا تامل اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ مشرقی افریقہ میں بردہ فروشی اس وجہ سے ترقی پر ہے کہ وہاں مذہب اسلام جاری نہیں ہے تو میں اسی طرح دعوی کے ساتھ یہ بات کہتا ہوں کہ اس مذہب نے جس کو لوگ اس قدر برا بھلا کہتے ہیں وہاں ایک بڑا فائدہ پہنچایا ہے۔

یعنی اس نے شراب کی تجارت کو پھیلنے نہیں دیا ہے۔ زنجبار میں سلطان اس تجارت کو نہیں روک سکتے ہیں کیونکہ یورپی قوموں نے تجارت کے باب میں کسی قید کے قائم کرنے کی نسبت اعتراض کیا تھا مگر خوش قسمتی سے سلطان ممدوح کو اپنے خاص ملک میں اب تک اپنے مذہب کے قواعد کے جاری کرنے میں زیادہ تر اختیار رہا ہے اور اس طرح پر انہوں نے ان کالے آدمیوں کی بد اخلاقی کے روکنے میں جو بہ آسانی بہک جاتے ہیں بڑی مدد دی ہے مگر چونکہ اب جرمنی کی شائستگی کے رہنما" اس ملک میں وارد ہونے لگے ہیں اس لیئے اس بات کا دیکھنا باقی ہے کہ یہ حالت کب تک قائم رہے گی اب مغربی افریقہ اور وسط سوڈان کی طرف جب ہم نظر ڈالتے ہیں تو ہم وہاں بالکل اس کے برخلاف حالت دیکھتے ہیں یعنی یہاں اسلام بطور ایک زندہ جاندار قوت کے جاری ہے۔ اور اپنے ابتدائی زمانہ کے جوش اور مستعدی سے بھرا ہوا ہے اور نیز وہ اس قسم کی عجیب کامیابی کے ساتھ جو اس کے ابتدائی زمانہ میں پائی جاتی تھی اور شخصوں کو اپنا معتقد بناتا ہے یہاں اس کا وعظ برا صحرالیون کے بازاروں میں اور وادی نائیگر کی ذلیل مردم خوار قوموں میں کیا جاتا ہے جس ناواجب طریقہ میں مذہب عیسوی کے حامی بردہ فروشی کی برائیوں کو مذہب اسلام کے ذمہ لگانے کے واسطے کوشش کرتے ہیں اسی کے ساتھ وہ بذریعہ قوت اور زور کے اس کامیابی کی نسبت جو اسلام کو مغربی وسط افریقہ میں حاصل ہوئی ہے اصلی واقعات کو چھپاتے ہیں چونکہ وہ کسی خوبی کو بجز اس کے جو ان کو مذہبی ذریعوں سے معلوم ہوئی اور کسی خوبی کو نہیں پہچان سکتے ہیں۔ اس لیئے وہ افریقہ کے باشندوں کے حق میں اس کی ترقی کو بطور ایک ہولناک مصیبت اور آفت کے قرار دینا چاہتے ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں (جیسا کہ بچپن سے انہیں سکھلایا گیا ہے) کہ مذہب اسلام صرف آگ اور تلوار کے ذریعوں سے شائع ہو سکتا ہے وہ نہایت خوشی سے اس غریب خوف زدہ حبشی کی تصویر کھینچتے ہیں جو سر بزانو کھڑا ہوتا ہے اور اس کے پیچھے اس کے جھونپڑے میں آگ لگی ہوتی ہے اور اس کی عورتوں اور بچوں کو جن کی گردنوں میں پھانسی لگی ہوتی ہے خونخوار آدمی غلام بنانے کے لیے کھینچ

ہوتے ہیں اور ایک شیطان صورت مسلمان برہنہ شمشیر لیے ہوئے اس کے سر پر کھڑا ہوتا ہے اور یہ بات کہتا ہے کہ وہ " موت قبول کرے یا قرآن " یہ ایک پرانا خیال اس بات کا ہے کہ مذہب اسلام کس طرح پر جاری کیا جاتا ہے اور میں خیال کرتا ہوں کہ یہ ایک ایسا خیال ہے جو پچھلی نسلوں سے چلا آتا ہے خوش قسمتی سے مجھ کو بطور خود اور مختلف طریقہ میں حالات کے مشاہدہ کرنے کا ایک موقع حاصل ہوا ہے متوسط سوڈان اور مغربی سوڈان میں مذہب اسلام کی سب سے بڑی فتوحات صلح جو اور سادہ ذریعوں سے حاصل ہوئی ہے یعنی زمانہ گذشتہ میں فھیلانی گلہ بانوں کے ذریعہ سے اور زمانہ حال میں مستعد اور اولوالعزم ھنتاوپ کے تاجر کے ذریعہ سے بارھویں صدی کے قریب سے گلہ بان اپنے مذہب کو جھیل چڈ سے بحر اطلانطک تک پھیلانے میں مصروف رہے اور اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ پچھلی صدی کے خاتمہ پر تمام ملک میں چھوٹی چھوٹی اسلامی جماعتیں قائم ہو گئیں وہ بت پرستی کی اطاعت ترک کرنے اور خدا کی وحدانیت کا اعلان کرنے کے واسطے صرف ایک رہنما کے محتاج تھے۔ چنانچہ اس صدی کے شروع میں فودیو رہنما پیدا ہوا اور ایک نہایت قلیل عرصہ میں مذہب اسلام ملک کے ایک وسیع حصہ میں بطور حکمران مذہب کے جاری ہو گیا اور اس نے وحشی قوموں میں ایسا جوش پیدا کیا جس نے نہایت حیرت انگیز نتیجے پیدا کیے ہیں۔

پچھلے برسوں میں مذہب اسلام کی اشاعت کا خاص ذریعہ جیسا کہ میں سابق میں بیان کر چکا ہوں قوم ھنتاوپ کا تاجر رہا ہے یہ حبشی تاجر اپنے کلام کے تقدس کی بدولت ہر ایک قوم میں اپنے خاص گھر سے سینکڑوں میل فاصلہ کے اندر گھس جاتا ہے اور وہ وحشی بت پرست کے ساتھ اسی طرح ملتا ہے جیسے کہ خاص اپنی نسل کے آدمی کے ساتھ اور وہ اسی مکان میں سوتا ہے اور وہیں کھانا کھاتا ہے وہ ہر ایک مقام پر اپنا مذہب ساتھ لے جاتا ہے اور اس کی خاص خوبیاں خارج از قیاس اور پر فضیلت مسائل کے باعث سے تاریک نہیں ہوتی ہیں وہ اسی قدر مسائل جانتا ہے جن کو اس کا بت پرست بھائی سمجھ سکتا ہے یا ان کی پیروی کر سکتا ہے یہ تاجر ایک مہینہ یا چھ مہینے یا سال بھر وہاں رہتا ہے اور اس عرصہ میں لوگ اس کے عمدہ کپڑوں کی نہایت تعریف کرتے ہیں اور اس کی تقلید کرنا شروع کرتے ہیں وہ کوئی بات ایسی نہیں دیکھتے ہیں جس کے حاصل کرنے کی ان کو توقع نہ ہو سکے اور اس کے مذہب میں کوئی بات ایسی نہیں ہوتی ہے جس کو وہ سمجھ نہ سکتے ہوں اس طریقہ میں شائستگی اور اسلام کے بیج جابجا بے شمار وحشی قوموں میں پڑ گئے ہیں۔ یہاں تک کہ ملک میں سینکڑوں کارخانوں کی آواز برابر گونجتی ہے اور صبح اور دوپہر شام کا کلمہ اسلام بلند ہوتا ہے اور جو زانو سابق میں پتھروں کے روبرو جھکتے تھے وہ اب خدا کے روبرو جھکتے ہیں اور وہ ہونٹ جو ایک بھائی کے گوشت کے مزہ سے خوش ہوتے تھے اب اس کی عظمت اور رحم کے تسلیم کرنے میں مصروف ہیں اگر اسلام ہمیشہ اس قسم کے پر امن ذریعوں سے جاری نہیں کیا گیا ہے تو اس میں تعجب کی بات کیا ہے؟ کیا ہم کو قریب اٹھارہ صدی کے اس بات کے سیکھنے کے واسطے درکار نہیں ہوئی ہیں؟ کہ ہم کو اور شخصوں کو زبردستی اپنا مذہب قبول کرانے کا کوئی استحقاق حاصل نہیں ہے پس کیا تعجب ہے اگر سرگرم حبشی مذہب کے جاری کرنے والے بعض اوقات اپنے غیر معتقد اور پر ضد بھائیوں میں اپنے مذہب کی برکتیں زبردستی جاری کرنا چاہیں۔ انتہی قولہ

مسٹر باسورتھ سمتھ

لکھتے ہیں "اگر کسی مذہب کی سچائی پرکھنے کے لیئے اس امر کو معیار قرار دیا جائے کہ اس نے اس زمانہ کی حالت کے مواف
عورتوں سے کیا رعایت کی اور غربا و مساکین اور مظلوم لوگوں کے لیئے کیا کیا تو محمد کا مذہب بیشک اس آزمائش کی برداشت کر
سکتا ہے نبی عربی ان دو باتوں کے لیئے جو قانون بنائے وہ مشرکین بلکہ بعض حالتوں میں یہودیوں کے طریقہ سے بہت زیادہ
عمدہ تھے زمانہ جاہلیت کے عرب جتنی جوروئیں چاہتے تھے کر لیتے تھے مگر اس نے شرعی طور پر ان کی تعداد کو صرف چار پر
محدود کر دیا ان میں طلاق خاوند کی صرف طبیعت کی ایک ترنگ پر منحصر تھی اور طلاق دی ہوئی عورت اپنے مہر اور نیز تمام
حقوق زوجیت سے محروم ہو جاتی تھی مگر قرآن حکم دیتا ہے کہ مہر ہر حالت میں واپس دیا جائے اس امر کا تیقن حاصل کرنے
کے لیے کہ طلاق کے عمل میں لانے یا طلاق دے کر دوبارہ زوجیت میں لے لینے کے باب میں (جس کو کہ نبی عربی بخلاف
اپنے ہم وطنوں کے ایک بہت اہم اور قابل اعتراض حرکت خیال کرتے تھے) صرف تلون مزاجی نہیں ہوئی بلکہ کامل غور
اور خوض کی گئی ہے اس نے یہ حکم دیا کہ کوئی شخص جو اپنی عورت کو ایک بار طلاق دے چکا ہو اس کو دوبارہ زوجیت میں نہیں
لے سکتا تو قتیکہ وہ اپنی اس غافلانہ بے رحمی کا کچھ کفارہ ایک غلام آزاد کر کے نہ دے زمانہ جاہلیت کے عرب خاوند یا باپ کی
ملکیت میں عورت کو کوئی حق نہیں دیتے تھے' اس بنیاد پر کہ جو شخص ہتھیار نہیں اٹھا سکتا وہ ملکیت کا وارث نہیں ہو سکتا مگر
قرآن حکم دیتا ہے کہ عورتوں کو حق وراثت حاصل ہے مثلاً "بیٹی کو بیٹے سے نصف حصہ پہنچتا ہے زمانہ جاہلیت کے عرب
متوفی خاوند کی جورو کو اس کے وارث کا حق سمجھتے تھے جو اکثر عورتوں کا سوتیلا بیٹا ہوتا تھا محمد عربی نے اس قسم کی تمام شادیوں کو برا
کہا جو ان سے پہلے عام طور پر کی جاتی تھیں۔

اس زمانہ کے عرب اپنی لڑکیوں کو زندہ دبا دیا کرتے تھے جیسا کہ عرب کی اس مثل سے ظاہر ہے کہ "عورتوں کو پہلے سے
دوسری دنیا میں بھیج دینا فائدہ مند ہے اور سب سے بہتر داماد قبر ہے" اور جو دو شخصوں کی نئی شادی ہوتی ان کو یہ مبارک باد
دی جاتی کہ "تم سدا اتفاق سے رہو اور تمہارے بیٹے ہوں مگر بیٹی نہ ہو" اس قسم کے خیالات کا اظہار کرتا تھا محمد عربی نے نہایت
سختی کے ساتھ اس بے رحمانہ طریقہ کو منع فرمایا اور کہا کہ وہ لڑکی جو زندہ زمین میں لائی گئی ہے قیامت کے روز یہ سوال کرے
گی کہ میں کس گناہ میں قتل کی گئی؟ زمانہ جاہلیت کے عرب جن کو یقین تھا کہ مرنے کے بعد کسی نہ کسی قسم کی آئندہ زندگی ہو
گی عورت کو اس سے بالکل خارج سمجھتے تھے اور بہت سے لوگوں (عیسائیوں نے یہ خیال کیا ہے کہ محمد نے بھی ایسا ہی کہا لیکن
قرآن کہتا ہے کہ جو "شخص نیک عمل کرے اور سچا ایماندار ہو خواہ مرد ہو یا عورت بہشت میں داخل ہو گا ایک بوڑھی
عورت ایک دفعہ نبی عربی کے پاس آئی اور ان سے درخواست کی کہ دعا کرو میں بھی بہشت میں داخل کی جاؤں محمد نے جواب
دیا کہ کوئی بڑھی عورت بہشت میں داخل نہ ہو گی یہ سن کر جب وہ رونے لگی تو محمد مسکرائے اور اس مہربانہ ہنسی کے طور پر جو
ان کی عادت تھی فرمایا کوئی بڈھی عورت بہشت میں نہ جائے گی کیونکہ وہاں سب دوبارہ جوان ہو جائیں گی

یہ کہا جاتا ہے کہ خاوندوں کو چاہیئے کہ اپنی جوروؤں سے محبت کریں انجیل کا حکم ہے نہ کہ قرآن کا مگر سنو! وہ الوداعی
خطبہ محمد کا جو انہوں نے کوہ عرفات پر جو حاجی جمع ہوئے تھے ان سے مخاطب ہو کر اپنی بعثت سے ایک سال پہلے فرمایا تھا "یعنی
اے لوگو تمہاری بیویوں پر تمہارے حقوق ہیں اور تمہاری بیویوں کے حقوق تم پر ہیں اپنی بیویوں سے مہربانی سے پیش آؤ

کیونکہ فی الحقیقت تم نے ان کو اپنا زوجیت میں خدا کی کفالت کے ساتھ لیا ہے اور خدا کے حکم سے وہ تمہارے لیئے جائز ہوئیں نبی عربی کا ذاتی خیال طلاق کے مروجہ دستور کی نسبت نہایت خوبی کے ساتھ اس مقولہ میں مندرج ہے جو روایات میں ان سے منسوب کیا گیا ہے یعنی مخلوقات الٰہی میں کوئی چیز غلاموں کے آزاد کرنے سے زیادہ مجھ کو پسند اور طلاق دینے سے زیادہ قابل نفرت معلوم نہیں ہوتی" اور یہ بھی قبول کرنا چاہیئے کہ اس معاملہ میں ان کا نمونہ ایسا ہی عمدہ ہے جیسا کہ ان کا حکم جو کچھ کہ محمد نے عورتوں کی بہتری کے لیئے کیا وہ صرف یہی رعایتیں تھیں جو میں نے اوپر بیان کی ہیں بلکہ تعداد ازواج کی نسبت سخت قوانین کی قید لگانے اور اس قومی اخلاق خیال کے پیدا کرنے کے علاوہ جو ان قوانین سے بعد میں پیدا ہوا وہ اس زمانہ تک کے مسلمانوں کے ملکوں کو ان پیشہ ور عورتوں سے (جو اپنی ذلیل حالت میں رہتی اور اپنے وجود سے اس سوسائٹی کے ہر ایک ممبر کے لیئے دائمی ملامت کا باعث ہوتی ہیں جس میں ہوں ایک ایسے بڑے درجہ تک پاک کرنے میں کامیاب ہوا جیسا کہ اور کسی ملک میں کبھی نہیں ہوا میں اس امر کو فراموش نہیں کرتا کہ محمد نے نہایت درجہ کی حالت میں خاوندوں کو اپنی عورتوں کو بدنی سزا دینے کی اجازت دی ہے بشرطیکہ وہ اعتدال کے ساتھ دی جائے اور یہ کہ اس نے عورتوں کے لیئے پردہ کا حکم دیا یا اجازت دی ہے اور یہ کہ اپنے لیئے اس نے تعداد ازواج کی اس حد کو توڑ ڈالا جو اس نے اوروں کے لیئے لگائی تھی اور یہ کہ اس نے جنگ سے قید میں آئی ہوئی عورتوں کو حرم بنانا جائز قرار دیا اور میں بخوبی قبول کرتا ہوں کہ اس کے پیرووں نے بہ نسبت اس کی تعلیم کے اعلیٰ حصول کی پیروی کے ان ناقص اور اطاعت کرنے میں بہت زیادہ مستعدی ظاہر کی ہے مگر تاہم میں بھروسہ کے ساتھ کہتا ہوں کہ بمقابلہ بت پرست مذاہب کے بلکہ یہودیت کے بھی محمد نے عورتوں کو ان کی پہلی حالت سے بہت زیادہ ترقی دی اور اس طرح پر ان کے شکریہ کے مستحق ہوئے" (انتہی قولہ)

چیمبر جو ایک مشہور عیسائی فاضل ہے اپنی انسائیکلو پیڈیا کی جلد ششم میں جہاں مذہب اسلام کا ذکر کیا ہے لکھتا ہے کہ :۔
"موذن کی آواز جو سادہ مگر نہایت متین و دلکش ہوتی ہے اگرچہ شہروں کی دن کی وندپکار میں بھی مسجد کی بلندی سے دلچسپ اور خوش آئندہ معلوم ہوتی ہے لیکن رات کے سناٹے میں اس کا اثر اور بھی عجیب طور سے شاعرانہ معلوم ہوتا ہے یہاں تک کہ بہت سے اہل یورپ بھی پیغمبر کو اس امر پر مبارک باد دیئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ اس نے انسان کی آواز کو موسائیوں کی تری اور عیسائیوں کے گرجا کے گھنٹے پر ترجیح دی"۔
فی الواقع جبکہ ہوا میں اڑنے والے پرندے تمام روز کی محنت و مشقت سے تھک کر اپنے اپنے گھونسلوں میں بسیرا لے رہے ہوں اور اپنی زمین پر چلنے والے چوپائے دن بھر کی دوڑ دھوپ سے عاجز آ کر اپنی اپنی جگہ آرام کر رہے ہوں اور دنیا پر ایک سکوت و سکون کی حالت چھائی ہوئی ہو انسان کا آرام و راحت سے دست بردار ہو کر اپنے خالق و پروردگار کے ادائے شکر و عبادت کے لیے آمادہ ہونا اور اپنے بنی نوع کو خواب غفلت سے با آواز بلند یہ کہہ کر بیدار کرنا کہ اللہ اکبر اللہ اکبر۔ اللہ اکبر۔ اللہ اکبر خدائے تعالیٰ کی عبادت و پرستش کا ایک ایسا موثر و دلکش طریقہ ہے کہ بجز اس کے اس قدسی شخص کے کہ جس کی ذات والاصفات پر خدا کی عبادت کو نہایت اکمل و احسن طریقہ پر قائم کرنے کا خاتمہ ہو گیا کوئی انسان قائم نہیں رہ سکتا تھا۔
سر ولیم میور محقق گلڈ فرینگسن لکھتے ہیں۔
"جب بہت سے طول و طویل اور غیر القہم عیسائی مذہبوں پر خیال کیا جاتا ہے تو شاید ایک فلاسفر دین اسلام کی خوبی اور سادگی اور بے تکلفی اور سریع القہم ہونے پر آہ کر کے پچھتائے کہ میرا مذہب ایسا کیوں نہ ہوا کہ میں ایمان لایا ایک اللہ پر اور اس کے رسول محمدؐ پر یا یوں کہو کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ یا یہ کہ میں ایمان لاتا ہوں اللہ پر اور ان مسائل پر جو خدا تعالیٰ کے باب میں محمدؐ نے تعلیم فرمائے"۔
اور جس کے باب میں ایک مشہور و معروف فرانسیسی فاضل ایم وی سینٹ ہلیو نے لکھا ہے کہ
"اسلام میں کوئی بات مشتبہ یا قدرت کی باتوں سے بڑھ کر بطور اعجوبہ کے نہیں ہے مذہب اسلام خود اس بات کے مخالف ہے کہ وہ کسی پردہ میں پوشیدہ کیا جائے اور اگر اب تک اس میں چند شبہات موجود ہیں تو اس کا الزام مذہب اسلام پر نہیں ہے کیونکہ وہ ابتداء ہی سے ایسا صاف اور سچا ہے جتنا کہ ہونا ممکن ہے"
اور جس کی نسبت سرجان مالکم اپنی نہایت قابل قدر تاریخ ایران میں فرماتے ہیں کہ ۔
"ہیچ چیز عالی تر و نیکوتر از عقیدہ اہل اسلام در توحید نمی شود ازاں رو کہ از ہر طرف رو بہ یکے دارند چنانچہ از آیات و اخبار و آثار و اشعار و اقوال و افعال شاں ہمہ ظاہر است
انہ تولوا فثم وجہ اللہ
"ہرجا کہ نظر کردم تو می بینم او تعالیٰ را مخصوص و شائستہ بندگی می دانند و بس و ہیچ یک را از مخلوقات دریں باب باوے شریک و سہیم نمی سازند"
اس موقع پر کہ قرآن مجید اور اسلام کی بدولت عیسائیوں کے ضلالت و غوایت کے خندق سے نکلنے کا ذکر آگیا ہے ہم اس

مضمون کو یہاں بلفظہٖ نقل کیے بغیر نہیں رہ سکتے جو " خطبات احمدیہ " کے عالی قدر مصنف نے کتاب مذکور کے خطبہ چہارم میں اس باب میں ارقام فرمایا ہے اور وہ یہ ہے۔

"چوتھے حصہ میں ہم ان فائدوں کا بیان کرتے ہیں جو اسلام کی بدولت خاص عیسائی مذہب کو پہنچے ہیں دنیا میں مذہب اسلام سے زیادہ کوئی مذہب عیسائی مذہب کا دوست نہیں ہے اور اسلام نے کسی مذہب کو اس قدر فائدے نہیں پہنچائے جس قدر کہ عیسائی مذہب کو پہنچائے ہیں مذہب عیسائی کی بنیاد اس نیک اور حلیم شخص سے ہے (یعنی حضرت یحییٰ پیغمبر سے) جو خدا کا رستہ درست کرنے آیا تھا۔ اور پھر بالکل دارومدار اس عجیب شخص پر ہے جس کو لوگوں نے اتنا بزرگ و مقدس سمجھا کہ خدا یا اس کا بیٹا مانا (یعنی حضرت عیسیٰ پر) مذہب اسلام ہی کا یہ احسان عیسائی مذہب پر ہے کہ وہ نہایت مستقل ارادہ اور دل اور نہایت استوار ثابت قدمی سے عیسائی مذہب کا طرفدار ہوا اور یہودیوں سے مقابلہ کیا اور علانیہ اور دلیرانہ اس بات کا اعلان کیا کہ "جان دی بانپٹسٹ " یعنی حضرت یحییٰ بلاشبہ سچے پیغمبر اور حضرت عیسیٰ بے شک عبد اللہ اور کلم اللہ اور روح اللہ تھے۔ پس کونسا مذہب اس بات کا دعویٰ کر سکتا ہے کہ وہ عیسائی مذہب کی حمایت میں اسلام سے زیادہ تر مفید ہے اور اس نے عیسائی مذہب کی حمایت میں اسلام سے زیادہ کوشش کی ہے جو سب سے بڑی خرابی حواریوں کے بعد عیسائی مذہب میں پیدا ہوئی وہ تثلیث فی التوحید اور توحید فی التثلیث کا مسئلہ تھا اور یہ ایک ایسا مسئلہ تھا جو اس لازوال سچ کے بھی مناقض تھا اور ان خاص نصیحتوں کے بھی بر خلاف تھا جو حضرت عیسیٰ نے فرمائی تھی اور حواریوں نے انجیل میں لکھی تھی یہ امر اسلام کی لازوال عظمت کا باعث ہے کہ اسی نے خدائے واحد ذوالجلال کی پرستش کو پھر جاری کیا اور اس خاص مذہب کو پھر سرسبز کیا جس کی خاص تلقین حضرت عیسیٰ نے کی تھی اسلام ہمیشہ اس زمانہ کے عیسائیوں کو ان کی غلطیوں سے متنبہ کرتا رہا اور اب بھی کرتا رہتا ہے اسلام نے عیسائیوں سے اسی سچے مذہب کے قبول کرنے کی استدعا کی جس کا وعظ حضرت مسیح نے کیا تھا جیسا کہ قرآن میں آیا ہے

قل یا اهل الکتاب تعالوا الی کلمة سواء بیننا و بینکم الا نعبدو الا الله و لا نشرک به شیئا"

بہت سے عیسائیوں کی اسلام کی روشنی سے آنکھیں کھل گئیں اور اس ذلیل حالت سے خبردار ہوئے جس میں وہ مبتلا تھے اور انہوں نے پھر اسی رتبہ کے حاصل کرنے کی کوشش کی جو پہلے ان کو حاصل تھا یعنی انہوں نے صرف قرآن کی ہدایت سے تثلیث کے عقیدہ کو غلط سمجھا اور خدا کو وحدہ لا شریک لہ اور عیسیٰ مسیح کو خدا کا مقدس بندہ مانا جو عین مذہب مسئلہ اسلام کا ہے چنانچہ وہ فرقہ اب موجود ہے اور نہایت معزز لقب (یونی ٹیرین) یعنی موحدین عیسائی سے معزز ہے۔

ایک مصنف نے اپنے ایک آرٹیکل میں جو ایسٹ اور ویسٹ اخبار میں چھپا ہے اور اس کا عنوان یہ تھا کہ۔ "اسلام بطور ایک ملکی نظام کے ہے" اسلام میں آزادی مذہب کی نسبت یہ لکھا ہے کہ " صرف محمد ہی ایسا بانی مذہب تھا جو ایک دنیوی بادشاہ بھی تھا اور سپاہی بھی تھا اور یہ دونوں قوتیں خاص کر اس لیے تھیں کہ تشدد اور اولوالعزمی کو رو کا جائے اور اولوالعزمی کی جانب وہ مائل تھا۔ اور تلوار اس کے اختیار میں تھی اس لیے خیال ہوتا ہے کہ جبکہ اس کے مذہب کو دنیوی حکومت کا وسیلہ قرار دیا اور اپنے معتقدوں کی طبیعتوں پر وہ غلبہ حاصل کیا جس کے سبب سے وہ لوگ شرع اور حق اسی بات کو

سمجھتے تھے جو وہ جاری کرنا چاہتا تھا تو چاہیئے کہ اس کا مجموعہ احکام شرعی اور تمام مجموعوں سے مختلف ہو بلکہ یہ خیال ہوتا ہے کہ ان احکام انصاف سے بھی مختلف ہو جو ہر ایک انسان کی طبیعت میں پڑے ہوئے ہیں۔ اب ہم اگر یہ بات دیکھیں کہ اس کے احکام کا مجموعہ ایسا نہیں ہے بلکہ اس کے یہ دیکھیں کہ محمد نے قومی معاملات میں حق رسانی اور رفع کرنے میں رحم اور حکمرانی کرنے میں اعتدال اور سب سے مقدم دوسرے مذہب کی عدم مزاحمت کے احکام قرار دیئے ہیں تو ہم کو یہ بات تسلیم کرنی چاہیئے کہ محمد اپنے ہم جنسوں میں ایسی ہی تعظیم کا استحقاق رکھتا تھا"

پھر اسی مصنف نے اسی آرٹیکل میں دوسرے مقام پر لکھا ہے کہ :۔

"اسلام نے کسی مذہب کے مسائل میں دست اندازی نہیں کی کسی کو ایذا نہیں پہنچائی کوئی "مذہبی عدالت" خلاف مذہب والوں کو سزا دینے کے لیئے قائم نہیں کی اور کبھی اسلام نے لوگوں کے مذہب کو بجبر تبدیل کرنے کا قصد نہیں کیا اسلام قبول کرنے سے لوگوں کو فتح مندوں کے برابر حقوق حاصل ہوتے تھے اور مفتوحہ سلطنتیں ان شرائط سے بھی آزاد ہو جاتی تھیں جو ہر ایک فتح مند نے ابتدائے دنیا سے محمد کے زمانہ تک ہمیشہ قرار دی تھیں"

اسی مصنف نے یہ بھی لکھا ہے کہ

"اسلام کی تاریخ میں ایک ایسی خاصیت پائی جاتی ہے جو دوسرے مذہب کے غیر آزاد رکھنے کے بالکل برخلاف ہے"

اسلام کی تاریخ کے اور ہر ایک صفحہ میں اور ہر ایک ملک میں جہاں اس کو وسعت ہوئی دوسرے مذہب سے مزاحمت نہ کیا جانا ہے یہاں تک کہ فلسطین میں ایک عیسائی شاعر لامارین نے ان واقعات کی نسبت جن کا ہم ذکر کر رہے ہیں بارہ سو برس بعد علانیہ یہ کہا تھا کہ :۔

"صرف مسلمان ہی تمام روئے زمین پر ایک قوم ہیں جو دوسرے مذہب کو آزادی سے رکھتے ہیں"

اور ایک انگریز سیاح سلیڈن نے مسلمانوں پر یہ طعن کیا ہے کہ :۔

"وہ حد سے زیادہ دوسرے مذہب کو آزادی دیتے ہیں"

لائق فائق مورخ مسٹر ہالم اپنی "تاریخ آئین سلطنت انگلستان" کی جلد اول میں لکھتے ہیں کہ :۔

"دین اسلام بندگان خدا پر نازل کیا گیا مگر کبھی ان سے جبراً" نہیں قبول کرایا گیا اور جس شخص نے اس دین کو بطیب خاطر قبول کر لیا اس کو وہی حقوق بخشے گئے جو قوم فاتح کے تھے اور اس دین نے مغلوب قوموں کو ان شرائط سے بری کر دیا جو ابتدائے خلقت عالم سے پیغمبر اسلام کے زمانہ تک ہر ایک فاتح نے مفتوحین پر قائم کیے تھے قوانین اسلام کے موافق ہر قسم کی مذہبی آزادی اور مذہب والوں کو بخشی گئی جو سلطنت اسلام کے مطیع و محکوم تھے لا اکراہ فی الدین دلیل بین اور برہان قاطع اس دعوی کی ہے اسلام میں اور اہل مذاہب کو آزادی بخشنے اور ان کے ساتھ نیکی کرنے کا حکم ہے یہ آیت کسی بے تمیز مجذوب کی بڑ نہیں ہے نہ کسی حکیم فلسفی کا خیال خام ہے بلکہ یہ اس شخص کا قول ہے جو ایسی سلطنت کا بادشاہ تھا جو اتنی قدرت رکھتی تھی اور جس کا انتظام ایسا عمدہ تھا کہ جیسے اصول کو چاہتی نافذ کر سکتی تھی دین میں بھی اور سیاست مدن میں بھی کئی ایک شخصوں اور فرقوں نے مذہبی آزادی بخشنے کی ترغیب دی ہے مگر اس کے عملدر آمد کی تاکید صرف اس وقت بکہ

ہے جب تک وہ خود بے قابو اور کمزور رہے ہیں لیکن شارع اسلام نے مذہبی آزادی کی صرف ترغیب ہی نہیں دی بلکہ اس کو احکام شریعت میں داخل کر دیا ہے بندگان خدا پر لطف و شفقت کرنے کا اصول ہر ایک قوم کے ساتھ برتا گیا جو مطیع و محکوم اسلام ہوئی اور ہر قوم سے اپنے رسوم و اعمال مذہبی کو بلا مزاحمت بجالانے کا معاوضہ کچھ برائے نام خراج لیا جاتا تھا اور جب ایک خراج یا جزیہ طے ہو جاتا تھا تو پھر اس قوم کے عقائد دینی اور امور مذہبی میں مداخلت بے جا کرنا سراسر خلاف شرع اور حرام مطلق سمجھا جاتا تھا۔

میرے محترم دوست علامہ عصر ڈاکٹر جی ڈبلیو لائنیر صاحب نے جن کے نام سے اس ملک پنجاب کا بچہ بچہ واقف ہے اپنے ایک آرٹیکل میں جس کا عنوان تھا اور اکتوبر ۱۸۸۶ء کے رسالہ "ایشیاٹک کوارٹر ریویو" میں چھپا تھا لکھا تھا۔

"اصل یہ ہے کہ قرآن کی جو سورتیں مکہ میں نازل ہوئی تھیں اور جو مدینہ میں نازل ہوئیں ان میں باہم ایک حقیقی امتیاز ہے چنانچہ پہلی سورتیں تو ایک ایسے شخص کا کلام ہے جو بطور ایک سچے نبی کے بلا محافظ دنیاوی خیالات کے لوگوں کو اپنے گناہوں سے پشیمان ہونے اور باخدا زندگی بسر کرنے کی تلقین کرتا ہے لیکن جو سورتیں مدینہ میں نازل ہوئیں ان میں ہم لامحالہ دنیاوی خیالات کو غالب پاتے ہیں اور یہ دیکھتے ہیں کہ اسلام خاص اپنے وجود کے قائم رکھنے کے لیے ایک کشمکش میں پڑا ہوا ہے اور اس کو نہ صرف اپنے پیروؤں کے لیے قوانین (احکام مذہبی) بنانے کی ضرورت ہے بلکہ ایک نظام جنگ کا کام بھی مع ان امور کے درپیش ہے جو اس کے محرک یا اس کے قائم ہونے کے بعد اس کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ پس ظاہر ہے کہ جو ہدایتیں لڑنے والوں کو دی جائیں یا ایک مجموعہ قوانین میں درج ہوں وہ بالضرور ایک ایسے نام سے منتخب ہونی ہی چاہئیں جس میں خدا سے بخشش اور نجات کی طلبگاری کی گئی ہو جہاد بالکفار کو اس کے معنوں کے لحاظ سے ٹھیک جائز یا ناجائز سمجھنا ان حالات وقت کے مدنظر رکھنے پر موقوف ہے جن میں وہ احکام خاص دیئے گئے تھے۔ چنانچہ ہم کو اس بات کے کہنے میں کچھ تامل نہیں ہے کہ اسلامی کتب مقدسہ کے ایک بے تعصبانہ مطالعہ سے ہر شخص یہ نتیجہ نکال سکتا ہے کہ وہ تمام لوگ جو ایک خدا کو ماننے اور اعمال صالحہ بجالاتے ہیں نجات پائیں گے اور فی الواقع ان لوگوں کی تمام دلیلیں باطل جاتی ہیں جو اس بات پر قائم ہیں کہ جہاد کا مقصد تلوار کے ذریعہ سے اسلام کو پھیلانا تھا کیونکہ بخلاف اس کے سورہ حج میں صاف لکھا ہے کہ جہاد کا مدعا مسجدوں اور گرجاؤں اور یہودیوں کی عبادت گاہوں اور زاہدوں اور عابدوں کی خانقاہوں کو بربادی سے محفوظ رکھنا ہے" اور ہم کو اب تک اس عیسائی مجاہد کا نام معلوم نہیں ہوا جس کا مقصد مسلمانوں کی مساجد و معابد یہود کی حفاظت کرنا تھا البتہ جب بادشاہ فرڈی ننڈ اور ملکہ اسابیلا نے عربوں کو ہسپانیہ سے جہاں وہ اپنا علم و ہنر لے کر آئے تھے نکال دیا۔ تو بالطبع اس پر زور دیا گیا کہ جہاد کو اس کے متعارف معنوں یعنی عیسائیوں سے دشمنی رکھنے میں استعمال کیا جائے بے شبہ جہاد کے صرف یہ معنی سمجھے جانے پر کہ "غیر اقوام کے حملوں سے مسلمانوں کو بچایا جائے" اس قدر زور دیا گیا ہے کہ تمام مسلمان جرنلوں (سرداران لشکر) کو یہ قطعی حکم تھا کہ جس مقام میں اذان دینے سے کوئی مانع نہ ہو یا جس میں ایک مسلمان بھی اس امر کے ثبوت کے طور پر رہ سکتا ہو کہ وہاں سے اسے کوئی اذیت نہ پہنچے گی اس پر ہرگز حملہ آور نہ ہوں"

مسٹر گبن لکھتے ہیں

مسلمانوں کی لڑائیوں کو ان کے پیغمبر نے مقدس قرار دیا تھا مگر اس نے جو اپنی حیات میں مختلف نصیحتیں کیں اور نظیریں قائم کیں ان سے خلیفوں نے دوسرے مذہب کو آزادی دینے کی نصیحت پائی جس سے اسلام کے غیر معتقدوں کی مخالفت رفع ہو جائے ملک عرب محمد کے خدا کی عبادتگاہ اور اس کا مملوک تھا مگر وہ دنیا کی قوموں کو محبت سے اور بہت کم رشک سے دیکھتا تھا بہت سے دیوتاؤں کے ماننے والے اور بت پرست جو اس کو نہ مانتے تھے شرعاً" نیست و نابود کئے جا سکتے تھے (یعنی ممکن تھا کہ ان کا نیست و نابود کیا جانا شرعاً" جائز قرار دیا جاتا مگر انصاف کے فرائض سے نہایت عاقلانہ تدابیر اختیار کی گئیں ہندوستان کے مسلمان فتحمندوں نے بعض کلام دوسرے مذہب کی آزادی کے بر خلاف کرنے کے بعد اس مرتاض اور آباد ملک کے ہندوؤں کو چھوڑ دیا ہے ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کے معتقدوں سے سنجیدگی کے ساتھ استدعا کی گئی کہ وہ محمد کے الہام کو جو زیادہ تر کامل ہے قبول کریں لیکن اگر انہوں نے نہ مانا اور ایک معتدل خراج یعنی جزیہ دینا قبول کر لیا تو وہ اپنے عقیدہ میں اور مذہبی پرستش میں آزادی کے مستحق تھے"

مسٹر طامس کارلائل لکھتے ہیں کہ۔ اب تک محمدؐ نے اپنے مذہب کی اشاعت کے لئے صرف وعظ و تلقین کا طریقہ اختیار کیا ہوا تھا لیکن اب جو بڑے طور پر اس کو وطن سے نکالا گیا اور نامنصف لوگوں نے یہ صرف اس کے سچے پیغام آسمانی کے سننے میں جو اس کے دل کی ایک نہایت گہری چیخ تھا بے پروائی ظاہر کی بلکہ خاموشی اختیار نہ کرنے کی حالت میں اس کی جان کے خواہاں ہو گئے تو اس جنگل کے رہنے والے ایک عرب اور جوانمرد شخص کی طرح اپنے کو بچانا چاہا اس نے خیال کیا کہ اگر قریش کی یہی مرضی ہے تو اچھا یوں ہی سہی۔ جو پیغام قوم قریش اور تمام انسانوں کے لئے نہایت اہم تھے انہوں نے ان کے سننے سے انکار کیا اور ظلم و ستم اور آہن و قتل کے ذریعہ سے ان کو ملیامیٹ کر دینا چاہا تو لوہے کا مقابلہ لوہے سے کرنا پڑا۔ چنانچہ محمدؐ دس برس جنگ و جدال اور سخت محنت اور انتہا کی کشمکش میں گزرے اور اس کا نتیجہ جو کچھ ہوا اس سے ہم سب آگاہ ہیں۔

اس امر کی نسبت کہ محمدؐ نے اپنا مذہب تلوار کے ذریعہ سے پھیلایا بہت کچھ کہا گیا ہے اور بے شک جس بات کا ہم کو عیسائیت کی نسبت فخر ہے وہ بہت کچھ واجب الاحترام ہے یعنی یہ کہ اس نے چپ چاپ طور پر وعظ اور سامعین کے دل میں یقین پیدا کرنے کے ذریعہ سے اپنے تئیں پھیلایا لیکن باایں ہمہ اگر ہم اس کو کسی مذہب کی حقیقت یا بطلان کی دلیل قرار دیں تو بڑی سخت غلطی ہے۔

مسٹر گبن لکھتا ہے

افریقہ اور ایشیا کے لکھو کھہا نو مسلم جنہوں نے عرب کے مسلمانوں کی تعداد بڑھا دی ایک خدا اور اس کے رسول پر ایمان لانے میں فریفتہ ہو گئے تھے۔ یہ نہیں کہ ان پر کچھ دباؤ تھا کلمہ پڑھنے یا ختنہ ہو جانے سے رعیت یا غلام "قیدی یا مجرم" ایک لمحہ میں اپنے فتحیاب مسلمان کا ہمسر اور آزاد رفیق بن گیا۔ ہر ایک گناہ دور ہوا نکاح نہ کرنے کا عہد فطری عنایت سے جاتا رہا قوائے شہوانی جو صومعوں میں پڑی ہوئی تھیں۔ یعنی بوجہ تجرد و رہبانیت) اہل حجاز کے ڈھول سے چونک پڑیں اور معاملات دنیا میں نئے مجمع کا ہر ایک شخص اپنی لیاقت اور حوصلہ کے موافق اصل سرشت پر پہنچ گیا"

ایک جواب مضمون لکھنے والے نے جس نے یہ مضمون اختیار کیا تھا کہ "اسلام ایک ملکی انتظام ہے جو مشرق و مغرب میں

جاری ہے "اسلام کی نسبت اپنی یہ رائے لکھی ہے کہ۔

"اسلام نے اطفال کشی کو انسداد کر دیا جو اس زمانہ میں قرب و جوار کے ملکوں میں جاری تھی۔ گو عیسائی مذہب نے بھی اس کو روکا تھا مگر اسلام کے برابر اس کو کامیابی نہیں ہوئی اسلام نے غلامی کو موقوف کر دیا جو اس ملک کی پرانی جاہلیت کی رسم تھی۔ اسلام نے ملکی حقوق کو برابر کر دیا اور صرف انہیں لوگوں کے حق میں انصاف نہیں کیا جو اس مذہب کے معتقد تھے بلکہ ان شخصوں کے ساتھ بھی برابر انصاف کیا جن کو اس کے ہتھیاروں نے فتح کیا تھا۔ اسلام نے اس محصول کو جو سلطنت کو دیا جاتا تھا گھٹا کر صرف دسواں حصہ کر دیا اسلام نے تجارت کو تمام محصولات اور مزاحمتوں سے آزاد کر دیا اسلام نے مذہب کے معتقدوں کو اس بات سے کہ اپنے مذہبی سرگروہ کو یا مذہبی کام کے لئے جبراً" روپیہ دیں اور تمام لوگوں کو اس بات سے کہ غالب (مذہب) اسلام کو ہر ایک قسم کا مذہبی چندہ دیں بالکل بری کر دیا۔ اسلام نے فرقۂ محمدیہ کے تمام مفتوحہ حقوق لوگوں میں سے ان شخصوں کو دے دیئے جو اس کے یعنی مفتوحہ مذہب کے پابند تھے اور ان کو ہر ایک قسم کی پناہ دی اسلام نے مال کی حفاظت کی۔ سود لینے کو اور خون کا بدلہ بغیر حکم عدالت کے لئے موقوف کیا صفائی اور پرہیزگاری کی حفاظت کی اور ان باتوں کی صرف ہدایت ہی نہیں کی بلکہ ان کو پیدا کیا اور قائم کر دیا۔ حرام کاری کو موقوف کر دیا غریبوں کو خیرات دینے اور ہر ایک شخص کی تعظیم کرنے کی ہدایت کی"

یہی مصنف یہ بھی لکھتا ہے کہ۔

جو نتیجے اسلام سے ہوئے وہ اس قدر وسیع اور دقیق اور مستحکم ہیں کہ ان کی تکمیل کر لینا تو درکنار ہم یقین نہیں کر سکتے کہ وہ انسان کے خیال میں بھی آ سکیں اسی سبب سے بعوض اس کے کہ اس کی نسبت اس طرح پر دلیلیں قائم کی جائیں جس طرح کہ سولن کے قانون یا نپولین کی فتوحات کے نتیجوں کے اندازہ کرنے میں کی جاتی ہیں یا تو ان کی نسبت یہ کہا جائے کہ اتفاقیہ ہو گئے ہیں یا بمجبوری ربانی مرضی کی طرف منسوب کیا جائے بایں ہمہ یہ نظم ایک شخص واحد نے کیا تھا جس نے اپنے ملک کے تمام باشندوں میں اپنی روح پھونک دی اور تمام قوم کے دل پر نہایت تعظیم و تکریم کا خیال جو کسی انسان کے واسطے کبھی ظاہر نہیں کیا گیا، نقش کر دیا جو سلسلہ قوانین و اخلاق کا اس نے بتایا وہ اعلیٰ درجہ کی ترقی سے بھی ایسا ہی موافق تھا جیسا کہ ادنیٰ ترین لوگوں سے اور اس سلسلہ نے ایک قوم سے دوسری قوم میں گزر کر ہر ایک قوم کو جس نے اس کو قبول کیا ان قوموں اور سلطنتوں سے فائق کر دیا جن سے اس کا میل ہوا"

مسٹر جان ڈیون پورٹ اپالوجی فار دی محمد اینڈ قرآن میں لکھتے ہیں۔

"ہر ایک طرح کی شہادت سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جن شخصوں نے فلسفہ اور علوم و فنون کو سب سے پہلے زندہ کیا جو قدیم اور زمانہ حال کے علم و ادب کے مابین بطور ایک سلسلہ کے بیان کئے گئے ہیں بلاشبہ وہ ایشیا کے مسلمان اور اندلس کے مور یعنی اہل بربر تھے جو خلفائے عباسیہ اور بنی امیہ کے عہد میں وہاں رہتے تھے علم جو ابتداء" ایشیا سے یورپ میں آیا تھا اس کا وہاں دوبارہ رواج مذہب اسلام کی دانشمندی سے ہوا یہ بات مشہور ہے کہ اہل عرب میں چھ سو کے قریب علوم و فنون جاری تھے اور یورپ میں جہالت اور وحشیانہ پن پھیلا ہوا تھا اور علم ادب قریباً" نیست و نابود ہو گیا تھا علاوہ اس کے

یہ بات بھی تسلیم کرنی چاہئے کہ تمام علوم طبیعات، ہیئت، فلسفہ جو دسویں صدی میں یورپ میں جاری تھے ابتداء "عرب کے علماء سے حاصل ہوئے تھے اور خصوصاً "اندلس کے مسلمان یورپ کے فلسفہ کے موجد خیال کیے جاتے ہیں"

اسی مورخ نے یہ بھی لکھا ہے کہ:۔

"یورپ مذہب اسلام کا اور بھی زیادہ ممنون ہے کیونکہ اگر ان جھگڑوں سے جو سلطان صلاح الدین کے وقت میں بیت المقدس کی لڑائیوں میں ہوئے جس کو فریقین جلو کہتے ہیں قطع نظر کی جائے تو بالتخصیص مسلمانوں کے سبب سے فیوڈال انتظام کی سختیاں اور امیروں کی خود مختاری یورپ سے موقوف ہو گئی جس کے باقی ماندہ اثروں پر ہمارے ملک یورپ کی آزادی کی نہایت بڑی اور عالی شان عمارت کی بنیاد قائم ہوئی اہل یورپ کو یہ بات بھی یاد دلانی چاہئے کہ وہ محمد کے پیرووں کے (جو قدیم اور زمانہ حال کے علم و ادب کے درمیان بطور سلسلہ کا ذریعہ ہیں) اس لحاظ سے بھی ممنون ہیں کہ مغربی تاریکی کی مدت دراز میں یونانی حکماء کی بہت سی کتابیں فنون اور علم ریاضی اور طب وغیرہ کے بعض نہایت بڑے بڑے شعبوں کی انہیں کی کوششوں سے شائع ہوئیں"۔ فاضل محقق مسٹر چیمبر اپنے انسائیکلوپیڈیا میں لکھتا ہے کہ:۔

"ہم اس بات پر غور نہیں کر سکتے ہیں کہ اسلام نے تمام انسانوں کی بھلائی کے لئے کیا کیا؟ لیکن اگر نہایت ٹھیک کہا جائے تو یورپ میں علوم و فنون کی ترقی میں اسی کا حصہ تھا۔ مسلمان علی العموم نویں صدی سے تیرھویں صدی تک وحشی یورپ کے لئے روشن ضمیر معلم کہے جا سکتے ہیں۔ خاندان عباسیہ کے خلفاء کے نہایت عمدہ زمانہ سے یونانی خیالات اور یونانی تہذیب کا از سرنو سرسبز ہونا شمار کیا جا سکتا ہے قدیم علم ادب ہمیشہ کے واسطے بغیر کسی علاج کے مفقود ہو جاتا ہے۔ اگر مسلمانوں کے مدرسوں میں اس کو پناہ نہ ملتی۔ عربی فلسفہ قدرتی چیزوں کی تاریخ، جغرافیہ، تاریخ عام صرف، نحو، علم کلام اور فن شاعری کی (جس کی تعلیم پرانے استاد دیتے تھے) بہت سی کتابیں پیدا ہو گئیں جن میں سے اکثر اس وقت تک جاری رہیں گی اور تعلیم دی جائیں گے جب تک نسلیں تعلیم پانے کے واسطے پیدا ہوتی رہیں گی"

مسٹر طامس کارلائل مرحوم اپنی کتاب "لکچرز آن ہیروز" میں اس مضمون کی نسبت جس پر ہم بحث کر رہے ہیں یہ لکھتے ہیں کہ:۔

"اسلام کا عرب کی قوم کے حق میں گویا تاریکی میں روشنی کا آنا تھا، عرب کا ملک پہلے پہل اسی کے ذریعہ سے زندہ ہوا اہل عرب گلہ بانوں کی ایک غریب قوم تھی اور جب سے دنیا بنی تھی عرب کے چٹیل میدانوں میں پھرا کرتی تھی اور کسی شخص کو اس کا کچھ خیال بھی نہ تھا اس ملک میں ایک اولوالعزم پیغمبر ایسے کلام کے ساتھ جس پر وہ یقین کرتے تھے بھیجا گیا اب دیکھو کہ جس چیز سے کوئی واقف ہی نہ تھا وہ تمام دنیا میں مشہور و معروف ہو گئی اور چھوٹی چیز نہایت ہی بڑی بن گئی اس کے بعد ایک صدی کے اندر عرب کے ایک طرف غرناطہ اور ایک طرف دہلی ہو گئی عرب کی بہادری اور عظمت کی تجلی اور عقل کی روشنی زمانہ ہائے دراز تک دنیا کے ایک بڑے حصہ پر چمکتی رہی۔ اعتقاد ایک بڑی چیز اور جان ڈال دینے والا ہے۔ جس وقت کوئی قوم کسی بات پر اعتقاد دلاتی ہے تو اس کے خیالات بارآور اور روح کو عظمت دینے والے اور رفیع الشان ہو جاتے ہیں یہی عرب اور یہی محمد" اور یہی ایک صدی کا زمانہ گویا ایک چنگاری ایسے ملک میں پڑی جو اندھیرے میں کس مپرس ریگستان تھا مگر

دیکھو کہ اس ریگستان نے زور شور
مسٹر ایڈورڈ گبن اپنی مشہور و معروف تاریخ میں لکھتے ہیں کہ :۔
"فطرت الٰہیہ کی رو سے ہر ایک شخص کا حق ہے کہ ہتھیاروں کے ذریعہ سے اپنی جان و مال کی حفاظت کرے اپنے دشمنوں کے ظلم و تشدد کو بزور دفع کرے یا روکے اور ان کے ساتھ عداوت کو انتقام کی ایک حد مناسب تک وسعت دے۔ عربوں کی آزاد سوسائٹی میں کیا بلحاظ رعایا ہونے کے اور کیا بلحاظ ایک شہر کے باشندوں کے باہمی برتاؤ کے لوگوں کے فرائض میں ایک ضعیف سی روک تھی اور محمدؐ اپنے ہم وطنوں کی ناانصافی سے اپنی رسالت کی بجا آوری سے جو بالکل صلح آمیز اور خلائق کی خیر اندیشی پر مبنی تھی محروم کیا گیا اور جلا وطن کیا گیا تھا ایک خود مختار قوم کی قبولیت نے مکہ کے اس پناہ گیر کو بادشاہ کے درجہ پر پہنچایا اور اس کو واجب طور پر لوگوں کے ساتھ معاہدات کرنے اور مخالفوں کے حملوں کو دفع کرنے یا ان پر حملہ آور ہونے کا حق حاصل ہو گیا"
پھر ایک اور مقام پر لکھتے ہیں کہ :۔
"عقل خیر اندیش یقین کر سکتی ہے کہ محمدؐ کی اصلی غرض خالص اور خلائق کی سچی خیر خواہی کی تھیں۔ مگر ایک انسان پیغمبر سے یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ ایسے ہٹیلے کافروں کی برداشت کرے جو اس کے دعووں کا انکار اور اس کی دلیلوں کی تحقیر کریں اور اس کی جان کو ایذا دیں وہ اپنے ذاتی دشمنوں کو تو معاف کر سکتا ہے مگر خدا کے دشمنوں سے واجب طور پر عداوت رکھ سکتا ہے۔ پس اپنی عظمت، علو مرتبت (بوجہ رسول خدا ہونے کے) اور انتقام کے نہایت پر زور جذبات محمدؐ کے سینہ میں مشتعل ہوئے اور اس نے نینوا کے نبی (یونس علیہ السلام) کی طرح آہ سرد بھر کر اپنے مخالفوں کی بربادی اور تباہی کے لئے جن کو وہ تقصیروار ٹھہرا چکا تھا دعا مانگی اگرچہ اہل مکہ کی بے انصافی اور مدینہ والوں کی پذیرائی نے اس ایک شہر کے رہنے والے کو بادشاہ اور مسکین واعظ کو امیر افواج بنا دیا مگر انبیاء و اولیا سابقین کے جدال و قتال کی مثال نے اس کی تلوار کو مقدس یعنی بے الزام بنا دیا تھا اور ممکن ہے کہ وہی خدا جو گنہگاروں کو وباء اور زلزلہ کے ساتھ سزا دیتا ہے ان کے مسلمان بنانے یا عذاب دینے کے لئے اپنے بندوں کے دل میں دلیری اور دلاوری عطا فرمائے"
مسٹر جان ڈیون پورٹ اپنی کتاب "اپالوجی فار دی محمد اینڈ قرآن" میں لکھتے ہیں :۔
"جب ان معاملات پر خواہ اس مذہب کے بانی کے لحاظ سے خواہ اس مذہب کے عجیب و غریب عروج اور ترقی کے لحاظ سے نظر کی جائے تو بجز اس کے کچھ چارہ نہیں ہے کہ اس پر نہایت دل سے توجہ کی جائے اس امر میں بھی کچھ شبہ نہیں ہو سکتا کہ جن لوگوں نے مذہب اسلام اور مذہب عیسائی کی خوبیوں کو بمقابلہ ایک دوسرے کے تحقیق کیا ہے اور ان پر غور کیا ہے ان میں سے بہت ہی کم ایسے ہیں جو اس تحقیقات میں اکثر اوقات متردد اور صرف اس بات کی تسلیم کرنے پر مجبور ہوئے ہوں کہ مذہب اسلام کے احکامات بہت ہی عمدہ اور مفید مقاصد ہیں بلکہ اس بات کا اعتقاد کرنے پر مجبور ہوئے ہیں کہ آخر کار مذہب اسلام سے انسان کو فائدہ کثیر پیدا ہو گا"
محمد اینڈ محمد ازم میں ہے

"اب ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ غلامی کی نسبت اسلام نے کیا کیا؟ چنانچہ اس میں کلام نہیں ہو سکتا کہ اس کے باب میں بھی ترقی کی جانب قدم بڑھایا گیا بلکہ عورتوں کے باب میں جو قانون بنایا گیا ہے اس کی بہ نسبت غلامی کے معاملہ میں زیادہ ترقی کی گئی۔ بے شک محمد نے غلامی کو بالکل مٹا نہیں دیا کیونکہ ملک کی موجودہ حالت کے لحاظ سے ایسا کرنا نہ تو مناسب ہی تھا اور نہ ممکن ہی تھا لیکن انہوں نے لوگوں کو غلاموں کے آزاد کرنے کی رغبت دلائی اور یہ اصول قرار دیا کہ جو قیدی مسلمان ہو جائے وہ آزاد سمجھا جائے اور اس سے بھی زیادہ تر اہم بات یہ کی کہ انہوں نے حکم دیا کہ کوئی آزاد شدہ غلام اس سبب سے کہ اس نے محنت و مشقت سے ایک دیانتداری اور عزت کی زندگی بسر کی ہے ذلیل نہ سمجھا جائے اور ان کی نسبت جو حالت غلامی میں ہوں یہ حکم دیا کہ ان کے ساتھ مہربانی اور ملائمت سے برتاؤ کیا جائے چنانچہ انہوں نے اپنے اخیر الوداعی خطبہ میں جو اپنی وفات سے ایک سال پہلے بمقام منا پڑھا تھا کہا

اے مسلمانو! تم غلاموں کو ویسا ہی کھانا کھلاؤ جیسا کہ تم خود کھاتے ہو اور ویسا ہی کپڑا پہناؤ جیسا کہ خود پہنتے ہو کیونکہ وہ بھی خدا کے بندے ہیں ان کو ستانا نہیں چاہئے پس ایک غلام جو قانون اور ایسے اعلیٰ درجہ کے احکام مذہبی کی حفاظت میں ہو وہ ان معنوں کے لحاظ سے جو لفظ "غلام" کے اس زمانہ میں سمجھے جاتے ہیں غلام نہیں کہا جا سکتا جیسا کہ میں اوپر بیان کر چکا ہوں یہ امر قابل لحاظ ہے کہ وہ لفظ جس کا ترجمہ غلام ہے قرآن میں کہیں نہیں آیا جو جملہ قرآن میں استعمال کیا گیا ہے وہ یہ ہے "وہ تمہارے دائیں ہاتھ کے قبضہ میں ہیں" جس کے معنی صرف یہ ہیں کہ جو ایک واجب طور کی لڑائی میں قید ہو کر آئے ہوں اور اس طرح پر اپنی آزادی سے محروم ہو گئے ہوں ایسے قیدی اگر مسلمان ہو جاتے تھے تو ان کی نسبت یہ حکم تھا کہ آزاد کر دیئے جائیں لیکن اگر اپنے مذہب پر قائم رہتے تھے تو آپ کا حکم اپنے معتقدوں کے لئے یہ تھا کہ پھر بھی تم انہیں اپنا بھائی سمجھو۔ انہوں نے فرمایا کہ "جو مالک اپنے غلام سے مہربانی کرے وہ مقبول خدا ہو گا اور جو اپنے اختیار کو برے طور پر استعمال میں لائے یعنی غلام کو ستائے وہ داخل بہشت نہ ہو گا۔

ایک مسلمان نے ان سے سوال کیا کہ جو میرا غلام مجھے ناراض کرے اسے کتنی بار مجھے معاف کر دینا چاہیے نبی عربی نے جواب دیا "ایک روز میں ستر دفعہ" "محمدؐ" نے ایک نیم شائستہ ریاست کے سردار کی طرح قیدی عورتوں کو حرم بنانا جائز رکھا لیکن وہ عورت جس کے اس طرح پر اولاد ہو جائے اس کی نسبت یہ حکم دیا کہ وہ اولاد سے جدا نہ کی جائے اور نہ وہ پھر بیچی جائے بلکہ مالک کے مر جانے کی حالت میں آزاد سمجھی جائے یہ رحمانہ قوانین جیسے کہ امید کی جا سکتی ہے "قوانین شریعت موسوی کے موافق ہیں لیکن بہت سی باتوں کے لحاظ سے ان سے بہترین بلکہ ایسے ہیں کہ کسی یورپین یا امریکن بردہ فروش سلطنت نے اپنے مجموعہ قوانین میں اس وقت تک درج نہیں کیے تھے جب کہ عیسائیت کی موج نے (انسانیت و شائستگی کی موج لکھتے تو معقول ہوتا) غلامی کو بالکل نیست و نابود کر دیا مثلاً "ایک یہودی قوم کا آدمی جب غلام ہو جاتا تھا اس کی نسبت (شریعت موسوی کا) یہ حکم تھا کہ جب وہ اپنی غلامی کا زمانہ پورا کر لے تو آزاد سمجھا جائے" لیکن وہ عورت جس سے اس کے مالک نے اس کی شادی کر دی ہو معہ بال بچوں کے اس سے جدا کر لی جائے اور غلامی میں رہیں جو مسلمان مالک اپنے غلام پر بے وجہ خفا ہو اس پر واجب ہے کہ اس کو فوراً" آزاد کر دے مگر بخلاف اس کے اگر کوئی یہودی اپنے غلام کو یہاں تک ستائے

کہ اس کو جان سے مار ڈالے تو اس کے لئے صرف ایک سزا کا حکم تھا، لیکن اگر وہ اس سزا کی حالت میں ایک یا دو دن تک زندہ رہے تو بالکل چھوڑ دیا جائے جیسا کہ انجیل کے انگریزی ترجمہ میں خوفناک سخت الفاظ میں اسی مطلب کو یوں ادا کیا گیا ہے کہ "غلام اپنے مالک کا روپیہ ہے" یعنی جس طرح چاہے اسے استعمال کرے۔ امریکہ کی ان سلطنتوں میں جن میں غلامی جائز تھی، غلام کو کوئی حق قانونی حاصل نہ تھا اگر کوئی مالک اپنی لونڈیوں سے نیک برتاؤ کرتا تھا تو یہ صرف اس کی انسانیت سمجھی جاتی تھی نہ کہ اسلام کی طرح کہ اس کے (یعنی مالک کے) نہایت عروج کی حالت میں بھی عدالت کو اجازت تھی کہ اس کو غلام پر مہربانی کرنے کے لئے مجبور کر سکے تمام انسانوں کا خدا کی نظر میں برابر ہونا ایک ایسا اصول تھا جس پر محمدؐ نے ہر ایک مقام پر زور دیا ہے اور اس طرح پر چونکہ یہ اصول غلامی کی نسبت ذلت وغیرہ کے خیال کو بالکل مٹا دیتا تھا اس لئے غلامی کی ذلت کو بھی رفع کر دیا محمدؐ کے نزدیک محنت کرنا ذلت کا موجب نہ تھا اور ملک عرب کی رسم غلامی (جس میں محمد کی مہربانی سے والدین اور بچوں اور عزیزوں کا ایک دوسرے سے جدا کیا جانا بالکل موقوف تھا) اگرچہ اصولاً "ہمیشہ برا کہنے کے لائق ہے لیکن اسکی وجہ سے غلامی ایک زیادہ تر مستحکم اور زیادہ تر مستقل تعلق ہو گیا جو گھر میں دوسرے لوگوں سے خدمت لینے کے اس طریقہ سے جو اور ملکوں میں جاری تھا کچھ زیادہ برا نہیں کہا جا سکتا" (انتھی قولہ)

ے جائے گی ہر ایک نئی رائے شروع میں صرف ایک ہی رائے کا حکم رکھتی ہے اور ابھی ایک ہی شخص کے دل میں اس کی جگہ ہوتی ہے اور تمام دنیا میں ایک ہی آدمی اس کا مقرر ہوتا ہے اور اس طرح پر گویا ایک شخص کل بنی آدم کے خلاف میں ہوتا ہے۔ پس اگر وہ تن تنہا تلوار پکڑ لے اور اس کے ذریعہ سے اپنا مذہب پھیلانا چاہے تو وہ کیا کر سکتا ہے اس لیے ضرور ہے کہ تم پہلے تلوار حاصل کرو (یعنی تلوار پکڑنے والے معتقد بہم پہنچاؤ) الغرض ایک شئے جس طرح اس سے ممکن ہو اپنے تئیں پھیلائیگی۔ حتیٰ کہ عیسائیت نے بھی جب کبھی وہ اس کے ہاتھ لگ گئی تلوار سے ہمیشہ نفرت ظاہر نہیں کی مثلاً" شارلمین نے سکسن قوم کو صرف وعظ ہی کے ذریعے سے عیسائی نہیں بنایا تھا میں تلوار وغیرہ کی کچھ پرواہ نہیں کرتا اور اجازت دیتا ہوں کہ ایک شئے جس طرح ممکن ہو اپنے تئیں اس جہان میں پھیلائے، زبان سے خواہ تلوار سے خواہ کسی اور لوزار سے جو اس کے پاس ہو یا وہ اس کو کہیں سے بہم پہنچا سکے"

مسٹر گاڈفرے ہیگنس اپنی کتاب کے ایکسو پانچویں فقرہ میں یہ لکھ کر کہ :۔

"یہ خیال کرنا ایک بہت بڑی غلطی ہے کہ "دین محمدی" صرف بزور شمشیر پھیلایا ہے" پھر ایک سو ساتویں اور ایکسو آٹھویں فقرہ میں یہ لکھتے ہیں کہ :۔

"اہل تجاز تاتاریوں کا پہلا حملہ آٹھویں صدی کے اخیر پر ہوا وہ لوگ ملک شمال سے جو مابین بحیرہ کاسپیان اور بحیرہ اسود کے واقع ہے آئے۔ یہ لوگ اس وقت "دین محمدی" نہ رکھتے تھے مگر انہوں نے تھوڑے ہی عرصہ بعد ان مغلوب اہل تجاز کا مذہب اختیار کر لیا ان متعصبوں کے اس تبدیل مذہب سے وہ الزام جو چند بار مذکور ہوا ہے کہ "دین اسلام کی کامیابی بزور شمشیر ہوئی ہے" نہایت عجیب و غریب طرح پر باطل ہوتا ہے کیونکہ یہاں سے خوب ثابت ہوتا ہے کہ دین اسلام میں صرف وہی لوگ داخل نہیں ہوئے جو اس نے زیر کیے بلکہ وہ لوگ بھی داخل ہوئے جنہوں نے مسلمانوں کو مغلوب و مطیع کیا۔"

پھر فقرہ ایک سو باون میں لکھتے ہیں کہ جب عیسائی پادری بیان کرتے ہیں کہ محمدؐ کے مسائل کی کامیابی صرف بوجہ شمشیر ہوئی ہے تو ظاہرا" وہ علت کی بجائے معلول کے بولتے ہیں کیونکہ تلوار چلانے کی علت ہاتھ کی حرکت ہے اور ہاتھ کی حرکت کا باعث حرارت دینی ہے جس سے ان کی فتح ہوئی اور حرارت دینی کا موجب وہ پختہ اعتقاد ہے جو محمد کے مسائل کی صداقت پر ان کو تھا ان ایمان والوں کے لیے جو صرف خدائے یکتا کی رضا جوئی اور اپنے پیغمبر کی حفاظت میں جان دیتے تھے بہشت اور زمانہ حال و استقبال کی خوشی اور وہ بھی ایسی جو ہمیشہ کے لئے تصور کی جاتی تھی تو اس صورت میں یہ کیسا نامعقول اور غیر مفید امر ہے کہ تمام خطروں سے خوف نہ کھا کر اس جلیل القدر انعام کو حاصل نہ کریں اور اس ثواب کی قدر کو اپنی کوششوں سے نہ بڑھائیں خاص کر اس صورت میں جبکہ معلوم ہے کہ اجل ہر شخص کی معین کر دی گئی ہے اور دنیا کی پیدائش سے پیشتر اس کی تحریر ہو چکی ہے جس کو کوئی شے نہ روک سکے نہ ٹال سکے بستر پر خواہ معرکہ میں ضرور ایک آدمی اس طرح پر مرے گا جیسا کہ لکھ دیا گیا ہے نہ احتیاط کی وجہ سے وہ حکم تبدیل ہو سکتا ہے نہ خوف کی وجہ سے' حرارت دینی کی عالمگیر خاصیت بخوبی معروف ہے اور محمدؐ کے معاملہ میں معلوم ہوتا ہے کہ وہ عجیب طور پر ظاہر کی گئی۔ دیکھو شہر مدینہ قبل اس سے کہ محمدؐ تلوار کھینچے فتح ہو گیا تھا۔ اس لئے یہ فتح تلوار کے زور سے نہیں کی جا سکتی' اس کی پہلی مہم میں صرف تیس آدمی تھے۔ دنیا کی فتح آغاز کرنے کے لئے یہ ایک نہایت تھوڑی فوج تھی اس کی دوسری مہم میں تین سو آدمی تھے اور اس طرح پر ایک لڑائی سے خواہ فتح ہوئی یا شکست' معلوم ہوتا ہے کہ اس کے سپاہیوں کی تعداد بڑھتی گئی شاید لوگ یوں کہیں گے کہ یہ ایک معمولی بات ہے کہ فتح سے سپہ سالار کے سپاہیوں کی تعداد بڑھ جایا کرتی ہے یہ بہت صحیح ہے مگر محمد نے ان لوگوں کو اپنی فوجوں میں بھرتی نہیں کیا جو اس کے مذہب پر ادنیٰ درجہ کا بھی اعتقاد نہ لائے یعنی زبانوں سے کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ نہ کہا اور یہ کلمہ ایسا سادہ اور صاف ہے کہ جس کا سمجھنا یا یاد رکھنا یقیناً" مشکل نہ تھا مگر معلوم ہوتا ہے کہ محمد کے پیرووں کی حرارت دینی ان کی تعداد کے ساتھ ہی بڑھی اور یہ کہ اس کے خلیفوں کی بڑی فوجوں میں یہ وصف (جو کہ ہر فتحیاب کے لئے مرغوب ہے) انہیں کمالات کے ساتھ پایا جاتا تھا جیسا کہ خود محمدؐ کی چھوٹی چھوٹی فوجوں میں تھا ظاہر" بات یہ تھی کہ ہر ایک فتح سے مذہب پاک کے واعظوں کو (جن میں سے ہر ایک سپاہی تھا) اپنی لیاقت آزمائی کا نیا موقع اور نہایت عمدہ میدان مشق کے لئے مل گیا تھا"

یہ محقق مورخ یہ بھی لکھتا ہے کہ کوئی بات ایسی عام نہیں ہے جیسا کہ عیسائی پادریوں کی زبانی مذہب اسلام کی مذمت اس وجہ سے سننے میں آتی ہے کہ "اس میں تعصب زیادہ ہے اور اس میں دوسرے مذہب کو آزادی نہیں ہے" یہ عجیب زعم اور محض ریاکاری ہے وہ کون تھا (عیسائی) جس نے میکسیکلو اور پیرو کے لاکھوں باشندوں کو قتل کیا تھا اور ان سب کو بطور غلام کے دے دیا تھا اس وجہ سے کہ وہ عیسائی نہ تھے مسلمانوں نے بمقابلہ اس کے یونان میں کیا کیا؟ یہ کئی صدیوں سے عیسائی امن و امان کے ساتھ اپنی ملکیت پر قابض چلے آتے ہیں اور ان کے مذہب ان کے پادریوں' ان کے بشپ ان کے بزرگوں' ان کے گرجاؤں کی نسبت دست اندازی نہیں کی گئی۔ جو لڑائی بالفعل (یعنی جولائی ۱۸۲۹ء زمانہ تحریر کتاب) یونانیوں اور ترکوں میں ہو رہی ہے وہ بہ نسبت اس لڑائی کے جو حال میں ڈیمرارا کے حبشیوں اور انگریزوں میں ہوتی تھی کچھ زیادہ

مذہب کی وجہ سے نہیں ہے۔ یونانی اور حبشی اپنے فتحمندوں کی اطاعت سے آزاد ہوا چاہتے ہیں اور ان کا ایسا کرنا واجب ہے جب خلیفہ فتحیاب ہوتے تھے اور وہاں کے باشندے مسلمان ہو جاتے تھے تو فوراً" ان کا رتبہ فتحمندوں کے برابر ہو جاتا تھا ایک نہایت دانشمند مگر غیر معتقد عالم نے سارسین یعنی اہل حجاز مسلمانوں کے ذکر میں بیان کیا ہے کہ "وہ کسی شخص کو ایذا نہیں دیتے تھی اور یہودی اور عیسائی سب ان میں خوش و خرم تھے" لیکن اگرچہ معلوم ہوتا ہے کہ مور (ملک بربر کے رہنے والے مسلمان جو اندلس میں تھے) اس وجہ سے جلاوطن کیے گئے تھے کہ۔ وہ عیسائی مذہب قبول نہیں کرتے تھے مگر مجھ کو گمان ہے کہ اس کا سبب اور ہی تھا یعنی میں خیال کرتا ہوں کہ وہ اپنی دلیلوں سے عیسائیوں پر اس قدر غالب آگئے تھے کہ جاہل راہب سمجھتے تھے کہ ان کی دلیلوں کا جواب صرف "مذہبی عدالت" سے سزا دینے اور تلوار ہی سے ہو سکتا ہے اور مجھ کو کچھ شبہ نہیں ہے کہ جہاں تک ان کی ناقص قوت جواب دینے کے باب میں تھی وہاں تک ان کا یہ خیال صحیح تھا جن ملکوں کو خلیفہ فتح کرتے تھے وہاں کے غریب باشندے خواہ یونانی، خواہ ایرانی، خواہ اسپین کے رہنے والے خواہ ہندو قتل نہیں کیے جاتے تھے جیسا کہ عیسائیوں نے بیان کیا ہے۔

بلکہ فتح ہوتے ہی وہ سب امن و امان اپنی ملکیت اور اپنے مذہب پر قابض چھوڑ دیے جاتے تھے اور اس پچھلے حق کی بابت ایک محصول دیتے تھے جو اس قدر خفیف ہوتا تھا جو کسی کو گراں نہیں معلوم ہوتا تھا خلفاء کی تمام تاریخ میں کوئی بات ایسی نہیں مل سکتی جو ایسی رسوائی کا باعث ہو جیسے کہ (عیسائیوں میں) "مذہبی عدالت" سے سزا دیتا تھا اور نہ ایک مثال بھی اس بات کی پائی جاتی ہے کہ کوئی شخص اپنا مذہب نہ چھوڑنے کے سبب جلایا گیا ہو نہ مجھ کو یہ یقین ہے کہ زمانہ امن میں صرف اس وجہ سے قتل کیا گیا ہو کہ اس نے مذہب اسلام قبول نہیں کیا اس میں کچھ شبہ نہیں ہے کہ پچھلے مسلمان فتحمندوں نے اپنی فتوحات میں بڑی بڑی بے رحمیاں کی ہیں جن کا الزام عیسائی مصنفوں نے بڑی جدوجہد سے مذہب اسلام پر لگایا ہے مگر یہ واجب نہیں ہے درحقیقت مذہبی تعصب کے باعث لڑائی کی خرابیاں زیادہ ہو گئیں مگر اس بات میں مسلمان فتحمند کچھ عیسائیوں سے زیادہ برے نہ تھے۔ تلوار کے میان میں ہوتے ہی مصیبت کی انتہا ہو جاتی تھی قرآن میں ہے

(۱) ولو شاء ربک لا من من فی الارض کلھم جمیعا افانت تکرہ الناس حتی یکونوا مومنین وما کان لنفس ان تومن الا باذن اللہ و یجعل الرجس علی الذین لا یعقلون (۲) لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی (۳) و قاتلو فی سبیل اللہ الذین یقاتلو نکم و لا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین و اقتلو ھم حیث ثقفتموھم و اخرجوھم من حیث اخرجو کم فان انتھو ا فان اللہ غفور رحیم (۴) فان انتھو فلا عدوان الا علی الظالمین

کیا یہ ایسا مذہب ہے جو تعصب کا موکد ہو موسیٰ نے اہل کنعان کے ساتھ اور سموئیل نے اگاگ (قوم عمالیق کا ایک بادشاہ تھا جو حضرت سموئیل نبی سے لڑا تھا) اور اہل شہر جبین (یروشلم کے قریب شمال کی طرف ایک بت پرست شہر تھا) کے ساتھ جو سلوک کیا اس کو پڑھو اور دونوں میں نسبت کرو۔ انتہی قولہ

انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کے محقق مولفین لکھتے ہیں کہ:۔

"بعض لوگ بلا تامل یہ کہہ دیتے ہیں کہ محمدؐ کی کامیابی کا سبب تلوار اور ایسی باتوں کا جائز کر دینا تھا جو شہوت پرستی کہلاتی ہیں"

مگر لڑ کر مذہب قبول کروانے کا تو ہم جواب دیتے ہیں جو کارلائل نے دیا ہے یعنی تلوار کے زور سے مذہب قبول کروانے سے پہلے ضرور ہے کہ تلوار حاصل کی جائے "محمدؐ" کی وفات کے بعد گو کتنا ہی جبر کے ساتھ اسلام غیر مذہب کی قوموں میں پھیلایا گیا ہو کچھ شک نہیں کہ ظلم و ستم کا استعمال اس کی زندگی میں بالکل نہیں ہوا بلکہ ابتدا میں تو تلوار اس کے خلاف میں تھی ایک آرٹیکل کے لکھنے والے نے اپنے آرٹیکل میں جو "عیسائیت اور اسلام" کے عنوان سے ایشیا کوارٹرلی ریویو اکتوبر مسلہ رواں ۱۸۸۸ء میں چھپا ہے اور اس مسئلہ کی نسبت جس میں ہم بحث کر رہے ہیں یہ لکھا ہے قولہ :-

کہا جاتا ہے کہ اسلام میں عیسائیت کی سی فروتنی اور عجز و انکسار نہیں ہے لیکن یہ خیال کرنا ایک بہت بڑی غلطی ہے کہ وہ لوگوں کو مسلمان بنانے والے مذہب کے اعتبار سے ایک جابر اور ایذا رساں مذہب ہے بلکہ برخلاف اس کے عیسائیوں کی بہ نسبت مسلمانوں نے ہمیشہ بہت زیادہ تحمل کیا ہے اور بردباری سے کام لیا ہے کیونکہ انہوں نے نہ تو لوگوں کو ستا ستا کر ان سے اپنا مذہب منوایا ہے اور نہ ان لوگوں کو جو مذہب کے اعتبار سے ان سے مختلف ہوں زندہ آگ سے جلایا ہے اور باوجودیکہ عیسائی سلطنتوں نے اپنی کل رعایا کو ان کا مذہب قبول کرنے پر مجبور کیا۔ اور اس طرح پر متحد مذہب والی قومیں بنالیں۔ مگر مسلمان ہمیشہ اپنی رعایا کو آزادانہ اپنے مذہب پر قائم رہنے کی اجازت دیتے رہے بلکہ حالیہ زمانہ میں بھی ترکوں اور مغلوں نے اپنے درمیان غیر مسلم آبادی کو قائم رکھا ہے۔

مسٹر جان ڈیون پورٹ لکھتے ہیں کہ :-

اس بات کا خیال کرنا جیسا کہ بعضوں نے کیا ہے اور اب بھی کرتے ہیں نہایت ہی سخت غلطی ہے کہ قرآن میں جس عقیدہ کی تلقین کی گئی ہے اس کی اشاعت صرف بزور شمشیر ہوئی تھی کیونکہ جن لوگوں کی طبیعتیں تعصب سے مبرا ہیں وہ سب بلا تامل اس بات کو تسلیم کریں گے کہ محمدؐ کا دین (جس کے ذریعہ سے انسانوں کے خون یعنی قربانی کے بدلے نماز اور خیرات جاری ہوئی اور جس نے عداوت اور دائمی جھگڑوں کی جگہ فیاضی اور حسن معاشرت کی ایک روح لوگوں میں پھونک دی اور جس کا اس وجہ سے بالضرور ایک بہت بڑا اثر شائستگی پر ہوا ہو گا) مشرقی دنیا کے لئے ایک حقیقی برکت تھا اور اس وجہ سے خاص کر اس کو ان خون ریز تدبیروں کی حاجت نہ پڑی ہو گی جس کا استعمال بلا استثنا اور بلا امتیاز کے موسیٰ نے بت پرستی کے نیست و نابود کرنے کو کیا تھا۔

یہی مورخ لکھتا ہے کہ۔

"نائیسا کی کونسل میں یہ امر واقع ہوا تھا کہ شہنشاہ قسطنطین اول نے پادریوں کی جماعت کو وہ اختیار دیا تھا کہ جس سے نہایت ہیبت ناک نتیجے پیدا ہوئے تھے جن کا خلاصہ ان چند سطروں میں موجود ہے :-

"خونریزی اور بربادی ان احمقانہ تو صلیبی حملوں کی جو عیسائیوں نے قریب دو سو برس کے عرصہ تک ترکوں پر کیے تھے اور جن میں کئی لاکھ آدمی ہلاک ہوئے۔ قتل کرنا ان شخصوں کا جو اس عقیدہ کو نہیں مانتے تھے کہ انسان کا دوبارہ اصطباغ ہونا چاہئے لوتھر کے پیروؤں اور رومن کیتھولک مذہب والوں کا دریائے رائن سے لے کر انتہائے شمال تک قتل ہونا وہ قتل جس کا حکم ہنری ہشتم اور اس کی بیٹی (ملکہ) میری نے دیا تھا فرانس میں سینٹ بارتھولومیو کا قتل ہونا! چالیس برس تک اور

بت سی خونریزیوں کا ہونا فرانس اول کے عہد سے ہنری چہارم کے پیرس میں داخل ہونے تک "عدالت مذہبی" کے حکم سے قتل کا ہونا جواب تک قابل نفرین ہے کیونکہ وہ عدالت کی رائے سے ہوا تھا علاوہ اس کے اور بے انتہا بدعتوں کا اور ان بیس برس کی خرابیوں کا تو کچھ ذکر ہی نہیں ہے جبکہ پوپ، 'پوپ کے مقابلہ اور بشپ 'بشپ کے مقابلہ میں تھا ۔ (۱)

اعتراف حقیقت

ہم نے اس کتاب میں مندرجہ ذیل کتب سے عبارات شامل کی ہیں۔

(۱) اعجاز التنزیل۔ مکتبہ علمیہ لاہور

(۲) برگزیدہ رسولؐ۔ فضل حسین کتاب گھر قادیان

(۳) شان محمدؐ ۔ میاں حامد احمد ادارہ ادب و ثقافت پاکستان لاہور

(۴) سرور کونینؐ اغیار کی نظر میں۔ بشیر احمد کتاب مرکز گوجرانوالہ

(۵) سیرت النبیؐ۔ شبلی نعمانی ناشران قرآن ــــــ لاہور

(۶) محمد رسول اللہ غیر مسلموں کی نظر میں۔ یزدانی۔ محمد حنیف مکتبہ نذیریہ لاہور

(۷) نعت۔ راجا رشید محمود لاہور

(۸) نقوش۔ رسول نمبر لاہور

فلسفۂ توحید ۱۵ جلدیں

تالیف = مولانا طالب حسین کرپالوی

جلد ۱ ایمان باللہ ۔ جلد ۲ ۔ ۳ ثبوت باری تعالیٰ ۔ جلد ۴ توحید اور مذاہب عالم ۔ جلد ۵ توحید اور فلسفۂ قدیم ۔ جلد ۶ توحید اور سائنسدان ۔ جلد ۷ توحید اور جدید تقاضے ۔ جلد ۸ توحید اور معترضین ۔

جلد ۹ توحید اور دہریت ۔ جلد ۱۰ قرآنی توحید ۔ جلد ۱۱ صفات ثبوتیہ ۔ جلد ۱۲ صفات سلبیہ ۔ جلد ۱۳ فلسفۂ شرک ۔ جلد ۱۴ عدل الٰہی ۔ جلد ۱۵ توحید اور آئمہ اہل بیت

اسلامیہ دار التبلیغ مکان نمبر ۱۰ گلی نمبر ۳۱ نزد چاندنی چوک افضل روڈ ۔ سانده کلاں ۔ لاہور

ملت جعفریہ کی طرف سے ایک عظیم پیش کش

سیرت النبیؐ ۳۰ جلدیں

تالیف مولانا طالب حسین کرپالوی

جلد ۱ مقام مصطفیٰؐ انجیل مقدس کی روشنی میں۔ جلد ۲ مقام مصطفیٰؐ تورات و زبور کی روشنی میں۔ جلد ۳ مقام مصطفیٰؐ مغربی مفکرین کی نظر میں۔ جلد ۴ مقام مصطفیٰؐ ہندو مفکرین کی نظر میں۔ جلد ۵ مقام مصطفیٰؐ قرآن مجید کی روشنی میں۔ جلد ۶ مقام مصطفیٰؐ فرقان حمید کی روشنی میں۔ جلد ۷ مقام مصطفیٰؐ احادیث کی روشنی میں جلد ۸ مقام مصطفیٰؐ اصحاب کرام کی نظر میں۔ جلد ۹ مقام مصطفیٰؐ اہل بیت عظام کی نظر میں۔ جلد ۱۰ نور مصطفیٰؐ۔ جلد ۱۱ نور محمد۔ جلد ۱۲ عالم الغیب۔ جلد ۱۳ بزرگواران مصطفیٰؐ۔ جلد ۱۴ والدین مصطفیٰؐ۔ جلد ۱۵ ولادت مصطفیٰؐ۔ جلد ۱۶ مکی زندگی۔ جلد ۱۷ مدنی زندگی۔ جلد ۱۸ اسوہء مصطفیٰؐ۔ جلد ۱۹ اعضاء مصطفیٰؐ۔ جلد ۲۰ خصائص مصطفیٰؐ۔ جلد ۲۱ مکاتیب مصطفیٰؐ۔ جلد ۲۲ مصطفیٰؐ کا معاشی نظام۔ جلد ۲۳ آدمی ہے بے نظیر۔ جلد ۲۴ جمال مصطفیٰؐ۔ جلد ۲۵ تعظیم مصطفیٰؐ۔ جلد ۲۶ معجزات مصطفیٰؐ۔ جلد ۲۷ شان یا بہتان۔ جلد ۲۸ افضل الرسلؐ۔ جلد ۲۹ خاتم النبیینؐ۔ جلد ۳۰ حیات و شفاعت مصطفیٰؐ

اسلامیہ دار التبلیغ مکان نمبر ۱۰ گلی نمبر ۳۱ نزد چاندنی چوک افضال روڈ۔ سانده کلاں۔ لاہور

براہین الطالب فی مناقب علی بن ابی طالب

اس کتاب کی ۴۵ جلدیں متوقع ہیں

انسائیکلوپیڈیا حضرت علیؑ

جلد ۱ خلقت نورانیہ۔ جلد ۲ وسیلہ انبیاء۔ جلد ۳ نور علی نور۔ جلد ۴ وجہ اللہ در بیت اللہ۔ جلد ۵ مسلم اول۔ جلد ۶ مومن اکمل۔ جلد ۷ دعوت ذوالعشیرہ۔ جلد ۸ غازی شب ہجرت۔ جلد ۹ صدیق اکبر۔ جلد ۱۰ فاروق اعظم۔ جلد ۱۱ نسب و کنیت۔ جلد ۱۲۔ ۱۳ القرآن مع علی۔ جلد ۱۴ اخو رسول اللہ۔ جلد ۱۵ وصی رسول اللہ۔ جلد ۱۶ ہادی امت رسول۔ جلد ۱۷ سید العرب۔ جلد ۱۸ امام المسلمین۔ جلد ۱۹ خلیفہ بلا فصل۔ جلد ۲۰ علی ولی اللہ۔ جلد ۲۱ علی مولیٰ۔ جلد ۲۲۔ ۲۳ محبوب خدا و مصطفیٰ جلد ۲۴ منزلت ہارونی۔ جلد ۲۵ علی مثل نبی۔ جلد ۲۶ نفس رسول۔ جلد ۲۷ مختار محشر۔ جلد ۲۸ رئیس جنت۔ جلد ۲۹ اعلم الناس۔ جلد ۳۰ اقضی الناس۔ جلد ۳۱ سیرت علویہ۔ جلد ۳۲ اسخی الناس۔ جلد ۳۳ شیر خدا۔ جلد ۳۴ افضل البشر۔ جلد ۳۵ علی اور خلفاء ثلاثہ۔ جلد ۳۶ علی اور عشرہ مبشرہ۔ جلد ۳۷ علی اور اصحاب نبی۔ جلد ۳۸ علی اور کتب صحاح ستہ۔ جلد ۳۹ علی اور کتب اہل سنت۔ جلد ۴۰ خمسہ مطہرین۔ جلد ۴۱ الفاطمہ۔ جلد ۴۲ الحسن۔ جلد ۴۳ الحسین جلد ۴۴ الحسنین۔ جلد ۴۵ بارہ امام

اسلامیہ دار التبلیغ مکان نمبر ۱۰ گلی نمبر ۳۱ نزد چاندنی چوک افضال روڈ۔ سانده کلاں۔ لاہور

مسئلۂ تحریف القرآن

تالیف = جناب مولانا طالب حسین کرپالوی

اس کتاب میں ۳۲ عقلی دلائل، ۲۳۲ آیات قرآن، ۸۵ احادیث رسول اور اہل سنت کی کتب سے ۲۵۲۰ حوالہ جات سے ثابت کیا گیا ہے کہ شیعان حیدر کرار کے نزدیک موجودہ قرآن کمی و بیشی سے مبرا و منزہ ہے۔

اس کتاب میں مناظرین اہل سنت محدث اعظم شاہ عبدالعزیز دہلوی، احتشام الدین مراد آبادی، محمد عبدالشکور دین پوری، احسان الہی ظہیر، دوست محمد قریشی، عبدالستار تونسوی، کرم الدین و قاضی مظہر حسین چکوالوی، قمرالدین سیالوی، اللہ یار چکڑالوی، محمد صدیق کرپالوی، مہر محمد میانوالوی اور غلام رسول ناروولی کے ۳۲ اعتراضات کے تحقیقی جوابات دیئے گئے ہیں

ہدیہ مجلد ۷۰ روپے

ناشر۔

اسلامیہ دار التبلیغ مکان نمبر ۱۰ گلی نمبر ۳۱ نزد چاندنی چوک افضل روڈ۔
سانده کلاں۔ لاہور

نورالھدٰی فی مناقب علےؑ المرتضٰی

مؤلّف= جناب طالب حسین کرپالوی

براہین الطالب فی مناقب علی بن ابی طالب کے عربی سلسلے کی یہ پہلی جلد ہے جس میں حدیث نور "اناو علی من نورواحد کے تمام متون جمع کیئے گیے ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی تمام روایات اور کتب اہل سنت کے تمام حوالہ جات تحریر کیئے گئے ہیں۔ حدیث نور سے عقلی استدلالات قائم کیئے گیے ہیں۔ آخر میں محدث اعظم جناب شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی کی کتاب تحفہ اثناء عشریہ کا تحقیقی و مسکت جواب دیا گیا ہے۔

شیعان پاکستان کی طرف سے جدید عربی زبان میں اس موضوع پر یہ پہلی تحقیقی پیش کش ہے۔ مشرق وسطیٰ میں اسے بہت پسند کیا جارہا ہے۔

○سائز ۲۰x۳۰/۸ ○صفحات ۲۲۸ ○جدید عربی مصری ٹائپ

رسائل، کتابچے

ہمارے ادارہ نے تبلیغ دین اور مذہب حقہ شیعہ خیر البریہ کی ترجمانی کے لیئے کئی ایک کتابچے تحریر کر کے ہزاروں کی تعداد میں شائع کیئے ہیں مثلاً :۔

فرقہ پرستی =

نوائے وقت میں چھپنے والے خورشید احمد ندیم کے مضمون کا تحقیقی جواب

خیر البریہ =

روزنامہ جنگ میں چھپنے والے یوسف لدھیانوی کے شرانگیز مضمون کا علمی جواب

بے جا تنقید =

نوائے وقت میں چھپنے والے بشیر احمد ناصی کے فتنہ انگیز مضمون کا تبلیغی جواب

جعفری نماز =

بچوں کے لیئے باتصویر اور رنگین نماز۔

نماز اہل بیت =

بچوں کے لیئے ضروری مسائل اور مختصر ترین نماز پر مشتمل ایک کتابچہ۔

جعفری یسرنا القرآن =

تجوید و قراءت پر ملت جعفریہ کا پہلا جامع ترین قاعدہ

سفر آخرت =

جان کنی کے مسائل سے لے کر تلقین میت تک کے مسائل پر مبنی ایک معلوماتی رسالہ۔

تحفہء رمضان =

ماہ رمضان کے اعمال و مسائل پر مبنی ایک تبلیغی پمفلٹ۔

مظلوموں کی فریادیں =

آل رسولؐ کے دل ہلا دینے والے چند خطبات پر مشتمل ایک مفید رسالہ

تبلیغی چارٹ

جعفری نماز =

اصول دین - فروع دین - طہارت و نماز کے مسائل پر مشتمل ایک دیدہ زیب چارٹ

صدیق اکبر =

اس میں آیات قرآن، احادیث رسول اکرمؐ اور اقوال اصحابؓ سے حضرت علیؑ کا صدیق اکبر ہونا ثابت کیا گیا ہے۔

فاروق اعظم =

اس میں حضرت علیؑ کا فاروق اعظم ہونا ثابت کیا گیا ہے۔

کلمہء ولایت =

مولانا طالب حسین کرپالوی کی تالیفات (مطبوعات)

خلقت نورانیہ

اس کتاب میں آیات قرآن، احادیث معصومینؑ اور کتب عالم اسلام کی سینکڑوں عبارات سے ثابت کیا گیا ہے کہ خدائے ذوالجلال نے ساری مخلوق سے پہلے حضور اکرمؐ اور حضرت علیؑ کے نور کو خلق فرمایا اور اس کتاب میں ابن تیمیہ کی منہاج السنہ اور شاہ عبدالعزیز دھلوی کی کتاب تحفہ اثنا عشریہ کا بھی جواب دیا گیا ہے۔
ھدیہ: ۸۰ روپے

وسیلہ انبیاء

اس کتاب میں ثابت کیا گیا ہے کہ تمام انبیاء کرامؑ نے اپنی حاجات میں حضرت علی علیہ السلام کو خدا کی بارگاہ میں وسیلہ بنایا۔
ھدیہ: ۷۰ روپے

نور علیٰ نور

اس کتاب میں حضرت علیؑ کے نور ہونے پر دلالت کرنے والی تمام آیات مع تفسیری روایات تحریر کی گئی ہیں۔ نیز یہ بھی ثابت کیا گیا ہے کہ ان کا ظاہر بشری تھا اور باطن لاہوتی۔ ھدیہ: ۷۰ روپے

وجہ اللہ در بیت اللہ

اس کتاب میں عالم اسلام کی سینکڑوں معتبر کتب سے ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت علیؑ خدا کے گھر میں تشریف لائے اور آپ کے سوا یہ اعزاز کسی اور کو حاصل نہ ہوا۔ ھدیہ۔ ۷۰ روپے

مسلم اول

اس کتاب میں عربی، فارسی، انگلش، اردو، پنجابی، سندھی، پشتو اور سرائیکی کی سینکڑوں کتب کی عبارات سے حضرت علیؑ کا مسلم اول ہونا ثابت کیا گیا ہے۔ ھدیہ۔ ۷۰ روپے

مومن اکمل

اس جلد میں حضرت علی کا امیرالمومنین اور ایمان کل ہونا ثابت کیا گیا ہے۔ ھدیہ۔ ۷۰ روپے

عالم الغیب

اس کتاب میں براھین قاطعہ اور دلائل ساطعہ کے ساتھ حضور اکرمؐ کا عالم الغیب ہونا ثابت کیا گیا ہے۔ ھدیہ۔ ۷۰ روپے

مسئلہ تحریف القرآن

اس کتاب میں آیات قرآن، احادیث معصومینؑ، ارشادات اصحاب نبی اور اقوال علماء اسلام سے ثابت کیا گیا ہے کہ شیعوں کے نزدیک موجودہ قرآن کمی و بیشی سے مبرا و منزہ ہے اور وہابی، دیوبندی اور بریلوی مناظرین کے سینکڑوں اعتراضات کے تحقیقی جوابات بھی تحریر کئے گئے ہیں۔ ھدیہ۔ ۷۰ روپے

نوٹ۔ مستقل خریداروں کے لئے خصوصی رعایت ہے اور اگر کتب ڈاک کے ذریعے منگوائیں گے تو ڈاک خرچ آپ کے ذمے ہوگا۔

اسلامیہ دار التبلیغ مکان نمبر ۱۰ گلی نمبر ۳۱ نزد چاندنی چوک افضال روڈ۔
سانده کلاں۔ لاہور

مولانا کرپالوی اور ان کی تالیفات مراجع عظام اور علماء کرام کی نظر میں

-- ثقتہ الاسلام جناب مولانا طالب حسین کرپالوی کے تحقیقی کام سے میں بہت خوش ہوں۔ (سید ابو القاسم الخوئی۔ نجف اشرف)------(مرجع)

-- مولانا طالب حسین کرپالوی کے تحقیقی کام نے علماء بر صغیر کی یاد تازہ کر دی ہے۔ (سید شہاب الدین المرعشی۔) ------(مرجع تھے)

-- مولانا طالب حسین کرپالوی کی تالیفات علمی سرمایہ میں اچھا اضافہ ہے (سید محمد شیرازی۔ قم)------(مرجع)

-- مولانا طالب حسین کرپالوی خدا کے راستے میں جہاد کر رہے ہیں۔ (سید محمد عبداللہ شیرازی مشہد)------(مرجع تھے)

-- مولانا طالب حسین کرپالوی کی تالیفات لائق صد تحسین ہیں (سید عبد الاعلیٰ الموسوی سبزواری۔ نجف)------(مرجع)

-- مولانا طالب حسین کرپالوی کا شمار علماء محققین میں ہوتا ہے (حسن الحائری۔ کویت) (بعض کے نزدیک مرجع)

-- آیتہ اللہ خوئی کی ہدایت پر میں نے مولانا کرپالوی صاحب کی بعض علمی کتب کا مطالعہ کیا ہے۔ اچھی کوشش ہے۔ (حافظ بشیر حسین۔ نجف) (مرجع بعض کے نزدیک) -- مولانا طالب کرپالوی کی تالیفات عمدہ اور تحقیقی ہیں۔ (سید ناصر مکارم شیرازی۔ قم)

-- مولانا طالب حسین کرپالوی کی تالیفات علمی اور تحقیقی ہیں۔ (سید رضا خلخالی۔ نجف)

-- مولانا طالب حسین کرپالوی کی تالیفات میں عقائد کی تحقیقی تشریح کی گئی ہے۔ (حسن طاہری۔ خرم آبادی۔ قم)

-- مولانا طالب حسین کرپالوی کی عمر کم ہے اور کام زیادہ۔ (سید علی نقی صاحب۔)

-- اس عالم شباب میں اتنی زیادہ کتب تالیف کر لینا تائید ایزدی اور رضائے معصومین کے بغیر بہت مشکل ہے۔ (طالب جوہری۔ کراچی)

-- میں مولانا طالب حسین کرپالوی ایسے نوجوانوں پر فخر کرتا ہوں۔ (ڈاکٹر کلب صادق۔ لکھنؤ)

-- مولانا طالب حسین کرپالوی کی تالیفات علمی کتب میں اچھا اضافہ ہے۔ (ذیشان حیدر جوادی)

مولانا طالب حسین کرپالوی ایک مجاہد اور محقق نوجوان ہیں۔ (سید عارف حسین الحسینی۔ پارہ چنار) (شہید)

-- مولانا طالب حسین کرپالوی کی تالیفات ملت جعفریہ کے لیے تحقیقی تحفہ ہیں (شیخ محسن علی۔ اسلام آباد)

-- مولانا طالب حسین کرپالوی اپنے علمی و تحقیقی کام کی وجہ سے شاباش کے مستحق ہیں۔ (سید صفدر حسین نجفی مرحوم۔ لاہور)

-- مولانا طالب حسین کرپالوی جس موضوع پر بھی کتاب تحریر کر رہے ہیں۔ قلم توڑ رہے ہیں۔ (محمد بشیر انصاری) (مرحوم) ٹیکسلا

-- مولانا طالب حسین کرپالوی کا تحریری کام بے مثل ولاجواب ہے۔ (مرزا یوسف حسین لکھنوی) (مرحوم)

مولانا طالب حسین کرپالوی چلتی پھرتی لائبریری ہیں۔ (سید مرتضیٰ حسین لکھنوی) (مرحوم)

-- مولانا طالب حسین کرپالوی نے تحقیقی کتب تحریر فرما کر صحیح معنوں میں کرپالہ کو شہرت بخشی ہے۔ مناظر اہل حدیث (ا) صدیق تاندلوی۔ فیصل آباد)

-- مولانا طالب حسین کرپالوی ایسے نوجوان ہر ملک میں ہونے چاہئیں۔ (ڈاکٹر سید خلیل طباطبائی۔ لندن)

مولانا طالب حسین کرپالوی نے برصغیر میں عبقات الانوار کو پھر سے زندہ کر دیا ہے۔ سید صادق علی نجفی۔ دوبئی

-- مولانا طالب حسین کرپالوی اس دور کے علامہ امینی (صاحب غدیر) ہیں۔ (محمد حسنین ساجقی۔ ملتان)

-- مولانا طالب حسین کرپالوی اس زمانہ کے علامہ مجلسی ہیں۔ (سید مسعود الحسنی۔ فیصل آباد)

-- مولانا طالب حسین کرپالوی اس زمانہ کے علامہ محمد سبطین سرسوی ہیں۔ (طالب حسین۔ اوکاڑہ)

علاوہ ازیں مندرجہ ذیل حضرات نے بھی مولانا طالب حسین صاحب کرپالوی کی مساعی جمیلہ کو پسند فرمایا ہے اور ان کو خراج تحسین پیش کیا ہے۔

علامہ سید ثمر حسن زیدی صاحب حیدر آباد۔ حجتہ الاسلام جناب حافظ سید ریاض حسین صاحب لاہور۔ علامہ کاظم حسین صاحب اثیر جاڑوی لاہور۔ حجتہ الاسلام جناب سید رضی جعفر صاحب کراچی۔ علامہ جابر جوراسی صاحب لکھنؤ۔ علامہ سید زین العابدین صاحب لکھنؤ۔ علامہ شیخ جواد حسین ہنگو۔ مولانا عبدالکریم مشتاق کراچی۔ لفٹیننٹ جنرل سید ذاکر علی زیدی صاحب ملتان۔ کرنل سید فدا حسین نقوی لاہور۔ کرنل سید اظہر نقوی منگلا۔ کرنل محمد علی راولپنڈی۔ کرنل علی طاہر بخاری لاہور۔ کرنل سید اشفاق حسین منگلا۔ میجر سید محمد اکرم کاظمی صاحب لاہور۔ میجر پرویز اختر حسین منگلا۔ میجر صفدر حسین منگلا۔ مرزا حسین علی جنرل منیجر واپڈا لاہور۔ سید جواد حیدر چیف انجینئر واپڈا لاہور۔ علی ابراہیم لندن۔ سید ضمیر حیدر مالک زیبرا ک فیبو گلاس لاہور۔ پروفیسر سید زین العابدین کراچی۔ سید اکبر حسین زیدی پرنسپل کمرشل کالج لودھراں۔ پروفیسر غلام عباس مروال حیدر آباد۔ پروفیسر سید فرمان رضا عابدی وزیر آباد۔ پروفیسر غلام حسین لغاری ڈیرہ غازیخان۔ پروفیسر سید سجاد رضوی لاہور۔ پروفیسر سید محمد عطا نقوی ڈیرہ غازیخان۔ پروفیسر ڈاکٹر مظفر عباس ڈائریکٹر پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ لاہور۔ پروفیسر ڈاکٹر سید مسعود الحسن بخاری انچارج شعبہ جغرافیہ لاہور۔ ڈاکٹر سید سبط حسن اسلام آباد۔ سید جاوید رضوی ایڈووکیٹ شیخوپورہ۔ سید نجم الحسن بخاری ایڈووکیٹ فیصل آباد۔ سید صغیر حسین جعفری ایڈووکیٹ کراچی۔ سید محمود شاہ ہری پور ہزارہ۔ سید مجید حسین زیدی رحیم یار خاں۔ سید خورشید الحسن زیدی ایڈووکیٹ چنیوٹ۔

خصوصی درخواست

مومنین کرام!

ہم نے پندرہ سال کی محنت شاقہ کے بعد فلسفہ و توحید "سیرت النبی" "انسائیکلوپیڈیا حضرت علی اور دیگر موضوعات پر تقریباً ستر (۷۰) تحقیقی کتب تیار کر دی ہیں۔ اب اس کی طباعت اور ہر گھر تک پہنچانے کے لئے آپ کے خصوصی تعاون کی اشد ضرورت ہے۔

(۱) یا تو آپ سالانہ ایک ہزار روپے عطا فرما کر ہمارے ادارہ کے خصوصی معاون بنئے اس صورت میں آپ کو ادارہ کی تمام تالیفات مفت مہیا کی جائیں گی۔ اور ہر کتاب میں آپ کا شکریہ بھی ادا کیا جائے گا۔

خصوصی ممبر

(۲) یا آپ ۲۵ روپے سے لے کر ۵۰ روپے تک ماہانہ چندہ عطا فرما کر ہمارے ادارہ کے خصوصی ممبر بنئے۔ اس صورت میں بھی آپ کو ادارہ کی تمام تالیفات مفت مہیا کی جائیں گی۔

مستقل خریدار

(۳) یا آپ ہماری تمام مطبوعات کے مستقل خریدار بنیے۔ اس صورت میں ہر کتاب کی طباعت کے بعد آپ کو بذریعہ ڈاک مطلع کیا جائے گا۔ اس کے بعد آپ آرڈر فرمائیں گے اور کتاب آپ کو ارسال کر دی جائے گی۔

خصوصی رعایت

جو ہماری مطبوعات کے مستقل خریدار بنیں گے۔ انہیں ہر کتاب میں ۲۵ فیصد تک رعایت کی جائے گی۔ یعنی ان سے صرف طباعت کا خرچ وصول کیا جائے گا۔ نفع نہیں۔ کیونکہ یہ ہماری عبادت ہے تجارت نہیں

کرنٹ اکاؤنٹ نمبر ۳۵۰۶ حبیب بینک لمیٹیڈ ... سانده کلاں۔ لاہور۔

اجازہ از مرجع عالم آقائی سید ابوالقاسم الخوئی دام ظلہ العالی

حمد و صلوٰۃ کے بعد مومنین پر واضح ہو کہ جناب ثقۃ الاسلام شیخ طالب حسین کرپالوی دام توفیقاتہ میری طرف سے ان معاملات حسبیہ کی سرپرستی کے مجاز ہیں جو حاکم شریعت مقدسہ کی اجازت پر موقوف ہیں نیز انہیں یہ بھی اجازت ہے کہ وہ سہم امام علیہ السلام اور سہم سادات عظام 'نذر' نیاز اور مال مجہول المالک وصول کریں اس کا ایک تہائی حصہ شریعت کے مقررہ موارد میں خرچ کریں بشرطیکہ بقایا دو تہائی حصہ اسلام آباد میں جناب حجۃ الاسلام الحاج شیخ محسن علی نجفی دام تائیدہ کو دیں اور ان سے ہماری رسید پوری رقم کی لے کر صاحبان مال کو دیں۔ میں ان کو تقویٰ پر عمل کرنے اور احتیاط کا راستہ اپنانے کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ یہی نجات کا ذریعہ ہے

دستخط و مہر ابوالقاسم الخوئی ۹ صفر المظفر ۱۴۰۳ھ

بسمہ تعالیٰ

بعد از حمد و صلوٰۃ انشاءاللہ تعالیٰ در کمال صحت و سلامتی موفق بودہ و خواہید بود

نامہ شما کہ از سلامتی واصل گردید و بر مندرجات آن مطلع شدیم

از مساعدت بنحو مباشرت معذرت میخواہیم ولی چنانچہ

کسی بخط با امضاء خود و تعیین مقدار مساعدت طلب اذن نماید

انشاءاللہ تعالیٰ از اجازہ دادن بمقدار مناسب دریغ نخواہد شد

والسلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ۱۵ ذی القعدہ ۱۴۰۸ھ

گذارش ہے کہ آپ انشاء اللہ صحت و سلامتی سے موفق ہیں اور رہیں گے آپ کا خط جو آپ کی سلامتی کی خبر دے رہا تھا ملا اور اس کے مندرجات پر مطلع ہوئے ہم چند مجبوریوں کے تحت عراق سے مدد کرنے سے معذرت چاہتے ہیں البتہ اگر کوئی شخص تعاون کی مقدار معین کر کے ہم سے اجازت مانگے گا تو انشاء اللہ ہم مناسب مقدار کی اجازت دینے سے دریغ نہیں کریں گے۔

دستخط و مہر ابوالقاسم الخوئی ۱۵ ذوالقعدہ ۱۴۰۸ھ

کالجوں اور ہائی سکولوں کی لائبریریوں کے لئے منظوری

آپ اپنے علاقہ کے کالجوں اور ہائی سکولوں کی لائبریریوں میں یہ کتاب رکھوا کر ممنون فرمائیں۔

IMMEDIATE

NO. SO(PI)4-125/91

GOVERNMENT OF THE PUNJAB,
EDUCATION DEPARTMENT

Dated Lahore, the 13.8.91

1. The Director Public Instruction(Colleges),
Punjab, Lahore.

2. The Director Public Instruction(Schools),
Punjab, Lahore.

3. The Director General, Public Libraries,
Punjab, Lahore.

4. The Director Technical Education,
Punjab, Lahore.

5. The Director Special Education,
Punjab, Lahore.

6. The Director Sports,
Punjab, Lahore.

Subject:- Approval of book (s) for Schools/Colleges/Institutions/Public Libraries in the Province.

The Government of the Punjab, Education Department is pleased to approve the following book(s) for Schools/Colleges/Institutions/Public Libraries in the Province. You are accordingly requested to convey the approval of the Government to your lower formation for further necessary action:

Sr. No.	Name of the book(s)/ magazine & Price.	Name of the Publisher/Author.	Approved for the Libraries of:
•	مسرت الحق Rs. 150/-	Talib Hussain Karpalvi, Islamia Dar-al-Tabligh, House No.10, Gali No.31, Afzaal Road, Sanda Kalan, Lahore.	Approved for all libraries of Schools/Colleges and Public in the Province.

SECTION OFFICER (PI)

Endst. No. & Date Even.

A copy is forwarded for information to the Printer/Publisher/Author

Mr. Talib Hussain Karpalvi, Islamia Dar-al-Tabligh, House No.10, Street No.31, Afzaal Road, Sanda Kalan, Lahore w/r to his application dated 4.7.1991.

SECTION OFFICER (PI)

اے محبوب تم کہہ دو کہ لوگو! اگر تم اللہ تعالیٰ کو دوست رکھتے ہو تو میری اتباع کرو، اللہ تعالیٰ
تم کو دوست رکھے گا اور تمہارے تمام گناہ معاف کر دے گا۔ اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا ہے۔
(آل عمران۔ ۳۱)
جلد بیست و نہم (۲۹)
سیرت النبی ﷺ
صلوٰۃ بر محمد ﷺ
محمد ﷺ
مؤلف: طالب حسین کرپالوی
اسلامیہ دار التبلیغ ۱۶۔ نئی انارکلی لاہور